ابواب المناقب

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے فضائل

جلد پنجم

# جَامِعُ التِرمِذِی

لِلعلامہ الامام الحافظ محمد بن عیسی الترمذی رحمہ اللہ

مع شرح ماخوذ

# تُحفَۃُ الأحوَذِی

للإمام محمد بن عبد الرحمن بن عبد الرحیم المبارکپوری رحمہ اللہ

صحیح احادیث کا مجموعہ

قال رسول اللہ ﷺ


تخریج و تحقیق
الشیخ العلامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح
فضیلۃ الشیخ محمد الیاس بن مفتی عبد القہار حفظہ اللہ

ترتیب و توضیح
محسن الیاس حفظہ اللہ



مکتبہ اشاعۃ الکتاب والسنۃ

# جَامِعُ التِرمِذِی

لِلعلامہ الامام الحافظ محمد بن عیسی الترمذی رحمہ اللہ

مع شرح ماخوذ:

# تُحفَۃُ الأحوذِی

للإمام محمد بن عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم المبارکپوری رحمہ اللہ

## صحیح احادیث کا مجموعہ

تخریج و تحقیق
الشیخ العلامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح
فضیلۃ الشیخ محمد الیاس بن مفتی عبد القہار رحمہ اللہ

ترتیب و توضیح
محسن الیاس حفظہ اللہ

مکتبہ اشاعۃ الکتاب والسنۃ

بسم الله الرحمن الرحيم

# فہرستِ مناقب


| نمبر | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| (1) | رسول اللہ ﷺ سے مناقب کے بارے میں مروی احادیث | 34 |
| (2) | حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے فضائل ومناقب | 96 |
| (3) | حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما (دونوں) کی فضیلت | 106 |
| (4) | حضرت عمر بن خطاب (ابوحفص) ؓ کے فضائل ومناقب | 120 |
| (5) | حضرت عثمان بن عفان ؓ کے فضائل ومناقب | 137 |
| (6) | حضرت علی بن ابی طالب ؓ کے فضائل ومناقب | 153 |
| (7) | حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ کے فضائل | 178 |
| (8) | حضرت زبیر بن عوام ؓ کے فضائل | 183 |
| (9) | حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے فضائل | 186 |
| (10) | حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کے عمدہ فضائل | 190 |
| (11) | حضرت سعید بن زید ؓ کے فضائل | 195 |
| (12) | حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراح ؓ کے فضائل | 196 |
| (13) | نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ کے فضائل | 199 |
| (14) | حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کے فضائل | 203 |
| (15) | حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب | 208 |
| (16) | نبی علیہ السلام کے (گھرانے) اہل بیت کے فضائل | 221 |
| (17) | حضرت معاذ بن جبل، زید بن ثابت، اُبَی بن کعب اور ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے فضائل | 226 |
| (18) | حضرت سلمان فارسی ؓ کے فضائل | 233 |
| (19) | حضرت عمار بن یاسر ؓ کے فضائل | 234 |
| (20) | حضرت ابوذر غفاری ؓ کے فضائل | 237 |
| (21) | حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کے فضائل | 238 |
| (22) | حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے فضائل | 241 |
| (23) | حضرت حذیفہ بن یمان ؓ کے فضائل | 246 |
| (24) | حضرت زید بن حارثہ ؓ کے فضائل | 247 |
| (25) | حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل | 251 |
| (26) | حضرت جریر بن عبداللہ البجلی ؓ کے فضائل | 254 |
| (27) | حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل | 255 |
| (28) | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل | 257 |
| (29) | حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل | 259 |
| (30) | حضرت انس بن مالک ؓ کے فضائل | 260 |
| (31) | حضرت ابوہریرہ ؓ کے فضائل | 265 |
| (32) | حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے فضائل | 273 |
| (33) | حضرت عمرو بن عاص ؓ کے فضائل | 276 |
| (34) | حضرت خالد بن ولید ؓ کے فضائل | 277 |
| (35) | حضرت سعد بن معاذ ؓ کے فضائل | 279 |
| (36) | حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کے فضائل | 282 |
| (37) | حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے فضائل | 283 |
| (38) | حضرت مصعب بن عمیر ؓ کے فضائل | 286 |
| (39) | حضرت براء بن مالک ؓ کے فضائل | 288 |
| (40) | حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کے فضائل | 290 |
| (41) | حضرت سہل بن سعد ؓ کے فضائل | 292 |
| (42) | صحابہ کرام ؓ کی فضیلت | 293 |
| (43) | بیعت رضوان میں شریک صحابہ کرام ؓ کی فضیلت | 296 |
| (44) | نبی ﷺ کے صحابہ ؓ کو بُرا کہنے والوں کی مذمت | 297 |
| (45) | حضرت فاطمۃ الزہریٰ رضی اللہ عنہا کی فضیلت | 301 |
| (46) | ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت | 309 |
| (47) | ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت | 317 |
| (48) | نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کی فضیلت | 321 |
| (49) | حضرت اُبَی بن کعب ؓ کی فضیلت | 328 |
| (50) | انصار اور قریش کی فضیلت | 330 |
| (51) | انصار کے کونسے گھرانے زیادہ فضیلت والے ہیں؟ | 339 |
| (52) | مدینہ طیبہ کی فضیلت | 343 |
| (53) | مکہ مکرمہ کی فضیلت | 353 |
| (54) | عرب کی فضیلت | 356 |
| (55) | عجم (غیر عرب) کی فضیلت | 359 |
| (56) | (اہل) یمن کی فضیلت | 361 |
| (57) | غِفار، اسلم، جُہینہ اور مُزَینہ قبیلوں کی فضیلت | 365 |
| (58) | قبیلہ ثقیف اور بنی حنیفہ | 366 |
| (59) | ملک شام اور یمن کی فضیلت | 374 |

# جامع ترمذی مترجم

# ابواب المناقب

## فہرستِ ابواب ومضامین

مضامین — صفحہ


| | |
|---|---|
| فہرستِ مناقب | 3 |
| فہرستِ ابواب ومضامین | 4 |
| فہرستِ مصادر ومراجع | 23 |
| مترجم جامع ترمذی ''شیخ محمد الیاس رحمہ اللہ'' کا تعارف | 26 |
| حرفِ اول | 30 |
| عرضِ مرتب | 31 |


## ابواب المناقب اعزاز وفضائل کا بیان


| | |
|---|---|
| **رسول اللہ ﷺ سے مناقب کے بارے میں مروی احادیث** | **34** |
| ''مَنَاقِبُ'' کا معنی | 34 |
| **۲۰) باب: نبی اکرم ﷺ کی فضیلت** | 34 |
| نبی علیہ السلام کا نسب نامہ | 35 |

| | |
|---|---|
| '' قریش '' کون ہیں؟ | 35 |
| صحابی حضرت واثلہ بن اسقع لیثی ﷜ کے بارے میں | 35 |
| اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے نبی ﷺ کا انتخاب کیسے فرمایا؟ | 37 |
| نبی اکرم ﷺ اور اکثر انبیاء علیہم السلام حضرت ابراہیم ؑ کی نسل سے ہیں | 37 |
| حضرت اسحاق ؑ | 38 |
| حضرت اسماعیل ؑ | 38 |
| دنیا میں سب سے بہترین انسان کون ہیں؟ | 38 |
| صرف نسب کسی کام کا نہیں! تقوی ہونا ضروری ہے | 38 |
| آپ ﷺ کی نبوت کا فیصلہ کب ہوا؟ | 39 |
| نبی اکرم ﷺ حضرت آدم ؑ کی اولاد میں سے ہی ہیں' پہلے انسان نہیں ہیں...... | 39 |
| حضرت آدم ؑ اور ان کی شان | 40 |
| **۲۱) باب:** | 40 |
| **۲۲) باب : (جنت اور روزِ قیامت میں آپ ﷺ کی خصوصیات)** | 41 |
| آپ ﷺ نے امت سے اپنے لئے وسیلہ کی دعا کروائی! اس کی کیا وجہ ہے؟ | 41 |
| نبی اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی رسالت اور ختم نبوت کی ایک مثال | 42 |
| صحیح احادیث میں مذکور نبی اکرم ﷺ کے نام | 42 |
| ''امام النبیین'' ﷺ کا لقب | 43 |
| آپ ﷺ کیلئے قیامت کے دن کی بہت اہم خصوصیات | 43 |
| نعمتوں کو بیان کرنا بھی شکر کا ایک طریقہ ہے | 44 |
| صحابی حضرت ابوسعید خدری ﷜ کے بارے میں | 44 |
| نبی علیہ السلام کیلئے جنت میں اعلی مقام طلب کرنا اور اسکا فائدہ | 45 |
| اذان سننے والا جواب میں کیا کہے؟ | 45 |
| '' وسیلہ '' کسے کہتے ہیں؟ | 45 |

| | |
|---|---|
| '' مقامِ محمود '' کیا ہے؟ | 45 |
| آپ ﷺ کیلئے ہی سب سے پہلے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے | 47 |
| آپ ﷺ بار بار فرماتے ہیں '' **اس پر کوئی فخر نہیں** '' یہ نبی اکرم ﷺ کی صفت عاجزی ہے | 47 |
| نبی علیہ السلام کی آمد اور انتقال سے اہل مدینہ پر اثرات | 48 |
| ۲۳) **باب: نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت** | 49 |
| نبی علیہ السلام کیلئے صحابہ کرام کا اندازِ احترام! | 49 |
| '' عام الفیل '' کونسا سال ہے؟ | 50 |
| آپ ﷺ کی ولادت اور وفات کی صحیح تاریخ کیا ہے؟ | 50 |
| ۱۲/ربیع الاول کو یوم میلاد النبی کہنا اور اسکا یقینی تعین کر کے اسے ایک جشن اور عید کا نام دینا کیسا ہے؟ | 50 |
| ۲۴) **باب: نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا آغاز** | 51 |
| بچپن میں آپ ﷺ کے سفرِ شام کا واقعہ اور عیسائی پادری کی آپ ﷺ کیلئے مہمان نوازی ...... | 51 |
| حجر و شجر کا آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ کیا اللہ کے علاوہ کسی اور کو تعظیمی یا تکریمی سجدہ کرنا جائز ہے؟ | 53 |
| ۲۵) **باب: نبی علیہ السلام کو جب شرفِ نبوت سے نوازا گیا تو آپ ﷺ کی کتنی عمر تھی؟** | 54 |
| آپ ﷺ کی کتنی عمر تھی اور آپ ﷺ نے اپنی حیاۃ طیبہ کے کتنے سال مکہ میں اور کتنے مدینہ میں گزارے؟ | 54 |
| '' شاذ '' روایت کیا ہوتی ہے؟ ( مختصراً حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں ) | 54 |
| نبی علیہ السلام کے بدنی اوصاف مبارک | 55 |
| آپ ﷺ درمیانہ قد کے تھے | 55 |
| آپ ﷺ کی خوبصورت رنگت | 55 |
| آپ ﷺ کے گورے رنگ کے بارے میں تفصیل ( حاشیہ میں دیکھیں ) | 56 |
| آپ ﷺ کے بیس (۲۰) بال بھی سفید نہیں تھے | 56 |
| ۲۶) **باب: علامات نبوت اور آپ ﷺ کی خصوصیات (معجزات)** | 56 |
| '' **معجزہ** '' کسے کہتے ہیں؟ | 56 |
| صحابی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں | 57 |

| | |
|---|---|
| اللہ کی طرف سے کھانے میں برکت ہو جانے کا معجزۂ رسول ﷺ | 57 |
| صحابی حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے بارے میں | 57 |
| ۲۷) باب: (حجر و شجر کا آپ ﷺ کو سلام کرنا) | 58 |
| کیا نبی اکرم ﷺ حاضر و ناظر ہیں؟ | 58 |
| ۲۸) باب: (کھجور کے تنے کا رونا اور آپ ﷺ کی اس سے شفقت) | 58 |
| آپ ﷺ کا منبر | 59 |
| سلف نبی علیہ السلام کی یاد اور شوق میں رو پڑتے تھے | 59 |
| کھجور کے خوشے نے آپ ﷺ کا حکم مانا' یہ بھی آپ ﷺ کا معجزہ ہے | 59 |
| ۲۹) باب: (نبی علیہ السلام کی دعا اور ہاتھ پھیرنے کا معجزہ) | 60 |
| صحابی حضرت ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں (حاشیہ میں) | 60 |
| ۳۰) باب: (کھانے میں برکت کا معجزہ) | 61 |
| حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں | 63 |
| حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں | 63 |
| ۳۱) باب: (نبی علیہ السلام کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ بہنے کا معجزہ) | 64 |
| ۳۲) باب: (سچے خوابوں کا معجزۂ نبی ﷺ) | 65 |
| ۳۳) باب: (معجزاتِ رسول ﷺ باعثِ رحمت و برکت ہوتے ہیں) | 66 |
| ۳۴) باب: نبی ﷺ پر وحی کیسے نازل ہوتی تھی؟ | 66 |
| صحابی حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کے بارے میں (حاشیہ میں دیکھیں) | 66 |
| وحی کا مطلب کیا ہے، وحی نازل ہونے کے پانچ طریقے | 67 |
| آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں دو (۲) بار دیکھا | 68 |
| ۳۵) باب: نبی ﷺ کے اوصاف مبارک | 69 |
| نبی ﷺ کے بال مبارک کتنے لمبے ہوتے تھے؟ | 69 |
| ''وَفْرَہ''، ''لِمَّہ'' اور ''جُمَّہ'' کا معنی | 70 |

| | |
|---|---|
| بال رکھنے کے آداب | 70 |
| مرد حضرات کیلئے سرخ لال کپڑے پہننے جائز ہیں یا نہیں؟ | 70 |
| نبی ﷺ کو کونسا رنگ پہننا پسند تھا ؟ | 71 |
| صحابی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے بارے میں | 71 |
| ۳۶) باب: (نبی علیہ السلام کا چہرہ مبارک چاند جیسا تھا) | 72 |
| ۳۷) باب: (نبی علیہ السلام کا سر مبارک اور چال وغیرہ کے اوصاف) | 73 |
| آپ ﷺ نہایت موزوں اور معتدل قد و قامت کے تھے | 73 |
| آپ ﷺ کے ہاتھ پیر بھرے بھرے تھے | 73 |
| آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا | 74 |
| آپ ﷺ کے جوڑ مضبوط اور موٹے تھے | 74 |
| آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر بالوں کی باریک لکیر تھی | 74 |
| آپ ﷺ چلتے وقت ...... | 74 |
| ۳۸) باب: (نبی اکرام ﷺ کا حلیہ مبارک) | 75 |
| علم مصطلح الحدیث کے حوالہ سے معلق، مرسل اور منقطع کس حدیث کو کہتے ہیں؟ (حاشیہ میں دیکھیں) | 75 |
| ''عربی لغت کے سمندر'' اصمعی رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کی صفات اور حلیہ کی یوں تشریح کی ہے | 76 |
| کچھ اصمعی رحمہ اللہ کے بارے میں (حاشیہ میں دیکھیں) | 76 |
| نبی علیہ السلام کے حلیہ و اوصاف مبارک کے بارے میں طویل حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کے اکثر الفاظ صحیح احادیث سے ثابت ہیں، ملاحظہ فرمائیں | 77 |
| آپ ﷺ کے بال | 77 |
| آپ ﷺ کی خوبصورت رنگت | 78 |
| آپ ﷺ کی آنکھیں | 79 |
| آپ ﷺ کے کاندھے اور جوڑ | 79 |
| آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں | 79 |

| | |
|---|---|
| آپ ﷺ کی گفتگواورتوجہ | 79 |
| آپ ﷺ کے کاندھوں کے درمیان مہرنبوت | 79 |
| آپ ﷺ فراخ دل اوروسیع القلب تھے | 80 |
| آپ ﷺ کی تعریف بیان کرنے والا کہتا ...... | 80 |
| آپ ﷺ کا حلیہ اوراوصاف مبارک ایک نظر میں (صحیح حدیث) | 80 |
| ۳۹) **باب: نبی اکرام ﷺ کی گفتگوکا انداز** | 81 |
| ۴۰) **باب: (نبی اکرم ﷺ بات کوتین بار دہراتے تھے)** | 81 |
| ۴۱) **باب: نبی اکرم ﷺ کی عادتِ تبسم ومسکراہٹ** | 82 |
| مسکراہٹ (تبسم) اور" ضواحك "کسے کہتے ہیں؟ | 82 |
| صحابی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کے بارے میں (حاشیہ میں) | 82 |
| ۴۲) **باب: نبی اکرم ﷺ کی مہرنبوت** | 83 |
| " زِرِّ الحَجَلَةِ " سے کیا مراد ہے؟ (حاشیہ میں) | 83 |
| آپ ﷺ کو مہرنبوت کیوں دی گئی؟ | 83 |
| آپ ﷺ کی مہرنبوت کس طرح کی تھی؟ | 84 |
| مہرنبوت گھٹتی بڑھتی رہتی تھی | 84 |
| صحابی حضرت سائب رضی اللہ عنہ کے بارے میں | 84 |
| آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی پینا اوراس طرح کے دوسرے تبرکات صرف نبی علیہ السلام کا خاصہ ہے کسی اورکیلئے جائز نہیں | 85 |
| کیا سید، پیر، ملنگ اور باباوغیرہ سے تبرکات لینا صحیح ہے؟ | 85 |
| آپ ﷺ کے خاص تبرکات جوکسی اورانسان سے نہیں لئے جاسکتے' صحیح احادیث کی روشنی میں | 85 |
| جی ہاں! نبی علیہ السلام کے تبرکات کا اصل فائدہ ہم آج بھی حاصل کرسکتے ہیں | 87 |
| ۴۳) **باب: نبی اکرم ﷺ کے اوصاف مبارک** | 87 |
| آپ ﷺ کی آنکھیں پیدائشی خوبصورت وسرگیں تھیں | 88 |

| | |
|---|---|
| ۴۴) باب: (نبی اکرم ﷺ کا دھن مبارک، آنکھوں اور ایڑھیوں کی خوبصورتی) | 88 |
| کچھ "سید المحدثین" امام شعبہ رحمہ اللہ کے بارے میں (حاشیہ میں دیکھیں) | 88 |
| ۴۵) باب: (نبی اکرم ﷺ کی خوبصورتی و چلنے میں تیزی) | 89 |
| ۴۶) باب: (نبی محمد ﷺ ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ تھے) | 90 |
| حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں | 90 |
| حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں | 91 |
| حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں | 91 |
| حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں | 92 |
| صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے بارے میں | 92 |
| واقعہ معراج میں نبی ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حقیقت میں دیکھا تھا | 92 |
| ۴۷) باب: نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت کتنی عمر تھی؟ | 93 |
| ۴۸) باب: (نبی اکرم ﷺ کا مکہ میں قیام اور آپ ﷺ کی عمر) | 93 |
| ۴۹) باب: (نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی عمریں) | 94 |
| ۵۰) باب: (نبی اکرم ﷺ نے "63" سال کی عمر میں وفات پائی) | 94 |
| آپ ﷺ کی وفات | 95 |
| آپ ﷺ کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟ | 95 |
| آپ ﷺ کو کن صحابہ نے غسل دیا؟ | 95 |
| آپ ﷺ کا کفن | 95 |
| آپ ﷺ کی نماز جنازہ | 95 |
| آپ ﷺ کی تدفین کب ہوئی؟ | 95 |
| آپ ﷺ کا روضہ مبارک یعنی آخری آرام گاہ (قبر) کہاں بنائی گئی؟ | 95 |
| آپ ﷺ کو قبر میں کن صحابہ نے اتارا؟ | 95 |
| آپ ﷺ کی قبر صرف ایک بالشت جتنی اونچی کی گئی | 95 |

| | |
|---|---|
| آپ ﷺ کو (خواب میں) دیکھنے کا شوق | 95 |
| ۞ **حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے فضائل ومناقب' انکا نام عبداللہ بن عثمان ہے اور لقب عتیق ہے** | **96** |
| نام ولقب، خاندان اور فضائل | 96 |
| حضرت ابوبکر ؓ کی دار فانی سے رحلت | 97 |
| اللہ اور لوگوں سے کیسی محبت ہونی چاہئے؟ ("خُلَّة" کا معنی) | 98 |
| جنت کے درجات کیسے ہونگے اور وہ کس طرح حاصل کئے جا سکتے ہیں؟ | 100 |
| ۞ ۵۱) **باب: (دوستی کا حق ادا کرنے والے حضرت ابوبکر ؓ)** | 102 |
| ''ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں'' اس کا مطلب کیا ہے؟ | 104 |
| مسجد میں گھر کا دروازہ یا روشن دان کھولنے کی صرف حضرت ابوبکر ؓ کیلئے خاص اجازت تھی | 104 |
| ۞ ۵۲) **باب: (حضرت ابوبکر ؓ کا احسان)** | 105 |
| ۞ **حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما (دونوں) کی فضیلت ومناقب** | **106** |
| ۞ ۵۳) **باب: (جنت میں ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار)** | 107 |
| جنت میں ادھیڑ عمر اور بوڑھے بھی ہونگے یا سب جوان ہونگے؟ | 108 |
| ۞ ۵۴) **باب: (حضرت ابوبکر صدیق ؓ سب سے پہلے اسلام لانے والے صحابی ہیں)** | 108 |
| ۞ ۵۵) **باب:** | 109 |
| ۞ ۵۶) **باب:** | 109 |
| ۞ ۵۷) **باب: (دین میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اہمیت ایسی ہے جیسے چہرے میں آنکھ کان کی اہمیت)** | 110 |
| کچھ (مرسل) حدیث کی سند کے بارے میں (حاشیہ میں) | 110 |
| ۞ ۵۸) **باب: (خلیفہ رسول ﷺ حضرت ابوبکر ؓ ہی ہیں)** | 111 |
| ۞ ۵۹) **باب:** | 113 |
| ۞ ۶۰) **باب: (حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو جنت کے ہر دروازے سے خوش آمدید کہا جائیگا)** | 113 |
| جنت کے آٹھ دروازے کونسے ہیں؟ | 114 |
| عمل اور اجر میں آگے رہنے والے حضرت ابوبکر صدیق ؓ | 115 |

| | |
|---|---|
| ۶۱) باب: (نبی علیہ السلام کے نامزد خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) | 116 |
| ۶۲) باب: (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت) | 117 |
| ۶۳) باب: (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جہنم سے آزاد ہیں) | 118 |
| ۶۴) باب: | 118 |
| سبحان اللہ! کیا گائے بھی بولتی ہے؟ | 119 |
| حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت کریں | 119 |
| **حضرت عمر بن خطاب (ابوحفص) رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومناقب** | **120** |
| نام ونسب، قبولِ اسلام، علم اور رتبہ | 120 |
| حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور دارِفانی سے رحلت | 121 |
| حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسلام کو عزت ملی | 122 |
| ۶۵) باب: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید قرآن سے ہوتی تھی!) | 122 |
| ۶۶) باب: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی دعا ہیں) | 124 |
| ۶۷) باب: | 124 |
| ایک موضوع حدیث کی سند کے بارے میں (......سورج عمر سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں ہوا) | 124 |
| حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا ضروری ہے | 125 |
| ۶۸) باب: (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے) | 126 |
| ۶۹) باب: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے غیبی خوشخبریاں) | 126 |
| خواب میں دودھ دیکھنے سے علم مرادلیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ | 127 |
| جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل | 127 |
| ۷۰) باب: (جنت میں سونے کا چاکور محل کس کا ہے؟) | 128 |
| حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آواز نبی ﷺ سے آگے تھی! یہ بھی آپ ﷺ کی ہی فضیلت ہے! | 129 |
| مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت نماز پڑھنا' اس فضیلت میں بھی شامل ہے کہ ...... | 129 |
| ۷۱) باب: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھی ڈرتا تھا) لیکن آپ ﷺ سے بڑھ کر نہیں ...... شرح میں دیکھیں | 130 |

| | |
|---|---|
| دَف بجانا کوئی اچھی بات نہیں ہے لیکن کچھ خاص موقعوں پر جائز ہے جیسے...... | 131 |
| ۷۲) باب: | 133 |
| ۷۳) باب: (دین کو سمجھنے والے حضرت عمر بن خطاب ﷛) | 134 |
| ۷۴) باب: (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں معجزاتِ رسول ) | 134 |
| ''یوم السبع'' سے کونسا دن مراد ہے؟ | 136 |
| **حضرت عثمان بن عفان ﷛ کے مناقب و فضائل انکی دو کنیتیں ہیں ابو عمرو اور ابو عبداللہ** | **137** |
| نام و نسب، فضائل، خلافت اور شہادت | 137 |
| آپ ﷺ نے امت کو غیب کی باتیں کیسے بتائیں؟ | 139 |
| ۷۵) باب: | 139 |
| ۷۶) باب: (حضرت عثمان ﷛ نے مال سے جنت خرید لی) | 140 |
| خوارج کون ہیں؟ جنہوں نے حضرت عثمان ﷛ کو شہید کیا! | 141 |
| حضرت عثمان ﷛ کیلئے حسنِ خاتمہ کی بشارت | 142 |
| ایک حسن یعنی صحیح حدیث کا تحفہ ...... حاشیہ میں دیکھیں | 143 |
| حضرت عثمان ﷛ کا صبر اور انکی تین خاص فضیلتیں | 144 |
| فتنوں کے وقت بھی ہدایت پر رہنے والے حضرت عثمان ﷛ | 146 |
| ۷۷) باب: (حضرت عثمان ﷛ کیلئے نبی علیہ السلام کی نصیحت و حوصلہ بندی) | 147 |
| ۷۸) باب: (صحابہ میں حضرت عثمان ﷛ کی اونچی فضیلت) | 148 |
| یہ خلفائے اربعہ کی ترتیبِ خلافت کی دلیل ہے | 148 |
| ۷۹) باب: (حضرت عثمان ﷛ بَری ہیں!) | 149 |
| حضرت عثمان ﷛ کے بارے میں کچھ سوالات کے صحیح جوابات' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی زبانی | 149 |
| بیعتِ رضوان میں حضرت عثمان ﷛ کا مقام اور فضیلت | 150 |
| ۸۰) باب: | 151 |
| ۸۱) باب: (حضرت عثمان ﷛ کیلئے شہادت اور جنت کی بشارت) | 151 |

| | |
|---|---|
| 152 | حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آخر تک خلافت کو کیوں نہیں چھوڑا؟ |
| **153** | ✪ **حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل انکی دو کنیتیں ہیں ابوتراب اور ابوالحسن** |
| 153 | نام ونسب، فضیلت، شجاعت، زہد، علم اور دارفانی سے رحلت |
| 157 | ''**علی میرے بعد ہر مؤمن کے ولی (دوست) ہیں**'' اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ |
| 158 | نبی علیہ السلام نے کن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا: ''**یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں**'' |
| 161 | ✪ **۸۲) باب: (آپ ﷺ کے بااعتماد حضرت علی رضی اللہ عنہ)** |
| 162 | ✪ **۸۳) باب** |
| 163 | ✪ **۸۴) باب** |
| 163 | حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے ''علیہ السلام'' یا ''کرم اللہ وجہہ'' خاص کرنا ! |
| 163 | ✪ **۸۵) باب** |
| 164 | ✪ **۸۶) باب: (علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں)** |
| 165 | ✪ **۸۷) باب** |
| 166 | ✪ **۸۸) باب** |
| 167 | حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے تین خاص فضیلتیں: ان کا رتبہ حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح ہے ......، اللہ اور رسول ان سے محبت کرتے ہیں ...... اور یہ اہل بیت میں سے ہیں |
| 169 | جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف کی بات ہو تو ایک مؤمن کو کیا کرنا چاہیے؟ |
| 169 | ✪ **۸۹) باب:** |
| 170 | ✪ **۹۰) باب:** |
| 171 | ✪ **۹۱) باب:** |
| 172 | ✪ **۹۲) باب:** |
| 173 | ✪ **۹۳) باب: (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت)** |
| 174 | ✪ **۹۴) باب: (کم عمر لوگوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے)** |
| 174 | سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم |

| | |
|---|---|
| ۹۵) باب: (حضرت علیؓ سے صرف مؤمن ہی صحیح محبت کرتے ہیں) | 175 |
| حضرت علیؓ سے محبت کرنے کا صحیح طریقہ | 176 |
| حضرت علیؓ سے محبت کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں: | 176 |
| زندگی وموت کی تمنا اور دعا کرنے کی شرعی حیثیت | 177 |
| **ابومحمد حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے فضائل** | **178** |
| حسن خاتمہ کیلئے ایک بہترین دعا | 179 |
| زندہ شہید! | 180 |
| حضرت طلحہؓ نے نذر وذمہ داری پوری کی | 181 |
| ۹۶) باب: (حضرت طلحہؓ کی اللہ اور رسول ﷺ نے تعریف فرمائی) | 181 |
| **حضرت زبیر بن عوّام ؓ کے فضائل** | **183** |
| نبی ﷺ نے فرمایا: ''(زبیر!) میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں'' | 183 |
| ۹۷) باب: (نبی ﷺ کے خاص صحابی حضرت زبیرؓ) | 184 |
| ۹۸) باب: (نبی ﷺ کے حواری [مددگار] حضرت زبیرؓ) | 184 |
| ۹۹) باب: (نبی ﷺ کے وفادار ساتھی حضرت زبیرؓ) | 185 |
| **حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف الزُہری ؓ کے فضائل** | **186** |
| عشرہ مبشرہ صحابہ | 187 |
| ۱۰۰) باب: (ازواجِ مطہرات پر خرچ کرنے والے صحابی) | 188 |
| **حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کے عمدہ فضائل** | **190** |
| حضرت سعد ؓ کی دعائیں قبول ہوتی تھیں | 191 |
| ۱۰۱) باب: (حضرت سعدؓ نبی علیہ السلام کے ننھیال سے ہیں) | 192 |
| ۱۰۲) باب: (نبی ﷺ نے حضرت سعدؓ کیلئے فرمایا: ''میرے باپ تم پر قربان ہوں'') | 192 |
| ۱۰۳) باب: (نبی ﷺ کے محافظ' حضرت سعدؓ) | 194 |
| **حضرت سعید بن زید ؓ کے فضائل** | **195** |

| | |
|---|---|
| **حضرت ابوعبیدہ عامر بن جرّاح ؓ کے فضائل** | **196** |
| امت کے امین | 197 |
| **نبی ﷺ کے چچا محترم ابوالفضل حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ کے فضائل** | **199** |
| نبی ﷺ نے فرمایا: ''چچا والد کی طرح ہوتے ہیں'' | 201 |
| **۱۰۴) باب** | 201 |
| **۱۰۵) باب: (حضرت عباس ؓ نبی ﷺ کے چچا ہیں)** | 201 |
| **۱۰۶) باب: (حضرت عباس ؓ کیلئے نبی ﷺ کی محبت)** | 202 |
| حضرت عباس ؓ اور انکی اولاد کیلئے نبی ﷺ کی خصوصی دعا | 202 |
| **حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کے فضائل جو کہ حضرت علی ؓ کے بھائی ہیں** | **203** |
| ''جعفر طیار'' نبی ﷺ نے حضرت جعفر ؓ کو جنت میں فرشتوں کیساتھ اڑتے ہوئے دیکھا | 204 |
| **۱۰۷) باب: (حضرت جعفر ؓ کی فضیلت)** | 205 |
| حضرت جعفر ؓ غریب مسکینوں کیلئے بہترین سہارا تھے | 207 |
| **حضرت حسن بن علی بن ابی طالب ؓ اور حضرت حسین بن علی بن ابی طالب ؓ کے فضائل** | **208** |
| کیا کسی خاص شخص کو جنتی یا جہنمی کہا جا سکتا ہے؟ | 209 |
| نبی ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے تھے | 210 |
| مسلمان کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم ہو تو کیا کرنا چاہئے؟ | 212 |
| **۱۰۸) باب: (مسلمانوں میں صلح کرانے والے حضرت حسن ؓ)** | 213 |
| ''سید'' کن لوگوں کو کہتے ہیں؟ | 214 |
| **۱۰۹) باب: (نبی ﷺ کی حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت)** | 214 |
| حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو سبطین (دو نواسے) کہا جاتا ہے | 215 |
| حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بہت مشابہ تھے | 216 |
| حضرت حسین ؓ کو شہید کر کے انکی بے حرمتی کرنے والے کا دنیا میں ہی بھیانک حشر ہوا! | 218 |
| **۱۱۰) باب: (جنتی نوجوانوں کے سردار)** | 218 |

| | |
|---|---|
| نبی ﷺ کے (گھرانے) اہل بیت کے فضائل | **221** |
| اہل بیت کی کچھ خصوصیات | 221 |
| ...... نبی ﷺ نے بعد میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی چادر اوڑھائی ...... | 223 |
| اہل بیت میں کون کون شامل ہیں؟ | 223 |
| حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت، حضرت اُبَی بن کعب اور حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہم کے فضائل | **226** |
| نبی ﷺ نے حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ کیلئے سورۂ بیّنہ تلاوت فرمائی | 228 |
| قرآن مجید کو کس طرح محفوظ اور جمع کیا گیا؟ | 229 |
| حضرت اُسید بن حُضیر، حضرت ثابت بن قیس اور حضرت معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہم کی چند اہم خصوصیات | 231 |
| حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل | **233** |
| حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ | 233 |
| حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل، انکی کنیت ابوالیقظان ہے | **234** |
| مشاجرتِ صحابہ اور سلف کا موقف | 236 |
| حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے فضائل | **237** |
| حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سچے، زیادہ وفا کرنے والے اور زہد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہ تھے | 238 |
| حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل | **238** |
| حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں قرآن کی آیات نازل ہوئیں | 239 |
| کیا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں؟ | 241 |
| حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل | **241** |
| حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے خادمِ خاص تھے | 243 |
| آپ ﷺ کی سیرت، اخلاق اور عادات سے قربت و مشابہت رکھنے والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ | 243 |
| نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کی تلاوت سننا پسند فرمایا | 244 |
| صحابی حضرت سالم مولی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں | 245 |
| آپ ﷺ کی جوتیاں اٹھانے والے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ | 246 |

| | |
|---|---|
| ✪ **حضرت حذیفہ بن یمان ﷛ کے فضائل** | **246** |
| ✪ **حضرت زید بن حارثہ ﷛ کے فضائل** | **247** |
| نبی ﷺ کے منہ بولے بیٹے | 247 |
| منہ بولے بیٹے بیٹیوں کی ولدیت میں کس کا نام آنا چاہیے؟ | 247 |
| قرآن مجید میں' صحابہ میں سے صرف حضرت زید ﷛ کا ہی نام ذکر ہے | 248 |
| منہ بولے بیٹا بیٹی کا ورثہ میں کیا حق ہے؟ | 249 |
| اللہ کی قسم! زید امیر (سردار) بننے کیلیے ہی پیدا کئے گئے تھے | 250 |
| ✪ **حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل** | **251** |
| کیا آپ ﷺ علم غیب جانتے تھے؟ | 253 |
| ✪ **حضرت جریر بن عبداللہ البجلی ﷛ کے فضائل** | **254** |
| ✪ **حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل** | **255** |
| ''عبادلہ اربعہ'' کون ہیں؟ (حاشیہ میں دیکھیں) | 255 |
| حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما "حِبرُ الْأُمَّة" یعنی امت کے بڑے عالم ہیں' اور امت میں سب سے بڑے مفسر قرآن اور سب سے پہلے نبی علیہ السلام کی سیرت کو جمع کرنے والے ہیں | 256 |
| ایک مرتبہ حضرت ابن عباس نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا جبکہ کسی دوسرے صحابی کو وہ نظر نہیں آرہے تھے | 256 |
| حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کیلئے آپ ﷺ کی دعا | 257 |
| ✪ **حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل** | **257** |
| حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمام مؤمنوں کے ماموں ہیں | 258 |
| ✪ **حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل** | **259** |
| حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا خاندان بڑا ہی مبارک تھا | 260 |
| ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ''ام عبداللہ'' انکے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام پر تھی | 260 |
| ✪ **حضرت انس بن مالک ﷛ کے فضائل** | **260** |

| | | |
|---|---|---|
| | نبی اکرم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے چار دعائیں فرمائیں | 262 |
| | کیا عمر اور روزی میں برکت کیلئے دعا مانگا درست ہے؟ | 262 |
| ۞ | **حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل** | **265** |
| | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمتِ حدیث | 265 |
| | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور انکی والدہ کیلئے دعا کرنے والے کو ...... | 266 |
| | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ کے مالک تھے | 268 |
| | حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اللہ سے ڈرنا | 269 |
| | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت نبی ﷺ کا معجزہ ہے | 270 |
| | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے نام کے بجائے کنیت سے کیوں مشہور ہیں اور ''ہریرہ'' کا مطلب کیا ہے؟ | 271 |
| | کچھ حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں | 272 |
| | دیگر صحابہ کے مقابلہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی سب سے زیادہ مرویات کیوں ہیں؟ | 272 |
| ۞ | **حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے فضائل** | **273** |
| | حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے نبی ﷺ کی دعا | 274 |
| ۞ | **حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے فضائل** | **276** |
| ۞ | **حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل** | **277** |
| | " سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰه " کا کیا مطلب ہے؟ | 279 |
| ۞ | **حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل** | **279** |
| | حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے انتقال پر رحمٰن تبارک وتعالیٰ کا عرش خوشی سے جھوم اٹھا! | 281 |
| | حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ فرشتوں نے بھی اٹھایا ہوا تھا! | 282 |
| ۞ | **حضرت قَیس بن سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہما کے فضائل** | **282** |
| | نبی علیہ السلام کے محافظ حضرت قَیس بن سعد رضی اللہ عنہما | 283 |
| ۞ | **حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے فضائل** | **283** |
| | حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں | 284 |

| | |
|---|---|
| آپ ﷺ نے حضرت جابر ؓ کیلئے ایک ہی رات میں پچیس بار مغفرت کی دعا فرمائی! | 285 |
| ✪ **حضرت مصعب بن عمیر ؓ کے فضائل** | **286** |
| مدینہ طیبہ کے پہلے مبلغ حضرت مصعب بن عمیر ؓ | 286 |
| حدیث میں صحابہ کی زندگیوں کی دو مثالیں پیش کی گئیں ہیں | 288 |
| ✪ **حضرت براء بن مالک ؓ کے فضائل** | **288** |
| ✪ **حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کے فضائل** | **290** |
| حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کی تلاوت کی خوبصورت آواز | 291 |
| قرآن مجید کو اچھی آواز سے تلاوت کرنا | 292 |
| ✪ **حضرت سہل بن سعد ؓ کے فضائل** | **292** |
| ✪ **نبی ﷺ کو دیکھنے والے اور آپ ﷺ سے ملاقات کرنے والے صحابہ کرام ؓ کی فضیلت** | **293** |
| بدعت کیا ہوتی ہے؟ ہم نے بدعت سے بچنا ہے | 295 |
| ✪ **بیعت رضوان میں شریک صحابہ ؓ کی فضیلت** | **296** |
| ✪ **نبی ﷺ کے صحابہ ؓ کو بُرا کہنے والوں کی مذمت** | **297** |
| ✪ **صاحبزادی رسول ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت** | **301** |
| آپ ﷺ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت | 302 |
| '' فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں '' | 304 |
| حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی تھیں | 306 |
| ✪ **ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت** | **309** |
| نبی اکرم ﷺ کی سب سے محبوب ترین (بیوی) زوجہ محترمہ | 309 |
| ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خواتین میں سب سے زیادہ حدیثیں روایت کرنے والی صحابیہ ہیں | 310 |
| آپ ﷺ کی دنیا و آخرت میں زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا | 312 |
| حضرت جبریل علیہ السلام نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہلوایا | 313 |
| کسی کو سلام کہلوانے کا صحیح طریقہ | 313 |

| | | |
|---|---|---|
| | ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی فقیہہ، عالمہ، فصیحہ وبلیغہ تھیں | 315 |
| | ''ثرید'' یہ کھانا بہت ساری خوبیوں کا مجموعہ ہے اسی طرح ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی...... | 316 |
| ۞ | **ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت** | **317** |
| | ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جنت میں بڑا پُرسکون موتیوں سے بنا محل! | 319 |
| | دنیا وآخرت کی بہترین وفضیلت والی خواتین | 320 |
| ۞ | **نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کی فضیلت** | **321** |
| | ''امہات المؤمنین'' کی تعداد گیارہ (۱۱) ہے | 321 |
| | جنت میں جنتی مرد اور عورتوں کے سردار کون ہیں؟ | 325 |
| | نبی ﷺ ازواج مطہرات کیساتھ بہت اچھا سلوک فرماتے | 326 |
| | اگر امام وقت کے بارے میں غلط باتیں یا افواہیں پھلائی جارہی ہوں تو انہیں یہ باتیں بتائی جاسکتی ہیں | 327 |
| ۞ | **حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت** | **328** |
| ۞ | **انصار اور قریش کی فضیلت** | **330** |
| | انصار اور قریش کون ہیں؟ | 330 |
| | آپ ﷺ انصار سے اتنی محبت کیوں کرتے تھے؟ | 332 |
| | انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے ...... انصار کیلئے اتنی بڑی فضیلت کی کیا وجہ ہے؟ | 334 |
| | آپ ﷺ نے انصار، انکی اولاد اور انکی بھی اگلی نسلوں کیلئے دعائے مغفرت فرمائی | 335 |
| | قریش کے بارے میں صرف بُرا سوچنے کا نتیجہ! | 337 |
| ۞ | **انصار کے کونسے گھرانے زیادہ فضیلت والے ہیں؟** | **339** |
| | بنونجار قبیلہ | 340 |
| | بنوعبدالاشہل، بنوحارث بن خزرج اور بنوساعدہ قبیلے | 341 |
| ۞ | **مدینہ طیبہ کی فضیلت** | **343** |
| | ''صاع اور مُد'' کسے کہتے ہیں؟ | 344 |
| | مسجد نبوی میں موجود ریاض الجنۃ ...... | 345 |

| | | |
|---|---|---|
| | مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب کیا ہے؟ | 346 |
| | مدینہ میں رہتے ہوئے وہیں فوت ہونے کی فضیلت | 347 |
| | نبی علیہ السلام مدینہ میں صبر کرنے والوں کیلئے خاص شفاعت کریں گے | 348 |
| | مدینہ کے حرم کی حدود اور علاقہ کتنا ہے؟ | 351 |
| ✪ | **مکہ مکرمہ کی فضیلت** | **353** |
| | مکہ مکرمہ کی فضیلت مدینہ منورہ سے زیادہ کیوں ہے؟ | 354 |
| | نبی علیہ السلام کو مکہ مکرمہ سے بہت انسیت اور محبت تھی | 355 |
| ✪ | **عرب کی فضیلت** | **356** |
| ✪ | **عجم (غیر عرب) کی فضیلت** | **359** |
| ✪ | **(اہل) یمن کی فضیلت** | **361** |
| ✪ | **غِفار، اسلم، جُہینہ اور مُزَینہ قبیلوں کی فضیلت** | **365** |
| ✪ | **قبیلہ ثقیف اور بنی حنیفہ** | **366** |
| | اشعری قبیلہ کی فضیلت | 370 |
| | قبیلہ عُصَیّہ | 372 |
| | کیا نبی ﷺ مختارِ کل تھے؟ اور علمِ غیب جانتے تھے؟ | 372 |
| ✪ | **ملک شام اور یمن کی فضیلت** | **374** |
| | حدیث میں نجد سے کونسا علاقہ مراد ہے؟ | 376 |
| | نبی ﷺ غیب کا علم نہیں جانتے تھے،اللہ نے آپ ﷺ کو مستقبل کی جو باتیں بتائیں وہ آپ نے امت کو بیان فرمادیں | 377 |
| | باپ دادا پر فخر کرنے کی مذمت کیونکہ برتری صرف تقویٰ وعمل صالح سے ہے | 378 |
| | لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں | 380 |
| | اختتام کتاب | 380 |

# فہرستِ مصادر و مراجع

جامع ترمذی کی اس کتاب ''ابواب المناقب'' میں تقریباً 300 کتب سے استفادہ اور مراجعہ کیا گیا ہے' ان کے نام درج ذیل ہیں:

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم الشیبانی | 27 | اسماء الصحابۃ الرواۃ لابن حزم | 53 | تخریج مشکلۃ الفقر للالبانی | 81 | تہذیب الآثار للطبری |
| 2 | الاحادیث المختارۃ لضیاء المقدسی | 28 | أسد الغابۃ لابن الأثیر | 54 | | 82 | تہذیب الکمال للمزي |
| 3 | الأعتصام للشاطبي | 29 | اسلامی اوزان لفاروق اصغر صارم | 55 | | 83 | الثقات لابن حبان |
| 4 | الإصابۃ لابن حجر | 30 | أصل صفۃ الصلاۃ للألبانی | 56 | تخریج الظلال للعلوی السقاف | 84 | ثم أبصرت الحقیقۃ لمحمد الخضر |
| 5 | الإستذکار لابن عبد البر | 31 | اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ | 57 | تخریج شرح الطحاویۃ للالبانی | 85 | الثمر المستطاب للالبانی |
| 6 | الاحادیث النبویۃ في فضائل معاویہ بن أبي سفیان، لشیخ محمد امین الشنقیطی | 32 | أکمل البیان في شرح حدیث النجد قرن الشیطان لشیخ محمد اشرف سندھو | 58 | تخریج احادیث فضائل الشام ودمشق للالبانی | 86 | جامع الترمذی مع شرح مأخوذ تحفۃ الأحوذی للشیخ محمد الیاس عبد القہار |
| | | | | 59 | التعلیقات الرضیۃ علی الروضۃ الندیۃ للالبانی | | |
| 7 | الإیمان ۔ لابن تیمیۃ | 33 | الالقاب للشیرازي | 60 | التنبیہات الملیحۃ علی ماتراجع ... للغریب | 87 | جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر |
| 8 | الإجابۃ لإیراد ما استدرکتہ عائشۃ علی صحابۃ، لإمام زرکشي، تعلیق وتحقیق: د۔ عصمت اللہ | 34 | امیر المؤمنین معاویۃ بن أبي سفیان لشیخ محمد مال اللہ | 61 | تنبیہ القاري علی تقویۃ ماضعفہ الألباني لعبد اللہ الدویش | 88 | جامع الأصول في أحادیث الرسول لابن الأثیر تحقیق ایمن صالح شعبان |
| 9 | الأربعون العشاریۃ لحافظ العراقی | 35 | أنساب الأشراف للبلاذري | 62 | تدریب الراوی للسیوطی | 89 | الجامع للسیوطي |
| 10 | الإستیعاب في معرفۃ الأصحاب لابن عبد البر | 36 | الباعث الحثیث لابن کثیر | 63 | التذکرۃ للقرطبی | 90 | الجامع لابن وھب |
| 11 | الآیات البینات للآلوسی تحقیق: شیخ البانی | 37 | بحر الفوائد المشہور بمعاني الأخیار للکلاباذ | 64 | تذکرۃ الحفاظ للذھبی | 91 | جلاء الأفہام لامام ابن القیم |
| 12 | الاعلام بآخر احکام الالبانی الامام لابن کمال السیوطی | 38 | البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر | 65 | تراجع العلامۃ الالبانی لابی الحسن الشیخ | 92 | جلباب المرأۃ المسلمۃ للالبانی |
| 13 | مادل علیہ القرآن تحقیق البانی وزہیر الشاویش | 39 | بذل الماعون لابن حجر | 66 | تعظیم قدر الصلاۃ للمروزی | 93 | جمہرۃ أنساب العرب ۔ لابن حزم |
| 14 | مرویات غزوۃ حدیبیۃ لحافظ الحکمي | 40 | بدایۃ السول في تفضیل الرسول للالبانی | 67 | کشف الاستار للھیثمي | 94 | جوامع السیرۃ لإبن حزم |
| 15 | اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب للمناوی | 41 | البلدانیات للسخاوی | 68 | تغلیق التعلیق لابن حجر | 95 | حاشیۃ السندي علی صحیح البخاري |
| 16 | إتحاف الخلان والجماعۃ بشرح عقیدۃ أھل السنۃ والجماعۃ لابن عثیمین | 42 | البدر المنیر فی تخریج الأحادیث والآثار الواقعۃ في شرح الکبیر لابن الملقن | 69 | التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان للالبانی | 96 | حاشیۃ السندي علی النسائی |
| | | | | 70 | تفسیر ابن جریر | 97 | حادي الأرواح ۔ لإمام ابن القیم |
| 17 | اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری | 43 | التاریخ الکبیر للبخاري | 71 | تقریب التھذیب لابن حجر | 98 | حدیث عیسیٰ بن سالم الشاشي للبغوی |
| 18 | إتحاف الجماعۃ للشیخ حمود بن عبد اللہ التویجري | 44 | تاریخ دمشق لإبن عساکر | 72 | تلقیح فھوم أھل الأثر ۔ لابن الجوزی | 99 | حدیث المصیصي لوین |
| 19 | احکام أھل الذمۃ لابن القیم | 45 | تاریخ ابي زرعی الدمشقی | 73 | تلخیص الحبیر لابن حجر | 100 | حقوق النساء في الإسلام للالبانی |
| 20 | أحکام الجنائز للالبانی | 46 | تاریخ الاسلام للذھبی | 74 | تمام المنۃ للالبانی | 101 | حلیۃ الأولیاء لأبي نعیم |
| 21 | إحکام الأحکام شرح عمدۃ الأحکام لابن دقیق العید | 47 | تاریخ الصغیر لامام البخاری | 75 | التمھید لابن عبد البر | 102 | الخصائص الکبری للسیوطی |
| 22 | أحکام القرآن لابن العربی | 48 | تاریخ المدینۃ لعمر بن شبۃ | 76 | تنقیح الرواۃ لاحمد حسن المولوی | 103 | خصائص جزیرۃ العرب للشیخ بکر أبوزید |
| 23 | أحادیث یحتج بہا الشیعۃ لعبد الرحمٰن محمد سعید دمشقیۃ | 49 | التاریخ للفسوي | 77 | التوسل للالبانی | 104 | الخلاصۃ للنووی |
| 24 | آداب الزفاف للالبانی | 50 | تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد الالبانی | 78 | تھذیب الأسماء واللغات للنووی | 105 | الدر المنثور للسیوطي |
| 25 | إرواء الغلیل للالبانی | 51 | تحفۃ الأحوذي للمبارکفوري | 79 | تھذیب التھذیب لابن حجر العسقلاني | 106 | دروس وفتاوی الحرم المدنی لابن عثیمین |
| 26 | إزالۃ الستار عن الجواب المختار لابن عثیمین | 52 | تحریم آلات الطرب للالبانی | 80 | التھذیب للذھبي | 107 | الدعاء للطبرانی |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 108 | دراسة نقدية في المرويات الواردة في شخصية عمر بن خطاب وسياسته الإدارية لعبد السلام محسن آل عيسىٰ | 140 | السيرة النبوية لابن اسحاق | 172 | ضعيف الترغيب والترهيب للالباني | 207 | قصص الانبياء لابن كثير |
| | | | | 173 | ضعيف جامع الصغير للالباني | 208 | قصة المسيح الدجال للالباني |
| 109 | الدعاء ويليه العلاج بالرقى من الكتاب والسنة لسعيد بن علي بن وهب القحطاني | 141 | السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصليه دراسة تحليلية لمهدي رزق الله احمد | 174 | الطبقات الكبرى لابن سعد | 209 | الكاشف لامام الذهبي |
| | | | | 175 | الطبراني (الكبير والأوسط والصغير) | 210 | الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي |
| 110 | دفاع عن الحديث النبوي | 142 | شرح صحيح البخاري لإبن بطال | 176 | ظلال الجنة في تخريج كتاب السنة للالباني | 211 | الكبرى للنسائی |
| 111 | دلائل النبوة للبيهقي | 143 | شرح مسلم للنووي | 178 | عارضة الأحوذي لابن العربي | 212 | كتاب التوحيد لابن عثيمين |
| 112 | الديباج علي المسلم للسيوطي | 144 | شرح سنن أبي داود للشيخ عبد المحسن العباد | 179 | عصر الخلافة الراشدة للعمري | 213 | كتاب التوحيد للشيخ صالح الفوزان |
| 113 | الذب الاحمد عن مسند الإمام أحمد للالباني | 145 | شرح المعاني للطحاوي | 180 | عقيدة أهل البيت للخضير | 214 | كتاب الزهد لأحمد بن حنبل |
| 114 | الذخائر للطبري | 146 | شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين | 181 | عمدة القاري شرح صحيح البخاري للعيني | 215 | كتاب الزهد لابن مبارک |
| 115 | ذخيرة الحفاظ لابن قيسراني | 147 | شرح السنة للبغوي | 182 | غاية المرام للالباني | 216 | كتاب الجهاد، لابن مبارک |
| 116 | رأس الحسين لإمام ابن تيمية | 148 | شرح العقيدة الطحاوية للشيخ عبد العزيز الراجحي | 183 | غريب الحديث لابن الجوزي | 217 | كتاب العرش لابن ابی شيبة |
| 117 | الرحيق المختوم لصفي الرحمٰن المباركفوری | 149 | شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائی | 184 | فتح الباري لإبن حجر | 218 | كتاب الشريعة للآجری |
| 118 | ردالسحابة للشوكانی | 150 | شرح سلسله احاديث صحيحه (اُردو) لشيخين أبوالحسن وأبوميمون | 185 | فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل تحقيق: د۔وصي الله محمد عباس | 219 | كتاب الرقائق والحكايات لخيثمة بن سليمان |
| 119 | الرد على الكتاني للالباني | | | | | | |
| 120 | الرد على الحبشي للالباني | 151 | شعب الإيمان للبيهقي | 186 | فتاوى اللجنة الدائمة | 220 | كتاب المهدي لأبي نعيم |
| 121 | الروض النضير للالباني | 152 | الشفاء لقاضي عياض | 187 | فتاوى نور على الدرب | 221 | كتاب العلم لأبي خيثمة تحقيق الباني |
| 122 | الروضة الندية لصديق حسن خان | 153 | الشفاعة للوادعي | 189 | فتاوى اسلاميه | 222 | كتاب السنة لابن أبي عاصم |
| 123 | رياض الصالحين تحقيق: الالبانی | 154 | الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية للترمذی | 190 | الفتوحات الربانية لابن حجر | 223 | الكلم الطيب لابن تيميه تحقيق: الالبانی |
| 124 | زادالمعاد لامام ابن القيم | 155 | الصحابہ رضی اللہ عنہم لابو اسلام | 191 | الفجر الساطع على الصحيح الجامع للشبيهي | 224 | الكنى والالقاب لعباس القمي |
| 125 | الذرية الطاهرة لدولابي | 156 | صحيح البخاری | 192 | فضائل الصحابة تحقيق: حافظ زبير علی زئی | 225 | لله وللحقيقة لشيخ علي آل محسن |
| 126 | الزهد لأبي داود | 157 | صحيح مسلم | 193 | فضائل الخلفاء الراشدين وغيرهم لابي نُعيم | 226 | اللمع في أسباب ورود الحديث للسيوطي |
| 127 | زوائد الزهد لحسين المروزي | 158 | صحيح الترمذی للالبانی | 194 | فضل المدينة وآداب سكناها... لشيخ العباد | 227 | لسان العرب لابن منظور |
| 128 | سراج المنير في ترتيب أحاديث صحيح الجامع لعصام موسى هادي | 159 | صحيح أبي داود للالبانی | 195 | فضائل معاوية بن أبي سفيان وثناء السلف عليه، لشيخ سعد بن ضيدان السبيعي | 228 | المجالسة وجواهر العلم لدينوري، تحقيق: شيخ مشهور بن حسن |
| | | 160 | صحيح ابن ماجه للالبانی | | | | |
| 129 | سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانی | 161 | صحيح جامع الصغير للالبانی | 196 | فضل أهل البيت وعلومكانتهم للشيخ العباد | 229 | مجموع فتاوی۔لإمام ابن تيميه |
| 130 | سلسلة الاحاديث الضعيفة للالبانی | 162 | صحيح الترغيب والترهيب للالبانی | 197 | فقه السيرة للغزالي تحقيق: الشيخ الألباني | 230 | مجموع فتاوى العلامة ابن باز |
| 131 | سنن أبي داود تحقيق: الالبانی | 163 | صحيح السيرة النبوية للالبانی | 198 | فقه السنة لسيد سابق | 231 | المجموع شرح المهذب للنووی |
| 132 | سنن النسائی تحقيق: الالبانی | 164 | صحيح موارد الظمآن للالبانی | 199 | الفقيه والمتفقه للخطيب | 232 | مجمع الزوائد للهيثمي |
| 133 | سنن الدارمي تحقيق: شيخ حسين سليم أسد | 165 | صحيح الأدب المفرد للالبانی | 200 | الفوائد لتمام الرازی | 233 | المحلى لابن حزم |
| 134 | سنن البيهقي الكبرى | 166 | صحيح ابن حبان لشعيب ارناؤوط | 201 | الفوائد للخلعي | 234 | محجة القرب لحافظ العراقی |
| 135 | سنن البيهقي الصغرى تخريج: د۔عاطف لماضه | 167 | صحيح ابن خزيمة تحقيق الأعظمي والالبانی | 202 | الفوائد المنتقاة | 235 | مؤطأ الإمام مالک |
| 136 | السنن والأحكام لحافظ الضياء المقدسي | 168 | الصحيح المسند للوادعی | 203 | فيض القدير للمناوي | 236 | محدث العصر الالبانی لعصام هادی |
| 137 | السنة للخلال، تحقيق: د۔عطية الزهراني | 169 | الصحيحه تلخيص وترتيب: شيخ مشهور بن حسن | 204 | القاموس المحيط للفيروزآبادي | 237 | مختصر العلو تحقيق: اللبانی |
| 138 | سير اعلام النبلاء تحقيق: شيخ شعيب أرناؤوط | 170 | صلاة العيدين للالبانی | 205 | القرآن الكريم | 238 | مختصر الشمائل المحمدية للالبانی |
| 139 | السيرة النبوية لابن هشام | 171 | الصواعق المحرقة لابن حجر الهيتمي | 206 | القرى، لمحب الطبري | 239 | مرقاة المفاتيح للقاری |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 240 | محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن خطاب ليوسف بن حسن المبرد | 250 | مشاجرتِ صحابہ اور سلف کا موقف لشیخ ارشاد الحق اثری | 260 | المنتخب من فوائد ابن علويه القطان لابو بكر الحداد | 272 | الموضوعات لابن الجوزی |
| | | | | | | 273 | المھذب للذھبی |
| 241 | مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح لشيخ عبيد الله مباكفوري | 251 | المقالات القصار في فتوی الأحاديث والأخبار للألفی | 261 | معجم المناهي اللفظية للشيخ بكر بن ابي زيد | 274 | مناسک الحج والعمرة للالبانی |
| | | | | 262 | المعجم الوسيط | 275 | ميزان الاعتدال للذہبی |
| 242 | مسند أحمد تحقيق: شیخ شعیب ارناؤوط | 252 | مستدرک حاکم، تعلیق للذھبی | 263 | معجم البلدان لياقوت الحموي | 276 | نخبة الفكر۔ لابن حجر |
| 243 | مسند الشافعي | 253 | مستخرج ابی بكر البرقاني | 264 | معجم اصطلاحاتِ حدیث لسہیل حسن | 277 | نصب الرايہ فی تخریج الھدایہ للذیلعی |
| 244 | مسند أبي يعلى تحقيق شيخ حسين سليم أسد | 254 | مشكل الآثار للطحاوي | 265 | معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني | 278 | نقد الكتانی للالبانی |
| 245 | مسند الشاميين للطبراني | 255 | المشكاة المصابيح تحقيق: الالبانی | 266 | المعرفة والتاريخ ليعقوب بن سفيان | 279 | نيل الأوطار للشوكاني |
| 246 | مسبوك الذهب في فضل العرب وشرف العلم على شرف النسب لمرعي الكرمي | 256 | من فضائل وأخبار معاوية بن أبي سفيان دراسة حديثية، لشيخ محمد زياد بن عمر التكلة | 267 | معالم السنن للخطابي | 280 | نتائج الافهام في تقويم العرب قبل الاسلام لمحمود باشا الفلکی |
| | | | | 268 | مقدمة ابن صلاح | | |
| 247 | مسند ابی داود الطيالسی | 257 | مصنف عبد الرزاق | 269 | مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا | 281 | الولاة للكندي |
| 248 | مسند البزار | 258 | مصنف ابن أبي شيبة | 270 | منهاج السنة النبوي لإمام ابن تيمية | 282 | هداية الرواة بتخریج الشیخ البانی |
| 249 | مسند مسدد بن مسرهد | 259 | معجم الصحابہ للبغوی | 271 | ضعيف الموارد للالبانی | 283 | 500 حديث مما تراجع عنها العلامة المحدث الالبانی فی کتبہ لابو مالک عودہ |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مترجم جامع ترمذی
# ''شیخ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ'' کا تعارف

## نام و پیدائش:

شیخ محمد الیاس بن مفتی مولانا عبدالقہار دہلویؒ، 5/دسمبر 1957ء کو کراچی میں مولود ہوئے۔

## دورِ طالب علمی:

شیخ صاحبؒ نے جب ہوش سنبھالا تو شروع سے ہی گھر میں علمی ماحول پایا، والد مولانا عبدالقہار دہلویؒ اور تایا مولانا عبدالستار دہلویؒ سے اسلامی و علمی ماحول ملا اور ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے ہی حاصل کی، ابھی عمر کی چند بہاریں ہی گزاری تھیں کہ شیخ صاحبؒ نے اپنے بڑے بھائی شیخ مفتی/محمد ادریس صاحب کیساتھ قرآن مجید کو بفضلِ الٰہی اپنے سینے میں محفوظ کرلیا اور پھر مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالسلام کراچی میں درس نظامی کی تعلیم لی اور مختلف اساتذہ سے زانوئے تلمذ کیا، جن میں سے چند درج ہیں: مولانا مفتی عبدالقہار رحمہ اللہ، مولانا حافظ عبدالرحمٰن حفظہ اللہ، مولانا سلیمان جوناگڑھیؒ، شیخ الحدیث قاری عبدالحکم کرم الجلبلیؒ، مولانا عبدالعزیز نورستانی، مفتی ولی حسن ٹونکی اور مولانا عبداللہ کاکاخیل وغیرہ۔

درس نظامی کی سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد 1972ء میں شیخ صاحبؒ کا داخلہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ہوگیا اور آپ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، علم حدیث سے بے انتہاء محبت اور شوق ہونے کے باعث جامعہ اسلامیہ کے شعبہ کلیۃ الحدیث کا انتخاب کیا' چار سال اپنی تعلیم مکمل کرتے ہوئے شیخ صاحبؒ نے مدینہ طیبہ کے بڑے بڑے علماء سے فیض حاصل کیا جن میں: سابق مفتی اعظم سعودیہ عربیہ شیخ عبدالعزیز ابن بازؒ، شیخ عبدالمحسن العباد، شیخ عبدالغفار حسنؒ، شیخ محمد امین شنقیطیؒ، شیخ محمد امان جامی، شیخ عمر فلاتہ، شیخ علی مشرف اور شیخ سعد ندا مصری وغیرہ جیسے اساتذہ شامل ہیں۔

ایک مرتبہ جامعہ اسلامیہ کی لائبریری میں شیخ صاحبؒ کی محدث عصر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سے بھی

ملاقات ہوئی جواس وقت جامعہ کے دورے پر آئے ہوئے تھے،اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شیخ صاحبؒ نے ان سے مفید علمی سوال کئے اور علمی نقات وفوائد سے اپنے دامنِ تلمذ کوبھرلیا۔ "اللّٰهُمَّ انْفَعْهُ بِمَا عَلَّمْتَهُ" اللہ شیخ صاحبؒ کواس علم سے دارین میں فائدے نصیب فرمائے، آمین۔

### دورِ دعوت وتبلیغ اور تصنیف وترجمہ:

شیخ صاحبؒ نے تقریبا 24 سال متحدہ عرب امارات میں دین واسلام کی خدمت سرانجام دی، جن میں دعوت وتبلیغ کیساتھ ساتھ تصنیف وعربی کتب کا اردوزبان میں ترجمہ کرنا بھی سرفہرست ہے" جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْراً وَّتَقَبَّلَ مِنْهُ جَمِيْعِ الْحَسَنَاتُ "۔

### وفات حسرتِ آیات:

شیخ محمد الیاسؒ 16 رمحرم الحرام 1427ھ 15 رفروری 2006ء کواس دارِفانی سے وفات پاگئے' انتقال سے قبل اللہ کی یاد میں قرآن اور دعاؤں سے اپنی زبان کوتر رکھا ہوا تھا' اللہ یہ ان کیلئے باقیات صالحات اور حسن الخاتمہ کا ذریعہ بنادے' "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ ،وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِه ، وَاَهْلاً خَيْرًا مِنْ اَهْلِه ، وَزَوْجاً خَيْرًا مِنْ زَوْجِه ، وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ، وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ "۔ (صحیح مسلم)

اللہ سے ہماری التجا ہے کہ اللہ ان پر اپنا خاص رحم فرمائے' ان کی مغفرت فرمائے' اور عافیت میں رکھے' ان کی خوب اچھی مہمان نوازی فرمائے' ان کی قبر کو فراخ اور منور وروشن فرمائے' ان پر اپنی رحمتوں کی خوب خوب بارش فرمائے' انہیں جنت الفردوس میں داخل فرمائے اور ان کی تمام عبادات ودینی خدمات کو اپنی بارگاہ میں مشرف بقبول فرمائے، آمین۔

### شیخ محمد الیاسؒ کی تصانیف وتراجم:

شیخ صاحبؒ کو وعظ وتقریر کیساتھ ساتھ تصنیف وتحریر سے بھی اشاعتِ دین کا شرف حاصل ہے' انہوں نے کئی عربی کتب کے تراجم کئے، انکے قلم کی زبان سادہ اور اردو ترجمہ رواں دواں ہے۔ ان میں سے کچھ کی تفصیل یہ ہے:

**(1) جامع ترمذی' مترجم** : 5 جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد میں احادیث کی تشریح کرتے وقت علامہ عبدالستار دہلویؒ کی نصرۃ الباری سے حواشی مرتب کئے گئے، دوسری اور تیسری جلد میں علامہ مبارکپوریؒ کی تحفۃ الاحوذی سے استفادہ کیا گیا، اور چوتھی و پانچوی جلد بڑی مدلل ہے اس میں تحفۃ الاحوذی کا ہی اختصار مع شرح پیش ہے۔ اس کے علاوہ ترمذی شریف کی احادیث کی تخریج بھی کردی گئی ہے اس ضمن میں علامہ محمد ناصرالدین البانیؒ کی تحقیق پر اعتماد کیا گیا ہے۔

**(2) صحیح ابن خزیمہ' مترجم (جلد چہارم)**: علامہ محمد مصطفیٰ اعظمیؒ کی تحقیق سے مزین' حدیث کی اس کتاب کی جلد چہارم کا اردو ترجمہ شیخ محمد الیاسؒ نے کیا، جبکہ اس کتاب کی پہلی تین جلدوں کا اردو ترجمہ ان کے بڑے بھائی مفتی محمد ادریس نے کیا ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ہے۔

**(3) تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی' مترجم** : یہ جامع ترمذی کی تفصیلی شرح ہے، اس کی پہلی جلد شائع ہوچکی ہے اس میں بھی احادیث کی تخریج کیلئے شیخ البانیؒ کی تحقیق پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے۔

**(4) عمل الیوم واللیلۃ' مترجم** : علامہ ابوبکر ابن سنیؒ کی یہ مشہور زمانہ وظائف کی کتاب ہے اس کتاب میں شامل احادیث کی تخریج و تحقیق بشیر محمد عیون دمشقی نے کی ہے' یہ اس کتاب کا خوبصورت اردو ترجمہ ہے' مترجم نے بعض جگہ مفید حواشی بھی لکھے ہیں کتاب میں شامل احادیث کی تعداد 772 اور صفحات 664 ہیں۔

**(5) احادیث قدسیہ' مترجم** : صحاح ستہ سے مأخوذ احادیث قدسیہ کا یہ مجموعہ 400 احادیث پر مشتمل ہے، احادیث پر حواشی بڑے مدلل ہیں۔

**(6) مختصر عمل الیوم واللیلۃ' مترجم** : شیخ ابوبکر ابن سنیؒ کا اختصار جسے اردو کا جامہ پہنایا گیا ہے، دعاؤں کی یہ بہترین کتاب صرف صحیح احادیث کا مجموعہ ہے۔

**(7) رکوع میں ملنے سے رکعت ہوجاتی ہے' مترجم** : یہ کتاب شیخ جمعہ سالم کی تصنیف ہے اور اس پر نظر ثانی شیخ محمد صالح العثیمینؒ نے کی ہے جبکہ شیخ محمد الیاسؒ نے اسے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

**(8) پاکیزہ دعائیں' مترجم** : یہ کتاب شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی کتاب ''الکلم الطیب'' کا اردو ترجمہ ہے۔ کتاب میں شیخ البانیؒ اور شیخ شعیب ارناؤوط کی تخریجِ احادیث ذکر کی گئی ہے۔

**(9) رمضان اور روزے کے 200 مسائل واحکام** : شیخ محمد صالح المنجد کی تالیف ہے اس کا حافظ شیخ محمد الیاسؒ نے ترجمہ کیا ہے۔

**(10) بیوی کی محبت حاصل کرنے کے طریقے** : یہ رسالہ شیخ ابراہیم الدویش کی کاوش ''فن التعامل مع الزوجۃ'' کا اردو ترجمہ ہے۔ اس میں شوہر کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیوی کے حقوق سے آگاہ کیا گیا ہے۔

**(11) شوہر کی محبت حاصل کرنے کے طریقے** : یہ رسالہ بھی شیخ ابراہیم الدویش کی ہی کاوش ''السحر الحلال'' کا اردو ترجمہ ہے، اس میں بیوی کیلئے شوہر کو راضی رکھنے کا ''نسخہ کیمیا'' بتایا گیا ہے۔

**(12) زکواۃ کے مسائل' مترجم** : سید سابق ؒ کی کتاب ''فقہ السنۃ'' سے مأخوذ اس رسالہ میں زکواۃ کے احکام ومسائل بیان کئے گئے ہیں۔

**(13) شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کی دینی خدمات** : شیخ عبدالعزیز ابن بازؒ کے اس عربی رسالہ کا اردو ترجمہ ہے جس میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے حالات اور دینی خدمات کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

**(14) ہدایت کے واقعات** : شیخ محمد صالح المنجد کی کتاب کا اردو ترجمہ۔

**(15) اپنا گھر اچھا بنایئے' مترجم** : شیخ محمد صالح المنجد نے اس رسالہ میں گھریلو ماحول کو اسلامی بنانے کے آداب بیان کرتے ہوئے دعوتِ فکر دی ہے کہ کس طرح گھر پُرسکون اور جنت کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔

**(16) اسلامی معاشرے میں یکجہتی' مترجم** : شیخ محمد صالح المنجد کے اس رسالہ میں مل جل کر زندگی گزارنے سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔

**(17) تربیت اولاد'** مصنف: شیخ جمیل زینو ' ترجمہ: حافظ حسن الیاسؒ ' نظر ثانی: حافظ محمد الیاسؒ۔

**(18) حرم شریف کی دعائیں** : امام حرم مکی شیخ عبدالرحمٰن سدیس کی دعاؤں کو حافظ حسن الیاسؒ نے مرتب کیا تھا اور شیخ محمد الیاسؒ نے اردو ترجمہ کیا۔

فقط:

**مفتی/محمد ادریس بن مولانا عبدالقہار دہلویؒ**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# حرفِ اول

اللہ رب العالمین کیلئے تمام تعریفیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد ؛

انسانی ہدایت کا مستند سرِ چشمہ اور مآ خذ کتاب الٰہی اور سنتِ نبوی کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے، ایک صالح عقیدہ کی نعمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ایک مسلمان اپنی زندگی اور معاشرت میں تمام آداب واحکام، حقوق وفرائض، اخلاق وسیرت اور عبادات ومعاملات کو کتاب وسنت کے آئینے میں درست کرے، انہی پر عمل پیرا ہو کر ایک مسلمان اپنے حقیقی مقصدِ زندگی سے ہم کنار ہو سکتا ہے، کتاب وسنت کی میزان میں جو اعمال پورے اتریں ان سے موجودہ حیاتِ فانی بابرکت ہو جاتی ہے اور اس کے بعد برزخ واُخروی زندگی کے تمام مراحل آسان ہو جاتے ہیں۔ ایک مسلمان کی زندگی کا یہ خاکہ اور نقشہ کتاب الٰہی کی آیات اور اس کی عملی تفسیر احادیثِ نبوی کے ارشادات میں واضح طور پر موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی سے لے کر اب تک کوئی بھی دور ایسا نہیں گزرا جس میں خدمتِ حدیث کا سلسلہ منقطع ہوا ہو۔

الحمدللہ اس علمی شمع کو روشن کرنے کیلئے عرصہ دراز سے حدیث کے تراجم وشروحات کے مجموعوں کی اشاعت کا مقدس مشغلہ برابر جاری ہے، جس سلسلہ کی ایک کڑی **''جامع ترمذی مترجم''** بھی ہے، گزشتہ سالوں میں ''جامع ترمذی مترجم'' کی چار جلدیں طبع ہو کر دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں جن میں احادیث کی تشریح وتوضیح کیلئے علامہ شیخ محمد عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ کی تحفۃ الاحوذی اور علامہ شیخ عبدالستار دہلویؒ کی نصرۃ الباری سے استفادہ کیا گیا تھا اور پانچویں جلد ''ابواب المناقب'' کے مبارک کام کی ابتداء سے ہی تحفۃ الاحوذی کا ملخّص ترجمہ بھی زیرِ قلم پیوست کیا ہے جس کا ثمرہ آپکے زیرِ مطالعہ پیش کرتے ہوئے ہمیں تہ دل سے مسرت حاصل ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان ٹوٹی پوٹی کوششوں کو ہمارے لئے دنیاوی واُخروی سعادت وکامرانی کا ذریعہ بنادے، ہمارے دل اللہ اور رسول ﷺ کی محبت سے منور فرمادے، ہمیں احادیث پڑھنے پڑھانے کا جذبہ بے پناہ عنایت فرمادے اور اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ رسول کے روحانی حُسن سے حَسن فرمادے، آمین۔

اے اللہ اپنے فضل وکرم سے راہِ حق کے مسافروں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عنایت فرما، اور اس کتاب کے مصنف، شارحین، مترجم، مرتب، ناشرین اور تمام معاونین کو دنیا وآخرت کی بھلائیاں عطاء فرما، اور ہماری، ہمارے والدین، اہل خانہ، عزیز واقارب، اساتذہ اور تمام مؤمن مسلمانوں کی مغفرت فرمادے، آمین۔

شروع وآخر میں اللہ ہی کیلئے تمام تعریفیں ہیں اسی پر ہمارا بھروسہ ہے اسکی توفیق اور رحمت کے ہم محتاج ہیں وہی ہمارا کارساز ہے۔

**حافظ عبدالسلام عبدالقہار**

**مینجر مکتبہ اشاعت الکتاب والسنہ**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# عرضِ مرتب

الحمد للّٰہ وحدہ ، والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ، وبعد :

زیرِ نظر کتاب جامع ترمذی کے اس مبارک باب ''ابواب المناقب'' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل پڑھ کر دل کی گہرائیوں میں محبتِ رسول اور محبتِ صحابہ جاگ جاتی ہے' کچھ عرصہ قبل جب سعودیہ کے سابق مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کے فتوی میں یہ پڑھا تھا کہ ''کوئی صحیح احادیث سے اسلام کی تاریخ لکھ دے تو کتنا اچھا ہو' فوراً دل میں تڑپ پیدا ہوئی اور اسی وقت اللہ سے دعا کری کہ اللہ ہمیں کوئی ایسا موقع دیدے' کوئی ایسا سبب بنادے تو ضرور اس کی کوشش کریں گے، اب یہ تاریخ اسلام تو نہیں البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے فضائل ومناقب صحیح احادیث سے لکھے ہیں' اللہ اس کمزور سی کوشش کو قبول فرمالے اور مزید کام کرنے کی توفیق دے اور اس کو سب کیلئے فائدے مند بنادے۔ آمین۔

## جامع ترمذی ابواب المناقب کی چند نمایاں خصوصیات:

(۱) جامع ترمذی کے ابواب المناقب کی تمام احادیث میں شیخ البانی رحمہ اللہ کی صحیح وضعیف سنن ترمذی سے حدیث کی تخریج وحکم کو نقل کیا گیا ہے اور اس کیساتھ شیخ البانیؒ کی ہی کتابوں کی نئی طباعت سے استفادہ کیا گیا ہے جن میں انہوں نے مزید تحقیق کر کے احادیث پر اپنا آخری حکم لگایا ہے۔

(۲) اسی طرح حدیث کی تصحیح وتضعیف کی دقیق پرکھ کیلئے مزید شیخ البانیؒ کے ہی شاگرد شیخ ابوالحسن محمد حسن الشیخ کی کتاب "تراجع العلامة الالباني" ، شیخ ابومالک عودہ بن حسن بن عودہ کی کتاب " 500 حديث مما تراجع عنها العلامة المحدث الالبانی فی کتبه" ، شیخ عصام موسی ھادی کی کتاب "محدث العصر الامام محمد ناصر الدين الالبانی" ، شیخ محمد بن کمال خالد السیوطی کی کتاب "الاعلام بآخر احكام الالبانی الامام" ، شیخ عبدالباسط بن یوسف الغریب کی

کتاب "التنبیهات الملیحة علی ما تراجع عنه العلامه المحدث الالبانی من الاحادیث الضعیفة او الصحیحة" کا بھی مراجعہ کیا گیا ہے جن میں انہوں نے شیخ البانیؒ کی آخری تخریج ذکر کی ہے، لہٰذا جامع ترمذی مترجم کے اس ایڈیشن میں ان کتب سے صحیح، جدید اور معتبر تخریج کو درج کیا گیا ہے۔

(۳) اسی طرح فضائل ومناقب کی بعض ایسی احادیث بھی زیر مطالعہ آئیں جنہیں شیخ البانیؒ نے ترمذی میں ضعیف کہا ہے لیکن دوسری کتب احادیث میں انہیں صحیح کہا ہے، لہٰذا شرح میں ان کی وضاحت کو بھی خاطر خواہ مقام دیا گیا ہے۔

(۴) کتاب میں اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ جو بھی حدیث، اثر یا سلف کا قول نقل کیا گیا ہے وہ حوالے سے مزین ہے اور اگر کسی کتاب سے کوئی بات بیان کی گئی ہے تو اس کتاب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

(۵) ہر حدیث کے ساتھ ہی مربع میں حدیث کا درجہ واضح طور پر لکھا گیا ہے تاکہ حدیث کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری ایک ہی نظر میں باآسانی حدیث کا درجہ ذہن نشین کر سکے اور اسکو معلوم چل جائے کہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف، اور حاشیہ میں بھی ہر حدیث کی تخریج سے قبل مختصر الفاظ میں اس کا درجہ بیان کر دیا گیا ہے۔

(۶) حاشیہ میں حدیث کے دیگر شواہد، طرق، تخریج اور اطراف بھی بیان کئے گئے ہیں جو شیخ البانیؒ کی صحیح وضعیف سنن ترمذی میں ذکر تھے، اسکے علاوہ بین قوسین [ ] میں وہ بھی بیان کر دئے گئے ہیں جو شیخؒ نے ترمذی میں ذکر نہیں کئے تھے لیکن شیخؒ کی دیگر کتب میں موجود تھے۔

(۷) یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ یہ کتاب کافی حد تک صحیح احادیث کا مجموعہ ہے کیونکہ کتاب میں صرف وہی ضعیف حدیثیں ہیں جنہیں شیخ البانیؒ نے سنن ترمذی میں ضعیف درج کیا ہے ان کے علاوہ شرح میں صرف صحیح احادیث ہی لکھی گئی ہیں۔

(۸) جامع ترمذی کی جن حدیثوں کو شیخ البانیؒ نے ضعیف کہا ہے حاشیہ میں تقریباً ان تمام ہی احادیث کی ضعف کی وجہ مختصراً ذکر کی گئی ہے۔

(۹) جن احادیث کی اسانید وضاحت طلب تھیں ان پر کچھ بحث کی گئی ہے لیکن اس میں آسان انداز اور اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

اس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کی وضاحت کرنے کا ہمارا صرف یہی مقصد ہے کہ قاری، علم کے پیاسے، اہل علم وعوام الناس اور جو لوگ بھی صحیح احادیث سے فضائل کو جاننے کیلئے کتابوں کو کُریدرہے ہوں وہ لوگ آسانی سے انہیں حاصل کرلیں اور اپنے عمل کو قرآن وحدیث کے رنگ میں رنگ لیں اور فضیلتوں کو حاصل کرنے کیلئے نبی علیہ السلام کی اتباع اور صحابہ کرام کی اقتداء اور جانثاری کو تمام امورِ حیات میں

شاملِ حال کرلیں اور اس میں انہیں کوئی پریشانی نہ اٹھانی پڑے، اور پھر یہ اعمال ذخیرہ آخرت بن جائیں اور رب تعالیٰ انہیں دین' دنیا وآخرت' تمام جہاں کی سعادتیں ونعمتیں نصیب فرمائے، آمین۔

اللہ تعالیٰ محترم والد صاحب شیخ محمد الیاس رحمہ اللہ کو جزائے خیر عنایت فرمائے اور جامع ترمذی کے ترجمہ کے اس کام کو اپنی جناب میں مشرف بقبول فرمائے' اس کتاب کو اور انکے تمام نیک اعمال کو ان کیلئے ذخیرہ آخرت بنادے' انہیں سلامتی وعفو وعافیت کا لباس پہنائے، محض اللہ کے فضل اور اس کے بھروسہ پر انہوں نے کتبِ شرعی کی اشاعت وترجمہ کا بیڑا اٹھایا تھا، اللہ تعالیٰ انکی دینی کاوشوں اور خدمات کو دنیا وآخرت میں اپنی رحمت ومغفرت کا سبب بنادے اور انہیں کروٹ کروٹ چین وسکون نصیب فرمائے، قبر میں جنت کا دروازہ' جنت کا بچھونا اور جنت کی ٹھنڈی ہواؤں سے انکی مہمان نوازی فرمائے اور ہم سب کو جنت میں اکھٹا فرمائے، آمین۔

اس کتاب کو بغیر کمی وبیشی کے کوئی بھی مسلمان خیری یا تجاری ارادے سے نشر واشاعت کرا سکتا ہے۔

**وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم**

**والحمد للہ رب العالمین۔**

محسن الیاس

امام وخطیب، خورفکان، شارجہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناقب کے بارے میں احادیث

مناقب کا معنی ہے اعزاز اور فضائل، یہاں ابواب المناقب میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے نبی علیہ السلام کی بعثت ونبوت، خلوت وجلوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روئے زمین پر تشریف لانے سے لیکر انتقال تک کے انفرادی واجتماعی فضائل ومناقب، اعزازات ومعجزات کا ذکر فرمایا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ نبی علیہ السلام کے خیر القرن سے ملحق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب وفضائل اور انکے دنیا وآخرت کے رتبوں کو بھی احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اُجاگر کیا ہے۔

### ۲۰) بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ النَّبِيِّ ﷺ

### نبی اکرم ﷺ کی فضیلت

صحیح

۳۸۶۶) عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (( **إِنَّ اللّٰهَ** اصْطَفٰى مِنْ وَّلَدِ إِبْرَاهِيْمَ إِسْمَاعِيْلَ، **وَاصْطَفٰى مِنْ وَّلَدِ إِسْمَاعِيْلَ بَنِيْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ كِنَانَةَ قُرَيْشاً، وَّاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَّاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ**)).

حضرت واثلہ بن اسقع ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''اللہ تعالیٰ نے** ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو چُنا، **اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو، اور بنو کنانہ میں سے قریش کو، اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے پسند ومنتخب فرمایا''۔**

(۳۸۶۶) **لفظ " اصْطَفٰى مِنْ وَّلَدِ إِبْرَاهِيْمَ إِسْمَاعِيْلَ " کے بغیر باقی حدیث صحیح ہے** اور آگے (۳۸۶۹) میں بھی آرہی ہے، الصحیحہ (۳۰۲)، مسلم، [شیخ البانی رحمہ اللہ ''الصحیحہ'' (۳۰۲) میں کہتے ہیں شروع کے الفاظ راوی ''محمد بن مصعب القرقسانی'' کے تفرد (منفرداً کیلے ہونے) کی وجہ سے صحیح نہیں ہیں، ضعیف الجامع (۱۵۵۳)، المشکاۃ (۵۷۴۰)، هدایۃ الرواۃ (۵۶۷۲) اور صحیح السیرۃ النبویۃ (۱۱)]۔

## نبی علیہ السلام کا نسب نامہ :

**فائدہ** : یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب بیان ہوا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ کچھ یوں ذکر کیا ہے: '' محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمۃ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان'' (۱) اور عدنان بالاتفاق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں۔(۲)

## قریش :

قریش اصل میں نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں یہ اولاد مختلف ملکوں میں منتشر ہو چکی تھی پھر قصی بن کلاب یعنی جو کہ نضر کے پوتے در پوتے ہیں انہوں نے اپنے دادا کی اولاد کو' سب خاندان والوں کو مکہ میں جمع کیا، قریش کا معنی جمع کرنے کا ہے اس لئے لوگ انہیں قریش کہنے لگے کہ انہیں مکہ میں جمع کیا گیا تھا۔ اسی طرح کنانہ کی نضر کے علاوہ اور بھی اولاد تھی لیکن انہیں قریش نہیں کہا جاتا کیونکہ انہیں قصی بن کلاب نے مکہ میں جمع نہیں کیا تھا۔(تحفہ)

خاندان ونسب کے لحاظ سے قریش پوری دنیا کا سب سے اچھا خاندان ہے یہ شرم وحیا، اخلاق وشرافت، سخاوت وبہادری جیسی اچھی صفات سے مزین تھے۔

اس حدیث کو بیان کرنے والے صحابی **حضرت واثلہ بن اسقع لیثی رضی اللہ عنہ** اصحاب صفہ فقراء صحابہ میں سے ہیں(۳)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے بارے میں فرمایا تھا: **''تم بھی میرے اہل سے ہو''** حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے لئے سب سے زیادہ قابلِ اُمید یہی فرمان ہے(۴)۔

۳۸٦۷) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ قُرَيْشاً

**ضعیف**

حضرت عباس بن عبدالمطلب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قریش ایک مجلس

(۳۸٦۷) یہ حدیث **ضعیف** ہے، الضعیفہ (۳۰۷۳) [کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ حدیث راوی ''یزید بن ابی یزید ہاشمی'' کے اضطراب کی وجہ سے ضعیف ہے]، ضعیف جامع صغیر (۱٦۰۵)، نقد الکتانی (۳۱، ۳۲) اور [تراجع العلامۃ الالبانی (۳۵۷)]۔

(۱) صحیح البخاری مع الفتح، کتاب المناقب، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم، [۳۵٦۲] حدیث سے پہلے۔ (۲) صحیح السیرۃ النبویۃ للالبانی، [۱۰]۔

(۳) صحیح ۔ البیهقي في ''شعب الإیمان'' [۴/۳/۴۹۷۳/۲۵۱]، شیخ البانی رحمہ اللہ الصحیحہ [۳۴۲٦] کے تحت کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے اور اس کے رجال بخاری کے ہیں۔

(۴) صحیح ۔ ابن حبان [٦۹۷٦]، صحیح الموارد [۱۸۹۰] للألباني۔

جَلَسُوا فَتَذَاكَرُوا أَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوا مَثَلَكَ مَثَلَ نَخْلَةٍ فِي كَبْوَةٍ مِّنَ الْأَرْضِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ، ثُمَّ خَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ الْقَبِيلَةِ، ثُمَّ خَيَّرَ الْبُيُوتَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ بُيُوتِهِمْ، فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْساً وَّخَيْرُهُمْ بَيْتاً))۔

میں بیٹھے ہوئے اپنے حسب نسب کا ذکر کر رہے تھے تو انہوں نے آپ کی مثال کھجور کے ایسے درخت سے دی ہے جو کسی ٹیلے پر ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''(بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے سب سے اچھی جماعت میں رکھا، پھر دو فرقوں (عرب وعجم) کو پسند کیا، پھر قبیلوں کو پسند کیا تو مجھے سب سے اچھے قبیلے میں رکھا، اور گھرانوں کو چُنا تو مجھے سب سے اچھے گھرانے میں رکھا' لہٰذا میں ذات کے لحاظ سے بھی سب سے اچھا ہوں اور گھرانہ وخاندان کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر وافضل ہوں''۔

**ضعیف**

٣٨٦٨) عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئاً، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((مَنْ أَنَا؟ فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ، قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتاً فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتاً وَخَيْرِهِمْ نَفْساً))۔

حضرت مُطّلب بن ابو وداعہ رضی اللہ عنہ (١) بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے گویا وہ (قریش والوں سے) کچھ سن کر آئے تھے (انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بات بتائی تو) نبی علیہ السلام منبر پر تشریف لائے اور (لوگوں سے) فرمایا: ''میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ پر سلامتی ہو، نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سب سے اچھے لوگوں میں پیدا فرمایا، پھر ان میں دو جماعتیں بنائیں تو مجھے ان میں بہترین جماعت میں رکھا پھر ان میں قبیلے بنائے تو مجھے سب سے اچھے قبیلے میں رکھا، پھر ان میں کئی خاندان وگھرانے بنائے تو مجھے سب سے اچھے خاندان وگھرانے میں پیدا فرمایا اور ذاتی اوصاف وشخصیت کے لحاظ سے بھی مجھے سب سے اچھا وافضل

(٣٨٦٨) یہ حدیث **ضعیف** ہے، الضعیفہ (٣٠٧٣)، [سابقہ حدیث کی تخریج دیکھئے، المشکاۃ (٥٧٥٧)، ہدایۃ الرواۃ (٥٦٨٩) اور تراجع العلامۃ الالبانی (٣٥٧)]۔

(١) قریشی صحابی ہیں۔

بنایا''۔

**فائدہ** : قریش نے اپنی تعریف کی اور نبی علیہ السلام کے گھرانے کیلئے غلط مثال دی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب بیان فرمایا کہ میرا نسب تو پوری دنیا میں نہایت عالی شان ہے، اللہ تعالیٰ نے میرا انتخاب اس طرح فرمایا کہ مخلوق کو پیدا فرمایا پھر انسان کو مختلف فرق، شعوب وقبائل میں تقسیم کیا ان میں عرب وعجم ہوئے اور مجھے عرب میں پیدا فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت اچھی نسل، اچھے پیٹ سے پیدا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ' نانی' پر نانی اور آگے تک سب عورتیں نہایت پاکیزہ پاکدامن تھیں سب کے نکاح ہوئے تھے یہ سب عورتیں شریف محترم عزت دار و پاکیزہ تھیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد' دادا' پردادا آگے تک سب نہایت شریف عزت دار لوگ تھے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم روح، ذات، حسب ونسب ہر ہر اعتبار سے پوری دنیا میں سب سے زیادہ پاکیزہ، محترم اور افضل ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں نہ کہ غلط کام سے، آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک (پاکدامنی رہی ہے)، مجھے جاہلیت کے کسی برے کام نے نہیں چھوا (۱) ۔ قریش خاندان کے بارے میں مزید صفحہ (331) پر ملاحظہ فرمائیں۔

۳۸۶۹) عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وَّلَدِ إِسْمَاعِيلَ ، وَاصْطَفٰى قُرَيْشاً مِّنْ كِنَانَةَ ، وَاصْطَفٰى هَاشِماً مِّنْ قُرَيْشٍ ، وَّاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)).

**صحیح**

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو منتخب فرمایا، اور قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھے پسند و منتخب فرمایا''۔**

## نبی اکرم ﷺ اور اکثر انبیاء علیہم السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں:

**حضرت ابراہیم علیہ السلام** (۲) پر اللہ تعالیٰ کا یہ اتنا بڑا انعام ہے کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں، اللہ نے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام پر کتاب نازل فرمائی وہ انہی کی اولاد میں سے تھے، ان کے دو بیٹے تھے:

(۳۸۶۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحۃ (۳۰۲)، مسلم، [صحیح الجامع (۱۷۱۷)، المشکاۃ (۵۷۴۰)، ھدایۃ الرواۃ (۵۶۷۲)، تخریج شرح الطحاویۃ (۱۶۹)، فقہ السیرۃ (۵۳) اور ظلال الجنۃ (۱۴۹۵)]۔

(۱) حسن۔ الطبراني في الأوسط [۴۷۲۸]، صحیح الجامع [۵۵۳۲]۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزید فضائل صفحہ (92) پر دیکھئے۔

(۱) **حضرت اسحاق علیہ السلام**؛ انکے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولا د اور نسل کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے، ان میں سے جو انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ان کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے جو صرف اللہ ہی کو معلوم ہے، بنی اسرائیل کے انبیاء کا یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوا۔

(۲) **حضرت اسماعیل علیہ السلام**؛ ان کی اولاد میں سے صرف خاتم النبیین، سیدالانبیاء والمرسلین، دنیا وآخرت میں انسانیت کیلئے باعثِ فخر حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم قریشی مکی مدنی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لائے، آپ پر اللہ کی رحمتیں، درود اور صلاۃ وسلام ہوں۔

**حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ابو العرب کہتے ہیں** کیونکہ ان کی نسل سے ہی حجاز میں رہنے والے عرب کے تمام قبائل وجود میں آئے اور سب سے پہلے (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں) انہوں نے ہی فصیح و بلیغ عربی میں کلام فرمایا، اس وقت ان کی عمر (۱۴) سال تھی(۱)، حالتِ رضاعت میں ان کی پیاس پر زمین سے مبارک پانی ''زمزم'' نکلا(۲)، اللہ کیلئے ذبح ہونے کی عظیم قربانی کا نذرانہ پیش کیا(۳)، اور اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کیساتھ بیت اللہ تعمیر کیا(۴)۔

## دنیا میں سب سے بہترین انسان کون ہیں؟

**نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ اور شان پر قربان جائیں آپ کا فرمان ہے کہ میں ایسے مقام پر فائز ہوں گا کہ تمام لوگ حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف راغب ہوں گے۔**(۵) اسی طرح اس حدیث میں واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا وآخرت میں سب سے عظیم شخصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔(۶)

## صرف نسب کسی کام کا نہیں! تقوی ہونا ضروری ہے

نسب اور تقوی دونوں اچھی چیزیں ہیں لیکن آجکل سید سادات لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ ہماری ہڈیاں پاک ہوتی ہیں اسلئے ہم جو بھی گناہ کریں سب معاف ہوجاتے ہیں! انکا یہ نظریہ بالکل باطل اور غلط ہے جبکہ دوسری

(۱) صحیح۔الشیرازي في ''القاب''، صحیح الجامع [۲۵۸۱]، مع فیض القدیر [۲۸۳۷] وفتح الباري [۶/۴۰۳]۔

(۲ اور ۴) سوۃ البقرۃ [۱۲۷-۱۲۸]، صحیح البخاري [۳۱۱۳]، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب وقول اللہ تعالی: واتخذ اللہ إبراہیم خلیلاً۔

(۳) سورۃ الصافات [۹۹-۱۱۳]۔

(۵) صحیح مسلم [۱۳۵۶]۔کتاب صلاۃ المسافرین، باب بیان أن القرآن أنزل علی سبعۃ أحرف......

(۶) دیکھئے: قصص الانبیاء قرآن واحادیثِ صحیحہ کی روشنی میں ماخوذ از البدایہ والنہایہ [۱۹۶] لابن کثیر۔

طرف بعض حضرات حسب نسب کو بالکل اہمیت ہی نہیں دیتے اور دلیل میں قرآن کی یہ آیت پڑھتے ہیں: ﴿ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ﴾ (۱)، اس میں شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم وعزت دار وہی لوگ ہیں جو متقی ہیں، لیکن اس بارے میں کچھ افراط وتفریط ہوگئی ہے لہٰذا درمیانہ روی اچھی ہے کہ حسب نسب اگر بڑا اچھا ہے تو یہ اللہ کا فضل ہے اور اس پر اللہ کا زیادہ شکر اور اسکی زیادہ اطاعت کرنی چاہئے اور تقوے کو تو ہر حال میں لازم اختیار کرنا ہے۔

## آپ ﷺ کی نبوت کا فیصلہ کب ہوا؟

۳۸۷۰) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ ؟ قَالَ: (( وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ )).

**صحیح**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول ! آپ پر نبوت کب واجب ہوئی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے''۔**

**فائدہ** : اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت عظیم فضیلت بیان ہوئی ہے کہ ابھی نوع انسانیت کا آغاز ہی نہیں ہوا تھا' آدم علیہ السلام کے جسم میں روح نہیں ڈالی گئی تھی' جسم ابھی رکھا ہوا تھا اُس وقت بھی تقدیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا فیصلہ ہو چکا تھا' لکھی جا چکی تھی کیونکہ آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہی اللہ نے سب باتیں تقدیر میں لکھی ہوئی تھیں۔ (۲)

تنبیہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہی ہیں' پہلے انسان نہیں ہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پیدا ہوئے اور نبی بنے' اسی لئے مسند احمد وغیرہ (۳) کی احادیث میں بھی وضاحت فرمادی کہ میری نبوت لکھی جا چکی تھی **یوں نہیں فرمایا** کہ میں اس وقت بذاتِ خود موجود تھا! لہٰذا حقیقت میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بہت ہی بڑا اعزاز ہے' اور تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر اور سیدِ اولادِ آدم ہیں، اس لئے آپ کی شان وعظمت کو ثابت کرنے کیلئے حد سے بڑھنے اور تکلف وغلو

(۳۸۷۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحہ (۱۸۵۶)، المشکاۃ (۵۷۵۸)، [ ھدایۃ الرواۃ (۵۶۹۰)، صحیح الجامع (۴۵۸۱)، صحیح السیرۃ (۵۴) اور ظلال الجنۃ (۴۱۰) ]۔

(۱) سورۃ الحجرات۔[۱۳]

(۲) صحیح مسلم [۴۷۹۷]، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی علیہما السلام۔

(۳) صحیح۔ مسند أحمد [۲۰۶۱۵]، الصحیحۃ [۱۸۵۶]۔

کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اللہ نے اپنے نبی کی اور آپ صلی للہ علیہ وسلم نے جو اپنی شان وعظمت بیان کی ہے اسی پر اکتفا کرنا چاہئے اور اپنے عمل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ثبوت دینا چاہیے۔

## حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی شان

وَآدَمُ ...... : حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر' تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالی نے انہیں پہلے مٹی سے اپنے مبارک ہاتھوں سے تخلیق فرمایا، اپنی روح ان میں پھوکی، پھر انہیں تمام علوم ومعارف عطا کر کے فرشتوں پر ان کی فضیلت کا اظہار فرمایا اور آخر میں فرشتوں سے انہیں سجدہ کروا کے ان کے فضل وشرف کا مقام بتا دیا اور انہیں جنت کا رہائشی بنایا......(۱) اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ (فٹ) تھا، (لہٰذا) جنت میں جو بھی داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر (یعنی ساٹھ فٹ کا) ہوگا۔(۲)

### ۲۱) بَابٌ ؛

### باب:

۳۸۷۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَنَـا أَوَّلُ النَّـاسِ خُرُوجاً إِذَا بُعِثُوا ، وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا وَفَـدُوا ، وَأَنَـا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا ، لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَـئِـذٍ بِيَدِي ، وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلٰى رَبِّيْ وَلَا فَخْرَ ))۔

**ضعیف**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(قیامت والے دن) سب سے پہلے میں ہی (قبر سے) اٹھوں گا، اور جب لوگ وفد بن کر اللہ کے دربار میں حاضر ہونگے تو میں ہی انکا خطیب ہونگا، وہ جب مایوس ہونے لگیں گے تو میں ہی انہیں دلاسا و خوشخبری دینے والا ہونگا، میرے ہاتھ میں اس دن حمد کا جھنڈا ہوگا اور آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں ہی سب سے زیادہ عزت دار ہونگا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔

۳۸۷۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ

**ضعیف**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

(۳۸۷۱) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۵۷۶۵)، ضعیف جامع صغیر (۱۳۰۹)، [، ھدایۃ الرواۃ (۵۶۹۶)، اس کی سند میں ''حسین بن یزید کوفی'' راوی ضعیف ہیں، تقریب التھذیب لابن حجر (۱۳۶۱) اور میزان الاعتدال للذہبی (۱/۵۵۰)]۔

(۳۸۷۲) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۵۷۶۶)، ضعیف جامع صغیر (۱۳۱۱) [سابقہ حدیث کی تخریج دیکھئے]۔

(۱) دیکھئے: سورۂ بقرہ [۳۰-۳۹] اور سورۂ ص [۷۱-۷۶]۔

(۲) صحیح البخاري [۳۰۷۹]، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب خلق آدم صلوات اللہ علیہ۔

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ ، فَأُكْسٰى الْحُلَّةَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ، ثُمَّ أَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ ، لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذَالِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ ))۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت والے دن) سب سے پہلے میری (قبر کی) زمین پھٹے گی اور مجھے جنت کے لباس میں سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا، پھر میں عرش کے سیدھی جانب کھڑا ہوں گا ساری مخلوق میں سے اس مقام پر میرے علاوہ اور کوئی کھڑا نہیں ہوگا''۔

**فائدہ** : اس حدیث کا فائدہ صفحہ (43) پر امام النبیین میں ملاحظہ فرمائیں۔

**۲۲) بَابٌ ؛**

**باب: (جنت اور روزِ قیامت میں آپ ﷺ کی خصوصیات)**

۳۸۷۳) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ** قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَسِيْلَةُ ؟ قَالَ: **أَعْلٰى دَرَجَةٍ فِيْ الْجَنَّةِ لاَ يَنَالُهَا إِلاَّ رَجُلٌ وَّاحِدٌ أَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ**))۔

صحیح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگا کرو**، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وسیلہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **جنت کا بلند ترین درجہ ومقام ہے، وہ ایک ہی شخص کو ملے گا، مجھے امید ہے کہ وہ (خوش نصیب) شخص میں ہی ہوں**''۔

**فائدہ** : یہ وہی وسیلہ ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کا جواب دینے کے بعد طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ آگے حدیث نمبر (۳۸۷۶) صفحہ (45) میں آرہا ہے۔

**آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت سے اپنے لئے وسیلہ کی دعا کروانا!؟** یہ اللہ کے آگے نبی علیہ السلام کا اپنے آپ کو گرانا اور اپنی فقیری کا اظہار کرنا ہے' اور اس میں امت کیلئے بھی کئی طرح کے فوائد ہیں: یہ دعا خود امت کے ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے' انہیں دعا مانگنے کا ایک انداز سیکھایا گیا ہے' اور انہیں اللہ سے قربت کا ایک طریقہ بتایا گیا ہے۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ''**وہ ایک ہی شخص کو ملے گا**'' فرما کر امت کو تواضع اور کسرِ نفسی کا بھی اعلیٰ سبق دیا ہے۔

(۳۸۷۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۵۷۶۷)، مسلم (۴/۲) میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے جو آگے (۳۸۷۶) آرہی ہے، [ھدایۃ الرواۃ (۵۶۹۸)، صحیح الجامع (۳۶۳۶) اور الثمر المستطاب (۱/ ۱۸۷)]۔

## نبی علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی رسالت اور ختم نبوت کی ایک مثال:

**صحیح**

أ-٣٨٧٤) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**مَثَلِي فِي النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَاراً ، فَأَحْسَنَهَا وَأَكْمَلَهَا وَأَجْمَلَهَا، وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبِنَاءِ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ ، وَيَقُولُونَ لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ. وَأَنَا فِي النَّبِيِّينَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ**)).

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**میری اور باقی سارے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے بہت خوبصورت محل تیار کیا اور اسے بہت خوبصورتی کیساتھ مکمل کیا' بس ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس محل میں گھومنے پھرنے لگے اور دیکھ کر تعجب کرنے لگے کہ یہ اینٹ کی جگہ اگر خالی نہ ہوتی تو کیسا اچھا مکمل گھر ہوتا ، لہٰذا نبیوں میں' میں ہی وہ اینٹ کی جگہ ہوں**''۔

**فائدہ** : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کو سابقہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت کیساتھ ایک محل سے تشبیہ دی ہے کہ محل تو بڑا خوبصورت ہے بس اس میں ایک اینٹ کی کمی باقی ہے لیکن اب میری رسالت سے مکمل ہو گیا اور اس قصر نبوت کی زینت وخوبصورتی پوری طرح نکھر گئی اس میں کوئی کمی باقی نہیں رہی اور نہ ہی کسی اضافہ کی گنجائش ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ''عاقب'' ہے یعنی جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

## صحیح احادیث میں مذکور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام:

(۱) محمد (۲) احمد (۳) ماحی (۴) حاشر (۵) عاقب
(٦) رؤوف رحیم (۱) (۷) خاتم (۲) (۸) مقفّٰی (۹) نبی التوبہ
(۱۰) نبی الرحمہ (۱۱) نبی الملحمہ (۳) اور (۱۲) متوکل (۴)

(أ-٣٨٧٤) یہ حدیث **صحیح** ہے، تخریج فقہ السیرۃ (۱۴۱)، بخاری ومسلم حدیث جابر وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما، [صحیح الجامع (۵۸۵۷)، المشکاۃ (۵۷۴۵)، ھدایۃ الرواۃ (۵٦۷۹)، الصحیحۃ (۳۵۹۵) کے تحت اور تخریج شرح الطحاویۃ (۱٦۳)]۔

(۱) صحیح مسلم [۴۳۴۳]، کتاب الفضائل، في أسماۂ صلی اللہ علیہ وسلم۔
(۲) صحیح۔ شیخ شعیب أرناؤوط نے مسند أحمد [۱٦۸۱٦] کی تحقیق میں اس حدیث کو مسلم کی شرط پر کہا ہے۔
(۳) صحیح۔ مسند أحمد [۱۹۵۴۳]، صحیح الجامع [۱۴۷۳]۔
(۴) صحیح البخاري [۴۴۱٦]، کتاب تفسیر القرآن، باب إنا أرسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا۔

ب۔۳۸۷۴) . . . وَبِهٰذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ، وَخَطِيْبَهُمْ، وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ، غَيْرَ فَخْرٍ**)).

حسن

اسی سند سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: **''قیامت والے دن میں سب انبیاء علیہم السلام کا امام' انکا خطیب وشفیع ہونگا اور اس پر مجھے فخر نہیں ہے''۔**

## امام النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب :

**فائدہ** : امام النبیین کا مطلب یہ ہے کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کا سردار ہونگا، مجھے یہ بھی اعزاز ہے کہ میں میدان محشر میں خطبہ دونگا یعنی دوسرے انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے بات کرنے کی جرٗأت نہیں کریں گے بلکہ میں انکی طرف سے بات کرونگا اور جب لوگ پریشان و نا امید ہونگے اور انبیاء کرام بھی خوفِ الٰہی سے شفاعت نہ کرسکیں گے تو اس وقت میں شفاعت کروں گا، میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت دار ہونگا، اس میں اللہ کی نعمت کا اظہار ہے اس پر کوئی فخر نہیں کرتا یعنی اس میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تنقیص نہیں ہے بلکہ میں تو اللہ کی نعمت کا اظہار کرتا ہوں کہ اللہ نے مجھے یہ رتبہ ومقام عنایت فرمایا ہے۔

نبی علیہ السلام دنیا وآخرت میں امام النبیین ہیں کیونکہ معراج کی رات بیت المقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کرائی تھی۔(۱)

۳۸۷۵) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ؛ آدَمُ فَمَنْ**

صحیح

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''میں قیامت والے دن ساری اولادِ آدم کا سردار ہونگا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے، اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے،**

(ب۔۳۸۷۴) یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ (۵۷۶۸)، [ھدایۃ الرواۃ (۵۶۹۹)، ابن ماجہ (۴۳۱۴)، صحیح الجامع (۱۴۷۱)، تخریج الظلال (۷۸۷) اور التنبیہات الملیحۃ علی ما تراجع عنہ العلامۃ المحدث الألبانی من الأحادیث الضعیفۃ أو الصحیحۃ [ص۔۱۱۳] لعبد الباسط بن یوسف الغریب]۔

(۳۸۷۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۴۳۰۸)، اس کا بعض حصہ مسلم میں بھی مروی ہے، [المشکاۃ (۵۷۶۱)، صحیح الجامع (۱۴۶۸)، الصحیحۃ (۱۵۷۱) کے تحت اور صحیح الموارد (۱۷۸۳)]۔

(۱) صحیح مسلم [۲۵۱]، کتاب الإیمان، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال۔

سِوَاهُ ـــ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلاَ فَخْرَ)).

اس دن آدم علیہ السلام اور باقی سارے نبی میرے ہی جھنڈے تلے ہونگے، اورسب سے پہلے مجھ ہی پر زمین شق ہوگی (میری قبر کھلے گی) اور مجھے اس پر کوئی فخرنہیں ہے''۔

**فائدہ** : ''سید'' وہ ہوتا ہے جوخیرو بھلائی میں اپنی قوم سے اونچا و بہتر ہواور اسے بھی سید کہتے ہیں جس کے سامنے لوگ اپنی مشکلات پیش کرتے ہیں اور وہ ان کی مدد کرتا ہے، نبی علیہ السلام دنیا میں بھی ان دونوں معنوں میں سید تھے اور آخرت میں بھی ہوں گے۔

نعمتوں کو بیان کرنا حکم الٰہی ہے "وامابنعمة ربك فحدث" لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے جونعمتیں عطاء کی ہیں' بلند مرتبے سے نوازہ ہے یہاں اسے بیان فرمارہے ہیں اور اللہ کا فضل گنوارہے ہیں **یہ شکر کا ایک انداز ہے**، اوراس لئے بھی فرمایا تاکہ امت کو روزِ قیامت کے ان غیبی امور کا معلوم ہوجائے اور وہ ان پر ایمان رکھیں، اورساتھ ساتھ فرمادیتے ہیں کہ مجھے اس پر کوئی فخر یا تکبرنہیں ہے کیونکہ یہ اللہ کی دَین ہے میری اس میں کوئی قدرت نہیں ہے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

علامہ مبارکپوریؒ کہتے ہیں حمد کے جھنڈے سے اللہ کی تعریف کا حقیقی پرچم ہی مراد ہے اس کا معنوی معنی نہیں لیا جائے گا۔ اسی طرح اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت بھی معلوم ہوتی ہے کہ تمام مخلوق اول سے آخر اس جھنڈے تلے ہونگے۔

**سب سے پہلے مجھ ہی پر زمین شق ہوگی:** کا مطلب ہے کہ سب سے پہلے میری قبر کی مٹی ہٹے گی اور میں کھڑا ہونگا۔

اس حدیث کو بیان کرنے والے **صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ** کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے' خزرجی انصاری ہیں' یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں' جنگ احد میں اپنی کم عمر ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہوسکے(۱)، یہ حافظِ حدیث اور صاحبِ عقل وفضل علماء صحابہ میں سے ہیں' انہوں نے (۱۱۷۰) احادیث روایت کی ہیں(۲)۔

(۱) صحیح۔حاکم[۲۳۴۹]، امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۲) سیراعلام النبلاء[۱۷۲/۳]

## نبی علیہ السلام کیلئے جنت میں اعلی مقام طلب کرنا اور اسکا فائدہ:

صحیح

۳۸۷۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْراً، ثُمَّ سَلُوْا لِيَ الْوَسِيْلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لاَ تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ، وَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ)).

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مؤذن سے اذان سنو تو تم بھی وہی اذان والے جملے کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر میرے لئے اللہ سے ''وسیلہ'' مانگو، یہ جنت کا ایک (اعلیٰ ترین) درجہ ہے' اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو یہ مقام حاصل ہوگا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہونگا، جو شخص میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگے گا اس کیلئے میری شفاعت واجب (اور ضروری) ہوگی''۔

**فائدہ**: وہی اذان والے جملے کہو: لیکن "حي علی الصلاة" اور "حي علی الفلاح" کے جواب میں "لاحول ولا قوة الا بالله" کہے(۱)، اسی طرح صبح کی اذان میں جب مؤذن "الصلاة خير من النوم" کہے تو سننے والا یہی الفاظ دہرائے۔ (۲)

وسیلہ: وسیلہ دراصل اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی کا قرب حاصل کیا جائے اور یہاں وسیلہ سے مراد جنت کا وہ بلند مقام ہے جس میں اللہ تعالی کا قرب دوسرے درجے والوں کی نسبت بہت زیادہ حاصل ہوگا۔ (واللہ اعلم)

جبکہ ''مقامِ محمود'' سے مراد وہ مقام ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز ہوکر اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے کلمات کے ذریعے سے اس کی حمد وثنا بیان کریں گے اور پھر وہیں اللہ کی اجازت کے بعد اپنی امت کیلئے شفاعت کریں گے۔ (۳)

---

(۳۸۷۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، الارواء (۲۴۲)، التعلیق علی بدایة السول (۵۲/۲۰)، مسلم، [سنن أبي داود (۵۲۳)، سنن النسائي (۶۷۸)، صحیح ابن خزیمة (۴۱۸)، صحیح الجامع (۶۱۳)، المشکاة (۶۵۷)، صحیح الترغیب (۲۵۱)، الکلم الطیب (۷۱)، التوسل (ص-۸)، الإیمان-لابن تیمیة (۱۳۷) اور الثمر المستطاب (۱/۱۸۵)]۔

(۱) صحیح مسلم [۵۷۸]، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه۔

(۲) مجموع فتاوی العلامة عبدالعزیز بن باز رحمه الله [۱۴۲/۲۹]۔

(۳) صحیح البخاري [۶۹۹۶]، کتاب التوحید، باب قوله تعالیٰ: وجوه یومئذ ناضرة إلی ربها ناظرة۔

اس حدیث میں ترتیب بتائی گئی ہے کہ اذان کا جواب دینے کے بعدر درود شریف پڑھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وسیلہ کی دعا مانگیں۔ اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس دعا کے پڑھنے سے بندہ نبی علیہ السلام کی شفاعت کا مستحق ہو جائیگا۔ مزید پیچھے حدیث (۳۸۷۳) صفحہ (41) میں ملاحظہ فرمائیں۔

**ضعیف**

۳۸۷۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنْتَظِرُوْنَهُ قَالَ: فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ فَسَمِعَ حَدِيْثَهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَجَباً! إِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهٖ خَلِيْلاً، اتَّخَذَ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً. وَقَالَ آخَرُ: مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوْسٰى، كَلَّمَهٗ تَكْلِيْماً. وَقَالَ آخَرُ: فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهٗ. وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ. فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ ـ ﷺ ـ: ((قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ، إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذَالِكَ، وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ، وَهُوَ كَذَالِكَ، وَعِيْسٰى رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ، وَهُوَ كَذَالِكَ، وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ، وَهُوَ كَذَالِكَ، "أَلَا وَأَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں کچھ صحابہ کرام بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، جب آپ انکے قریب ہوئے تو صحابہ کی گفتگو سنی، ایک صحابی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بہت فضیلت دی کہ انہیں اپنا خلیل و دوست بنایا۔ دوسرے نے کہا: موسیٰ علیہ السلام کی بہت فضیلت ہے کہ اللہ نے ان سے کلام فرمایا (یہ زیادہ تعجب والی بات ہے)، ایک صحابی کہنے لگے: عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں (یہ بہت فضیلت والی بات ہے)، ایک صحابی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو چن لیا (یہ فضیلت والی بات ہے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور انہیں سلام کیا اور فرمایا: ''میں نے تمہاری باتیں اور تمہارا اس پر تعجب کرنا سنا، واقعی ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں، موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں، عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور اللہ کا کلمہ ہیں، آدم علیہ السلام کو اللہ نے چُنا ہے یہ سب اسی طرح ہے (اور واقعی یہ بالکل صحیح ہے' لیکن)

(۳۸۷۷) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۵۷۶۲)، ضعیف جامع صغیر (۴۰۷۷)، [اس کی سند میں ''زمعہ بن صالح'' اور ''سلمہ بن وھرام'' راوی ضعیف ہیں الشفاعۃ (۳۵) للوادعي، الموافقات (۲/ ۴۲۵) لأبوعبیدۃ مشھور بن حسن آل سلمان، التاریخ الکبیر (۱۵۰۵) للبخاري اور تهذیب الکمال (۲۰۰۳) للمزي]۔

يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ ، فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيَ فَيُدْخِلُنِيهَا ، وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلاَ فَخْرَ ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِيْنَ وَالآخَرِيْنَ وَلاَ فَخْرَ ))۔

خوب سمجھ لو! کہ میں اللہ کا حبیب (محبوب) ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے (بلکہ یہ تو اللہ کی مجھ پر عظیم نعمت ہے)، اور قیامت والے دن میرے ہی ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس پر بھی میں کوئی فخر نہیں کر رہا، اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کراؤنگا، اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائیگی اور میں اس پر کوئی فخر نہیں کر رہا، اور سب سے پہلے جنت کا کُنڈا کھلوانے کیلئے بھی میں ہی کھٹ کھٹاؤنگا اللہ تعالیٰ میرے لئے (سب سے پہلے) جنت کا دروازہ کھولیں گے، اور مؤمن مسلمانوں میں سے فقراء میرے ساتھ جنت میں (سب سے پہلے) جائیں گے اور اس پر بھی میں فخر نہیں کر رہا، اور میں پہلے اور بعد والے سب لوگوں سے افضل و بہتر ہوں اور مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں ہے (بلکہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی خاص عطاء وعنایت ہے)''۔

**فائدہ:** یہ حدیث الباب تو ضعیف ہے البتہ مختصراً ان الفاظ کیساتھ صحیح ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: حضرت براہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں' حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کلام فرمایا ہے، اللہ کے رسول! آپ کو کیا عنایت کیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''قیامت کے روز حضرت آدم (علیہ السلام) کی ساری اولاد میرے جھنڈے تلے ہوگی' میں ہی ہوں جس کیلئے سب سے پہلے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے''**۔(۱)

**''اس پر کوئی فخر نہیں''** اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو بہت سی صفات مبارکہ سے نوازا تھا جن میں صفت عاجزی بھی تھی اور یہ اس قدر تھی کہ یہاں تمام جملوں کیساتھ فرمایا مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے یعنی میں دوسرے انبیاء علیہم السلام پر فخر کرتے ہوئے اپنی بڑائی کا اظہار نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرے اوپر جو اللہ کی نعمت ہے اس کا اظہار کر رہا ہوں۔

نَجِیٌّ: نجی راز داں کو کہتے ہیں، یہ موسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے' نجی اللہ کا معنی ہے اللہ سے راز کی باتیں کرنے والا۔

صحیح حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تمہارے صاحب کو (یعنی مجھے) اپنا خلیل اور دوست بنایا ہے (۲) اور کیونکہ خلیل کا معنی اللہ کا ''بہت زیادہ پسندیدہ اور قریبی'' دوست ہے اور

(۱) صحیح۔ حدیث المصیصي لوین [۵]، الصحیحۃ [۲۴۱۱]۔ (۲) صحیح مسلم [۲۳۸۳] کتاب فضائل الصحابۃ رضي اللہ عنہم، باب من فضائل ابي بکر الصدیق رضي اللہ عنہ

حبیب کا معنی ہے اللہ کا پسندیدہ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ السلام کیلئے خلیل کا لقب حبیب سے زیادہ موزوں ہے اور اس میں نبی علیہ السلام کیلئے زیادہ عزت ومقام ہے۔

**ضعیف**

۳۸۷۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ ـ ﷺ ـ وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ـ عليه السلام ـ يُدْفَنُ مَعَهُ، قَالَ فَقَالَ أَبُو مَوْدُودٍ قَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ توریت میں پیارے نبی محمد ﷺ کی صفت میں یہ بھی درج ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ (یعنی آپ کے حجرہ مبارک میں) مدفون ہونگے۔

ابومودود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارکہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کیلئے)۔

**صحیح**

۳۸۷۹) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَمَا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْأَيْدِيَ وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتّٰى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ جس دن مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اس دن مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی اور جس دن آپ ﷺ کا انتقال ہوا اس دن مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی، ہم ابھی آپ کی تدفین میں مصروف تھے اور اپنے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو بدلا ہوا پایا۔

**فائدہ**: **''آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ہر چیز روشن ہوگئی''** مطلب یہ ہے کہ سب لوگوں کے چہروں پر خوشی، بشاشت ومسرت تھی، خوشی کی مثال روشنی سے دی جاتی ہے کہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے خوش ہوئے، خوشی میں چہرے روشن ہوگئے چمک گئے، سب کے چہرے خوشی میں کھل کھلا رہے تھے۔

**''اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی''** مطلب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی جدائی کے غم میں سب لوگوں کے چہرے مایوسی سے مرجھا گئے، رنج وغم کی مثال اندھیرے سے دی جاتی ہے۔

(۳۸۷۸) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۵۷۷۲)، [شیخ البانیؒ الضعیفہ (۶۵۶۲) اور ھدایۃ الرواۃ (۵۷۰۳) میں کہتے ہیں اس کی سند میں ''عثمان بن ضحاک'' راوی ضعیف ہیں]۔

(۳۸۷۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۶۳۱)، [المشکاۃ (۵۹۶۲)، ھدایۃ الرواۃ (۵۹۰۸)، مختصر الشمائل (۳۲۹)، فقہ السیرۃ (ص۔۲۰۱) اور صحیح الموارد (۱۸۱۲)]۔

**''تدفین کے بعد ابھی مٹی سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے کہ ہمارے دل بدل گئے''** مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام کے ایمان وتصدیق میں تو ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو آپس میں اُلفت واپنائیت تھی وہ نہ رہی دلوں پر اداسی اور اجنبیت چھا گئی۔

کچھ ایسا ہی حال عالمِ ربانی کیساتھ ہوتا ہے جب تک ان کی صحبت میں رہو تو دل میں روحانیت اور تسلی رہتی ہے اور جب یہ صحبت ختم ہو جاتی ہے تو پھر دل میں دنیا کی محبت واپس آ جاتی ہے' یہ عالمِ ربانی کی بڑی نشانی ہے۔

## ٢٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيْلَادِ النَّبِيِّ ﷺ

## نبی ﷺ کی ولادت باسعادت

٣٨٨٠) عَنْ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: (( وُلِدْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ )).

**حسن**

حضرت قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل یعنی ہاتھیوں والے سال پیدا ہوئے۔

قَالَ: وَسَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ بْنَ أَشْيَمَ أَخَا بَنِي يَعْمَرَ بْنِ لَيْثٍ: ءَأَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّي، وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيلَادِ، قَالَ وَرَأَيْتُ خَذْقَ الطَّيْرِ أَخْضَرَ مُحِيلًا.

**ضعیف**

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو یعمر بن لیث کے قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عمر میں تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نبی علیہ السلام مجھ سے (رتبے ودرجے میں) بڑے ہیں اور میں نبی علیہ السلام سے پہلے پیدا ہوا ہوں (یعنی عمر میں میں بڑا ہوں) اور میں نے ان پرندوں (ابابیل) کی بیٹ سبز رنگ میں بدلی ہوئی دیکھی ہے (جنہوں نے ابرھہ کے ہاتھیوں کو مارا تھا)۔

**فائدہ:** ایک نسخہ کے حاشیہ میں یہ الفاظ ہیں "خَذْقَ الْفِيلِ" ہاتھیوں کی بیٹ سبز رنگ میں بدلی ہوئی دیکھی ہے۔ (تحفہ)

---

(٣٨٨٠) اس حدیث کی اسناد **ضعیف** ہے۔ [**البتہ حدیث کا پہلا ٹکڑا جو ''قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں** کہ میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل یعنی ہاتھیوں والے سال میں پیدا ہوئے'' **حسن ہے**، دیکھئے: الصحیحہ (٣١٥٢)، صحیح السیرۃ النبویۃ (ص-١٣)۔ ضعیف حصے کے بارے میں شیخ البانیؒ کہتے ہیں ''مُطّلب بن عبداللہ بن قیس'' عدل اور ضبط میں غیر معروف ہیں اور ان سے ''ابن اسحٰق'' ہی روایت کرتے ہیں، حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''مُطّلب بن عبداللہ بن قیس'' مقبول ہیں یعنی متابعت میں اور (حدیث کے پہلے ٹکڑے میں) **سعید بن جبیر عن ابن عباس** کی متابعت موجود ہے، اس لئے حدیث کا پہلا ٹکڑا ان شاء اللہ حسن درجہ کا ہے دیکھئے: الصحیحہ (٣١٥٢) کے تحت]۔

''**عام الفیل**'' وہی سال جس میں ابرہہ نے مکہ پر حملہ کیا تھا(۱)، وہ اپنے ساتھ ہاتھی بھی لایا تھا اس لئے اس سال کا نام ہی ''عام الفیل'' ہاتھیوں والا سال پڑ گیا۔

## آپ ﷺ کی ولادت اور وفات کی صحیح تاریخ کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل یعنی ہاتھیوں والے سال (۲) پیر کے دن ہوئی (۳) اور انتقال بھی پیر والے دن ہی ہوا (۴) اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اسلیئے اس دن نہ خوشی منا سکتے ہیں نہ غم۔

البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ پیدائش کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہ ملنے کی وجہ سے ۲، ۸، ۹، ۱۲ اور ۱۳/ ربیع الاول کے اقوال ہیں جبکہ علم فلکیات کے ماہر محمود باشا مصری کہتے ہیں کہ تاریخ فلکیات کے مطابق **نبی علیہ السلام کی ولادت ۲۲/اپریل/۵۷۱ عیسوی یعنی ۹/ربیع الاول کو ہوئی** (۵) کیونکہ اُس سال ۹ ربیع الاول کی تاریخ پیر کو پڑتی ہے اور صحیح احادیث میں واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر والے دن ہی ہوئی ہے۔ صفی اللہ مبارکپوریؒ نے الرحیق المختوم [ص۔۷۸] میں اور شیخ ابن عثیمینؒ نے فتاوی نور علی الدرب میں محمود باشا کی اس بات کی تائید کی ہے۔

**تنبیہ:** لہٰذا آجکل کی مروجہ رسم کے مطابق **۱۲/ربیع الاول کو یوم میلاد النبی کہنا اور اسکا یقینی تعین کر کے اسے ایک جشن اور عید کا نام دینا درست نہیں ہے** کیونکہ اکثر علماء بلکہ جمہور علماء نے ۱۲/ربیع الاول ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن راجح قرار دیا ہے۔ (۶) اصل میں نبی علیہ السلام سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کی ان سب اداؤں کو اپنائیں جو زندگی پھر آپ کا معمول رہیں اور آپ کے لائے ہوئے دین کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں، کیونکہ سال میں صرف ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا جشن منا لینا! اور پوری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف بسر کرنا! یہ سچی محبت کا معیار نہیں، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے بھی کبھی جشنِ عید میلاد النبی نہیں منایا، معلوم ہوا کہ جشنِ عید میلاد منانا اور اس کو محبتِ رسول سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

(۱) حسن۔ السیوطي في ''الدر المنثور'' [۸/ ۶۲۹]، حافظ ابن حجر نے فتح الباري [۱۲/ ۲۰۷] میں اسے حسن کہا ہے۔

(۲) حسن۔ ابن سعد في ''الطبقات'' [۱/ ۱۰۱]، الصحیحہ (۳۱۵۲)۔

(۳) صحیح مسلم [۱۹۷۷] کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ أیام من کل شھر وصوم یوم عرفۃ وعاشوراء والاِثنین والخمیس۔

(۴) صحیح البخاری [۱۲۹۸] کتاب الجنائز، باب موت یوم الاِثنین۔

(۵) دیکھئے: نتائج الافہام في تقویم العرب قبل الاسلام [ص ۲۸۔۳۵]، الرحیق المختوم [۷۸]۔

(۶) فتح الباری [۱۶/ ۲۶۱] اور الرحیق المختوم [ص۔۵۴۲]۔

## ٢٤) بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَدْءِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ ﷺ

## نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا آغاز

**صحیح**

٣٨٨١) عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: خَرَجَ أَبُوْ طَالِبٍ إِلَى الشَّامِ، وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فِيْ أَشْيَاخٍ مِّنْ قُرَيْشٍ، فَلَمَّا أَشْرَفُوْا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطَ، فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ، وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَلْتَفِتُ، قَالَ: فَهُمْ يَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰى جَاءَ، فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ، هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ. فَقَالَ لَهٗ أَشْيَاخٌ مِّنْ قُرَيْشٍ: مَا عِلْمُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّكُمْ حِيْنَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ حَجَرٌ وَّلَا شَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِداً. وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيٍّ وَإِنِّيْ أَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ أَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ، ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَاماً، فَلَمَّا أَتَاهُمْ بِهٖ فَكَانَ هُوَ فِيْ رِعْيَةِ الْإِبِلِ، فَقَالَ:

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو طالب (ملک) شام کی طرف (تجارت کیلئے) گئے تو نبی علیہ السلام بھی قریش کے سرداروں کے ساتھ اس سفر میں ان کے ہمراہ تھے، جب یہ لوگ (دوران سفر ایک) راہب کے پاس پہنچے تو ابوطالب اترے، لوگوں نے بھی اپنے اونٹوں کے کجاوے کھول دیئے تو راہب ان کے پاس آیا، پہلے بھی وہ اس راہب کے پاس سے گزرا کرتے تھے لیکن وہ کبھی ان کے پاس نہیں آیا تھا، (اور نہ پہلے کبھی انکی طرف توجہ دی تھی)، یہ لوگ ابھی اونٹوں کے کجاوے کھول ہی رہے تھے کہ راہب ان کے درمیان (تیزی میں) کسی کو تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کہ یہ سارے جہاں کے سردار ہیں اور سارے جہاں کے رب کی طرف سے رسول ہیں، اللہ عزوجل انہیں سارے جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گا، قریش کے سرداروں نے پوچھا: تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ راہب کہنے لگا: جب تم لوگ اس گھاٹی (دو پہاڑوں کے درمیانی راستے سے) نیچے

(٣٨٨١) یہ حدیث **صحیح** ہے، فقہ السیرۃ، دفاع عن الحدیث النبوی (٦٢-٧٢)، المشکاۃ (٥٩١٨)، **آخر میں بلال رضی اللہ عنہ کا واپس ہمراہ ہونا یہ جملہ منکر ہے،** [صحیح السیرۃ النبویۃ (٢٩-٣٠)، شیخ البانیؒ دفاع عن الحدیث النبوی (٦٩-٧١) میں کہتے ہیں علامہ جزریؒ اور ابن سید الناسؒ نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، البتہ ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما کا تذکرہ اس حدیث میں راوی کا وہم معلوم ہوتا ہے، راوی نے غلطی سے نقل کر دیا ہے، کیونکہ نبی ﷺ کی عمر اس وقت بارہ (١٢) برس تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے عمر میں دو برس چھوٹے تھے اور بلال تو شاید اس وقت پیدا ہی نہیں ہوئے تھے جبکہ ''بزار'' میں **''وأرسل معه عمه رجلاً''** کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ کے چچا نے کسی آدمی کے ہمراہ آپ کو بھیج دیا۔ پھر شیخ البانیؒ کہتے ہیں میں نے علامہ جزری اور ابن سید الناس کی تصحیح کے ساتھ بزار کی روایت بھی پیش کر دی ہے جس پر کوئی غبار نہیں ہے۔ اسی طرح ابن قیمؒ اور ابن حجرؒ کہتے ہیں یہ حدیث اور واقعہ تو صحیح ہے بس یہ آخری جملہ مدرج (زائد بڑھا دیا گیا) ہے (زاد المعاد، فصل في نسبه ﷺ]۔

أَرْسِلُوا إِلَيهِ، فَأَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهُ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوهُ إِلَى فَيْءِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ: انْظُرُوا إِلَى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ. قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ عَلَيْهِمْ وَهُوَ يُنَاشِدُهُمْ أَلَّا يَذْهَبُوا بِهِ إِلَى الرُّومِ، فَإِنَّ الرُّومَ إِنْ رَأَوْهُ عَرَفُوهُ بِالصِّفَةِ فَيَقْتُلُونَهُ، فَالْتَفَتَ فَإِذَا بِسَبْعَةٍ قَدْ أَقْبَلُوا مِنَ الرُّومِ، فَاسْتَقْبَلَهُمْ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكُمْ ؟ قَالُوا : جِئْنَا إِنَّ هٰذَا النَّبِيَّ خَارِجٌ فِي هٰذَا الشَهْرِ فَلَمْ يَبْقَ طَرِيْقٌ إِلَّا بُعِثَ إِلَيْهِ بِأُنَاسٍ وَإِنَّا قَدْ أُخْبِرْنَا خَبَرَهُ فَبَعَثَنَا إِلَى طَرِيْقِكَ هٰذَا. فَقَالَ: هَلْ خَلْفَكُمْ أَحَدٌ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكُمْ ؟ قَالُوا: إِنَّمَا أُخْبِرْنَا خَبَرَهُ بِطَرِيْقِكَ هٰذَا. قَالَ: أَفَرَأَيْتُمْ أَمْراً أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّقْضِيَهُ هَلْ يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ رَدَّهُ ؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: فَبَايَعُوهُ وَأَقَامُوا مَعَهُ. قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ أَيُّكُمْ وَلِيُّهُ ؟ قَالُوا: أَبُوْ طَالِبٍ، فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتّٰى رَدَّهُ أَبُوْ طَالِبٍ. وَبَعَثَ مَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ بِلَالاً، وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ.

اترے تو کوئی پتھر اور کوئی درخت (تواضعا) سجدہ کئے بغیر نہ رہا، (حقیقت یہ ہے کہ) حجر وشجر نبی کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتے، راہب نے یہ بھی کہا کہ میں انہیں مہر نبوت سے بھی پہچانتا ہوں جو انکے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے، پھر اس نے جاکر ان لوگوں کیلئے کھانا تیار کیا، جب وہ کھانا لیکر آیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کو چرانے میں مصروف تھے، راہب کہنے لگا انہیں (بھی) بلاؤ، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے اوپر ایک بادل سایہ فگن تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سب لوگ درخت کے سایہ میں بیٹھے ہوئے ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف جھک گیا' راہب کہنے لگا دیکھو! درخت کا سایہ انکی طرف جھک گیا ہے، پھر راہب ان لوگوں کے پاس کھڑے ہوکر قسم دینے لگا کہ تم انہیں (محمد ﷺ کو) روم لیکر نہیں جانا کیونکہ وہاں کے لوگوں نے اگر انہیں دیکھ لیا تو انکی صفات دیکھ کر انہیں پہچان جائیں گے اور انہیں قتل کر دینگے، اتنے میں اچانک راہب نے دیکھا کہ سات رومی لوگ آرہے ہیں! راہب انکی طرف متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا کہ تم لوگ کس لئے آئے ہو؟ وہ لوگ کہنے لگے ہمیں خبر ملی ہے کہ یہ نبی (ﷺ) اس مہینے باہر سفر پر نکلنے والے ہیں لہٰذا ہر راستے پر کچھ لوگوں کو بھیجا گیا ہے اور انکی وہاں ڈیوٹی لگائی گئی ہے، پھر ہمیں انکے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ اس راستے پر آرہے ہیں تو ہمیں یہاں بھیج دیا گیا، راہب نے پوچھا:

کیا تمہارے پیچھے تم سے بہتر اور اچھے آدمی بھی ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہمیں تو یہ بتایا گیا ہے کہ وہ نبی تمہارے راستے میں ہیں، راہب نے ان سے کہا کہ دیکھو اگر اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ فرمائے تو کیا اللہ کو کوئی روک سکتا ہے؟ وہ کہنے لگے نہیں، پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ کیساتھ رہے، پھر راہب مکہ والوں سے قسم کھا کر پوچھنے لگا تم میں انکا سرپرست کون ہے؟ انہوں نے کہا: ابوطالب ہیں، وہ ابوطالب کو قسم دیتا رہا کہ (انہیں واپس بھیج دو) چنانچہ ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس مکہ مکرمہ بھیج دیا۔ [حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کے ہمراہ کر دیا(۱)] اور راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں کھانے کیلئے خاص روٹی اور زیتون کا تیل زادِ راہ دیا۔

## حجر و شجر کا آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟

**فائدہ**: درختوں اور پتھروں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے یا جھکنے سے مراد عزت اور تکریم کرنا ہے یہ سجدہ عبادت کیلئے نہیں ہے اور پھر تکریمی سجدہ بھی صرف بے زبان یعنی حجر و شجر یا اونٹ کیلئے کرنا جائز تھا انسان کیلئے نہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں وضاحت ہے کہ اونٹ کے سجدے کرنے پر جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ یہ جانور عقل نہیں رکھتا پھر بھی آپ کو سجدہ کر رہا ہے اور ہم باعقل ہیں ہم تو آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بھی انسان کیلئے کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر جائز ہوتا تو عورت کیلئے اپنے شوہر کو سجدہ کرنا صحیح ہوتا(۲)۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب یمن سے لوٹے تو انہوں نے نبی علیہ السلام سے کہا کہ یمن میں عیسائی اپنے عالم اور صاحب مرتبہ کو (عزت کیلئے) سجدہ کرتے ہیں اور آپ ان سے زیادہ اس (تکریمی) سجدہ کے حقدار ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔(۳)

---

(۱) **یہ حدیث الباب تو صحیح ہے لیکن آخر میں بین القوسین [ ] میں جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا واپسی میں ہمراہ ہونا ذکر ہے یہ جملہ منکر ہے،** تفصیل دو صفحہ قبل دیکھیں۔

(۲) صحیح لغیرہ۔ مسند أحمد [۱۲۶۳۵] وصحیح ترغیب وترہیب [۱۹۳۶]۔

(۳) صحیح۔ مسند أحمد [۱۹۴۲۲] الصحیحۃ [۱۲۰۳] کے تحت۔

## ٢٥) بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنُ كَمْ كَانَ حِيْنَ بُعِثَ ؟

## نبی علیہ السلام کو جب شرفِ نبوت سے نوازا گیا تو آپ ﷺ کی کتنی عمر تھی؟

٣٨٨٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : أُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَةَ ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْراً، وَّتُوَفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ.

**صحیح**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی عمر جب چالیس (٤٠) سال تھی تو آپ پر وحی نازل ہوئی، پھر آپ مکہ میں تیرہ (١٣) سال اور مدینہ میں دس (١٠) سال رہے اور تریسٹھ (٦٣) سال کی عمر میں آپ ﷺ کا انتقال ہوا۔

٣٨٨٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً.

**شاذ**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا انتقال پینسٹھ (٦٥) سال کی عمر میں ہوا۔

## آپ ﷺ کی کتنی عمر تھی اور آپ ﷺ نے اپنی حیاۃ طیبہ کے کتنے سال مکہ میں اور کتنے مدینہ میں گزارے

**فائدہ** : ان دونوں اور آگے آنے والی یعنی تینوں حدیثوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف عمر بیان ہوئی ہے: (٦٣)، (٦٥) اور (٦٠) سال! امام نوویؒ کہتے ہیں اور تاریخی وتحقیقی طور پر بھی یہی بات زیادہ صحیح ہے کہ نبی علیہ السلام نے (٦٣) تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہجرت اور بعثت کے دو سالوں کو مکمل شمار کیا ہے اور ان دونوں سالوں کو ملا کر کل (٦٥) پینسٹھ سال عمر بیان کی' جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کسر کی وجہ سے تیرہ سالہ مکی زندگی کو بھی دس سال شمار کیا اس لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر (٦٠) ساٹھ سال ذکر کی' لہٰذا ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے،

(٣٨٨٢) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری مسلم، مختصر الشمائل (٣١٧) اور [المشکاۃ (٥٨٣٧)]۔

(٣٨٨٣) یہ حدیث شاذ ہے (یعنی اس حدیث میں کمتر راوی نے اپنے سے افضل راوی کی مخالفت کی ہے اسے شاذ کہتے ہیں' یہ ضعیف کی قسم ہے)۔ سابقہ حوالہ کی طرف رجوع کریں، مختصر الشمائل (٣٢٠)، آگے (٣٩١٢) میں بھی یہ حدیث مذکور ہے اور [المشکاۃ (٥٨٣٨)]۔

**خلاصہ: اور صحیح بات یہ ہے** کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں نبوت سے قبل (۴۰) سال اور نبوت کے بعد (۱۳) سال کا عرصہ گزارا اور مدینہ طیبہ میں (۱۰) سال رہے اسطرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر (۶۳) سال ہے اور یہی راجح ہے۔

## نبی علیہ السلام کے بدنی اوصاف مبارک

(۳۸۸۴) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ، وَلَا بِالْقَصِيْرِ، وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ، وَلَا بِالآدَمِ، وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلَا بِالسَّبِطِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً، وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

**صحیح**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نہ تو زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی بہت چھوٹے قد کے تھے، رنگ مبارک نہ بالکل سفید تھا اور نہ گندمی تھا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال مبارک نہ بالکل گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا (نبی بنایا) تو اس وقت آپ کی عمر چالیس (۴۰) سال تھی، پھر دس (۱۰) سال مکہ مکرمہ میں رہے، اور دس (۱۰) سال مدینہ طیبہ میں اور ساٹھ (۶۰) سال کی عمر میں انتقال ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں بیس (۲۰) بال بھی سفید نہیں تھے۔

**فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد کے تھے بہت زیادہ لمبے قد کے نہیں تھے جو اعتدال سے زیادہ ہو۔**(۱) مزید صفحہ (73) پر دیکھیں۔

**آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصوت رنگت:** نبی علیہ السلام حد سے زیادہ گورے وسفید یعنی چونے کی طرح بھی نہیں تھے نہ حد سے زیادہ گندمی یا سرخ رنگ کے بلکہ پھول کے رنگ جیسے، گورے، روشن، سرخ وسفید تھے، اور سرخی مائل سفید رنگ سب سے زیادہ خوبصورت اور پسندیدہ ہوتا ہے، بخاری ومسلم میں بھی یہی

(۳۸۸۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، مختصر الشمائل (۱)، اس حدیث کا پہلا حصہ (۱۸۲۳) میں گزر چکا ہے، [بخاری ومسلم، المشکاۃ (۵۷۸۲) اور صحیح الجامع (۴۸۱۳)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۲۸۷]، کتاب المناقب، باب صفۃ النبي ﷺ۔

رنگ (۱) ذکر ہوا ہے۔ (۲) نبی علیہ السلام کے رنگ کے بارے میں آگے صفحہ (78) میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

**بیس (۲۰) بال بھی سفید نہیں تھے:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی، کنپٹیوں اور سر مبارک میں یہ چند ہی سفید بال تھے، اور یہ بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیل لگاتے تو واضح نہیں ہوتے اور جب تیل نہیں لگاتے تو نظر آنے لگتے تھے، (۳) اسی طرح سر کے بال بہت گھنگریالے یا بالکل سیدھے نہیں تھے بلکہ ہلکے گھنگریالے تھے۔ (۴)

## ۲۶) بَابُ مَا جَاءَ فِيْ آيَاتِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِهٖ

## علامات نبوت اور آپ ﷺ کی خصوصیات (ومعجزات)

**صحیح**

**۳۸۸۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ بِمَكَّةَ حَجَراً كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ لَيَالِيَ بُعِثْتُ، إِنِّيْ لَأَعْرِفُهُ الْآنَ)).**

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''مکہ مکرمہ میں ایک پتھر مجھے ان راتوں میں سلام کیا کرتا تھا جب میں مبعوث ہوا تھا (۵)، میں اس پتھر کو اب بھی جانتا ہوں''۔**

**فائدہ : معجزہ:** یعنی اللہ کی طرف سے نبی کوئی ایسا کام کریں جو ان کے علاوہ دوسرے لوگ عام طور

---

(۳۸۸۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم (۷/ ۵۸)، [صحیح الجامع (۲۴۸۷)، الصحیحہ (۲۶۷۰) کے تحت، المشکاۃ (۵۸۵۳)، صحیح السیرۃ النبویۃ (ص۔۸۸-۹۵) اور تخریج بدایۃ السول في تفضیل الرسول (ص۔۳۹)]۔

(۱) اکثر روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ گورا تھا اور یہی بات صحیح ہے جیسا کہ امام بیہقیؒ نے روایت بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گورے سفید رنگ کے تھے اور گندمی (یعنی سرخی) مائل تھے (أ)، اہل عرب لفظ اسمر (گندمی رنگ) کو احمر (لال رنگ) کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ اور انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والے تمام راویوں نے بھی ''ازھر اللون'' پھول والا رنگ ذکر کیا ہے۔ (أ) دلائل النبوۃ للبیہقي [۱۲۰] باب صفۃ لون رسول اللہ ﷺ۔

جبکہ صرف حمیدؒ انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہوئے ''اسمر اللون'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں لیکن یہ مرجوح ہے کیونکہ انکے علاوہ اکثر راویوں نے ''ازھر اللون'' یا ''أبیض'' گورے رنگ کا لفظ استعمال کیا ہے، اور اسی طرح دیگر (۱۵) صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ کے بارے میں ''أبیض'' ہی کہتے ہیں۔ (صحیح۔الترمذي في ''الشمائل'' [ص۔۲۹]، الصحیحۃ [۲۰۵۳])۔

اور جن احادیث میں گندمی رنگ کی نفی ہے تو وہاں شدت کی نفی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ سرخ نہیں تھے بلکہ سرخی مائل تھے۔

(۲) صحیح البخاري [۳۲۸۳] کتاب المناقب، باب صفۃ النبي ﷺ، صحیح مسلم [۴۲۹۹] کتاب الفضائل، باب طیب رائحۃ النبی ﷺ ولین مسہ والتبرک بمسحہ۔

(۳) صحیح مسلم [۴۳۲۱]، [۴۳۲۵]، کتاب الفضائل، باب شیبہ ﷺ۔ (۴) صحیح۔الشمائل المحمدیۃ والخصائل المصطفویۃ [ص۔۲۹] للإمام الترمذي مختصر الشمائل [۱۰]، الصحیحۃ [۲۰۵۳]۔

(۵) مسلم میں ہے کہ یہ واقعہ نبوت ملنے سے پہلے کا ہے۔ صحیح مسلم [۴۲۲۲]، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبي ﷺ وتسلیم الحجر علیہ قبل النبوۃ، تفصیل کے لئے دیکھئے: الصحیحہ [۲۶۷۰] کے تحت اور الضعیفہ [۶۵۷۴] کے تحت۔

پر نہیں کر سکتے جیسے درخت و پتھر کا سلام سننا' جانوروں کی شکایت سننا' فرشتے سے ملاقات کرنا' ایک ہی رات میں آسمانوں اور بیت المقدس کی سیر کر کے آنا وغیرہ اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پتھر کی آواز سننے کی طاقت عنایت فرمائی جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی بولی سکھائی تھی۔

اس حدیث کو بیان کرنے والے صحابی' حضرت جابر بن سمرہ بن جنادہ سوائی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بہت زیادہ رہتے تھے' کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں (۱) اور مجھے (۱۰۰) سو بار سے بھی زیادہ آپ کی مجلسوں میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہے۔ (۲)

## اللہ کی طرف سے کھانے میں برکت ہو جانے کا معجزۂ رسول ﷺ

صحیح

۳۸۸٦) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِّنْ غُدْوَةٍ حَتّٰى اللَّيْلِ، تَقُوْمُ عَشَرَةٌ، وَتَقْعُدُ عَشَرَةٌ. قُلْنَا: فَمَا كَانَتْ تُمَدُّ؟ قَالَ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ، مَا كَانَتْ تُمَدُّ إِلَّا مِنْ هٰهُنَا— وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم نبی ﷺ کیساتھ تھے اور صبح سے (لے کر) رات تک ایک بڑے پیالے سے (باری باری) کھانا کھاتے رہے، دس آدمی کھاتے' انکے بعد دوسرے دس آمی آجاتے (اور یہ سلسلہ رات تک چلتا رہا)، سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پیالے میں اور کھانا نہیں ڈالا جاتا تھا؟ اتنا زیادہ کیسے ہو جاتا تھا؟ انہوں نے کہا تعجب کیوں کرتے ہو؟ آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں سے بڑھا دیا جاتا تھا (یعنی اللہ کی طرف سے برکت ہو جاتی تھی)۔

**فائدہ:** اس حدیث کو بیان کرنے والے صحابی حضرت سمرہ بن جندب بن ھلال فزاری رضی اللہ عنہ حافظِ حدیث اور علماء صحابہ میں سے ہیں' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں' اپنے لڑک پن میں ہی احادیث یاد کرلیا کرتے تھے۔ (۳)

(۳۸۸٦) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۵۹۸۲)۔

(۱) صحیح مسلم [۱۴۲۷]، کتاب الجمعۃ، باب ذکر الخطبتین قبل الصلاۃ وما فیہما من الجلسۃ۔

(۲) صحیح۔ سنن الترمذی [۲۷۷۴]، کتاب الأدب، باب ما جاء فی إنشاد الشعر۔

(۳) صحیح مسلم [۱٦۰۳]، کتاب الجنائز، باب أین یقوم الإمام من المیت للصلاۃ علیہ۔

**۲۷) بَابٌ ؛**

**باب: (حجر وشجر کا آپ ﷺ کو سلام کرنا)**

**صحیح**

۳۸۸۷) عَلِيِ بُنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ، فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا، فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ مکہ میں تھا' ہم وہاں سائڈ کے علاقے میں نکلے تو جس پہاڑ اور درخت کے پاس سے بھی گزرتے وہ (یوں) سلام کرتا ''اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو''۔

**فائدہ**: **کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں؟** حجر وشجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے یہ آپ کی نبوت ورسالت کی گواہی ہے اور آپ کا معجزہ بھی، اور وہ نبی علیہ السلام کو یا رسول اللہ اسلئے کہتے تھے کیونکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکے سامنے موجود ہوتے تھے کیونکہ آپ کی غیر موجودگی میں یا رسول اللہ کہنا' **آپ کو پکارنا اور آپ کو حاضر وناظر سمجھنا صحیح نہیں** ہے یہ تو صرف اللہ کی ذات ہے جو ہر وقت ہر جگہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب اپنے علم وقدرت سے حاضر ناظر رہتا ہے اور ہماری دعائیں بھی سنتا ہے اس لئے ہم جب چاہیں یا اللہ کہہ سکتے ہیں' اللہ کو پکار سکتے ہیں۔

**۲۸) بَابٌ ؛**

**باب: (کھجور کے تنے کا رونا اور آپ ﷺ کی اس سے شفقت)**

**صحیح**

۳۸۸۸) عَنْ أَنَسِ بُنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ إِلٰى لِزْقِ جِذْعٍ ، وَّاتَّخَذُوْا لَهُ مِنْبَراً، فَخَطَبَ عَلَيْهِ، فَحَنَّ الْجِذْعُ حَنِيْنَ النَّاقَةِ ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَّهُ فَسَكَتَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کھجور کے (درخت کے) تنے کیساتھ ٹیک لگا کر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے تھے' پھر (صحابہ کرام نے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے منبر بنوا دیا'

(۳۸۸۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، پہلے شیخ البانیؒ نے ترمذی (۳۸۸۷) اور المشکاۃ (۵۹۱۹) کی تحقیق میں اسے ضعیف کہا تھا پھر ''صحیح الترغیب'' (۱۲۰۹) میں کہتے ہیں یہ حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے جس کی وجہ سے میں نے اس حدیث کو ''الصحیحہ'' (۲۶۷۰) میں ذکر کیا ہے اور وہاں دوسری سند کے ساتھ اس کا شاہد بھی ذکر کیا ہے، مزید دیکھئے: صحیح السیرۃ (ص۔۹۵)۔

(۳۸۸۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۴۱۵)، [الصحیحۃ (۲۱۷۴) کے تحت اور بدایۃ السول (ص۔۴۰)]۔

جب آپ نے اس پر کھڑے ہوکر خطبہ دینا شروع کیا تو وہ کھجور کا تنا رونے لگا جیسے اونٹنی روتی ہے، نبی علیہ السلام منبر سے نیچے تشریف لائے اور تنے پر (پیار سے) ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔

**فائدہ :** بخاری میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی اس درخت سے رونے کی آواز سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے گلے سے لگالیا تو وہ تنا بچے کی طرح ہچکیاں لینے لگا جیسے بچہ خاموش ہوتے ہوئے ہچکیاں لیتا ہے' اور خاموش ہوگیا(۱) اور دوسری روایت میں ہے اس کے رونے سے مسجد گونج گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سینے سے چمٹالیا تو وہ خاموش ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ روزِ قیامت تک روتا رہتا، پھر نبی علیہ السلام کے حکم پر اس کھجور کے تنے کو دفنا دیا گیا(۲) یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

امام حسن بصریؒ جب یہ حدیث بیان کرتے تو رو پڑتے اور کہتے اللہ کے بندو! یہ سوکھی لکڑی (کھجور کا تنا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق وجدائی میں رو پڑا! تمہیں تو اس سے بھی زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا شوق ہونا چاہیے۔ (۳)

۳۸۸۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بِمَ أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ؟ قَالَ: ((**إِنْ دَعَوْتُ هٰذَا العِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ، أَتَشْهَدُ**(۴) **أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟**)) فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((**ارْجِعْ**)) فَعَادَ، فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ.

**صحیح**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**اگر میں اس کھجور کے خوشے (گچھے) کو بلاؤں (اور وہ نیچے آجائے) تو تم (یقین کرلو گے) گواہی دو گے**(۴) **کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟**" پھر وہ خوشہ کھجور

(۳۸۸۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، شیخ البانیؒ کی دوسری تحقیق کے مطابق المشکاۃ (۵۹۲۶)، [ھدایۃ الرواۃ (۵۸۶۹)، الصحیحۃ (۳۳۱۵) کے تحت اور صحیح الموارد (۱۷۶۹)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۳۱۹-۳۳۲۰] کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ في الإسلام۔

(۲) إسنادہ جید۔ صحیح ابن خزیمہ [۱۷۷۷]، شیخ البانیؒ نے "الصحیحۃ" [۲۱۷۴] کے تحت اسے مسلم کی شرط پر کہا ہے۔

(۳) صحیح لغیرہ۔ ابن حبان [۶۵۰۷]، صحیح الموارد [۴۷۸]۔

(۴) بعض نسخوں میں "أَتَشْهَد" کی جگہ "یشھد" یعنی وہ (خوشہ) گواہی دے کے الفاظ ہیں، جبکہ پندرہ (۱۵) سے زائد مصادر میں "أَتَشْهَد" یعنی "**تم گواہی دو گے**" کے الفاظ مذکور ہیں اور یہی الفاظ صحیح معلوم ہوتے ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے: تحفۃ الاحوذی [۱۰/۷۱]۔

(کے تنے) سے نیچے آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر گر گیا، پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''واپس اپنی جگہ چلے جاؤ''** وہ خوشہ واپس چلا گیا، یہ منظر دیکھ کر دیہاتی مسلمان ہو گیا۔

## ۲۹) بَابٌ ؛

## باب: (نبی علیہ السلام کی دعا اور ہاتھ پھیرنے کا معجزہ)

**صحیح**

۳۸۹۰) عَنْ أَبِي زَيْدِ بْنِ أَخْطَبَ قَالَ: مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى وَجْهِي وَدَعَا لِيْ. قَالَ عَزْرَةُ إِنَّهُ عَاشَ مِائَةً وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ إِلَّا شُعَيْرَاتٌ بِيْضٌ.

حضرت ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ (۱) بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے چہرے پر پھیرا اور میرے لئے دعا فرمائی، راوی عزرہؒ کہتے ہیں پھر ابوزید رضی اللہ عنہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال تک زندہ رہے اور انکے سر میں صرف چند بال ہی سفید تھے۔

**فائدہ**: دوسری حدیث میں اس دعا کی وجہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پلایا' پانی میں ایک بال پڑا ہوا تھا! میں نے اسے دیکھا اور نکال دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دی (۲)، کہ **''اے اللہ انہیں خوبصورتی عنایت فرما دے اور اس خوبصورتی کو ہمیشہ برقرار رکھ''**، (۱۰۰) سو سال سے زیادہ عمر ہونے کے باوجود انکے سر اور داڑھی کے بال کالے تھے بس چند بال ہی سفید ہوئے تھے، انکے چہرے پر ہمیشہ تروتازگی' بشاشت اور خوشی کے آثار ہوتے' مرتے دم تک ان کے چہرے پر سختی' اداسی یا تنگی نہیں دیکھی گئی۔ (۳) یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور ہاتھ پھیرنے کی برکت و معجزہ ہے۔

---

(۳۸۹۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، [صحیح الموارد (۱۹۳۲)]۔

**(۱) ان کا نام عمرو بن اخطب بن رفاعہ انصاری رضی اللہ عنہ ہے' مشہور صحابہ میں سے ہیں' یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (۱۳) غزوات میں شریک ہوئے (أ)، اور حدیث کے راوی عزرہ بن ثابت بن ابی زید عمرو بن اخطب رحمہ اللہ' ان ہی کے پوتے ہیں۔ (ب)**

(أ) إسناده قوي۔ مسند أحمد [۲۲۹۳۵]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔

(ب) إسناده قوي۔ مسند أحمد [۲۲۹۳۵]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط اور ثقہ راوی ہیں (تقریب التہذیب [۴۵۷۵]۔

(۲) صحیح۔ ابن حبان [۷۱۷۲]، صحیح الموادر [۱۹۳۱]۔

(۳) صحیح۔ شیخ شعیب أرناؤوط نے مسند أحمد [۲۰۷۵۲] کی تحقیق میں اس حدیث کو مسلم کی شرط پر ہے، صحیح دلائل النبوۃ للوادعي [۲۶۱]

## ٣٠) بَابٌ ؛

## باب: (کھانے میں برکت کا معجزہ)

**صحیح**

٣٨٩١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ ﷺ لِأُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيفاً، أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصاً مِّنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَاراً لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ فِي يَدِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَالِساً فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، قَالَ: فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟**)) فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((**بِطَعَامٍ؟**)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَّعَهُ: ((**قُومُوا**))، قَالَ: فَانْطَلَقُوا، فَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ، قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ. فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا**

حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں (ایک بار) حضرت ابوطلحہ ﷺ نے (اپنی اہلیہ) حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو مجھے آپ کی آواز بھوک کی وجہ سے کمزور محسوس ہوئی ہے' کیا تمہارے پاس (کھانے کیلئے) کوئی چیز ہے؟ ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں ہے، پھر انہوں نے کچھ 'جو' کی روٹیاں نکالیں اور انہیں اپنے دوپٹہ کے پلو میں لپیٹ کر زور سے میری (انس ﷺ کی) بغل میں چھپا دیا اور اوڑھنی کا باقی حصہ میرے سر پر پگڑی کی طرح باندھ دیا اور اڑھا دیا، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ دینے کیلئے بھیجا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ (روٹیاں) لیکر حاضر ہوا آپ اس وقت مسجد میں صحابہ کرام کیساتھ تشریف فرما تھے، میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''**کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟**'' میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: ''**کھانا دے کر؟**'' میں نے عرض کیا جی ہاں! نبی علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا: ''**چلو**'' وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل پڑے میں انکے آگے چل دیا اور پہلے پہنچ کر ابوطلحہ ﷺ کو بتایا کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کیساتھ تشریف لا رہے ہیں) ابوطلحہ ﷺ نے اپنی بیوی ام سُلیم کو بتایا

(٣٨٩١) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم اور [المشکاۃ (٥٩٠٨)]۔

عِنْدَکِ)) فَأَتَتْهُ بِذَالِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ بِعُكَّةٍ لَّهَا فَآدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ. ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ)) . فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا. ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ)) . فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا. ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ)) . فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا. فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا )).

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس تو انکی مہمان نوازی کیلئے کچھ کھانا وغیرہ نہیں ہے! ام سُلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اللہ اوراس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے استقبال کیلئے نکلے اور آپ کو گھر میں لیکر آ گئے' نبی علیہ السلام نے (آتے ہی) فرمایا: **''ام سُلیم تمہارے پاس جو کچھ کھانے کیلئے ہے وہ لے آؤ''** ام سُلیم وہی روٹیاں لے آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ان روٹیوں کو توڑا گیا، ام سُلیم نے (گھی والے) مشکیزہ کونچوڑا اور گھی کوبطور سالن پیش کیا، پھر نبی علیہ السلام نے اس پر کچھ پڑھا جو اللہ نے چاہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''دس آدمیوں کو (کھانے) پر بلاؤ''** جب وہ سیر ہوکر چلے گئے، پھر فرمایا: **''دس آدمی کو بلاؤ''** وہ بھی پیٹ بھر کر چلے گئے، پھر فرمایا: **''دس آدمیوں کو بلاؤ''** پھر وہ بھی سیر ہوکر چلے گئے، اس طرح (یہ سلسلہ چلتا رہا اور) سب نے پیٹ بھر کر کھالیا، اور یہ سب ستّر یا اسّی افراد تھے۔

**فائدہ**: حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معجزہ کو ظاہر کرنے کیلئے آئے ہیں اس لئے کہا ''اللہ رسول ہی جانتے ہیں'' مطلب یہ تھا کہ کھانے کی اس تھوڑی مقدار کے بارے میں اللہ کو خوب علم ہے اور اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس بارے میں بتا دیا لہٰذا اب اللہ تعالیٰ ہی اس کھانے میں برکت ڈال دیگا جب ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ اسّی صحابہ کو لائے ہیں، یہ بات حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا کی سمجھ داری پر دلالت کرتی ہے۔(۱)

عُكَّةٍ: گھی یا شہد رکھنے والے چمڑے کے برتن کو کہتے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کے ٹکڑوں کو چھوٹا چھوٹا کر کے ان میں گھی ملا دیا (تاکہ ٹکڑوں کیساتھ گھی بھی کھایا جائے)، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب روٹی کے ٹکڑوں کو تشہد کی (اشارہ

(۱) فتح الباري [٦/٥٩٥]۔

کرنے والی) انگلی لگائی تو وہ پھولنے اور بڑھنے شروع ہوگئے اور وہ برتن اس کھانے سے بھر گیا(۱)، پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کیلئے اندر بلایا باقی سب لوگوں کو باہر بیٹھے رہنے کیلئے کہا (کیونکہ اندر جگہ تنگ تھی، اور اس برتن میں دس سے زیادہ آدمی آسانی سے نہیں کھاتے تھے)(۲)، مسلم کی روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: **''اے اللہ! اس کھانے میں خیر وبرکت عطاء فرمادے''** اسّی صحابہ نے پیٹ بھر کر کھایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور گھر والوں نے بھی کھایا پھر اس کھانے میں سے پڑوس میں بھی بھیجا گیا، پھر جو باقی بچا ہوا کھانا تھا سب کو اکٹھا کیا اور نبی علیہ السلام نے اس میں (دوبارہ) برکت کی دعا فرمائی تو وہ اتنا ہی ہوگیا جتنا پہلے تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اٹھالیں۔(۳)

**یہ میاں بیوی بھی بڑے عظیم تھے اللہ نے اس معجزہ کیلئے انہیں منتخب فرمایا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ** کا نام زید بن سہل انصاری ہے' یہ بدری صحابی اور مشہور تیراندازوں میں سے ہیں، حضرت انس بن مالک ﷺ کی والدہ کے شوہر ہیں، غزوہ احد کے دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ڈھال بنے ہوئے نبی کریم ﷺ کا دفاع کررہے تھے، یہ بہت ماہر تیرانداز تھے اور پوری قوت سے کمان کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے، تیز تیراندازی کی وجہ سے انہوں نے احد کے دن دو یا تین کمانیں توڑ ڈالیں، اس دن جو بھی صحابی ترکش لئے ہوئے گزرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اس کے تیر ابوطلحہ کو دیدو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگی حالات دیکھنے کیلئے اپنا سر مبارک بلند فرماتے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ اوپر دیکھنے کی کوشش نہ کریں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے، میں آپ کی ڈھال ہوں اور میرا سینہ آپ کے سینے کی ڈھال ہے۔(۴) نبی علیہ السلام نے فرمایا: لشکر میں ابوطلحہ کی للکار مشرکوں پر ایک پوری جماعت کی آواز سے بھی زیادہ بھاری پڑتی ہے۔(۵) ان کی ایک بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر آپ کیلئے لحد والی (بغلی) قبر کھودی تھی۔(۶)

**اور حضرت ام سُلیم انصاریہ رضی اللہ عنہا** مِلحان کی بیٹی ہیں' ان کے نام میں اختلاف ہے: سہلہ' رملہ'

---

(۱) حسن۔صحیح ابن حبان [۵۲۸۵]، کتاب الأطعمة، باب الضیافة، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۲) صحیح۔مسند أحمد [۱۳۴۵۲]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔

(۳) صحیح مسلم [۳۸۰۲]، کتاب الأشربة، باب جواز استتباعه غیره إلی دار من یثق برضاه بذالک ویتحققه تحققا تاماً، واستحباب الإجتماع علی الطعام۔

(۴) صحیح البخاري [۳۵۲۷]، کتاب المناقب، باب مناقب أبي طلحة رضي الله عنه۔ (۵) صحیح۔مسند أحمد [۱۳۱۲۷]، شیخ البانیؒ نے ''الصحیحہ'' [۱۹۱۶] کے تحت اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

(۶) صحیح۔سنن الترمذي [۹۶۸]، کتاب الجنائز عن رسول الله ﷺ، باب ماجاء في الثوب الواحد یلقی تحت المیت في القبر۔تحقیق: شیخ البانی۔

ملیکہ' غمیصاء اور رمیصاء بیان کیا گیا ہے، یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں اور یہی غزوۂ حنین میں کفار کے مقابلے میں خنجر لئے پھر رہی تھیں (۱)، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو شادی کا پیغام بھیجا' ام سلیم نے فرمایا: ''میں آپ کو پسند تو کرتی ہوں اور آپ جیسے انسان کا رشتہ رد بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن آپ کافر ہیں اور میں مسلمان ہوں (تو یہ نکاح نہیں ہوسکتا) لہٰذا اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو یہی میرا حق مہر ہے مجھے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں چاہئے، پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی (۲)، ام سُلیم نے شادی سے پہلے یہ بھی کہا: کیا آپ جانتے ہیں جن معبودوں کی آپ عبادت کرتے ہیں، انہیں آل فلاں کا غلام کارپینٹر بناتا ہے! اور اگر ان معبودوں کو آگ لگا دیں تو وہ جل جائیں! یہ ایسی دعوت تھی جس نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے دل و دماغ پر اثر کیا اور وہ دینِ توحید' دینِ اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو گئے (۳)۔ حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا کی ایک بڑی فضیلت یہ بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں اور مجھے کسی کے پاؤں کی آواز سنائی دی' میں نے پوچھا یہ کون ہے' بتایا گیا یہ غمیصاء بنت ملحان' انس بن مالک کی والدہ ہیں۔ (۴)

## ۳۱) بَابٌ ؛

## باب: (نبی علیہ السلام کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ بہنے کا معجزہ)

صحیح

۳۸۹۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوْا، فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ فِي ذٰلِكَ الْإِنَاءِ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوْا مِنْهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهٖ، فَتَوَضَّأَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا (جبکہ) عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا، لوگوں نے وضو کیلئے پانی ڈھونڈا لیکن پانی نہیں ملا، پھر (جو میسر ہوا وہ) پانی رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کیلئے لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس برتن سے وضو کرنے

(۳۸۹۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [سنن النسائي (۷۶-۷۸)، المشكاة (۵۹۰۹)، ابن خزیمة (۱۲۴-۱۴۴) اور بداية السول (ص-۴۰)]۔

(۱) صحیح مسلم [۴۶۷۴]، کتاب الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال۔ (۲) صحیح۔ سنن النسائي [۳۳۴۱]، کتاب النكاح، باب التزويج على الإسلام، تحقيق: شیخ البانی۔

(۳) صحیح۔ طبقات ابن سعد [۸/ ۴۲۷]، حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابة صحیح احادیث کی روشنی میں'' [۱۱۵] میں اسے صحیح کہا ہے۔

(۴) صحیح مسلم [۴۴۹۴]، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أم سليم ......

النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

کا حکم فرمایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام کی انگلیوں کے نیچے سے پانی پھوٹ رہا ہے (گویا چشمہ جاری ہوگیا ہے) سب لوگوں نے وضو کیا، یہاں تک کہ آخری آدمی نے بھی وضو کرلیا۔

**فائدہ** : وضو کیلئے پانی کی ضرورت پڑی تو اس عظیم الشان معجزہ کا اظہار ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے برتن میں اپنا دست مبارک رکھا تو انگلیوں کی جڑوں سے پانی پھوٹنے لگا، **یہ سب اللہ کی طرف سے اور اللہ کے حکم سے تھا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے**، اور بخاری میں ہے اس موقع پر تقریباً (۳۰۰) صحابہ موجود تھے۔(۱)

## ۳۲) بَابٌ ؛

## باب: (سچے خوابوں کا معجزۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم)

۳۸۹۳) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا ابْتُدِيَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ النُّبُوَّةِ حِيْنَ أَرَادَ اللّٰهُ كَرَامَتَهٗ وَرَحْمَةَ الْعِبَادِ بِهٖ أَنْ لَّا يَرٰى شَيْئاً إِلَّا جَاءَتْ كَفَلَقِ الصُّبْحِ، فَمَكَثَ عَلٰى ذَالِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّمْكُثَ، وَحُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلْوَةُ فَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّخْلُوَ.

**صحیح**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، ابتدائے نبوت میں جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت اور رحمت ظاہر کرنا چاہی تو ایسا ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر خواب صبح روشن کی طرح سچا اور پورا ہوجاتا، جب تک اللہ نے چاہا یہ حالت رہی، اور آپ کیلئے خلوت (تنہائی) محبوب کردی گئی چنانچہ اس وقت آپ کو خلوت وتنہائی سب سے زیادہ پسند ومحبوب تھی۔

**فائدہ** : یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب حقیقت بن جاتے تھے، جو چیز خواب میں دیکھتے، دن کی روشنی میں بھی وہ بات دیکھ لیتے، اُن دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی پسند فرماتے تھے تاکہ دنیا سے بے رغبت ہوکر خوب غور وفکر کریں، یہ وحی کی تیاری واستعداد کیلئے ابتدائی مقدمات تھے۔

---

(۳۸۹۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم میں بھی اسی مضمون کی تفصیلی حدیث مروی ہے، [المشکاۃ (۵۸۴۱)، صحیح السیرۃ (ص۔۸۷) اور فقہ السیرۃ (ص۔۸۴)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۳۰۷]، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ في الإسلام۔

## ٣٣) بَابٌ ؛

## باب: ( معجزاتِ رسول ﷺ باعثِ رحمت وبرکت ہوتے ہیں )

٣٨٩٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: إِنَّكُمْ تَعُدُّوْنَ الآيَاتِ عَذَابًا، وَإِنَّا كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَرَكَةً، لَقَدْ كُنَّا نَأْكُلُ الطَّعَامَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ. قَالَ: وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ فَوَضَعَ يَدَهُ فِيْهِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((**حَيَّ عَلٰى الْوَضُوْءِ الْمُبَارَكِ، وَالْبَرَكَةُ مِنَ السَّمَاءِ**)) حَتّٰى تَوَضَّأْنَا كُلُّنَا.

**صحیح**

حضرت عبداللہ ( بن مسعود ) ؓ فرماتے ہیں کہ تم قدرت کے شہکار ( معجزات وکرامات ) کو عذاب تصور کرتے ہو! جبکہ ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں باعثِ خیر برکت سمجھتے تھے، نبی علیہ السلام کیساتھ کھانا کھاتے وقت ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے، (ایک بار وضو کیلئے پانی کم پڑ گیا تو ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا برتن لایا گیا آپ نے اپنا دست مبارک اس میں رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹ پھوٹ کر نکلنے لگا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **’’آؤ برکت والا وضوکا پانی لے لو( وضو کرلو)، برکت حقیقت میں آسمان ( یعنی اللہ کی طرف ) سے ہے‘‘** یہاں تک کہ ہم سب نے اس پانی سے وضو کیا۔

**فائدہ:** حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس موقع پر آپ کتنے لوگ تھے انہوں نے کہا’’ پندرہ سو‘‘ (١٥٠٠) افراد تھے۔(١) اسی طرح بخاری کی حدیث میں وضاحت ہے کہ یہ برکت اللہ کی طرف سے ہے۔(٢)

## ٣٤) بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَ يَنْزِلُ الْوَحْيُ عَلٰى النَّبِيِّ ﷺ

## نبی ﷺ پر وحی کیسے نازل ہوتی تھی؟

٣٨٩٥) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ ؓ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: كَيْفَ يَأْتِيْكَ

**صحیح**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں حضرت حارث بن ہشام ؓ (٣) نے نبی ﷺ سے

(٣٨٩٤) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، [سنن النسائي (٧٧)، المشكاة (٥٩١٠) اور ابن خزيمة (٢٠٤)]۔

(٣٨٩٥) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [سنن النسائي (٩٣٣-٩٣٤)، الصحيحة (٣٩٥٨)، صحيح الجامع (٢١٣)، المشكاة (٥٨٤٤)، صحيح السيرة (ص-١٠٦) اور فقه السيرة (ص-٩٠)]۔

(١) صحیح۔سنن النسائي [٧٧]، تحقيق: شيخ الباني رحمه الله۔ (٢) صحیح البخاری [٣٣٨٦]، کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام۔

(٣) **یہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے، جاہلیت اور اسلام میں اشراف قریش میں شمار ہوتے ہیں، یہ ابوجہل بن ہشام کے بھائی ہیں۔ الإصابة [١/٢٩٣-٢٩٤]۔**

الْـوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**أَحْيَـاناً يَأْتِينِي مِثْلُ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، وَأَحْيَاناً يَتَـمَثَّلُ لِيَ الْـمَلَكُ رَجُلاً فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُوْلُ**)). قَـالَت عَائِشَةُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـنْـزِلُ عَـلَيْـهِ الْـوَحْـيُ فِيُ الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقاً.

پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: ’’**کبھی تو میرے پاس گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وحی (نازل ہونے) کی یہ حالت مجھ پر زیادہ سخت ودشوار ہوتی ہے، اور کبھی فرشتہ میرے سامنے آدمی کی صورت میں آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے‘ پھر میں اسے حفظ کرلیتا ہوں**‘‘۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی علیہ السلام کو میں نے سخت سردی کے موسم میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتی اور وحی پوری ہوتی تو آپ کی پیشانی پر پسینہ بہہ رہا ہوتا۔

**فائدہ**: **وحی کا مطلب ہے کہ اللہ اپنے نبیوں کو کوئی غیب کی بات یا دوسرے ارشادات دیتا ہے جیسا کہ** قرآن مجید وحی ہے اور احادیثِ رسول بھی وحی ہیں کیونکہ وہ سب باتیں وحی کے ذریعہ ہی اللہ نے نبی علیہ السلام کو بتائی ہیں۔ وحی نازل ہونے کے کئی طریقے ہیں:

## وحی نازل ہونے کے طریقے:

۱) **اللہ خود کلام فرماتا ہے**: کبھی نبی علیہ السلام کی بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی ذریعے کے ڈائرکٹ کلام فرمایا جیسا کہ معراج کے واقعہ میں۔(۱) اور کبھی نیند کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ میرے خواب میں اللہ نے فرمایا: اے محمد! کیا جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس بات پر تکرار کرتے ہیں؟ آپ نے عرض کیا جی ہاں! ’’کفّاروں‘‘ (یعنی گناہ مٹانے والے کام کے بارے) میں‘ اور کفّارے یہ ہیں: مسجد میں نماز کے بعد ٹھہرنا‘ نماز باجماعت کیلئے پیدل چلنا اور تکلیف میں بھی اچھی طرح وضو کرنا ہے، جو یہ عمل کرے گا اس کی زندگی بھی بھلائی میں گزرے گی اور موت بھی بھلائی میں ہی آئے گی (یعنی حسن خاتمہ ہوگا) اور گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جیسا کہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔(۲)

۲) **الہام ہوتا ہے**: وحی کبھی الہام کے ذریعے سے ہوتی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بات ڈالدی

(۱) صحیح البخاری[۳۵۹۸]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب المعراج، مع فتح الباری[۷/۲۱۶]۔ (۲) صحیح۔ صحیح الترمذی[۲۵۸۰-۲۵۸۱]۔

جاتی تھی۔(۱)

۳) **سچے خواب:** کبھی سچے خواب کی شکل میں وحی نازل ہوتی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء ایسے ہی ہوئی۔(۲)

۴) **حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغام لاتے:** وحی نازل ہونے کی کیفیت یہ بھی تھی کہ کبھی جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی و پیدائشی صورت میں آتے'(۳) کبھی کسی دیہاتی کی صورت میں(۴) اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے۔(۵)

۵) **گھنٹی کی آواز کی طرح:** کبھی جبرائیل علیہ السلام وحی کو گھنٹی کی آواز کی طرح لاتے، اسی کیفیت کو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان فرمارہی ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کی یہ کیفیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بہت بوجھل ہوتی تھی اور آپ کی طبیعت پر گراں گزرتی تھی یہی وجہ ہے کہ سخت سردی کے دنوں میں بھی جب اس کیفیت میں وحی آتی تو آپ اس گراں بوجھ کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہوجاتے'(۶) یہ مشقت اس لئے ہوتی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات مزید بلند ہوجائیں (تحفہ)۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں دو(۲) بار دیکھا:

اَ۔ **پہلی وحی میں:**(۷) اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینہ سے لگا کر دبایا تھا اس کی حکمت یہی تھی کہ نور و بشر کی پہلی ملاقات تھی تاکہ آئندہ ملاقاتوں کیلئے دونوں مانوس ہوجائیں، آپس میں معانقہ گلے ملنے سے محبت ومودت بڑھتی ہے ایک دوسرے سے تعلق بڑھتا ہے، تو جبرائیل علیہ السلام نے پہلی وحی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے لگا کر مانوس کیا تاکہ آپس میں خوب تعلق ہوجائے، اسلام میں مسلمانوں کے درمیان ملاقات کے وقت جو مصافحہ ہوتا ہے، گلے ملتے ہیں اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ آپس میں خوب محبت ومودت ہوجائے۔

(۱) حسن۔ رواہ أبوبکر الحداد في ''المنتخب من فوائد ابن علویہ القطان'' والحاکم [۲/۴]، الصحیحۃ [۲۸۶۶]۔ (۲) صحیح البخاري [۳]، بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحي إلی رسول اللہ ﷺ۔

(۳) صحیح مسلم [۱۷۷]، کتاب الإیمان، باب معنی قول اللہ عز وجل ((ولقد رآہ نزلۃ أخری)) وھل رأی النبي ﷺ ربہ لیلۃ الإسراء؟

(۴) صحیح مسلم [۸] کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان ووجوب الإیمان بإثبات قدر اللہ سبحانہ وتعالی۔

(۵) صحیح البخاري [۴۵۹۷]، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحي وأول ما نزل، وسنن النسائي [۴۹۹۱] کتاب الإیمان وشرائعہ، صفۃ الإیمان والإسلام۔

(۶) صحیح البخاري [۲]، بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحي إلی رسول اللہ ﷺ۔ (۷) صحیح البخاري [۳]، بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحي إلی رسول اللہ ﷺ۔

ب۔ **دوسرا معراج کے وقت:** (۱) کہ معراج کیلئے بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل علیہ السلام آسمان میں لیکر گئے تو اس کیلئے خاص اہتمام کیا گیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت بشر عالمِ اَنوار وملکوتی (عالم ملائکہ) میں سیر کیلئے تشریف لے جا رہے تھے اور یہ زبردست اور منفرد معجزہ ہے ورنہ عام طور پر صرف روح وہاں جاتی ہے جسم دنیا میں رہ جاتا ہے، یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعزاز حاصل ہوا کہ جسم وروح سمیت آپ رات کے تھوڑے سے وقت میں وہاں کی سیر کر کے واپس تشریف لے آئے، یہ وقت بھی ہماری دنیا کیلئے ہے وہاں تو سب کام فوراً ہو جاتے ہیں جیسے فرشتے منٹوں سیکنڈوں میں اوپر چلے جاتے ہیں اور نیچے دنیا میں آ جاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ عصر اور فجر کے وقت انکی ڈیوٹیاں بدلتی ہیں۔ (۲)

## ۳۵) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

## نبی ﷺ کے اوصاف مبارک

**صحیح**

۳۸۹۶) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے کسی لمبے بالوں والے آدمی کو سرخ جوڑا پہنے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت وحسین نہیں دیکھا، آپ ﷺ کے بال کاندھوں کے قریب پہنچ رہے تھے اور شانوں (دونوں کاندھوں) کے درمیان کافی فاصلہ تھا (یعنی آپ کا سینہ مبارک چوڑا تھا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد نہ بہت لمبا تھا اور نہ ہی بہت چھوٹا تھا (بلکہ نہایت مناسب اور موزوں قد وقامت تھا)۔

## نبی ﷺ کے بال مبارک کتنے لمبے ہوتے تھے؟

**فائدہ:** مختلف حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی مقدار مختلف ہوا کرتی تھی:

**(۱) کبھی نبی علیہ السلام اپنے بالوں کو نصف (آدھے) کانوں تک رکھتے تھے۔**

---

(۳۸۹۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم اور پہلے (۱۷۹۴) میں بھی گزر چکی ہے، [سنن أبي داود (۴۱۸۳)، سنن النسائي (۵۰۶۰)، ابن ماجہ (۳۵۹۹)، المشکاۃ (۵۷۸۳) اور مختصر الشمائل (۳)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۴۲]، کتاب الصلاۃ، باب کیف فرضت الصلوات في الإسراء۔

(۲) صحیح البخاري [۶۹۹۲]، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی ((تعرج الملائکۃ والروح إلیہ)) وقول جل ذکرہ ((إلیہ یصعد الکلم الطیب))۔

(۳) صحیح مسلم [۲۳۳۸]، کتاب الفضائل، باب صفۃ شعر النبي ﷺ۔

**(۲) وَفْرَہ:** کانوں کی لُوتک بال ہوتے تھے۔(۱)

**(۳) لُمَّہ:** کاندھوں اور کانوں کے درمیان تک بال ہوتے تھے یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو چھوڑ دیتے تو وہ کاندھوں کے قریب تک پہنچ جاتے تھے۔(۲)

**(۴) جُمَّہ:** کاندھوں تک بال ہوتے تھے۔(۳)

شیخ ابن عثیمینؒ کہتے ہیں کہ سر کے بال لمبے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لمبے بال رکھے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ سنت عادات اور عرف کے تابع ہے لہٰذا اگر معاشرے اور عرف وعادت میں علماء اور شریف لوگ لمبے بال رکھتے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (۴)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ بال رکھتے تھے اور آپ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جس کے **بال ہوں وہ ان کا اکرام واحترام کرے۔**(۵) لہٰذا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عملی سنت سے پیار کرتے ہیں وہ اس سے متعلقہ دوسری تعلیمات وہدایات کو بھی پیش نظر رکھا کریں۔

## بال رکھنے کے آداب:

۱) اپنے بالوں کو سنوار کر رکھے یعنی ☆ تیل لگائے۔ ☆ کنگی کرے۔ ☆ درمیان سے مانگ نکالے۔

۲) اپنے سر کو کسی کپڑے یا ٹوبی سے ڈھانپ کر رکھے۔ (۶)

## مرد حضرات کیلئے سرخ لال کپڑے پہننے جائز ہیں یا نہیں؟

**حُـلَّةٍ حَـمْـرَاءَ:** یمن کے سرخ دھاریوں والے دو کپڑے' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ دھاری دار تہبند (ازار) اور چادر یا قمیض پہنے ہوئے تھے۔

صحیح بات یہی ہے کہ یہ کپڑے پورے سرخ نہیں بلکہ سرخ دھاریوں والے تھے کیونکہ لال رنگ کے کپڑے پہننے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے (۷) اس میں کفار سے مشابہت ہے (۸) اور یہ رنگ خاص

(۱) صحیح البخاري [۳۳۵۸]، کتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ۔

(۲) صحیح البخاري [۵۵۶۵]، کتاب اللباس، باب الجعد۔

(۳) صحیح البخاري [۵۵۶۳]، کتاب اللباس، باب الجعد۔ **وَفْرَہ ، لُمَّہ اور جُمَّہ کی مزید تعریف کیلئے** فتح الباری [۴۸۶/۶] اور شرح نووی [۹۱/۱۵] دیکھئے۔

(۴) فتاوی نور علی الدرب۔

(۵) حسن صحیح۔ سنن أبي داود [۴۱۶۳]، کتاب الترجل، باب في إصلاح الشعر۔

(۶) تمام المنة [۱۶۴] للالبانیؒ۔

(۷) صحیح الإسناد۔ سنن نسائي [۵۲۶۶]، کتاب الزینة، النهي عن لبس خاتم الذهب، تحقیق: شیخ البانیؒ۔

(۸) صحیح مسلم [۳۸۷۲] کتاب اللباس والزینة، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر۔

عورتوں کا لباس ہے۔(۱) لہٰذا اگرلباس میں سرخ رنگ کے ساتھ دوسرے رنگ بھی ملے ہوں تو جائز ہے اور خالص سرخ رنگ پہننا جائز نہیں۔

علامہ مبارکپوریؒ نے حافظ ابن حجرؒ کی اس بارے میں تحقیق ذکر کی ہے جس میں انہوں نے سات اقوال ذکر کئے ہیں، جن میں بعض علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کپڑے پورے سرخ رنگ کے ہی تھے! لیکن مبارکپوریؒ نے راجح قول اِسی کو کہا ہے کہ خالص سرخ لال کپڑے پہننا مردوں کیلئے درست نہیں اس سے بچا جائے، اگر اس کا رنگ ہلکا سرخ ہو یا کپڑوں پر سرخ دھاریاں ہوں یا کسی اور طرح سے دوسرے رنگ کے ساتھ ملا ہوا ہو تو وہ جائز ہے' پہنا جا سکتا ہے، البتہ عورتیں یہ لباس پہن سکتی ہیں۔

## نبی ﷺ کو کونسا رنگ پہننا پسند تھا ؟

**آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید' سبز اور دھاری دار لباس پہننا پسند تھا** جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے کپڑوں میں سے سفید لباس پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے اچھے ہیں اور اپنے فوت شدگان کو بھی اسی (سفید کپڑوں) میں دفنایا کرو۔(۲) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنگوں میں سب سے زیادہ سبز رنگ پسند تھا۔(۳) نبی علیہ السلام اپنی حیاتِ مبارکہ میں بھی سبز رنگ کا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے(۴) اور قیامت والے دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز رنگ کی پوشاک پہنائی جائی گی' (۵) جنتی لوگوں کا لباس بھی سبز ہوگا(۶) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لباس میں یمنی دھاری دار کپڑا زیادہ پسند تھا۔(۷)

حدیث الباب کو بیان کرنے والے **صحابی حضرت براء بن عازب** بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ صحابی بن صحابی ہیں' انکی کنیت ابوعمارہ ہے(۸) بڑے فقیہ تھے' بچپن میں ہی اسلام لے آئے تھے' غزوہ بدر میں اپنی کم عمر ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے(۹) لیکن اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ (۱۵) غزوات میں شریک

(۱) حسن۔سنن أبي داود [۴۰۶۶]، کتاب اللباس، باب في الحمرة، تحقیق: شیخ البانیؒ۔
(۲) صحیح ابن ماجه [۱۲۰۱]۔
(۳) حسن۔شعب الإیمان للبیهقي [۶۳۲۸] فصل في ألوان الثیاب، الصحیحة [۲۰۵۴]۔
(۴) صحیح۔سنن أبي داود [۴۲۰۶] کتاب الترجل، باب في الخضاب۔
(۵) صحیح۔الحاکم [۲/۳۶۳]، الصحیحة [۲۳۷۰] میں شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔
(۶) سورۃ الدھر (الانسان) [۲۱]۔
(۷) صحیح البخاري [۵۳۶۵]، کتاب اللباس، باب البرود والحبرة والشملة۔
(۸) صحیح البخاري [۲۸۱۵]، کتاب الجهاد والسیر، باب من قال خذها وأنا ابن فلان۔
(۹) صحیح البخاري [۳۶۶۱]، کتاب المغازي، باب عدة أصحاب بدر۔
(۱۰) صحیح البخاري [۴۱۱۲]، کتاب المغازي، باب کم غزا النبي ﷺ۔

ہوئے(۱۰)' کثرت سے احادیث بیان کرنے والے ہیں' انہوں نے (۳۰۵) احادیث روایت کی ہیں۔(۱)

**۳۶) بَابٌ ؛**

**باب: (نبی علیہ السلام کا چہرہ مبارک چاند جیسا تھا)**

۳۸۹۷) عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ : أَكَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا مِثْلَ الْقَمَرِ.

**صحیح**

ابو اسحاق رحمہ اللہ (۲) کہتے ہیں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح (لمبا) تھا؟ فرمایا: نہیں بلکہ چاند جیسا (چمکتا ہوا حسین' گولائی کی طرف مائل) تھا۔

**فائدہ:** کیونکہ تلوار میں وہ چمک نہیں جو چمک دمک و روشنی چاند میں ہے۔

۱) بعض نے چاند کی مثال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی گولائی مراد لی ہے، مسلم کی روایت سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند سورج کی طرح گول (یعنی گولائی کی طرف مائل) تھا۔(۳)

۲) بعض کہتے ہیں کہ چاند سورج سے جو تشبیہ دی گئی ہے تو اس سے سورج کی روشنی اور چاند کی خوبصورتی و حسن مراد ہے کیونکہ عرب میں جب کسی کو چاند سورج سے تشبیہ دی جاتی ہے تو اس شخص کا روشن اور خوبصورت چہرہ ہی مراد ہوتا ہے۔

**راجح قول:** ۳) یہ بات زیادہ صحیح اور راجح ہے کہ دونوں مثال ہی مراد ہوسکتی ہیں یعنی حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بڑی عقلمندی سے اس سوال کرنے والے کو یہ جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں چاند کی طرح روشنی وخوبصورتی بھی ہے اور چہرہ مبارک چاند کی طرح گول (یعنی گولائی کی طرف مائل) بھی ہے دونوں صفات مراد ہیں۔

---

(۳۸۹۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری اور مختصر الشمائل (۹)۔

(۱) سیر اعلام النبلاء [۳/۱۹۶]۔

(۲) ابو اسحاق رحمہ اللہ عمرو بن عبداللہ سبیعی ہمدانی کوفی ہیں' کثیر روایات والے ثقہ تابعی ہیں' تابعین میں ان کا بڑے درجہ کے اہل علم میں شمار ہوتا ہے' بہت زیادہ روزے اور قیام کرنے والے' عابد' حافظ اور محدث ہیں' انہوں نے تقریباً (۴۰۰) اساتذہ ومشائخ سے علم حاصل کیا ہے۔ سیر اعلام النبلاء [۵/۳۹۲-۴۰۱]۔

(۳) مسلم [۲۳۴۴]، کتاب الفضائل، باب شیبہ ﷺ۔

## ۳۷) بَابٌ ؛

## باب : (نبی علیہ السلام کا سر مبارک اور چال وغیرہ کے اوصاف)

صحیح

۳۸۹۸) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، ضَخْمَ الرَّأْسِ، ضَخْمَ الْكَرَادِيسِ، طَوِيلَ الْمَسْرُبَةِ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ ﷺ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نہ تو بہت دراز قد والے تھے اور نہ ہی چھوٹے قد کے تھے (بلکہ درمیانہ قد کے مالک تھے)، ہتھیلیاں اور قدم (پاؤں) بھرے بھرے (خوبصورت) تھے، آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا، اور ہڈیوں کے جوڑ (کہنیاں و گھٹنے) بھی موٹے اور مضبوط تھے، سینہ سے ناف تک باریک بالوں کی لمبی سی لکیر (لائن) تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو آگے کی طرف جھک کر چلتے گویا کہ اوپر سے نیچے کی طرف تشریف لا رہے ہیں (یعنی چال تیز ہوتی اور عاجزی وانکساری والا انداز ہوتا)، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ کے بعد بھی آپ جیسا کوئی (خوبصورت) نہیں دیکھا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

**۳۸۹۹)** یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ :** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے کیونکہ بہت چھوٹا اور بہت لمبا ہونا حدِ اعتدال سے زیادہ اور کم ہوتا ہے اسلئے **آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت موزوں اور معتدل قد وقامت کے تھے**، جب لوگوں کے درمیان کھڑے ہوتے تو نمایاں ہوتے، نہایت مناسب اور نمایاں جسم والے تھے۔

شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ : **آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پیر بھرے بھرے گدلے گدلے تھے** یعنی ان پر گوشت تھا لیکن پختہ تھے جو قوت و شجاعت اور ثابت قدمی کی علامت ہے، انگلیاں بھی بھری ہوئی گول گول تھیں پتلی اور کمزور نہیں تھیں، اس حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں پختہ اور مضبوط تھے

(۳۸۹۸، ۳۸۹۹) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، مختصر الشمائل (۴)، [المشکاۃ (۵۷۹۰)، ھدایۃ الرواۃ (۵۷۲۷) اور الأدب المفرد (۱۳۱۵)]۔

جبکہ بخاری میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ریشم سے بھی زیادہ نرم ونازک تھے۔(۱) دونوں حدیثوں میں تطبیق یہ ہے کہ پختہ اور مضبوط سے نبی علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں مراد ہیں کہ وہ خوب پختہ ومضبوط تھیں، اور نرم ہونے سے ہاتھ پاؤں کی کھال مراد ہے کہ وہ نہایت نرم ونازک تھی جیسا کہ دوسری حدیث میں کھال کے الفاظ آئے ہیں۔(۲)

ضَخْمَ الرَّأْسِ: اورمسند احمد میں "ضَخْمَ الهامة" کے الفاظ آئے ہیں(۳) **یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک** بڑا تھا، سر بڑا ہونا عقلمندی' سرداری اور ذہانت کی علامت ہوتی ہے اور اس میں وقار بھی ہے۔

ضَخْمَ الْكَرَادِيسِ: **آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑ** اور مفاصل کہنیاں، گھٹنے اور اعضائے جسمانی مضبوط اور بھرے ہوئے، صحت منداور خوبصورت تھے، دبلے پتلے کمزور نہیں تھے۔

طَوِيلَ الْمَسْرُبَةِ: **آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک** سے ناف تک باریک بالوں کی لکیر تھی، سینہ پر کچھ بالوں کا ہونا یہ کمالِ مردانگی کی صفت ہوتی ہے، اورعزم وارادے کے مضبوط ہونے کی علامت کہا جاتا ہے۔

**إِذَا مَشَا تَكَفَّأَ......: آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے وقت** کمر کو بالکل سیدھا کر کے نہیں چلتے تھے کیونکہ اس طرح چلنے میں تھوڑی سی اکڑ ہوتی ہے بلکہ اپنی کمر کو تھوڑا سا آگے کی طرف جھکا کر چلتے تھے گویا کہ نشیب یا ڈھلان کی طرف اتر رہے ہیں اس میں عاجزی تواضع اور انکساری ہے لیکن آپ کی چال سست نہیں تھی بلکہ بہت تیز رفتار تھے (۳) اور طاقت وقوت کیساتھ لمبے لمبے قدموں سے بغیر تھکان کے چلتے رہتے تھے(۴) اورنہایت پُھرتی وچُستی کیساتھ قدم اٹھا اٹھا کر چلتے' پاؤں گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال میں نہایت عاجزی اوروقار ہوتا تھا۔

**اگلی حدیث میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مبارکہ کی شرح دیکھیں**

(۱) صحيح البخاري[۳۲۹۷]، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ
(۲) رجالہ ثقات۔مسند أبي يعلى[۱۷۴۱۳]، تحقیق: شیخ حسین سلیم أسد۔
(۳) حسن۔مسند أحمد[۹۴۷]، صحيح الجامع[۴۸۲۰]۔
(۴) صحیح۔مسند أحمد[۳۰۳۴]، شیخ شعیب ارناؤوط کہتے ہیں: صحیح، رجالہ ثقات رجال الصحیح، مذید دیکھئے: غريب الحديث لابن الجوزي[۱/۱۷۲]۔
(۵) صحیح۔مختصر الشمائل(۱۰۰) دوسری تحقیق کے مطابق اور المشکاۃ(۵۷۹۵) دوسری تحقیق کے مطابق، ہدایۃ الرواۃ(۵۷۳۲)، آگے حدیث(۳۹۱۰) میں اس کی مزید تخریج دیکھئے۔

## ٣٨) بَابٌ ؛

٣٩٠٠) عَنْ إِبْرَاهِمَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَدِّدِ، وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ، وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبَطِ، كَانَ جَعْداً رَجِلاً، وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ، وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرٌ، أَبْيَضُ مُشْرَبٌ، أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ، أَهْدَبَ الْأَشْفَارِ، جَلِيْلَ الْمُشَاشِ وَالْكَتِدِ، أَجْرَدَ ذُو مَسْرُبَةٍ، شِثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، إِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَمْشِيُ فِيُ صَبَبٍ، وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعاً، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، أَجْوَدَ النَّاسِ كَفًّا، وَأَشْرَحُهُمْ صَدْراً، وَأَصْدَقَ النَّاسِ لَهْجَةً، وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً، وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً، مَنْ رَآهُ بَدِيْهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُوْلُ نَاعِتُهُ: لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ ﷺ.

## باب: (نبی ﷺ کا حلیہ مبارک)

**ضعیف**

راوی ابراہیم بن محمدؒ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا حُلیہ مبارک بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نہ تو بہت لمبے قد کے تھے اور نہ چھوٹے قد کے بلکہ نہایت موزوں اور درمیانہ قد تھا، بال نہ تو بہت گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ نہایت خوبصورت تھوڑے گھنگریالے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھاری بھرکم بھی نہیں تھے، آپ کا چہرہ انور بالکل گول نہیں تھا بلکہ کچھ گولائی تھی، رنگ سرخ وسفید تھا، آنکھیں سیاہ، پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور شانہ چوڑا تھا، دونوں شانوں کے درمیان گوشت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر زیادہ بال نہیں تھے بس سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی، ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں بھرے بھرے تھے، چلتے وقت قوت کیساتھ چلتے گویا نیچے کی طرف اتر رہے ہوں، کسی کی طرف دیکھتے تو پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوا کرتے، دونوں شانوں (کاندھوں) کے درمیان مہر نبوت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین

---

(٣٨٩٩) **یہ حدیث ضعیف** ہے اس کی سند میں انقطاع ہے، مختصر الشمائل (٥)، المشکاۃ (٥٧٩١)، امام ترمذیؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے، [اس روایت کو ابراہیم بن محمدؒ اپنے دادا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں جبکہ ابراہیمؒ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع (سننا) ثابت نہیں ہے، یعنی اس سند میں آخر سے پہلے راوی مذکور نہیں ہیں لہٰذا یہ حدیث **منقطع ہے** کیونکہ درمیان سے ایک راوی چھوٹ گیا ہے جو کہ ضعیف حدیث کی ایک قسم ہے **لیکن شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو الصحیحہ (٢٠٥٣) کے تحت شواہد میں ذکر کیا ہے اور اس کے اکثر الفاظ کو صحیح یا حسن کا درجہ دیا ہے**]۔

☆ اگر سند میں کوئی راوی ذکر نہ کیا گیا ہو تو اس ضعیف حدیث کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

**حدیثِ معلق**: (١) حدیث کی سند میں اگر راوی شروع سند میں چھوٹ گیا ہے تو وہ حدیث معلق ہوتی ہے۔

**حدیثِ مرسل**: (٢) اگر راوی آخر میں چھوٹا ہے تو یہ حدیث مرسل کہلاتی ہے۔

**حدیثِ منقطع**: (٣) اگر راوی درمیان میں گرا ہے تو اس حدیث کو منقطع کہتے ہیں۔

تھے، سب سے زیادہ سخی، وسیع القلب اور سچ بولنے والے تھے، سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے زیادہ شریف خاندان والے تھے، جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا وہ مرعوب ہوجاتا اور آپ کیساتھ ملنے والا مانوس ہوجاتا اور محبت کرتا، نبی علیہ السلام کی تعریف اور صفت بیان کرنے والا یوں کہتا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پہلے اور آپ کے بعد بھی آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابوجعفرؒ کہتے ہیں کہ میں نے اصمعیؒ (۱) سے نبی علیہ السلام کی ان صفات کی تشریح سنی ہے وہ کہتے ہیں:

**مُمَغَّطُ:** سے لمبا قد مراد ہے، میں نے ایک اعرابی کو یہ کہتے ہوئے سنا "تَمَغَّطَ فِیْ نُشَّابَتِهٖ" اسنے اپنا تیر بہت کھینچا (مراد دراز قد ہے)۔

**مُتَـــرَدِّدُ:** اسے کہتے ہیں جسکا چھوٹا قد ہونے کی وجہ سے بدن آپس میں گھسا ہوا ہو، مراد یہ ہے کہ نبی علیہ السلام چھوٹے قد کے نہیں تھے۔

**قَطِطُ وَالرَّجِلُ:** قطط گھنگھریالے بالوں کو کہتے ہیں اور رَجل کم گھنگھریالے بالوں کو، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تھوڑے گھنگھریالے تھے جو بہت خوبصورت لگتے تھے۔

**مُطَهَّمُ:** بھاری بھرکم یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھاری جسم والے نہیں تھے، آپ کے جسم اطہر پر زیادہ گوشت نہیں تھا۔

**مُكَلْثَمُ:** جس کا چہرہ گول ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پورے گول چہرے والے نہیں تھے بلکہ کچھ گولائی تھی۔

**مُشْرَبُ:** سرخ وسفید رنگت والے، جس میں سرخ رنگ کو سفید رنگ میں ملایا گیا ہو۔

**أَدْعَـــــجُ:** خوب سیاہ آنکھوں والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی پتلیاں سیاہ تھیں، یہ بھی خوبصورتی کی علامت ہے۔

**أَهْدَبُ:** نبی علیہ السلام لمبی پلکوں والے تھے، یہ بھی خوبصورتی کی علامت ہے۔

**كَتَـــــدُ:** دونوں کاندھوں کے درمیان کی جگہ وفاصلہ، اسے کاھل بھی کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حصہ گدلا، بھاری اور خوبصورت تھا۔

**مَسْرَبَةٌ:** سینے سے ناف تک بالوں کی لکیر کو کہتے ہیں۔

(۱) اصمعیؒ: ان کا نام عبدالملک بن قریب باہلی اصمعی بصری ہے، ادب، لغت، نحو اور تاریخ کے بے مثال عالم شمار کئے جاتے ہیں، امام شافعیؒ کہتے ہیں عرب میں ان سے بہترین عبارت کسی اور نے نہیں بنائی، ان کو عربی لغت کا سمندر مانا جاتا تھا، امام ذہبی نے انہیں "صدوق" کہا ہے۔ سیر اعلام النبلاء [۱۰/۱۷۵-۱۸۱]۔

شَثْنُ: بھری ہوئی گول انگلیاں اور گدلے گدلے، بھرے بھرے ہاتھ پیر والے۔

تَقَلَّعُ: جم کر مضبوطی سے چلنا۔

صَبَبُ: اونچی جگہ سے نشیب میں اترنا، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے کیطرف جُھک کر چل رہے ہوتے تھے۔

جَلِيْلُ الْمَشَاشِ: بڑے جوڑوں والے، کاندھے کے اوپر کا حصہ مراد ہے کہ وہ اونچا تھا۔

عِشـرَةُ: عشرت سے مراد ہم مجلس وصحبت ہے کیونکہ عشیر ساتھی وصاحب کو کہتے ہیں، عشرت کا ایک معنی زندگی بسر کرنا بھی ہے اسی سے عشیرہ ہے یہ لفظ قبائل پر بولا جاتا ہے کیونکہ سب ساتھ مل جل کر زندگی گزارتے ہیں، اسی طرح حسن المعاشرہ کا مطلب ہوتا ہے کہ زندگی ایک ساتھ رہتے ہوئے اچھی طرح گزارنا۔ بیوی، بچے، خاندان، ساتھی سب پر یہ لفظِ عِشرہ بولا جاتا ہے، عِشْرَۃٌ مصدر ہے اچھی زندگی بسر کرنا اور یہاں وہ شخص مراد ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ رہتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اچھا رفیق پاتا۔

بَدِيُهَةٌ: اچانک۔

**فائدہ** : ابن عبد البرؒ کہتے ہیں اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین حلیہ بیان کیا گیا ہے۔(۱)
یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس حدیث کے اکثر الفاظ صحیح احادیث سے ثابت ہیں جن کی نشاندہی فائدہ میں '' صحیح '' لکھ کر الفاظ کی شرح کے ساتھ کردی ہے، شیخ البانیؒ نے بھی اپنی کتاب الصحیحہ [۲۰۵۳] میں اس حدیث کے صحیح الفاظ کی طرف نشاندہی کی ہے اس حدیث کا بھی ضرور مطالعہ کریں۔

لَيُسَ بِالطَّوِيُلِ الْمُمَغَّطِ، وَلَا بِالْقَصِيُرِ الْمُتَرَدِّدِ: '' صحیح '' (یعنی یہ الفاظ صحیح حدیث سے ثابت ہیں)(۲)
آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ دراز قد نہیں تھے اور نہ ہی چھوٹے قد کے تھے بلکہ نہایت مناسب، درمیانے اور خوبصورت قد وقامت کے تھے۔

كَانَ رَبُعَةً مِّنَ الْقَوُمِ : '' صحیح ''(۳) لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے اور نمایاں قد وقامت کے بہت خوبصورت تھے۔

وَلَمُ يَكُنُ بِالْجَعُدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبَطِ: '' صحیح ''(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ گھنگھریالے

(۱) الاستذکار [۳۳۶/۷]۔
(۲) صحیح۔ سنن ترمذی [۳۶۲۳] ابواب المناقب، باب في مبعث النبي ﷺ وابن کم کان حین بعث۔
(۳) صحیح البخاري [۳۳۵۴] کتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ۔
(۴) صحیح البخاري [۳۳۵۵] کتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ۔

( کرلی ) تھے اور نہ بالکل سیدھے (سِلکی ) تھے کیونکہ سیدھے بال باریک اور کمزور ہوتے ہیں اور بالکل گھنگھریالے بال سخت اور بہت گُھٹے ہوئے ہوتے ہیں جو ذرا اچھے نہیں لگتے لہٰذا درمیانہ قسم کے بال اچھے ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اسی طرح کے تھے یعنی معمولی گھنگریالے۔(۱)

وَلَـمْ يَـكُنْ بِالْمُطَهَّمِ: ''یہ الفاظ معنی کے لحاظ سے صحیح حدیث سے ثابت ہیں''(۲) جس کے جسم اور چہرے کی ہڈیوں پر بہت گوشت ہو یعنی جسم یا چہرہ چھوٹا ہو لیکن اس پر گوشت بہت ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ایسا نہیں تھا اور ایسا بھی نہیں تھا کہ بالکل ہی چہرے پر گوشت نہ ہو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تو درمیانہ اور نہایت خوبصورت وحسین تھا۔

وَلَا بِـالْمُكَلْثَمِ، وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرٌ: ''یہ الفاظ معنی کے لحاظ سے صحیح حدیث سے ثابت ہیں''(۳) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بالکل گول بھی نہیں تھا اور بالکل مربع یعنی کتابی چہرہ بھی نہیں تھا بلکہ درمیانہ وخوبصورت اور گولائی کی طرف مائل تھا کیونکہ گولائی کی طرف مائل چہرہ زیادہ خوبصورت ہوتا ہے۔

أَبْيَـضُ مُشْـرَبٌ: '' صحیح ''(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بہت زیادہ سفید اور گورا بھی نہیں تھا جس میں کشش وخوبصورتی نہیں ہوتی بلکہ سرخی مائل گورا تھا، مشرَب (بغیر تشدید کے) پڑھیں تو معنی ہوگا کہ اس گورے رنگ میں تھوڑا سا لال رنگ بھی ملایا گیا تھا اور اگر مشرّب (تشدید کیساتھ پڑھیں) تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ اسکا معنی ہے کہ اس گورے رنگ کیساتھ اچھا خاصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سرخی مائل بھی تھا آپ نہایت مناسب سرخ وسفید رنگت والے تھے۔

جن احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گورے رنگ کی نفی ہے وہاں وہ سفید گورا رنگ مراد ہے جس میں سرخی بالکل نہ ہو اور جہاں آپ کے بارے میں لال رنگ کی نفی ہے تو وہاں وہ رنگ مراد ہے جس میں بالکل سفیدی نہ ہو لہٰذا آپ نہ تو بہت زیادہ گورے تھے اور نہ صرف سرخ رنگت کے تھے بلکہ سرخ وسفید نہایت حسین وجمیل رنگ کے تھے۔ نبی علیہ السلام کے رنگ کے بارے میں پیچھے حدیث نمبر (۳۸۸۴) میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۱) صحیح ۔الشمائل المحمدیۃ والخصائل المصطفویۃ [ص ۔۲۹]لإمام الترمذي، مختصر الشمائل [۱۰]، الصحیحۃ [۲۰۵۳]۔

(۲) صحیح مسلم [۲۳۴۰] کتاب الفضائل، باب کان النبي ﷺ أبیض ملیح الوجہ میں مقصدا کے الفاظ آئے ہیں جس کے معنی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد کے تھے نہ بہت جسامت والے تھے اور نہ ہی کمزور جسم کے مالک تھے۔

(۳) صحیح مسلم [۲۳۴۴] کتاب الفضائل، باب شیبہ النبي ﷺ۔

(۴) صحیح لغیرہ ۔ابن حبان [۶۳۱۱]، صحیح الموارد [۱۷۷۳] للألباني ؒ۔

أُدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ، أَهْدَبَ الْأَشْفَارِ: ''یہ الفاظ معنی کے لحاظ سے صحیح حدیث سے ثابت ہیں'' (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔

جَلِيلَ الْمُشَاشِ : ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے چوڑے ہونے کی صفت صحیح حدیث سے ثابت ہے'' (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے جوڑ بھرے بھرے تھے، کاندھے چوڑے تھے، جب کاندھے چوڑے ہوتے ہیں تو سینہ بھی چوڑا ہوتا ہے، یہ بھی خوبصورتی کی علامت ہے اس سے ہاتھ پیروں کی انگلیاں و ہڈیاں بھی مراد ہوسکتی ہیں کہ وہ بھی بھاری اور خوبصورت تھیں۔

شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ: '' صحیح ''(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں بھرے بھرے تھے۔

إِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ : ''یہ الفاظ معنی کے لحاظ سے صحیح حدیث سے ثابت ہیں'' (۴) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو پوری قوت کیساتھ پاؤں اٹھا اٹھا کر چلتے لیکن اس میں عاجزی وتواضع والی کیفیت ہوتی تھی، چھوٹے چھوٹے قدموں سے نہیں چلتے تھے جس میں نزاکت یا کمزوری کا احساس ہو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تیزی میں لمبے لمبے قدموں سے چلتے تھے۔

وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعاً: '' صحیح ''(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے گفتگو فرماتے اور اسے دیکھتے تو پوری توجہ کیساتھ اسکی طرف رُخ فرماتے اپنے پورے جسم کیساتھ مڑ کر اسے دیکھتے اور توجہ فرماتے صرف آنکھیں گھما کر نہیں دیکھتے تھے، کیونکہ صرف آنکھوں کے کناروں سے دیکھنے میں بعض دفعہ کچھ تجسس یا تکبر کی کیفیت ہوتی ہے اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا بھی بالکل واضح اور توجہ والا ہوتا تھا بے رُخی والا معاملہ نہیں ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال، بول چال، حرکات وسکنات بہت واضح اور صاف ستھرے تھیں، قول وفعل، عمل وسیرت سب چیزوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت تھے، آپ کے کسی بھی معاملہ میں معمولی سا بھی ٹیڑھا پن نہیں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتیں صاف ستھری، نکھری اور سچی ہوتی تھیں۔

بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ: '' صحیح ''(۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھوں کے

(۱) صحیح ۔ أخرجه البيهقي في الدلائل [۱/۱۶۰] صحیح الجامع [۴۶۲۱]۔

(۲) صحیح البخاري [۳۳۵۸] کتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ۔

(۳) صحیح البخاري [۵۵۶۸]، کتاب اللباس، باب الجعد۔

(۴) صحیح ۔ الآحاد والمثاني لأبي بكر الشيباني [۲۴۹۸]، صحیح الجامع [۴۷۸۴]، صحیح الأدب المفرد [۹۹۳]۔

(۵) صحیح الأدب المفرد [۹۹۳] کتاب آداب عامة، باب الجفاء۔

(۶) صحیح البخاري [۳۳۴۸] کتاب المناقب، باب خاتم النبوة

درمیان ختم نبوت کی مہر تھی۔

أَجْوَدَ النَّاسِ كَفًّا ...... : ''یہ الفاظ معنی کے لحاظ سے صحیح حدیث سے ثابت ہیں''(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فراخ دل اور وسیع القلب تھے، بولنے کے لحاظ سے بھی سب سے اچھے اور سب سے سچے تھے، طبیعت کے لحاظ سے بھی بڑے نرم اور شفیق تھے، معاشرت، رہن سہن، ساتھی ہونے کے لحاظ سے گھر میں بیوی بچوں کیساتھ بہت اچھے اور بہت اکرام کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایسا قدرتی رعب ودبدبہ رکھا تھا کہ کوئی اچانک دیکھتا یا نیا شخص پہلی بار آپ کو دیکھتا تو اس پر آپ کا رعب طاری ہو جاتا لیکن جب نبی علیہ السلام کیساتھ بیٹھتا تو آپ کو خوب محبت واپنائیت والا پاتا اور محبوب بن جاتا۔

لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ: '' صحیح ''(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کرنے والا یوں کہتا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پہلے اور نبی علیہ السلام کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اور اوصاف مبارک ایک نظر میں:

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک ان الفاظ میں بیان کیا کہ چمکتا رنگ، کشادہ چہرہ، خوبصورت بناوٹ، نہ پیٹ نکلا ہوا، نہ بال گر جانے کی خامی، صاحبِ جمال، آنکھیں سیاہ وفراخ، لمبی پلکیں، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، لمبی گردن، سفید وسیاہ اور سرمگیں آنکھیں، باریک اور ملی ہوئی بھویں، سیاہ (ہلکے) گھنگریالے بال، خاموش ہوں تو باوقار، گفتگو کریں تو پرکشش، دور سے دیکھنے میں دل فریب، قریب سے نہایت شیریں کلام، واضح الفاظ، دوٹوک بات، نہ (بہت) مختصر نہ ضرورت سے زیادہ بات کرنے والے، تمام گفتگو کا انداز ایسا گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں، درمیانہ قد نہ چھوٹا کہ نگاہ میں نہ جچے، نہ لمبا کہ اچھا نہ لگے، خوش منظر و پُر رونق، رفیق وساتھی ایسے کہ ہر وقت ان کے پاس وپیش رہتے، جب وہ کچھ کہتے تو چپ چاپ توجہ سے سنتے، حکم دیتے تو تعمیل کے لئے جھپٹتے، مخدوم، مطاع ومکرم، نہ ترش رو، نہ فضول گو۔(۳)

---

(۱) صحیح البخاري[۱۸۰۳] کتاب الصوم، باب اجود ما کان النبی ﷺ یکون رمضان۔ (۲) صحیح الترمذي[۲۸۷۷]۔

(۳) صحیح۔حاکم[۲-۹/۱۰]، امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے، شیخ البانیؒ کہتے ہیں یہ حدیث ''حسن'' یا ''صحیح'' کے درجہ تک پہنچتی ہے ''المشکاۃ''[۵۹۴۳]، اور شیخ شعیب اُرناؤوط نے ''زاد المعاد''[ص۔۵۱-۵۲] اور ''شرح السنۃ''[۳۷۰۴] کی تحقیق میں اسے ''حسن'' کہا ہے۔

## ۳۹) بَابٌ فِيْ كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ

## نبی ﷺ کی گفتگو کا انداز

۳۹۰۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَـا كَـانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْـرُدُ سَـرْدَكُمْ هٰـذَا، وَلٰـكِـنَّـهُ كَـانَ يَتَـكَـلَّمُ بِكَلَامٍ يُبَيِّنُهُ فَصْلٌ، يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ.

حسن

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح جلدی جلدی باتیں نہیں کرتے تھے بلکہ تحمل اور آرام سے ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھنے والا شخص اسے ذہن نشین کر لیتا تھا۔

**فـائـده**: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیزی میں گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ کا ہر جملہ الگ الگ ہوتا تھا تاکہ ہر جملے کا مطلب واضح ہو جائے اور باتیں خلط ملط نہ ہوں اور سننے والا یاد کر لے۔

## ۴۰) بَابٌ؛

## باب: (نبی ﷺ بات کو تین بار دہراتے تھے)

۳۹۰۲) عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَـالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُـعِيْـدُ الْـكَلِمَةَ ثَلَاثاً لِتُعْقَلَ عَنْهُ.

حسن صحیح

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک بات کو تین بار دوہرا کر فرماتے تاکہ لوگوں کے خوب ذہن نشین ہو جائے۔

**فـائـده**: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات سمجھاتے تو اسے تین بار فرماتے تھے لیکن یہ ہمیشہ کا معمول نہیں تھا بلکہ بسا اوقات جب مجمع ہوتا زیادہ لوگ ہوتے' یا کسی بات کی اہمیت دلانے کیلئے یا پھر اسلئے کہ تمام سامعین کی سمجھ میں آ جائے وہ اسے یاد کر لیں' ایک بات کو تین دفعہ دوہراتے تھے، یہ بلاغت کا ایک طریقہ واسلوب بھی ہے۔

---

(۳۹۰۱) یہ حدیث **حسن** ہے، مختصر الشمائل (۱۹۱)، المشکاۃ (۵۸۲۸)، بخاری ومسلم میں یہ جملہ موجود ہے (تمہاری طرح جلدی جلدی باتیں نہیں کرتے تھے) اور [هداية الرواة (۵۷٦٦)]۔

(۳۹۰۲) یہ حدیث **حسن صحیح** ہے، اور پہلے (۲۸۷۹) میں گزر چکی ہے، [مختصر الشمائل (۱۹۲)، صحیح الجامع (۴۹۹۰) اور الصحيحة (۳۴۷۳) کے تحت]۔

## ۴۱) بَابٌ فِيْ بَشَاشَةِ النَّبِيِّ ﷺ

## نبی ﷺ کی عادتِ تبسم ومسکراہٹ

۳۹۰۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَكْثَرَ تَبَسُّماً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

**صحیح**

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ (۱) بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکرانے (اور خندہ پیشانی) والا نہیں دیکھا۔

**فائدہ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہنس مک طبیعت کے مالک تھے اور دوسروں کو خوشیاں پہنچاتے تھے، خندہ پیشانی کے ذریعے دوسروں کو خوشیاں دینا بہت خیر کا کام ہے اور حسنِ اخلاق کا بہترین اظہار اور صدقہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ سلم کا فرمان ہے: تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔(۲)

۳۹۰۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: مَا كَانَ ضَحِكُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا تَبَسُّماً.

**صحیح**

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ہنسنا' بس مسکراہٹ ہی ہوتی تھی یعنی ہنسنا مسکراہٹ سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔

**فائدہ:** مسکراہٹ (تبسم): یہ ہنسنے کا ابتدائی مرحلہ ہے اس میں دانت پورے نہیں کُھلتے اور آواز بھی نہیں آتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی بس تبسم کی صورت میں ہی ہوتی تھی، جبکہ ہنسنے میں پورا منہ کُھل جاتا ہے' منہ سے آواز بھی آتی ہے اور یہ ادب کے لحاظ سے کچھ بہتر نہیں ہے اسلئے ہنسنے کی نوبت کم ہی آتی آپ بس مسکرا دیتے تھے۔

اور اونچی آواز میں ہنسنا تو قہقہہ کہلاتا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ ہنسنے کو ناپسند فرمایا ہے کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ (۳)

شروع کے دانتوں کو عربی میں "ضواحك" کہتے ہیں کیونکہ ہنستے ہوئے یہ دانت نظر آتے ہیں۔

---

(۳۹۰۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، مختصر الشمائل (۱۹۴)، المشکاۃ [دوسری تحقیق کے مطابق] (۵۸۲۹) [(۴۷۴۸)، ھدایۃ الرواۃ (۴۶۷۶-۵۷۶۷) اور تراجع العلامۃ الالبانی (۶۰۲)]۔

(۳۹۰۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، مختصر الشمائل (۱۹۴)، المشکاۃ (۵۸۲۹) [کے تحت شیخ البانی نے یہ حدیث ذکر کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے، ھدایۃ الرواۃ (۴۶۷۶-۵۷۳۳-۵۷۶۷) کے تحت بھی صحیح کہا ہے، صحیح الجامع (۴۸۶۱) اور الصحیحۃ (۲۰۴۶) کے تحت]۔

**(۱) ان کی کنیت ابو الحارث زبیدی ہے، مصر میں یہ آخری صحابی تھے وہیں رہتے تھے اور انتقال بھی وہیں ہوا۔ سیر اعلام النبلاء [۳/۳۸۷-۳۸۸]۔**

(۲) صحیح۔ سنن الترمذي [۱۸۷۹]، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء في صنائع المعروف۔

(۳) صحیح۔ صحیح ابن ماجہ [۳۳۸۱]۔

## ۴۲) بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

## نبی ﷺ کی مہر نبوت

۳۹۰۵) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ: ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ، فَمَسَحَ بِرَأْسِيْ، وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ، وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ، فَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

**صحیح**

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری خالہ مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں لیکر گئیں اور عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ میرا بھانجا بیمار ہے، آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا میں نے وضو کا بچا ہوا پانی پیا، پھر میں آپ کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا تو نبی علیہ السلام کے دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا وہ ایسی تھی جیسے چھپر کھٹ(۱) (پلنگ) کی گھنڈی ہوتی ہے۔

۳۹۰۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِي الَّذِيْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ.

**صحیح**

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی مہر نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھوں کے درمیان سرخ گٹھلی تھی جیسے کبوتری کا انڈا ہوتا ہے۔

**فائدہ**: پہلی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف مبارک بیان کئے گئے تھے ان میں نبی علیہ السلام کی مہر نبوت کا وصف اور علامت کا بھی ذکر ہے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق اور سچے ہونے کی واضح نشانی ہے(۲)۔ یہ ختم نبوت نبی علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان بائیں شانے کی نرم ہڈی کے پاس تھی۔(۳)

---

(۳۹۰۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، مختصر الشمائل (۱۴) اور [المشکاۃ (۴۷۶)]۔

(۳۹۰۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، مختصر الشمائل (۱۵)، مسلم، [صحیح الجامع (۴۸۰۸)، الصحیحۃ (۲۰۹۳) کے تحت]۔

(۱) زِرِّ الْحَجَلَةِ: کے مختلف معنی کئے گئے ہیں: (1) دولہا دولہن کی مسہری کی سیج کا خوبصورت بٹن۔ (2) دولہا دولہن کی قمیض کا خوبصورت بٹن۔ (3) خیمے کا بٹن۔

(۲) صحیح۔ صحیح ترمذی [۲۸۶۲]، حسن۔ مسند أحمد [۲۳۷۸۸]، الصحیحۃ [۸۹۴]۔

(۳) صحیح مسلم [۹۴۳۲]، کتاب الفضائل، باب إثبات خاتم النبوۃ وصفتہ ومحلّہ من جسدہ ﷺ۔

## نبی ﷺ کی مہر نبوت کس طرح کی تھی؟

آپ ﷺ کی مہر نبوت کا نشان گھٹتا بڑھتا تھا اسلئے صحابہ کرام نے مختلف چیزوں سے اسے تشبیہ دی ہے:

۱) بہترین لباس کے بٹن سے مثال دی۔ (۱)

۲) کسی صحابی نے کبوتری کے انڈے سے تشبیہ دی۔ (۲)

۳) کسی صحابی نے کہا کہ مہر نبوت اس مُٹھی کی طرح تھی، جس پر مسوں کی طرح تل ہوں۔ (۳)

۴) کسی نے مہر نبوت کو سیب کی مثل کہا۔ (۴)

۵) کسی صحابی نے ابھرے ہوئے گوشت یا گٹھلی کی طرح کہا۔ (۵)

خلاصہ: **مہر نبوت گھٹتی بڑھتی رہتی تھی جب یہ گوشت چھوٹا ہوتا تو بہترین بٹن کی طرح لگتا اور جب بڑھا ہوا ہوتا تو انڈے کی طرح لگتا،** یہ بات بھی مسلّم ہے کہ کسی دیکھی ہوئی چیز کو لفظوں میں کما حقہ بیان نہیں کیا جا سکتا، کسی نے مہر نبوت کا حجم بیان کرنا چاہا، کسی نے اس کی شکل بیان کرنا چاہی، اور یہ بھی ممکن ہے کہ عمر یا موسم یا محنت ومشقت کی وجہ سے اس کی رنگت وغیرہ میں فرق آجاتا ہو۔

**آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی:** یہ واقعہ حضرت سائب رضی اللہ عنہ کے بچپن کا ہے اور (بڑھاپے میں) جب انکی داڑھی اور سر کے بال سفید ہوگئے تھے تو سر میں صرف اس جگہ کے بال کالے رہے جہاں نبی علیہ السلام نے ہاتھ پھیرا تھا(۶) راوی کہتے ہیں میں نے سائب رضی اللہ عنہ کو دیکھا اس وقت ان کی عمر چورانوے (۹۴) سال تھی مگر اچھے خاصے مضبوط لگ رہے تھے! سائب کہنے لگے میں جانتا ہوں کہ میرے حواس' کان' آنکھ وغیرہ اب تک جو ساتھ دے رہے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت ہے۔(۷) حضرت سائب بن یزید بن اخت نمر کندی' صغار صحابہ میں سے ہیں' حجۃ الوداع میں شریک تھے اس وقت ان کی عمر سات (۷) سال تھی۔(۸) ان کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جن کا مدینہ میں آخر میں انتقال ہوا۔(۹)

(۱) صحیح البخاری [۳۳۴۸]، کتاب المناقب، باب خاتم النبوۃ۔
(۲) صحیح مسلم [۲۳۴۴]، کتاب الفضائل، باب اثبات خاتم النبوۃ وصفتہ ومحلۃ من جسدہ ﷺ۔
(۳) صحیح مسلم [۲۳۴۶] کتاب الفضائل، باب اثبات خاتم النبوۃ وصفتہ ومحلۃ من جسدہ ﷺ۔
(۴) صحیح۔صحیح ترمذی [۲۸۶۲]، اور یہ حدیث پیچھے حدیث نمبر (۳۸۸۱) میں بھی موجود ہے۔
(۵) صحیح۔مختصر الشمائل المحمدیہ [۱۹]، الصحیحۃ [۲۰۹۳]۔
(۶) رجالہ رجال الصحیح غیر عطاء مولی السائب وھو ثقہ۔طبراني في الكبير [۶۶۹۳]، مجمع الزوائد [۱۶۱۴۵] میں حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کے سب راوی صحیح بخاری کے ہیں' سوائے عطاء مولی سائب کے اور وہ ثقہ ہیں۔
(۷) صحيح البخاري [۳۲۷۶]، کتاب المناقب، باب کنیۃ النبي ﷺ۔
(۸) صحيح البخاري [۱۷۲۵]، کتاب الحج، باب حج الصبیان۔
(۹) التقریب [۱/۲۸۳] لابن حجر۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی پینا اور اس طرح کے دوسرے تبرکات صرف نبی علیہ السلام کا خاصہ ہے کسی اور کیلئے جائز نہیں:

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں جو صحیح احادیث میں ایسی تبرک والی باتیں ذکر ہوتی ہیں یہ صرف نبیوں کی خصوصیت اور ان کا معجزہ بیان ہوتا ہے اور یہ برکت اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے نبیوں کی اس میں اپنی کوئی قدرت وطاقت یا اختیار نہیں ہوتا جیسے اللہ قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿...... وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (۱) ''عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ میں اللہ ہی کے حکم سے پیدائشی اندھے اور کوڑھ کی بیماری والے کو صحیح اور مردہ کو زندہ کرتا ہوں''۔ کیونکہ شفاء صرف اللہ ہی دے سکتا ہے اسی کے پاس ہر قسم کا اختیار ہے، لیکن افسوس کہ آجکل بہت سے لوگ اولیاء اور اللہ کے نیک بندوں کو بھی ایسا ہی رتبہ دینے لگے ہیں اور **بعض لوگ تو سید، پیر، ملنگ اور** بابا وغیرہ سے بھی تبرکات لینے لگے ہیں اور اسکو اپنا ایمان بنالیا ہے حالانکہ ان لوگوں سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''جن کو تم پکارتے ہو وہ سب جمع ہو کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ ان کے پاس تو اتنی بھی طاقت نہیں کہ اگر مکھی کسی چیز کو اٹھا لیجائے تو اس سے چھڑا لیں' مانگنے والے بھی اور جس سے مانگ رہے ہیں دونوں ہی کمزور ہیں''۔ (۲)

## نبی ﷺ کے خاص تبرکات جو کسی اور انسان سے نہیں لئے جاسکتے' صحیح احادیث کی روشنی میں

۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی لایا گیا جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تو صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لینے لگے اور اس کو (اپنے چہرے) پر ملنے لگے۔ (۳) دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہوئے مشروب پینے کا بھی ذکر ہے (۴) جبکہ صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور اکابرین صحابہ کے وضو کا پانی نہیں پیا اور نہ ہی جسم پر ملا۔

۲) صلح حدیبیہ کی حدیث میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لعاب دھن تھوکتے تو صحابہ میں سے کسی نہ کسی کے

(۱) سورۃ آل عمران[۴۹]۔ (۲) سورۃ الحج[۷۳]۔ (۳) صحیح بخاری، [۱۸۵] کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس۔
(۴) صحیح بخاری[۵۲۹۷] کتاب الاشربۃ، باب هل يستأذن الرجل من عن يمينه في الشرب ليعطي الأكبر

ہاتھ پر پڑتا تھا اور وہ اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا تھا(۱) یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ خاص ہے۔

۳) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ سلم کا جبہ مبارک (لمبی قمیض) ہے جو آپ پہنا کرتے تھے اب ہم اس کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو شفا کیلئے پلاتے ہیں(۲) یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض کا ہی خاصہ ہے۔

۴) ام المؤمنین حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں اور آپ کا پسینہ چمڑے کے بستر پر جمع ہوگیا ام سلیم نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ مبارک پونچھ پونچھ کر شیشیوں میں بھرنے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ام سُلیم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کے رسول! ہم اس سے اپنے بچوں کیلئے برکت لیتے ہیں، آپ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا۔(۳) یہ تبرک بھی صرف نبی علیہ السلام کیساتھ خاص ہے۔

۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اہل مدینہ کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لیکر آتے، آپ اپنا ہاتھ اس میں ڈبو دیتے۔(۴) یہ عمل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کیلئے جائز نہیں ہے۔

۶) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوانے کے بعد اپنا خون ان کو دیا کہ اسے پھینک دو، انہوں نے ذرا دور جا کر وہ خون پی لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر عرض کیا کہ وہ خون میں نے مناسب جگہ پر ڈالدیا' مراد یہ تھا کہ اپنے پیٹ میں ڈالدیا(۵) تو یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے ورنہ خون پینا درست نہیں ہے۔

یہ بات خوب اچھی طرح سے سمجھنی چاہیے کہ یہ تبرک اور برکت کی امید صرف اور صرف نبی علیہ السلام کی زندگی اور آپ کے بعد آپ کی چیزوں کیساتھ خاص ہیں جو کہ اب تمام ختم ہوچکی ہیں جیسا کہ شیخ البانیؒ اپنی کتاب الوسیلۃ [ص۔۱۴۷] میں کہتے ہیں کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال، کپڑے وغیرہ سب ختم

(۱) صحیح بخاری [۲۵۸۱] کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع أھل الحرب وکتابۃ الشروط۔

(۲) صحیح مسلم [۲۰۶۹] کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضۃ علی الرجال والنساء، وخاتم الذھب والحریر علی الرجال، واباحۃ للنساء، واباحۃ العلَم ونحوہ للرجل مالم یزد علی أربع أصابع۔

(۳) صحیح مسلم [۲۳۳۱] کتاب الفضائل، باب طیب عرقہ ﷺ والتبرک بہ۔ (۴) صحیح مسلم [۲۳۲۴] کتاب الفضائل، باب قربہ ﷺ من الناس وتبرکہم بہ وتواضعہ لہم۔

(۵) حسن۔ حاکم [۶۳۸/۳]، سنن الکبری للبیھقي [۶۷/۷]، امام بوصیریؒ اتحاف الخیرۃ المھرۃ [۴۳۴/۴] میں اور امام سیوطیؒ الخصائص الکبری [۲۵۳/۲] میں کہتے ہیں اس حدیث کی اسناد حسن ہے، اور حافظ ابن حجرؒ الاصابۃ [۳۱۰/۲] میں کہتے ہیں اس حدیث کے شواہد موجود ہیں، اس حدیث کی مفصل تخریج وتحقیق کے لئے دیکھیے: المقالات القصار في فتوی الأحادیث والأخبار [۸۴-۹۷]، مصنف: أبو محمد أحمد شحاتۃ الألفی۔

ہو چکے ہیں اور یہ یقینی بات ہے۔

اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یا آپ کے بعد کسی بھی صحابی سے تبرک نہیں لیا' نہ ان کی ذات سے اور نہ ہی ان کی چیزوں سے چاہے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں جو امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے اونچا درجہ رکھتے ہیں یا پھر حضرت عمر' عثمان' علی یا عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوں' ان سب کے علاوہ بھی کسی صحابی سے تبرک نہیں لیا گیا۔

لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ اب کسی بھی ولی' بزرگ' پیر' فقیر یا صالحین کی ذات یا ان کے تھوک، پسینہ، بچا ہوا پانی وغیرہ سے برکت لینا قطعاً صحیح نہیں (۱)۔ **ہاں! اگر نبی علیہ السلام کے تبرکات کا اصل فائدہ لینا ہی چاہتے ہیں تو آج بھی** اس حدیث کی نصیحت پر عمل کر کے **حاصل کر سکتے ہیں** کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو کیا' صحابہ کرام نے آپ کے وضو کے پانی کو اپنے جسموں پر ملنا شروع کر دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم ایسا کیوں کر رہے ہو'' صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کی محبت کی وجہ سے، شاید (محبت کے اس انداز سے) اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کر لے، آپ نے فرمایا: اگر تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تم سے محبت کریں تو ان تین باتوں کی حفاظت کرو: (۱) بات کرتے ہوئے سچ بولو، (۲) جس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اسے ادا کرے، (۳) اور اپنے پڑوسیوں سے حسن سلوک کا مظاہرہ کرو (یاد رہے کہ) پڑوسی کو تکلیف دینا نیکیوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے سورج برف کو گلا دیتا ہے۔ (۲)

## ۴۳) بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

## نبی ﷺ کے اوصاف مبارک

۳۹۰۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ فِيْ سَاقَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُمُوْشَةٌ، وَّكَانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا، وَكُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ

**ضعیف**

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں پتلی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے ہنستے نہیں تھے، میں آپ کیطرف دیکھتا تو ایسا

۳۹۰۷) یہ حدیث **ضعیف** ہے، مختصر الشمائل (۱۹۳)، ضعیف جامع صغیر (۴۴۷۴) اور [المشکاۃ (۵۷۹۶)، شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں ''حجاج بن ارطاۃ'' مدلس راوی ہیں اور اس روایت کو انہوں نے عنعنہ سے بیان کیا ہے، لیکن یہ جملہ کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے ہنستے نہیں تھے'' اس کے دو شاہد موجود ہیں جس کی سند ''جید'' ہے، اس لئے حدیث کا یہ حصہ حسن ہے دیکھئے: ھدایۃ الرواۃ (۵۷۳۳)]۔

(۱) اولیاء اور صالحین سے تبرک کے حوالہ سے مزید ان کتابوں کا مطالعہ کیجئے: اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ، الأعتصام للشاطبي، کتاب التوحید لابن عثیمین۔

(۲) حسن۔ رواہ الخلعي في ''الفوائد'' [۱۸/۷۳/۱]، الصحیحۃ [۲۹۹۸]۔

إِلَيْهِ قُلْتُ: أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِأَكْحَلَ ﷺ.

لگتا کہ آپ نے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے جبکہ ایسی بات نہیں تھی، صلی اللہ علیہ وسلم ۔

**فائدہ :** آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے ہنستے نہیں تھے، حدیث کا یہ حصہ صحیح ہے۔(۱) نبی علیہ السلام کی مسکراہٹ کے بارے میں پیچھے صفحہ (82) پر ملاحظہ فرمائیں۔

أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ : یہ الفاظ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہیں(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں پیدائشی خوبصورت وسیاہ تھیں لگتا تھا جیسے سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ نبی علیہ السلام اس وقت بغیر سرمے کے ہوتے تھے۔

## ۴۴) بَابٌ ؛

## باب: (نبی ﷺ کا دھن مبارک، آنکھوں اور ایڑھیوں کی خوبصورتی)

**صحیح**

۳۹۰۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ، أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ، مَنْهُوسَ الْعَقِبِ.

حضرت جابر بن سمرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا دھن مبارک کشادہ تھا، آنکھوں کی سفیدی میں سرخی تھی(۳) اور ایڑھیوں میں گوشت کم تھا۔

**صحیح**

۳۹۰۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ، أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ، مَنْهُوسَ الْعَقِبِ. قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِسِمَاكٍ:

حضرت جابر بن سمرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کشادہ دھن والے، آنکھوں کی سفیدی میں لالی اور آپ کی ایڑھیوں میں کم گوشت تھا۔ شعبہؒ(۴) کہتے ہیں

(۳۹۰۸) یہ حدیث صحیح ہے، [مسلم، مختصر الشمائل (۷)، صحیح الجامع (۴۸۲۱) اور المشکاۃ (۵۷۸۴)]۔

(۳۹۰۹) یہ حدیث صحیح ہے، مسلم، مختصر الشمائل (۷)، [صحیح الجامع (۴۸۲۱) اور المشکاۃ (۵۷۸۴)]۔

(۱) حسن۔ ھدایۃ الرواۃ [۵۷۳۳] کے تحت، مزید حدیث الباب (۳۹۰۷) کی تخریج میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) حسن۔ صحیح الجامع [۴۶۳۳]، حسن۔ مختصر الشمائل (۳۴۷)، الصحیحہ (۲۷۲۹) کے تحت۔

(۳) ((أَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ)) کا صحیح ترجمہ یہی ہے کہ آنکھوں کی سفیدی میں سرخی تھی اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے، جبکہ سماکؒ نے بڑی اور لمبی آنکھوں والا ذکر کیا ہے اور تمام اہل لغت کے نزدیک یہ مناسب نہیں ہے۔ دیکھئے: شرح النووي [۹۳/۱۵]، تحفۃ الأحوذي [۹۱/۱۰]، فیض القدیر [۶۴۹۱]۔

**(۴) امیر المومنین فی الحدیث، سید المحدثین، فارس فی الحدیث، کبار المحققین، ثقہ حافظ متقن، عابد زاہد، محدثِ بصرہ، ابو بسطام، امام شُعبہ بن حجاج بن ورد بصری رحمہ اللہ کبار تبع تابعین میں سے ہیں، انہوں نے سب سے پہلے احادیثِ رسول کی حفاظت کی خاطر علمِ جرح وتعدیل کی ابتداء کی، ان کے بعد پھر بڑے بڑے ائمہ جرح وتعدیل نے ان کی پیروی کی، اللہ نے ان کے ذریعہ کثیر احادیث کی حفاظت فرمائی، ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ کوئی ماہرِ حدیث نہیں تھا، امام احمدؒ فرماتے ہیں: امام شعبہ علمِ جرح وتعدیل میں ایک امت کی حیثیت رکھتے ہیں، یعنی ان کے پاس جرح وتعدیل کا اتنا علم ہے جتنا ایک امت کے پاس ہو، انہوں نے چار سو (۴۰۰) سے زیادہ تابعین سے احادیثِ رسول کا ذخیرہ حاصل کیا ہے۔ سیر اعلام النبلاء [۷/۲۰۲-۲۲۸]۔**

مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ؟ قَالَ: وَاسِعُ الْفَمِ، قُلْتُ: مَا أَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ؟ قَالَ: طَوِيلُ شَقِّ الْعَيْنِ، قُلْتُ: مَا مَنْهُوسُ الْعَقِبِ؟ قَالَ: قَلِيْلُ اللَّحْمِ.

میں نے سماک بن حربؒ سے ((ضَلِيْعُ الْفَمِ)) کا مطلب پوچھا تو انہوں نے کہا کشادہ دھن اور ((أَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ)) کا مطلب بتایا بڑی اور لمبی آنکھوں والے اور ((مَنْهُوسُ الْعَقِبِ)) کا مطلب ہے کم گوشت والے۔

**فائدہ**: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دھن مبارک (دھانہ، منہ) چھوٹا نہیں تھا بلکہ مناسب کشادہ تھا کیونکہ چھوٹے منہ سے بات کُھل کر نہیں ہوتی جبکہ کشادہ منہ سے بات کُھل کر اور واضح ہوتی ہے اور عرب میں مرد کا بڑا دھانہ پسند کیا جاتا تھا اور چھوٹے دھانے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

**أَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ**: قاضی عیاضؒ کہتے ہیں اس کا اصل معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخی تھی۔ اسی طرح نبی علیہ السلام کی آنکھیں بڑی بڑی، موٹی اور خوبصورت تھیں۔(۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑھیوں پر یعنی پاؤں کے پچھلے حصہ پر زیادہ گوشت نہیں تھا بلکہ مناسب وخوبصورت ایڑھیاں تھیں۔

## ۴۵) بَابٌ ؛ باب: (نبی ﷺ کی خوبصورتی و چلنے میں تیزی)

**صحیح**

۳۹۱۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئاً أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ ﷺ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهِ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَداً أَسْرَعَ فِيْ مَشْيَتِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوٰى لَهُ ، إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا، وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت وحسین کسی کو نہیں دیکھا (چہرہ مبارک میں اس قدر چمک اور روشنی تھی) گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور میں سورج چمک رہا ہو اور میں نے نبی علیہ السلام سے زیادہ تیز چلنے والا

۳۹۱۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، مختصر الشمائل (۱۰۰) دوسری تحقیق کے مطابق، المشکاۃ (۵۷۹۵) دوسری تحقیق کے مطابق اور ہدایۃ الرواۃ (۵۷۳۲)۔
**ایک صحیح حدیث کا تحفہ**: [پہلے شیخ البانیؒ نے سنن الترمذی (۳۹۱۰)، مختصر الشمائل (۱۰۰)، الضعیفۃ (۴۲۱۳) کے تحت اور المشکاۃ (۵۷۹۵) کی پہلی تحقیق میں اسے ضعیف کہا تھا پھر ''ہدایۃ الرواۃ'' (۵۷۳۲) کی تخریج میں ذکر کرتے ہیں کہ امام ترمذی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں یہ حدیث ''غریب'' ہے یعنی ضعیف ہے، انہوں نے صحیح فرمایا کیونکہ اس حدیث کی سند میں ''ابن لہیعہ'' ہیں، لیکن اس حدیث کی متابعت کی گئی ہے (یعنی یہ حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے) اس لئے یہ حدیث ''صحیح'' ہے، دیکھئے: مختصر الشمائل (۱۰۰/۷۱) دوسری تحقیق کے مطابق۔ اسی طرح صحیح الموارد (۱۷۷۴) کی تحقیق میں فرماتے ہیں یہ حدیث ''صحیح'' ہے، دیکھئے: تراجع العلامۃ الالبانی (۲۶۶) اور الإعلام بآخر أحكام الألبانی الإمام (ص۔۱۵۱) لمحمد بن کمال خالد السیوطی]۔
(۱) صحیح الأدب المفرد [۹۹۳]۔

بھی کوئی نہیں دیکھا گویا زمین آپ کیلئے لپیٹ دی جاتی (مسافت کم ہو جاتی تھی) چلتے وقت ہم تو تھک جاتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر تھکان کے چلتے جاتے تھے۔

**فائدہ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافی تیز چلتے تھے اور بہت تیز تیز قدموں سے فاصلہ طے کر لیتے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اللہ کی خاص مدد و تائید تھی۔ مزید شرح صفحہ (74) پر ملاحظہ فرمائیں۔

**۴۶) بَابٌ ؛**

**باب: (نبی محمد ﷺ ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ تھے)**

۳۹۱۱) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ، فَإِذَا مُوْسٰى ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيْسٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِذَا أَقْرَبُ النَّاسِ مَنْ رَأَيْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيْمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ - يَعْنِيْ نَفْسَهٗ - وَرَأَيْتُ جِبْرَائِيْلَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةَ**)).

**صحیح**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(معراج والی رات) **انبیاء (مجھے دیکھائے گئے) میرے سامنے لائے گئے' موسیٰ علیہ السلام ہلکے پھلکے (دبلے پتلے) جسم والے قبیلہ شنوءہ کے لوگوں جیسے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو عروہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کو انکا جیسا پایا اور ابرہیم علیہ السلام تمہارے ساتھی یعنی نبی ﷺ سے زیادہ مشابہ** (ملتے ہوئے) **تھے اور جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو دحیہ** (کلبی رضی اللہ عنہ) **ان سے بہت مشابہ ہیں**''۔

**فائدہ:** اس حدیث میں پانچ اہم شخصیات کا ذکر ہوا ہے:

(۱) **حضرت موسی علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اللہ نے ان سے صاف طور پر (ڈائرکٹ) کلام فرمایا**'(۱) جسم کے لحاظ سے نہایت خوبصورت'(۲) گندمی رنگ کے' لمبے قد اور گھنگریالے بالوں والے تھے،(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے موسی علیہ السلام پر فضیلت نہ دو' کیونکہ قیامت کے دن جب سب لوگ بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے' سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا اور دیکھوں گا کہ موسی علیہ السلام عرش کی ایک سائیڈ کو پکڑے کھڑے ہوں گے' معلوم نہیں کہ وہ بے ہوش ہوکر مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا (طور کی بے ہوشی کے بدلے) اللہ ان کو

(۳۹۱۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحۃ (۱۱۱۱)، مسلم، [مختصر الشمائل (۱۱)، صحیح الجامع (۴۰۰۴) اور المشکاۃ (۵۷۱۴)]۔

(۱) سورۃ النساء[۱۶۴]۔ (۲) صحیح البخاري[۳۱۵۲]، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث الخضر مع موسی علیہما السلام۔

(۳) صحیح البخاري[۳۰۰۰]، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ۔

بیہوش ہی نہیں کریگا۔(۱)

(۲) **حضرت عیسیٰ علیہ السلام** کواللہ نے اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدافرمایا جیسے آدم علیہ السلام کوبغیر ماں باپ کے کُنْ کہ کر پیدافرمایا تھا' (۲) عیسی علیہ السلام درمیانہ قد' سرخ وسفید اورسیدھے بالوں والے تھے۔(۳) اللہ نے انہیں عظیم معجزوں سے نوازا تھامٹی کا پرندہ بناتے اس میں پھوک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے (سچ مچ) پرندہ بن جاتا' اندھے اور کوڑھ کے مریض کو اللہ کے حکم سے تندرست کردیتے اور اللہ کے حکم سے ہی مردے میں جان ڈال دیتے، ابھی شیر خوار تھے اپنی والدہ کی گود میں بات کری لوگوں کوتوحید کی دعوت دی'(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال نہیں ہوا انہیں زندہ آسمانوں پر اُٹھالیا گیا تھااور قرب قیامت واپس آئینگے(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت (عیسیٰ علیہ السلام) مسیح ابن مریم کو بھیجے گا وہ دمشق میں سفید مینار پر' دو(۲) زرد رنگ کے کپڑے پہنے' دوفرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، ان کے سانس کی ہوا حدنگاہ تک پہنچے گی اور جس کافر تک پہنچے گی وہ زندہ نہیں بچے گا، پھر وہ دجال کا پیچھا کریں گے اور ''لُد'' (فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے) کے دروازے پر اسے پکڑیں گے اور قتل کردیں گے۔(۶) زمین کو خنزیروں سے پاک کردیں گے، اسلام کی حفاظت کیلئے لوگوں سے جنگ کریں گے، صلیب کوتوڑ دیں گے' اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوائے تمام ملتوں کو مٹادے گا ...... چالیس سال قیام کرنے کے بعد ان کا انتقال ہوگا اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ ادا کریں گے۔(۷)

(۳) **حضرت ابراہیم علیہ السلام** خلیل اللہ' اللہ کے دوست' رحمدل' مشفق' بیت اللہ کے بانی اور جدالانبیاء ہیں اللہ نے ان کی نسل سے بے شمار نبی اور رسول مبعوث فرمائے، اولوالعزم پیغمبروں میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ہی سب سے افضل ہیں'(۸) اللہ اور توحید کی خاطر آگ میں داخل ہونا قبول کیا' والدین سے علیحدگی برداشت کی' اللہ نے بڑھاپے میں اولاد کی نعمت سے نوازا پھرامتحان کیلئے بیٹے کوقربان کرنے کاحکم دیاتو بلاجھجک فوراً تیار ہوگئے۔(۹) اور اِنکی عظیم فضیلت یہ بھی ہے کہ نماز کے تشہد میں

(۱) صحيح البخاري[۳۴۰۷]، كتاب أحاديث الأنبياء، باب وفاة موسى وذكره بعد۔
(۲) سورۃ آل عمران[۵۸-۶۳]۔
(۳) صحيح البخاري[۳۰۰۰]، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة۔
(۴) دیکھئے ترتیب وار سورۃ مریم[۱۶-۳۷]، سورۃ آل عمران[۴۲-۵۱]۔
(۵) سورۃ النساء[۱۵۷-۱۵۸]۔
(۶) صحیح مسلم[۵۲۲۸]، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال۔
(۷) صحیح۔سنن أبي داود[۳۷۶۶]، كتاب الملاحم، باب خروج الدجال، شیخ البانیؒ نے اس حدیث کومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے ''الصحیحۃ[۲۱۸۲]''۔
(۸) دیکھئے ترتیب وار، سورۃ النساء[۱۲۵]، سورۃ مریم[۴۱-۴۸]، سوۃ البقرہ[۱۲۷-۱۲۸]، سورۃ العنکوت[۱۶-۲۷] اور سورۃ الشوری[۱۳]۔
(۹) دیکھئے ترتیب وار: سورۃ الانبیاء[۶۸-۷۰]، سورۃ مریم[۴۱-۴۸]، سورۃ العنکوت[۲۶-۲۷] اور سورۃ الصافات[۹۹-۱۱۳]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ان پر بھی درود پڑھنے کا حکم ہے'(۱) اور (روزمحشر) سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کولباس پہنایا جائے گا۔(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزید فضائل صفحہ (37) پر دیکھئے۔

(۴) **حضرت جبریل علیہ السلام** کی بنیادی ذمہ داری انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی کا پیغام پہچانا ہے (۳) لیکن اس کے علاوہ بھی بہت اہم مقاصد کیلئے دنیا میں تشریف لاتے ہیں جیسے حضرت مریم علیہا السلام کو بیٹے کی خوشخبری دینے آئے'(۴) رمضان کی ہر رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کا دور کرنے کیلئے آتے تھے (۵) اور اب بھی ہر سال شب قدر میں اپنے ساتھ لاتعداد فرشتوں کی جماعتیں لیکر دنیا میں اترتے ہیں۔(۶) جبریل علیہ السلام جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انسانی شکل میں آتے تو ان کی شکل وصورت صحابی رسول دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے ملتی جلتی تھی خاص طور سے داڑھی' دانت اور چہرہ۔(۷) مزید پیچھے صفحہ (68) میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) **حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ** جلیل القدر صحابی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قیصر بادشاہ کے پاس اسلام کی دعوت کا خط دیکر بھیجا تھا۔(۸)

## واقعہ معراج میں نبی ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حقیقت میں دیکھا تھا

معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (۹) پھر بیت المقدس میں سب نبیوں کی امامت کرائی تو وہاں بھی موجود تھے (۱۰) پھر آسمانوں میں بھی ان سے ملاقات ہوئی۔ (۱۱) سچ میں اللہ بڑی طاقت وقدرت والا ہے اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تینوں جگہ یہ منظر حقیقت میں دکھائے۔

اسراء ومعراج کے موقع پر انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی وہ سب وہاں حقیقت میں موجود تھے' اسی طرح آسمانوں پر جو انبیاء سے ملاقاتیں ہوئیں' آپ کو جنت وجہنم دکھائی گئی اور جو بھی مشاہدے کئے مناظر دیکھے سب حقیقی واقعات ہیں تمثیلی نہیں ہیں کیونکہ دنیاوی زندگی اور برزخی زندگی

---

(۱) صحیح البخاري [۳۱۱۹]، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قولہ تعالیٰ: واتخذ اللہ إبراہیم خلیلً۔
(۲) صحیح البخاري [۳۱۰۰]، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قولہ تعالیٰ: واتخذ اللہ إبراہیم خلیلاً۔
(۳) سورۃ البقرۃ [۹۷]۔ (۴) سورۃ مریم [۱۷]۔
(۵) صحیح البخاری [۵]، باب بدء الوحی۔ (۶) سورۃ القدر [۴]۔
(۷) حسن۔ مسند أحمد [۲۵۱۴۰]، الصحیحۃ [۶۷]۔
(۸) صحیح البخاري [۲۷۲۳]، کتاب الجہاد والسیر، باب دعاء النبي ﷺ الناس إلی الإسلام۔
(۹) صحیح مسلم [۲۳۷۵] کتاب الفضائل، باب من فضائل موسی ﷺ۔
(۱۰) صحیح مسلم [۲۵۱]، کتاب الإیمان، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال۔
(۱۱) صحیح البخاري [۶۳۷۴]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب المعراج۔

مختلف ہوتی ہیں اسے دنیا پر قیاس نہیں کر سکتے یہ خاص' اور کمال اعجاز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کمال اکرام بھی ہے۔ ویسے اسراء ومعراج کے عظیم معجزہ پر یقین کر لینے کے بعد ان باتوں میں شک واعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

## ۴۷) بَابُ مَا جَاءَ فِي سِنِّ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنُ كَمْ كَانَ حِينَ مَاتَ؟

## نبی ﷺ کی وفات کے وقت کتنی عمر تھی؟

۳۹۱۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّينَ.

**شاذ**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ انتقال کے وقت پینسٹھ (۶۵) سال کے تھے۔

۳۹۱۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّينَ.

**شاذ**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کی وفات کے وقت عمر پینسٹھ (۶۵) سال تھی۔

## ۴۸) بَابٌ ؛

## باب: (نبی ﷺ کا مکہ میں قیام اور آپ کی عمر)

۳۹۱۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يَعْنِي يُوحَى إِلَيْهِ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّينَ.

**صحیح**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے مکہ مکرمہ میں تیرہ سال قیام فرمایا اس زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتی رہی اور انتقال کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

**فائدہ**: جیسا کہ پیچھے حدیث (۳۸۸۳) میں تفصیل سے بیان ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام کی عمر کے بارے میں مختلف روایات ہیں جن میں زیادہ صحیح اور مشہور یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی اور آپ نے اپنی حیاۃ طیبہ کے مختلف دور اور عرصے کہاں گزارے ان سب کی تفصیل صفحہ (54) میں ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۳۹۱۲) یہ حدیث شاذ ہے، (یہ ضعیف کی ایک قسم ہے۔ یعنی اس حدیث میں کمتر راوی نے افضل راوی کی مخالفت کی ہے) اور یہ حدیث پہلے (۳۸۸۳) میں گزر چکی ہے [وہاں اس کی تخریج ملاحظہ فرمائیں]۔

(۳۹۱۳) یہ حدیث بھی شاذ ہے، ماقبل کی تخریج دیکھئے۔

(۳۹۱۴) یہ حدیث صحیح ہے، بخاری، مسلم اور پہلے (۳۸۸۲) میں گزر چکی ہے، [مختصر الشمائل (۳۱۷) اور المشکاۃ (۵۸۳۷)]۔

۴۹) بَابٌ ؛

باب: (نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی عمریں)

۳۹۱۵) عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ إِبْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ، وَأَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ.

صحیح

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو خطبے میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما ان سب کی وفات تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ہوئی اور میں بھی تریسٹھ سال کا ہوں۔

**فائدہ :** صحیح بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر (۶۳) سال تھی اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی (۶۳) سال عمر پائی اور جس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ بیان کر رہے تھے اس وقت انکی عمر بھی (۶۳) سال تھی اور انکی یہ تمنا وآرزو تھی کہ میں بھی (۶۳) سال میں انتقال کروں' لیکن انکا انتقال رجب ۶۰ھ میں ہوا، اس وقت ان کی عمر (۷۰) سال سے زیادہ تھی(۱) اور آخیر عمر تک مسلمانوں کے امیر رہے۔

۵۰) بَابٌ ؛

باب: (نبی ﷺ نے "63" سال کی عمر میں وفات پائی)

۳۹۱۶) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَاتَ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ.

صحیح

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی ﷺ نے تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔

**فائدہ :** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے بارے میں تفصیل پیچھے حدیث (۳۸۸۳) صفحہ (54) میں گزر چکی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ سلم کی تاریخِ وفات صفحہ (50) پر دیکھیں۔

---

(۳۹۱۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، مختصر الشمائل (۳۱۸) اور مسلم۔

(۳۹۱۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم اور مختصر الشمائل (۳۱۹)۔

(۱) رجالہ ثقات۔طبرانی فی الکبیر[۱۹/۳۰۴]، مجمع الزوائد[۱۵۹۳۲] میں حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

## نبی ﷺ کی وفات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پیر والے دن ہوا'(۱) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی ایک نعمت مجھ پر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں' میری باری کے دن میرے گلے اور سینے کے درمیان وفات پائی' آپ مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے' آپ کے سامنے کٹورے میں پانی تھا آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور منہ پر پھیرتے اور فرماتے لا الٰہ الا اللہ، موت کی بڑی سختیاں ہوتی ہیں' پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا (یا اللہ مجھے) رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض کر لی گئی اور آپ کا ہاتھ مبارک نیچے جھک گیا(۲)' نبی علیہ السلام کو منگل کے روز(۳) حضرت علی، فضل بن عباس اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے آپ کے کپڑوں میں ہی غسل دیا(۴) اور تین سفید یمنی چادروں میں کفن دیا(۵)' نبی علیہ السلام کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کرائی گئی بلکہ چند صحابہ کمرے میں جا کر نماز پڑھتے وہ نکلتے تو دوسرے صحابہ نماز کیلئے اندر چلے جاتے(۶)' آپ کی آخری آرام گاہ وہیں بنائی گئی جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں'(۷) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کیلئے لحد والی (بغلی) قبر کھودی اور جلیل القدر صحابہ حضرت عباس، علی، فضل بن عباس، اسامہ بن زید، عبدالرحمٰن بن عوف اور آپ کے آزاد کردہ غلام شُقران رضی اللہ عنہم نے آپ کو قبر میں اتارا(۸) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (صرف) ایک بالشت جتنی بلند کی گئی۔(۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! تم سب پر ایسا دن ضرور آئیگا کہ مجھے نہیں دیکھ پاؤ گے اس وقت مجھے دیکھنے کا شوق اپنے اہل وعیال اور مال ودولت سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوگا۔(۱۰)

اے اللہ! ہمیں دنیا میں خواب کے ذریعہ اور قیامت کے دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب فرما اور آپ کے ہاتھوں سے آبِ کوثر نصیب فرما، (آمین)۔

---

(۱) صحیح البخاري [۱۱۳۰]، كتاب الجمعة، باب من رجع القهقرى في صلاته أو تقدم بأمر ينزل به۔ (۲) صحیح البخاري [۴۰۹۴]، كتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته۔

(۳) صحیح۔ مختصر الشمائل المحمدية [۳۳۱]، للشيخ الألباني۔ (۴) حسن۔ سنن أبي داود [۲۷۳۳]، كتاب الجنائز، باب في ستر الميت عند غسله وباب كم يدخل القبر [۲۷۹۴]۔

(۵) صحیح البخاري [۱۱۸۵]، كتاب الجنائز، باب الثياب البيض للكفن۔ (۶) صحیح۔ مختصر الشمائل المحمدية [۳۳۳] للشيخ الألباني۔

(۷) صحیح۔ سنن الترمذي [۹۳۹]، كتاب الجنائز عن رسول الله ﷺ۔

(۸) صحیح۔ ابن حبان [۶۶۳۳]، صحيح الموارد [۱۸۱۱] للألباني، صحیح۔ سنن أبي داود [۲۷۹۴]، كتاب الجنائز، باب كم يدخل القبر، صحیح۔ سنن الترمذي [۹۶۸]، كتاب الجنائز عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في الثوب الواحد يلقى تحت الميت في القبر۔ (۹) حسن۔ صحيح ابن حبان [۶۶۳۵]، صحيح الموارد [۱۸۱۰] للألباني، أحكام الجنائز [۱۹۵]۔

(۱۰) صحیح مسلم [۴۳۵۹]، كتاب الفضائل، باب فضل النظر إليه ﷺ وتمنيه۔

## مَنَاقِبُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ﷛ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ وَلَقَبُهُ عَتِيقٌ

## حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے فضائل ومناقب‘

## انکا نام عبداللہ بن عثمان ہے اور لقب عتیق ہے

**نام ولقب:** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے (۱) اور انہیں ابن ابی قحافہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انکے والد کی کنیت ابوقحافہ تھی (۲)‘ انکے دو لقب (۳) ہیں عتیق اور صدیق، صدیق یعنی بہت زیادہ تصدیق کرنے والے‘ واقعہ معراج کی تصدیق کرنے کی وجہ سے انہیں ’’صدیق‘‘ کا لقب عنایت کیا گیا۔(۴) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ قسم کھا کے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر کا لقبِ ’’صدیق‘‘ آسمان سے نازل کیا گیا ہے (۵)، اور دوسرا لقب عتیق: جب نبی علیہ السلام نے فرمایا آپ اللہ کی طرف سے جہنم سے ’’عتیق‘‘ ہیں یعنی آزاد ہیں‘ تو اس دن سے ان کا لقب عتیق پڑ گیا (۶)۔

**خاندان:** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہی ہیں‘ نبی علیہ السلام کے چھٹے دادا اور ان کے بھی چھٹے دادا مُرّہ بن کعب ہیں (۷)‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہاتھیوں والے واقعہ کے ڈھائی سال بعد ہوئی اسطرح یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈھائی سال چھوٹے ہوئے (۸)‘ نبی علیہ السلام نے فرمایا: قریش کے نسب (رشتہ داریوں) کی سب سے زیادہ پہچان ابوبکر کو ہے (۹)۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انتہائی خوبصورت چہرے والے (۱۰)‘ گورے اور ہلکے پھلکے جسم کے تھے (۱۱)۔

**فضائل:** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مَردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے (۱۲)‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت اور غار کے ساتھی (ان کی سب ے بڑی فضیلت یہی ہے) (۱۳) اور نبی علیہ السلام

---

(۱) صحیح۔صحیح ابن حبان[۶۸۴۶]، شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الموارد میں اسے صحیح کہا ہے، الصحیحۃ[۱۵۷۴] کے تحت۔ (۲) صحيح البخاري[۳۳۹۱]، کتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ: لوکنت متخذ اخلیلا۔ (۳) جب انسان کوئی اچھا یا انوکھا کام کرتا ہے تو وہ اسکی پہچان بن جاتی ہے‘ عربی میں اسے لقب کہتے ہیں (۴) صحیح۔الحاکم، [۴۴۰۷]، الصحیحۃ[۳۰۶]۔
(۵) رجالہ ثقات۔طبرانی فی الکبیر[۱/ ۵۵]، فتح الباري[۹/ ۷]، حافظ ابن حجر کہتے ہیں اس اسناد کے روات ثقات ہیں۔ (۶) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۹۰۵]۔ (۷) حسن۔طبرانی فی الکبیر[۱]، الاصابہ[۴/ ۱۶۹] لابن حجر، مجمع الزوائد[۱۴۲۸۸]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔ (۸) حسن۔طبرانی فی الکبیر[۲۸]، الاصابہ[۴/ ۱۶۹] لابن حجر، مجمع الزوائد[۱۴۳۹۲]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔ (۹) صحیح مسلم[۲۳۸۳] کتاب فضائل الصحابۃ رضي اللہ عنہم، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ (۱۰) حسن۔طبرانی فی الکبیر[۵]، مجمع الزوائد[۱۴۲۹۴]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔ (۱۱) صحیح۔تھذیب الآثار[۱۸۷] لابن جریر الطبری، جلباب المرأۃ المسلمۃ[ص۔۹۶] للشیخ الألباني۔
(۱۲) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۸۹۸]۔ (۱۳) سورۂ توبہ[آیت۔۲۰]، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ الاصابہ[۴/ ۱۷۲] میں کہتے ہیں ان کی سب ے بڑی فضیلت یہی ہے کہ یہ آپ کے غار کے اور ہجرت کے ساتھی ہیں جبکہ یہ فضیلت کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔

کے خلیفہ اول ہیں، مسلمانوں نے ان کو خلیفہ رسول کا لقب دیا(۱)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے میری ہی امت میں سے ابوبکر ہیں(۲)، ان کی خلافت میں ہی سب سے پہلے قرآن مجید جمع کیا گیا(۳)، اور صرف انہیں ہی یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں انہوں نے مسجد نبوی میں آپ کے حکم پر مسلمانوں کی امامت کرائی(۴)، اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے، اپنی جان و مال کو میری حمایت میں صرف کرنے والے اور اپنی بیٹی عائشہ کی مجھ سے شادی کرنے والے ابوبکر ہی ہیں(۵)۔ عشرۃ مبشرہ صحابہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ذکر فرمایا(۶)۔

**دارفانی سے رحلت:** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ڈھائی سال مسلمانوں کی خلافت کی(۷) اور نبی علیہ السلام کی عمر کے برابر ہی (۶۳) سال اپنی زندگی کے مبارک ایام گزارے(۸) اور پیر کے روز(۹) ۲۲/جمادی الثانی ۱۳ھ(۱۰) یعنی بمطابق ۲۳/اگست ۶۳۴ء کو بخار و کھانسی کی شدت (یا نمونیہ) کی وجہ سے اس دنیا سے رخصت ہوئے(۱۱)، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی(۱۲) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر میں ان کی تدفین ہوئی(۱۳)۔

اے اللہ ہمارے دلوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت سے بھر دے اور اس محبت کو اور زیادہ کر دے۔

**صحیح**

(۳۹۱۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبْرَأُ إِلٰى كُلِّ خَلِيْلٍ مِّنْ خِلِّهِ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيْلاً لَّاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ

حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہر گہرے دوست کی دوستی سے برأت کا اعلان کرتا ہوں، اگر میں کسی (بشر)

(۳۹۱۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم (۷/۱۰۹)، [سنن ابن ماجہ (۹۳)، الصحیحۃ (۳۵۹۸)، صحیح الجامع (۲۶۳۵)، ظلال الجنۃ (۱۲۲۶) اور تخریج مشکلۃ الفقر (۱۳)]۔

(۱) صحیح۔صحیح أبي داود [۴۳۶۳]۔ (۲) صحیح۔صحیح الترمذی [۲۹۸۱]۔ (۳) صحیح البخاري [۴۶۰۳]، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن۔ (۴) صحیح البخاري [۶۳۷]، کتاب الأذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة۔ (۵) صحیح۔طبراني في الکبیر [۱۱۴۶۱]، الصحیحۃ [۲۲۱۴]۔ (۶) صحیح۔صحیح الترمذي [۲۹۴۶]۔ (۷) حسن۔طبرانی فی الکبیر [۲۸]، مجمع الزوائد [۱۴۳۹۲]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔ (۸) صحیح مسلم [۴۳۳۱]، کتاب الفضائل، باب کم سن النبي ﷺ یوم قبض۔ (۹) صحیح۔ابن حبان [۶۶۱۵]، صحیح موارد الظمآن [۱۸۲۵] للشیخ الألباني۔ (۱۰) رجالہ ثقات۔طبرانی فی الکبیر [۴۲]، مجمع الزوائد [۱۴۳۹۷]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں، حافظ ابن حجر فتح الباری [۷/۴۰] اور علامہ مبارکپوری [تحفہ ۱۰/۹۶] میں ۲۲ تاریخ کو ہی زیادہ صحیح کہتے ہیں۔ (۱۱) رجالہ ثقات۔طبرانی فی الکبیر [۴۱]، مجمع الزوائد [۱۴۳۹۶]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں، مذید دیکھئے: فیض القدیر [۴۸۲۳] لإمام مناوي۔ (۱۲) رجالہ ثقات۔طبرانی فی الکبیر [۲۸]، مجمع الزوائد [۱۴۳۹۴، ۱۴۳۹۷]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں۔ (۱۳) صحیح مسلم [۴۳۳۱]، کتاب الفضائل، باب کم سن النبي ﷺ یوم قبض۔

خَلِيْلاً، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ لَخَلِيْلُ اللهِ)).

کو دوست بناتا تو ابو قحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو دوست بناتا لیکن تمہارے ساتھی (یعنی حضرت محمد ﷺ) تو اللہ کے گہرے دوست وخلیل ہیں''۔

**فائدہ**: خُلَّة: ایسی محبت کو کہتے ہیں جو دل وجان میں گہرائیوں کیساتھ رچی بسی ہو یعنی بہت زیادہ محبت ہو ایسی محبت اللہ کے علاوہ کسی اور سے نہیں ہونی چاہئے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس محبت کے درجے میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو شامل نہیں فرمایا اور ایسی دوستی سے دوسروں کیلئے انکار فرمادیا' اللہ کی محبت تمام دوسری محبتوں پر غالب آگئی اور دنیا کی تمام محبتوں سے برأت کا اعلان فرمادیا۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ﴾ کہ ایمان والے اللہ سے بہت شدت سے محبت کرتے ہیں۔(۱)

ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیلئے اسلامی مودت ومحبت کا دعویٰ بحال رکھا(۲) جس کا مرتبہ ''خلت'' سے کم ہے۔ (۳)

۳۹۱۸) عَنْ عَائِشَةَ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَخَيْرُنَا، وَأَحَبُّنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

**حسن**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت عمر بن خطاب ؓ فرماتے ہیں کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں' ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو بھی ہم سب میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

۳۹۱۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: أَبُوْ بَكْرٍ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: عُمَرُ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ جَرَّاحٍ. قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:

**صحیح**

عبداللہ بن شقیقؒ بیان کرتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کونسے صحابی سب سے زیادہ محبوب تھے؟ فرمایا: ابوبکر، میں نے کہا: پھر انکے بعد کس سے محبت تھی؟ فرمایا: عمر سے، میں نے کہا: پھر کس سے؟ فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح

---

(۳۹۱۸) یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ (۶۰۱۸)، اس حدیث کا پہلا حصہ بخاری (۳۷۵۴) میں مذکور ہے، [شیخ البانی ''ھدایۃ الرواۃ (۵۹۷۳)'' کی تخریج میں کہتے ہیں: بلکہ یہ (مکمل) حدیث صحیح بخاری (۳۶۶۸) میں آپ ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت لینے کے واقعہ میں مذکور ہے، صحیح الموارد (۱۸۱۹) اور ظلال الجنۃ (۱۱۶۶)]۔

(۳۹۱۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم اور [سنن ابن ماجہ (۱۰۲)]۔

(۱) سورۃ البقرۃ [۱۶۵]۔

(۲) صحیح البخاري [۴۴۶-۴۴۷]، کتاب الصلاۃ، باب الخوخۃ والممر في المسجد۔

(۳) حافظ ابن حجرؒ نے ''خلیل'' کے نو معنی ذکر کئے ہیں۔ دیکھیں: فتح الباری [۷/۲۳]

فَسَكَتَتْ. | سے، میں نے کہا: پھر کس سے؟ پھر وہ خاموش ہوگئیں۔

**فائدہ**: اس حدیث میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت کا ذکر ہے اور دوسری احادیث میں حضرت عائشہ وفاطمہ رضی اللہ عنہما سے، اصل میں محبت اشخاص واسباب کے لحاظ سے مختلف نوعیت کی ہوتی ہے' رشتہ داری کی وجہ سے محبت یا کسی اور سبب سے' جیسے دینداری یا احسان یا اخلاق وغیرہ کی وجہ سے محبت ہوتی ہے' حضرت عائشہ وفاطمہ رضی اللہ عنہما سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رشتہ داری کی وجہ سے اور انکی دینی فضیلتوں کی وجہ سے تھی اور حضرت ابوبکر وعمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم سے انکے شروع میں اسلام لانے' صاحب علم ہونے اور پرانے دوست وساتھی ہونے کی وجہ سے محبت تھی اور ان حضرات کی وجہ سے اسلام کو ترقی ہوئی' اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلتیں تو سب جانتے ہی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امین الأمۃ بھی فرمایا یعنی یہ اس امت کے امین ہیں (۱) یہ سب محبت کے اسباب ہیں۔

اسی طرح **فضیلت** کے بھی مختلف اسباب ہوتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ' ام المؤمنین عائشہ اور صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنھن کی خاص طور پر فضیلت فرمائی، ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائیں (۲)' اپنا سب مال بھی آپ پر قربان کردیا (۳) اور نبی علیہ السلام کی ساری اولاد (سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے) ان ہی سے ہے (۴) اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بہت بڑی عالمہ تھیں اور دینی مسائل کو حل فرمایا کرتی تھیں (۵)' پھر انکی موجودگی میں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکے بستر میں ہوتے تھے اور جبریل علیہ السلام وحی لیکر آجاتے تھے (۶) اور یہ نبی علیہ السلام کی سب سے محبوب بیوی تھیں (۷)، اسی طرح صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت انکے زہد وعبادت کی وجہ سے ہے (۸) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین صاحبزادی (۹)' اپنے زمانے میں نیکی اور تقوے کی انتہاء اور کمال درجے تک پہنچنے والی (۱۰) اور آخرت میں جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ (۱۱)

---

(۱) صحیح البخاري [۳۵۳۴]، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب ابوعبیدة بن جراح رضي اللہ عنہ۔ (۲) صحیح البخاري [۳]، بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحي إلی رسول اللہ ﷺ۔

(۳) حسن۔ مسند أحمد [۲۳۷۱۹] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط نے اسے صحیح کہا ہے، حافظ ھیثمیؒ نے مجمع الزوائد [۱۵۲۸۱] میں اور امام شوکانیؒ نے ''ردالسحابة'' [۲۴۹] میں اسے حسن کہا ہے۔

(۴) صحیح البخاري [۳۶۰۷] کتاب المناقب، باب تزویج النبی ﷺ خدیجة وفضلها رضي اللہ عنها۔ (۵) صحیح۔ صحیح الترمذي [۳۰۴۴]۔ (۶) صحیح البخاري [۳۴۹۱] کتاب المناقب، باب فضل عائشة رضي اللہ عنها۔ (۷) صحیح البخاري [۳۳۸۹]، کتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ: لوکنت متخذا خلیلا۔ (۸) صحیح البخاري [۳۴۲۹]، کتاب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب۔ (۹) رجاله رجال الصحیح۔ طبراني في الکبیر [۹۸۶]، حافظ ھیثمیؒ ''مجمع الزوائد'' [۱۵۲۲۴] میں اور امام شوکانیؒ ''درالسحابة'' [۲۱۷] میں کہتے ہیں اس کی سند کے رجال بخاری کے ہیں۔ (۱۰) صحیح۔ صحیح الترمذي [۳۰۵۳]۔ (۱۱) صحیح البخاري [۳۳۵۳] کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام۔

**صحیح**

۳۹۲۰) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (( **إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِيْ أُفُقِ السَّمَاءِ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمَا** )).

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جنت میں) **بلند درجے والوں کو نچلے درجے والے (جنتی) ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو، ابوبکر اور عمر بھی بلند درجے والوں میں سے ہیں اور بہت ہی اچھے ہیں**''۔

## جنت کے درجات

**فائدہ** : جنت میں بہت درجات ہیں' اوران درجوں کو ہم اس طرح سمجھ سکتے ہیں جیسے کسی بڑی عمارت کی منزلیں ہوں لیکن جنت کی منزلیں اور درجے تو بہت ہی عالی شان ہونگے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان اور فرمایا جنت میں ہر درجے کے درمیان سو سال (کی مسافت) کا فاصلہ ہے،(۱) اور اللہ مؤمن مسلمانوں کو ان کے اعمال کے مطابق درجات عنایت فرماتا ہے' قرآن میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ (۲) ''اوران میں سے ہر ایک کیلئے ان کے اعمال کے مطابق درجات ہیں''، جنت میں سب سے بلند درجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس درجے کیلئے ہم اذان کے بعد دعا مانگتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وسیلہ اللہ کے ہاں (جنت کا سب سے اعلی) درجہ ہے، اس کے اوپر کوئی درجہ نہیں' تم میرے لئے اللہ سے اس وسیلے کا سوال کیا کرو۔(۳) اور امت کیلئے سب سے اونچا درجہ فردوس ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کا اعلی وافضل مقام فردوس ہے ...... جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔(۴)

## جنت کے درجات کس طرح حاصل کئے جاسکتے ہیں؟

۱) **اللہ پر ایمان اور رسولوں کی تصدیق کرنا**(۵)، یعنی جو صحیح معنوں میں رسولوں کی تصدیق کرتا ہے وہ بلند

(۳۹۲۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۹۶)، [صحیح الجامع (۲۰۳۰)، ظلال الجنۃ (۱۴۱۶)، الروض النضیر (۹۷۰)، ہدایۃ الرواۃ (۶۰۰۳) اور الإعلام بآخر أحکام (ص۔۱۱۶) لابن کمال]۔

(۱) صحیح۔سنن الترمذي [۲۵۳۰]، [۲۵۲۹]، کتاب صفۃ الجنۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء في صفۃ درجات الجنۃ۔ (۲) سورۃ الانعام [۱۳۲]۔ (۳) صحیح۔مسند أحمد [۱۸۰۰]، الصحیحۃ [۳۵۷۱]۔ (۴) صحیح البخاری [۶۹۸۷]، کتاب التوحید، باب ﴿وکان عرشہ علی الماء﴾۔ (۵) صحیح البخاري [۳۰۸۳]، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء في صفۃ الجنۃ وأنہا مخلوقۃ۔

درجات حاصل کریگا ورنہ تو ہر مسلمان ہی اللہ اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرتا ہے(۱)۔

۲) **بیٹے کا والد کیلئے بخشش طلب کرنا** ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں آدمی کا درجہ بلند کیا جاتا ہے‘ بندہ کہتا ہے یہ درجہ کس وجہ سے بلند کیا گیا ہے؟ اسے بتایا جاتا ہے کہ تمہارے بیٹے کے تمہارے لئے استغفار کرنے کی وجہ سے۔ (۲)

۳) **صفوں کو ملانا** ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفیں ملانے والے پر رحمت بھیجتے ہیں‘ جو (صف کے درمیان) خلا کو پُر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔ (۳)

۴) **کثرتِ سجود** (۴)

۵) **اللہ کے راستے میں جہاد** (۵) اور جس نے بھی صدقِ دل سے شہادت کی دعا کی اللہ تعالیٰ اسے شہادت کے مرتبے پر پہنچا دیگا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہوا ہو۔ (۶)

۶ ، ۷ ، ۸) **مشقت کے وقت بھی مکمل اور اچھی طرح وضو کرنا، مسجدوں کی جانب زیادہ چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔** (۷)

۹ ، ۱۰ ، ۱۱) **کھانا کھلانا، سلام پھیلانا اور جب رات کو لوگ سو رہے ہوں تو نماز (تہجد) پڑھنا۔** (۸)

۱۲) **قرآن مجید کا حفظ کرنا** ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حافظِ قرآن کو کہا جائیگا کہ پڑھتے جاؤ اور چڑھتے جاؤ اور اسی طرح قرآن ترتیل کیساتھ تلاوت کرو جس طرح تم دنیا میں تلاوت کرتے تھے‘ جہاں آخری آیت ختم ہوگی وہی تمہاری منزل اور مرتبہ ہے۔ (۹)

۱۳) **نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔** (۱۰)

۱۴) **بازار کی دعا پڑھنا۔** (۱۱)

اس کے علاوہ بھی جنت کے درجات بلند ہونے کے بہت سے اسباب ہیں جن میں بعض اللہ کی طرف سے خاص تحفہ ہی سمجھئے جیسے کم درجے والی نیک اولاد کو اللہ انکے بلند درجے والے والدین تک پہنچا دیگا،(۱۲) مؤمن کو

---

(۱) فتح الباري[۶/ ۳۲۸] لابن حجر۔ (۲) حسن۔صحیح ابن ماجہ[۲۹۵۳]۔ (۳) صحیح۔صحیح ابن ماجہ[۸۱۴]۔ (۴) صحیح مسلم[۲۲۵]،کتاب الصلاۃ، باب فضل السجو د والحث علیہ۔

(۵) صحیح البخاري[۶۹۸۷]، کتاب التوحید، باب ﴿وکان عرشہ علی الماء﴾(سورۃ ھود[۷]۔ (۶) صحیح مسلم[۱۵۷]، کتاب الإمارۃ، باب استحباب طلب الشھادۃ في سبیل اللہ تعالی۔

(۷) صحیح مسلم[۲۵۱]، کتاب الطھارۃ، باب فضل إسباغ الوضوء علی المکارہ۔ (۸) صحیح۔طبراني في الدعاء[۱۴۱۶]،الصحیحۃ[۳۱۶۹]۔ (۹) حسن صحیح۔صحیح أبي داؤد[۱۳۱۷]۔

(۱۰) صحیح۔سنن نسائي[۱۲۹۷]، کتاب السھو، باب الفضل في الصلاۃ علی النبی ﷺ۔ (۱۱) حسن۔صحیح الترمذي[۲۷۲۶] تفصیلات کیلئے ہماری کتاب ’’جامع الترمذی مع شرح مأخوذ تحفۃ الأحوذی ابواب الدعوات‘‘ (۳۶۶۸، ۳۷۲۱) دیکھیں۔ (۱۲) صحیح الإسناد۔البزار(الکشف[۲۲۶۰])،ابن عدي في الکامل[۶/ ۲۰۶۶] ،الصحیحۃ[۲۴۹۰]۔

تکلیف پہنچنے پر' حتی کہ کانٹا بھی چبھے تو درجہ بلند کر دیا جاتا ہے (۱) یہاں تک کہ مؤمن کا جو بھی بال اسلام میں سفید ہوتا ہے اس کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ (۲) لہٰذا ہم اپنی ہمت بلند کریں اور ان درجات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

## ۵۱) بَابٌ ؛

## باب: (دوستی کا حق ادا کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ)

**ضعیف**

۳۹۲۱) عَنْ أَبِي الْمُعَلَّى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ يَوْماً فَقَالَ: ((إِنَّ رَجُلاً خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ أَنْ يَعِيشَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَعِيشَ، وَيَأْكُلَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَأْكُلَ، وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ، فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ))۔ قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ ، فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ هٰذَا الشَّيْخِ إِذْ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً صَالِحاً خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَلِقَاءِ رَبِّهِ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ؟ قَالَ: فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَهُمْ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : بَلْ نَفْدِيكَ بِآبَائِنَا وَأَمْوَالِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ إِلَيْنَا فِي صُحْبَتِهِ وَذَاتِ يَدِهِ مِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيلاً لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلاً، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ ــ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً۔ وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ)).

حضرت ابو معلّٰی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو اختیار دیا ہے جب تک چاہے دنیا میں رہے اور جو چاہے کھائے پیئے یا پھر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو اختیار کرلے، تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اختیار کرلیا، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے! صحابہ آپس میں کہنے لگے تمہیں ان پر تعجب نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک نیک آدمی کا ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں رہنے یا اپنے رب سے ملاقات کا اختیار دیا اور اس نے اپنے رب کی ملاقات کو اختیار کرلیا! راوی کہتے ہیں نبی علیہ السلام کے ارشاد کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب میں زیادہ جاننے والے تھے وہ اسکا مطلب سمجھ گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! ہمارے ماں باپ اور مال ودولت سب آپ پر قربان وفدا ہوں، نبی علیہ السلام نے فرمایا: ہم پر مال خرچ کرنے والا اور دوستی کا حق ادا کرنے

(۳۹۲۱) اس حدیث کی اسناد **ضعیف** ہیں، [شیخ البانیؒ الصحیحہ (۳۵۹۸) کے تحت کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''ابن ابی معلٰی'' غیر معروف ہیں]۔

(۱) صحیح مسلم [۴۷]، کتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض أو حزن أو نحو ذلک حتی الشوکة یشا کہا۔ (۲) حسن۔ البیهقي في الشعب [۶۳۷۸]، الصحیحة [۱۲۴۳]۔

والا ابن ابوقحافہ (ابوبکر) سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے اگر میں کسی کو اپنا (خلیل) دوست بناتا تو ابن ابوقحافہ کو بناتا لیکن مجھے ان سے ایمانی محبت واخوت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوتین بار یہ بات ارشاد فرمائی پھر فرمایا: خوب جان لو! کہ تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے خلیل ودوست ہیں۔

**فائدہ**: اگلی حدیث اسی کے ہم معنی ہے جو کہ صحیح سند سے ثابت ہے۔

صحیح

٣٩٢٢) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: **((إِنَّ عَبْداً خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ؟ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ))** فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَدَيْنَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. قَالَ: فَعَجِبْنَا. فَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ؛ وَهُوَ يَقُولُ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا؟ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيلاً لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلاً، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ، لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ))**.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک بار منبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: **''اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو دنیا کی زیب وزینت سے جو چاہے لے لے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ کے پاس جو نعمتیں ہیں انہیں پسند کرلے، اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے پاس جو نعمتیں ہیں انہیں پسند کرلیا''** یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، صحابہ کرام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس بات پر تعجب کرتے ہوئے کہنے لگے ان شیخ کو دیکھو نبی علیہ السلام تو کسی ایک شخص کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کی زیب وزینت اختیار کرنے یا اپنے پاس جو نعمتیں ہیں وہ پسند کرنے کو کہا ہے اور یہ اس موقع پر کہہ رہے ہیں ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں! (راوی کہتے ہیں) اصل میں رسول اللہ ﷺ ہی کو اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بات کو ہم سے زیادہ جانتے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **''لوگوں میں سب سے زیادہ دوستی نبھانے**

(٣٩٢٢) یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (٣٦٥٤)، مسلم (١٠٨/٧)، [المشکاۃ (٦٠١٠)، الصحیحۃ (٣٥٩٨) کے تحت، صحیح الجامع (٢٠٠٧)، فقہ السیرۃ (ص۔٤٦٤) اور الثمر المستطاب (ص۔٤٨٧)]۔

**والے اور میرے اوپر اپنا مال خرچ (کر کے احسان) کرنے والے ابوبکر ہیں، اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا' مگر انکے ساتھ تو (خاص) اسلامی اخوت ومحبت ہے، دیکھو! ابوبکر کی کھڑکی (دروازے) کے علاوہ اس مسجد میں کوئی اور کھڑکی باقی نہ رہے''۔**

**فائدہ**: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ اپنی بیماری کے آخری ایام میں یعنی انتقال سے پانچ دن پہلے ارشاد فرمایا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک کپڑے سے باندھا ہوا تھا۔(۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم **آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے ماں باپ کو قربان کردیں یعنی** آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ماں' باپ' بیوی' بچوں' مال اور دولت سے بھی زیادہ محبوب و پیارے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی تکلیف ان سب کی جدائی سے بھی بڑھ کر تکلیف دہ ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ اور رہیں۔

**دوستی نبھانے والے اور مال نچھاور کرنے والے ابوبکر ہیں**: ایک دفعہ کفارِ مکہ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہوگئے اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے' انکی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے اور پھر اونچی آواز میں کہا تم ہلاک ہوجاؤ! تم لوگ ایک آدمی کو اسلئے مارنا چاہتے ہو کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ میرا رب صرف اللہ ہے۔(۲)

اسی طرح ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (میرے والد) ابوبکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ''۴۰'' ہزار خرچ کئے۔ (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اگر کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن میں نے خلیل گہرا دوست صرف اللہ کو بنایا ہے۔ خلیل کے بارے میں مزید تفصیل صفحہ (47) میں ملاحظہ فرمائیں۔

خوخة: خوخۃ روشن دان' چھوٹے دروازے اور کھڑکی کو کہا جاتا ہے، یہاں آنے جانے کیلئے چھوٹا دروازہ یا کھڑکی مراد ہے، روشن دان اوپر ہوتا ہے اور یہ نیچے تھا، بخاری میں دروازے کے الفاظ آئے ہیں(۴)، حافظؒ فتح الباری میں کہتے ہیں ممکن ہے اس کھڑکی سے دونوں کام لئے جاتے ہوں گزرگاہ بھی ہو اور روشنی کا کام بھی لیا

(۱) صحیح البخاري [۴۶۷]، باب الخوخة والممر في المسجد، کتاب الصلاة اور صحیح مسلم [۸۲۷]، باب النهي عن بناء المساجد على القبور واتخاذ الصور فيها والنهي عن اتخاذ القبور مساجد، کتاب المساجد ومواضع الصلاة۔ (۲) إسناده صحيح، واصله فی البخاری۔ فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۲۱۸۔۶۳۹]، تحقیق: د۔ وصي الله محمد عباس۔ (۳) صحیح۔ ابن حبان [۶۸۵۹]، صحیح الموارد [۱۸۱۷]، الصحیحہ [۲۷۱۸۔۳۱۴۴] کے تحت۔ (۴) صحیح البخاري [۴۶۶]، باب الخوخة والممر في المسجد، کتاب الصلاة۔

جا تا ہو، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں اس طرح کے راستے نہیں بنانے چاہئیں کیونکہ اسکی صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیلئے اجازت تھی اِلّا یہ کہ بہت خاص ضرورت ہو۔ (فتح)، تمام صحابہ کے دروازے بندکروائے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رکھا یہ ان کی تمام صحابہ پر فضیلت ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم مرض الموت کے دوران دیا اوراس میں انکی خلافت کا اشارہ بھی فرمایا۔ اس بارے میں مزید صفحہ (117) میں ملاحظہ فرمائیں۔

## ۵۲) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احسان)

**صحیح**

۳۹۲۳) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلاَ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَداً يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا نَفَعَنِيْ مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ أَبِيْ بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيْلاً لاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلاً، أَلاَ وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ**)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوبکر کے احسان کے علاوہ باقی سب لوگوں کے احسانات کا بدلہ ہم نے دیدیا ہے، ابوبکر کے احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی قیامت والے دن عطاء فرمائیگا، ہمیں کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے، اگر میں کسی کو اپنا خلیل (گہرا دوست) بناتا تو ابوبکر کو ہی بناتا، تمہارے ساتھی (نبی علیہ السلام) تو اللہ کے خلیل ہیں''۔

**فائدہ**: ید: ہاتھ کا مطلب یہاں احسان ہے کیونکہ ہاتھ سے تعاون اور احسان ہوتا ہے' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن صحابہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو اس قدر بے انتہاء ثواب نہیں ملے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا احسان اللہ کو سونپ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے۔

اے اللہ ہمارے دلوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت سے بھر دے اور اس محبت کو اور زیادہ کردے۔

---

(۳۹۲۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۹۴)، [صحیح الجامع (۵٦٦۱) مع سراج المنیر في ترتیب أحادیث صحیح الجامع (۴۲۰۲) لعصام موسی هادي، التنبیهات الملیحة علی ما تراجع عنه العلامة المحدث الألباني من الأحادیث الضعیفة أو الصحیحة [ص-٦۹] لعبدالباسط بن یوسف الغریب اور صحیح الموارد (۱۸۱٦)]۔

## بَابٌ فِيْ مَنَاقِبِ أَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كِلَيْهِمَا

## حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما (دونوں) کی فضیلت ومناقب

سلف کے علماء فرماتے ہیں: جس شخص کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل معلوم نہیں ہیں یقیناً وہ شخص سنت سے جاہل ہے۔(۱)

۳۹۲۴) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ**)).

**صحیح**

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا''**۔

**۳۹۲۵)** یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

۳۹۲۶) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوْساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((**إِنِّي لاَ أَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ، فَاقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ**)). وَأَشَارَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ.

**صحیح**

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کے پاس ایک بار ہم بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''مجھے نہیں معلوم کہ میں نے تم میں کتنا عرصہ زندہ رہنا ہے، لہٰذا میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا''**، یہ ارشاد فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا۔

**فائدہ**: یہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور انکے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کیطرف اشارہ ہے کہ میرے بعد انکی اقتداء کرنا، اسی طرح اگر کسی مسئلہ میں ایک قول ان دونوں شیخین کا ہو اور باقی تمام ائمہ کا الگ قول ہو تو شیخین کے قول کو ہی لیا جائے گا، اور دوسری احادیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ خلفائے راشدین اور پھر دوسرے صحابہ کرام کی اطاعت کی جائے گی لیکن اصل مرجع قرآن وحدیث ہی ہوگا۔

---

(۳۹۲۴ اور ۳۹۲۵) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، ابن ماجہ (۹۷)، [صحیح الجامع (۱۱۴۲) اور تخریج شرح الطحاویۃ (۵۳۳)]۔

(۳۹۲۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، سابقہ حوالہ کی طرف رجوع کریں اور [المشکاۃ (۶۰۵۲) و تخریج الظلال (۱۱۴۸)]۔

(۱) حسن۔ کتاب الشریعۃ للآجری [۱۸۰۳]، فضائل الصحابۃ لإمام أحمد بن حنبل، [۱۰۸]، تحقیق: د۔ وصی اللہ محمد عباس، **یہ قول امام علی باقر رحمہ اللہ کا ہے۔**

## ۵۳) بَابٌ ؛

## باب: (جنت میں ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار)

۳۹۲۷) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ إِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، يَا عَلِيُّ لاَ تُخْبِرْهُمَا**)).

**صحیح**

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک بار میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا اتنے میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''انبیاء اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام ادھیڑ عمر والے لوگوں کے یہ دونوں جنت میں سردار ہیں، اے علی! ان دونوں کو یہ بات نہ بتانا''۔**

۳۹۲۸) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ: ((**هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ إِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ، لاَ تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ**)).

**صحیح**

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: **''یہ دونوں اگلے پچھلے سب لوگوں میں انبیاء ومرسلین کے علاوہ تمام ادھیڑ عمر لوگوں کے جنت میں سردار ہیں، اے علی! انہیں نہ بتانا''۔**

۳۹۲۹) عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((**أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ مَا خَلاَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، لاَ تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ**)).

**صحیح**

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: **''ابوبکر وعمر انبیاء ومرسلین کے علاوہ تمام اگلے وپچھلے ادھیڑ عمر لوگوں کے جنت میں سردار ہونگے، اے علی! انہیں مت بتانا''۔**

**فائدہ** : **''اے علی! ان دونوں کو یہ بات نہ بتانا''** یعنی مجھ سے پہلے تم نہ بتانا تا کہ سب سے پہلے ان

(۳۹۲۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۹۵)، [صحیح الجامع (۵۱ و ۵۰۰۷)، الصحیحۃ (۸۲۴)، المشکاۃ (۶۰۵۰) اور صحیح الموارد (۱۸۳۸)]۔

**اس حدیث کے راوی علی زین العابدینؒ ہیں یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انہوں نے نہیں دیکھا لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے انکے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان راوی گرا ہوا ہے' جبکہ ابن عساکرؒ نے (۱/۱۳) میں دوسرے طرق سے یہ حدیث متصل بھی ذکر کی ہے، (منقطع: جس سند میں کوئی راوی ساقط ہو) اس حدیث کے شواہد میں حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت آئی ہے، دیکھئے: الصحیحۃ (۸۲۴) کے تحت۔**

(۳۲۹۸) یہ حدیث **صحیح** ہے۔ سابقہ حوالہ کی طرف رجوع کریں۔

(۳۹۲۹) یہ حدیث **صحیح** ہے۔ سابقہ حوالہ کی طرف رجوع کریں۔

کو یہ بشارت میں ہی دوں۔ (۱)

**کُهُـوْل:** کُھول کا ایک معنیٰ عقلمند لوگ ہے؛ تو مطلب ہوگا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جنت کے عقلمند لوگوں کے سردار ہونگے یا جو مسلمان دنیا میں عقلمند ہیں انکے جنت میں سردار ہونگے۔ (۲)

کُھول کا دوسرا معنیٰ ادھیڑ عمر لوگ ہے؛ ادھیڑ عمر کا مطلب ہے کہ (۳۰) یا (۳۴) سے (۵۱) سال کی عمر کے لوگ (۳) یعنی جو مسلمان ادھیڑ عمری میں انتقال کریں گے جنت میں انکے سردار حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہونگے لیکن جنت میں ان سب کی عمر بھی (۳۳) سال ہی ہوگی اور سب جوان ہوں گے۔ (۴) **یعنی جنت میں جا کر پھر سے جوان ہو جائیں گے**، اور جو لوگ جوانی میں انتقال کر گئے انکے سردار حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ہونگے۔ (۵) مزید دیکھئے حدیث (۴۱۶۷) کے تحت صفحہ (325) پر۔

## ۵۴) بَابٌ ؛

## باب: (سب سے پہلے اسلام لانے والے صحابی)

**صحیح**

۳۹۳۰) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: ((أَلَسْتُ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا؟ أَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ؟ أَلَسْتُ صَاحِبَ كَذَا؟ أَلَسْتُ صَاحِبَ كَذَا؟

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر ﷺ نے فرمایا: کیا میں لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام لانے والا نہیں ہوں؟ کیا میں ایسی فضیلت والا نہیں ہوں؟ کیا میں ایسی فضیلت والا نہیں ہوں؟

**۳۹۳۱)** یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ:** یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ خلافت کے موقع پر کہی تھی (۶)، اور پھر اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ایمان لائے۔ (تحفہ)، مزید دیکھئے حدیث (۳۹۹۹) کے تحت صفحہ (174) پر۔

(۳۹۳۰ اور ۳۹۳۱) یہ حدیثیں **صحیح** ہے، الاحادیث المختارۃ (۱۹، ۲۰) اور [صحیح السیرۃ النبویۃ (ص-۱۲۰)]۔

(۱) بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخيار-للكلاباذي [۱/۶۳-۶۴]، فيض القدير [۶۵]۔ (۲) فيض القدير [۶۵]۔ (۳) القاموس المحيط [۱/۱۳۶۳]۔ (۴) حسن-سنن الترمذي [۲۵۴۵]، باب ما جاء في سن أهل الجنة، كتاب صفة الجنة عن رسول الله ﷺ۔ (۵) صحیح-صحيح الترمذي [۲۹۶۵]۔ (۶) الاحادیث والمثانی [۱۸] لابن عمرو الشیبانی، مزید دیکھئے: فتح الباری [۱۲/۱۵۳]۔

## ۵۵) بَابٌ ؛

۳۹۳۲) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ عَلٰى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، وَهُمْ جُلُوسٌ وَّفِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ، فَلَا يَرْفَعُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِّنْهُمْ بَصَرَهٗ إِلَّا أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ، فَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ، وَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا، وَيَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ، وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا.

## باب:

**ضعیف**

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب مہاجرین وانصار صحابہ کی مجلس میں تشریف لاتے‘ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں بیٹھے ہوتے‘ تو ان دونوں کے علاوہ کسی کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کو آنکھ اٹھا کر دیکھ لے! ہاں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے اور مسکراتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکی طرف دیکھتے اور تبسم فرماتے۔

**فائدہ:** حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور بلا اختیار انکے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں دیکھ کر مسکراتے‘ یہ آپس میں محبت کی علامت ہوتی ہے۔

## ۵۶) بَابٌ ؛

۳۹۳۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ أَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ آخِذٌ بِأَيْدِيْهِمَا، وَقَالَ: ((هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

## باب:

**ضعیف**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک دن (گھر سے) باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور بائیں طرف عمر رضی اللہ عنہ تھے‘ آپ نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہم قیامت والے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے‘‘۔

---

(۳۹۳۲) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۵۳)، [اس کی سند میں ’’حکم بن عطیہ‘‘ راوی متکلّم فیہ ہیں، ھدایۃ الرواۃ (۶۰۰۷) تحقیق: شیخ البانی رحمہ اللہ]۔

(۳۹۳۳) یہ حدیث **ضعیف** ہے، ابن ماجہ (۹۹)، المشکاۃ (۶۰۵۴)، ضعیف جامع صغیر (۶۰۸۹)، [اس کی سند میں ’’سعید بن مَسلمہ‘‘ راوی ضعیف ہیں، ھدایۃ الرواۃ (۶۰۰۷)]۔

٣٩٣٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: ((أَنْتَ صَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ، وَصَاحِبِيْ فِي الْغَارِ)).

**ضعیف**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم غارِ (ثور) میں بھی میرے ساتھ تھے اور حوضِ (کوثر) پر بھی میرے ساتھ ہوگے۔

**فائدہ**: قرآن میں ہے: ﴿اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ﴾(۱) یعنی ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے فرمارہے تھے غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے''، قاریؒ کہتے ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، یہ دنیا وآخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہونگے، جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا انکار کرے وہ قرآن کے اس فرمان کا انکار کررہا ہے اور جو قرآن کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں ہے(۲)۔

## ٥٧) بَابٌ ؛ باب: (چہرے میں آنکھ کان کی طرح اہم)

٣٩٣٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَآى أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ: ((هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ)).

**صحیح**

حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا: ''یہ (میری امت کے) کان اور آنکھیں ہیں''۔

(٣٩٣٤) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (٦٠١٩)، ضعیف جامع صغیر (١٣٢٧)، [شیخ البانیؒ الضعیفہ (٢٩٥٦) کے تحت کہتے ہیں اس کی سند میں ''جُمیع بن عمیر'' اور ''کثیر بن اسماعیل'' ضعیف ہیں]۔

(٣٩٣٥) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحۃ (٨١٤)، [شیخ البانیؒ ھدایۃ الرواۃ (٦٠٠٩) میں کہتے ہیں یہ مرسل روایت ہے لیکن موصولاً بھی صحیح ہے، صحیح الجامع (٤٠٠٧) اور المشکاۃ (٦٠٥٥)]۔

یہ حدیث مرسل ہے، صحابی اس میں ساقط ہیں یعنی روایت کرنے والے صحابی کا ذکر نہیں ہے' البتہ اس کے شواہد اور بھی ہیں، امام ترمذیؒ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث موصولا بھی مروی ہے یعنی اُس میں انقطاع نہیں ہے چونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت اس مذکورہ روایت سے بھی زیادہ ضعیف ہے اور اس پر زیادہ کلام ہے ایک راوی مجہول ہے اسلئے امام ترمذیؒ نے مرسل روایت کو ذکر کردیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت متابعت میں لے آئے اور اس کی طرف اشارہ کردیا جس طرح امام بخاریؒ ترجمۃ الباب میں تعلیقا بغیر سند کے ذکر کرتے ہیں کیونکہ اس حدیث کی سند امام بخاریؒ کی شرط پر نہیں ہوتی بعض دفعہ امام بخاریؒ جو حدیث لاتے ہیں اس میں وضاحت اور صراحت نہیں ہوتی تو دوسری حدیث ترجمۃ الباب میں ذکر کردیتے ہیں جس میں وہ معنی وضاحت اور صراحت کیساتھ ہوتا ہے۔

امام بخاریؒ وامام مسلمؒ نے مجمع علیہ (جن احادیث کے صحیح ہونے پر امت کا اجماع ہے وہ) احادیث جمع کی ہیں ورنہ دوسری کتابوں میں بھی صحیح احادیث موجود ہیں۔

حدیث الباب کے راوی عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ کو بعض علماء نے صحابی شمار کیا ہے اس اعتبار سے یہ روایت مرسل نہیں بلکہ موصول ہوگئی، انہیں صحابی کہنے والوں میں ابن ابی حاتمؒ 'ابن حبانؒ اور ابن عبد البرؒ بھی ہیں لیکن دوسرا احتمال یہ ہے کہ عبدالعزیز اور فدیک کے درمیان بھی کوئی راوی ساقط ہے اس حدیث کی سند مضطرب ہے۔

الغرض شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ کو دلائل کی روشنی میں صحابی شمار کیا ہے تفصیل کیلئے دیکھئے الصحیحہ [٨١٤] کے تحت۔

(١) سورۃ التوبہ [٤٠]۔ (٢) المرقاۃ [١٠/٣٧٨]۔

**فائدہ** : دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین واسلام میں ابوبکر وعمر کی اہمیت سر میں کان اور آنکھ کی سی ہے۔(۱) جس دین میں حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی کوئی اہمیت نہ ہو' اس دین کی مثال بھی بہرے اور نابینا آدمی کی طرح ہے۔ کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تشبیہ دی ہے کہ یہ دونوں نبی علیہ السلام کی باتیں سنتے اور دیکھتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کرنے میں ہمیشہ آپ کی طرف اپنی نظریں رکھتے ہیں اور کان لگائے رکھتے ہیں تاکہ جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کوئی فرمان ادا ہو فوراً اسے محفوظ کرلیں اور آپ کی اقتداء و پیروی ہر کام میں کرتے رہیں' اب کان اور آنکھوں کے بغیر انسان کیسا لگتا ہے؟ اس کی کتنی اہمیت ہوتی ہے؟ وہ اپنی صلاحیتوں سے کس قدر مستفید ہوسکتا ہے؟ یہی حشر اس اسلام کا ہوگا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر صدیق وفاروق نہیں ہوں گے۔

## ۵۸) بَابٌ ؛

## باب: (خلیفہ رسول ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں)

**صحیح**

(۳۹۳۶) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((**مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ**)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَأْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ: فَقَالَ: ((**مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ**)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُوْلِيْ لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَأْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ، مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ**)) فَقَالَتْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''** ام المؤمنین نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (میرے والد) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جب آپ کی جگہ کھڑے ہونگے تو رو پڑیں گے اور لوگ انکے رونے کی وجہ سے قرأت نہیں سن سکیں گے، آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی ارشاد فرمایا کہ **''ابوبکر کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''** عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حفصہ سے کہا کہ تم نبی علیہ السلام سے عرض کرو کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی جگہ

(۳۹۳۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، ابن ماجہ (۱۲۳۲)، [سنن النسائي (۸۳۳)، ابن خزیمۃ (۱۶۱۶)، الإرواء (۲/۳۳۵)، مختصر الشمائل (۳۳۳)، تخریج الظلال (۱۱۶۷)، فقہ السیرۃ (ص۔۴۶۷) اور صحیح الموارد (۱۸۲۲)]۔

(۱) حسن۔الطبراني في مسند الشامیین [۴۹۴]، الصحیحۃ [۸۱۵]

حَفۡصَةُ لِعَائِشَةَ : مَا کُنۡتُ لِأُصِیۡبَ مِنۡكِ خَیۡرًا. | کھڑے ہونگے تو رو پڑیں گے اور لوگوں کو تلاوت نہیں سنا سکیں گے' آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''تم عورتیں بھی یوسف علیہ السلام (کے قصّے) والیوں (کی طرح) ہی ہو! ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''** ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تم سے مجھے کبھی بھلائی نہیں پہنچتی!

**فائدہ** : بخاری میں ہے کہ یہ نبی علیہ السلام کے مرضِ وفات کی بات ہے(۱)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ نماز پڑھائیں اور سختی سے دوٹوک فیصلہ فرمادیا کہ ابوبکر ہی امامت کرائیں گے گویا یہ ان کی خلافت کیلئے نامزدگی تھی لیکن خلافت کا صراحت کیساتھ نام نہیں لیا، اس حدیث سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ پر فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب نبی علیہ السلام نے دینی امور (نماز) میں آپ کو امامت کیلئے بڑھایا ہے تو دنیاوی امور (خلافت) میں آپ کو کون پیچھے کرسکتا ہے یعنی آپ ہی خلافت وامامت کے حقدار ہیں۔ (۲)

''صواحب یوسف'' اور زلیخا سے اسلئے تشبیہ دی کیونکہ وہ اپنی بات پر اصرار کررہی تھیں ورنہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کا اخلاق وکردار بہت بلند وعالی ہے۔ امام نووی' قاضی عیاض' امام سیوطی اور امام سندی رحمہم اللہ نے اس رائے کی تائید کی ہے۔(۳)

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے تم سے کبھی بھلائی نہیں پہنچتی! یعنی جب بھی میں نے تمہاری طرف داری کی مجھے خیر نہیں پہنچی یہ بات ان کے منہ سے غصہ میں نکلی کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے تو انہیں بڑی خیر پہنچی تھی' ہوسکتا ہے کہ اس موقع پر ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو شہد والا واقعہ بھی یاد آ گیا ہو کہ اس موقع پر بھی انہوں نے مجھ سے کہلوایا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن مجید میں نازل فرمادیا(۴)۔

(۱) صحیح البخاري [۶۳۷]، کتاب الأذان، باب أہل العلم والفضل أحق بالإمامة۔ (۲) إسنادہ جید۔الطبقات لابن سعد [۳/۱۸۳]، التمہید لابن عبدالبر [۲۲/۱۲۹]، ابن حجر ھیتمیؒ کہتے ہیں اس اثر کی سند عمدہ ہے' الصواعق المحرقة [۱/۲۰۱]۔ (۳) شرح مسلم للنووي [۴/۱۴۰]، الإکمال لقاضي عیاض، الدیباج علی المسلم للسیوطي [۲/۱۴۶]، حاشیة السندي علی صحیح البخاري [۱/۲۳۷]۔
(۴) دیکھئے: فتح الباري لإبن حجر [۲/۱۵۳]، تحفة الأحوذي للمبارکفوري [۱۰/۱۰۸]۔

## ۵۹) بَابٌ ؛

## باب :

۳۹۳۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُوبَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ**)).

ضعیف جدا

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس قوم میں ابوبکر موجود ہوں تو کسی اور کو لائق نہیں ہے کہ وہ امامت کرائے۔

**فائدہ**: سابقہ حدیث میں یہی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے اور وہ صحیح حدیث ہے۔

## ۶۰) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کے ہر دروازے سے خوش آمدید کہا جائیگا)

۳۹۳۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ**))، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: ((**نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ**)).

صحیح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا** (یعنی دو چیزیں دیں) **تو اسے جنت** (کے دروازوں) **سے یوں پکارا جائے گا: اے اللہ کے بندے!** یہ بہتر دروازہ ہے (اس طرف آؤ)' جو (شخص اچھے طریقہ سے سنت کے مطابق) **نماز پڑھتا تھا اسے ''بابُ الصلوة''** (نمازیوں کے مخصوص دروازے) **سے بلایا جائیگا' مجاہد کو' بابُ الجہاد'' سے' صدقہ کرنے والے کو' بابُ الصدقہ'' سے اور روزے دار کو' بابُ الریان'' سے بلایا جائیگا''** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جس کو ان دروازوں میں

---

(۳۹۳۷) یہ حدیث **ضعیف جداً** (بہت زیادہ ضعیف) ہے، ضعیف جامع صغیر (۶۳۷۱)، الضعیفة (۴۸۲۰) [کے تحت شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''عیسیٰ بن میمون مدنی'' ہیں، انہیں امام بخاریؒ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے، المشکاة (۶۰۲۰)]۔

(۳۹۳۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [سنن النسائي (۲۲۳۸)، الصحیحة (۲۸۷۹)، صحیح الجامع (۲۱۰۹) اور المشکاة (۱۸۹۰)]۔

سے (کسی ایک دروازے سے بھی) پکارا گیا، اس کیلئے کوئی نقصان تو نہیں (کیونکہ مقصود جنت میں داخلہ ہے) لیکن کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے جسے ہر دروازے سے بلایا جائیگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''جی ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہی لوگوں میں سے ہوگے''** (جنہیں سب دروازوں سے بلایا جائیگا)۔

**فائدہ**: مطلب یہ ہے کہ آدمی کے نامہ اعمال میں جس نیک عمل کی کثرت ہوگی، اسی مناسبت سے اسے جنت کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا(۱)۔

**يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ**: یعنی جنت کا فرشتہ کہے گا یہاں سے آؤ یہ دروازہ بہتر ہے(۲)۔

**جوڑے سے مراد**: دو کی تعداد ہے یعنی ایک جنس میں سے کوئی بھی دو چیزیں بس ایک ہی طرح کی ہوں جیسے دو روپے، دو کھجوریں، دو بکرے وغیرہ(۳) جو شخص اس طرح کے جوڑے اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے اس کیلئے بڑی خیر کی بشارت ہے۔

**الرَّيَّانِ**: جہاں بھوک اور پیاس نہیں ہوتی کیونکہ دنیا میں یہ روزہ رکھ کر بھوکا پیاسا رہا تھا اب اسے ریان کا اعزاز ملے گا۔(۴)

## جنت کے آٹھ دروازے

اس حدیث میں جنت کے صرف چار دروازوں کا ذکر ہوا ہے:

(۱) باب الصلاۃ، نماز کا دروازہ، (۲) باب الجہاد، جہاد کا دروازہ،

(۳) باب الصدقۃ، زکوٰۃ اور صدقہ کا دروازہ، (۴) باب الریّان، روزہ کا دروازہ

اور دوسری حدیث میں جنت کے آٹھ دروازے بیان ہوئے ہیں(۵)، باقی دروازے کونسے ہیں اس بارے میں علماء بعض احادیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(۵) باب الایمن، اللہ پر مکمل توکل کرنے والوں کا دروازہ جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہونگے(۶)،

(۶) باب الذکر، ذکر کرنے والوں کا دروازہ، (۷)

(۱) صحیح۔ مسند أحمد[۹۷۹۹]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۲) صحیح البخاري[۲۹۷۷]، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ۔ (۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث سے یہی معنی معلوم ہوتا ہے، دیکھئے: مسند أحمد[۲۱۴۵۱]، الصحیحۃ[۲۸۷۹] اور یہ حدیث صحیح ہے۔ (۴) شرح النووي[۷/۱۱۷]۔ (۵) صحیح مسلم[۱۷]، کتاب الطهارة، باب الذکر المستحب عقب الوضوء۔ (۶) صحیح البخاري[۴۳۴۳] کتاب تفسیر القرآن، باب ﴿ذریۃ من حملنا مع نوح إنه کان عبدا شکورا﴾۔ (۷) صحیح۔ صحیح الترمذي[۲۸۳۴]، حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں ترمذی کی اس حدیث سے اسی دروازہ کا اشارہ ملتا ہے، فتح الباري[۷/۲۸]۔

(۷) باب البرّ' والدین کے حقوق ادا کرنے والوں کا دروازہ۔ (۱)

(۸) باب الحج' حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں چونکہ دین کے بڑے بڑے ارکان کے نام سے جنت کے دروازے ذکر ہوئے ہیں تو یقینی طور پر ایک دروازہ حج کرنے والوں کیلئے بھی ہوگا (۲)۔ (واللہ اعلم)

مسلمان کے نامہ اعمال میں جس نیک عمل کی کثرت ہوگی اسی مناسبت سے اسے جنت کے مخصوص دروازے سے بلایا جائیگا کیونکہ ہر شخص کی طبیعت میں ایک قسم کی نیکی کا ذوق وشوق زیادہ ہوتا ہے جیسے بہادر کو جہاد کا' سخی کو صدقہ کا وغیرہ۔

وَأَرْجُو: جب اللہ یا اس کے رسول کسی بات کے بارے میں یہ کہیں کہ امید ہے تو یہ صرف ایک خواہش اور امید ہی نہیں ہوتی بلکہ ایک خبر ہوتی ہے کہ حقیقت میں بات یہی ہے' یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ (ابوبکر!) تم انہی لوگوں میں سے ہو (جنہیں جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائیگا) تو یہ خبر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائیگا۔

اس حدیث نے شیعہ اور روافضہ کی کمر توڑ دی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں کیونکہ اس میں صراحت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حسنِ خاتمہ ہوگا اور جنت کے ہر دروازے سے خوش آمدید کہا جائیگا۔

## عمل اور اجر میں آگے رہنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

**حسن**

(۳۹۳۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِي مَالاً، فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْماً، قَالَ: فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟))** قُلْتُ: مِثْلَهُ، وَأَتٰى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: **((يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟))** فَقَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: لَا أَسْبِقُهُ إِلٰى شَيْءٍ أَبَداً.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے ایک بار ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا، اتفاق سے میرے پاس مال تھا' میں نے اپنے (دل میں) کہا کہ اگر کسی دن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جا سکتا ہوں تو وہ آج کا ہی دن ہے! لہٰذا میں اپنا آدھا مال لیکر حاضر ہوا، نبی علیہ السلام نے پوچھا **''اپنے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا ہے؟''** میں نے عرض کیا اسکے برابر چھوڑ آیا ہوں، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لیکر آگئے، آپ ﷺ نے

(۳۹۳۹) یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ (۶۰۲۱) اور [ شیخ البانیؒ نے صحیح أبی داؤد (۱۴۷۲) میں اس حدیث کو مسلم کی شرط پر کہا ہے ]۔

(۱) صحیح۔ سنن الترمذي [۱۹۰۰]، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدین۔ (۲) فتح الباري [۷/ ۲۸]۔

ان سے بھی پوچھا ''**ابوبکر گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا ہے؟**'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا گھر والوں کیلئے اللہ اور اسکے رسول (کی رضا اور محبت) کو چھوڑ کر آیا ہوں، (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے میں کبھی سبقت نہیں لے سکتا! ۔

**فائدہ** : حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا آدھا مال لے آئے جو بہت تھا لیکن جب دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو سارا مال ہی لے آئے تو کہنے لگے جب آج میں ابوبکر سے نہیں بڑھ سکا تو کبھی نہیں بڑھ سکتا۔ نیکی میں ایک دوسرے سے مقابلہ اور سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے بلکہ قرآن کا فرمان ہے: ﴿ وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ☆ أُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴾(۱) یعنی جو نیکیوں میں زیادہ آگے بڑھتا ہے وہ اللہ کا زیادہ مقرب ہوتا ہے۔

شریعت کا اصول تو یہی ہے کہ پہلے اہل وعیال کا خیال رکھو پھر صدقہ دو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں چیزوں پر عمل کیا، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ پر کامل بھروسہ کیا کہ اللہ اور دیدے گا اور ان میں بہت مضبوط ایمان ویقین اور نیکی کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا جذبہ بھی تھا لہٰذا اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے سب ہی مال نبی علیہ السلام کی خدمت میں لاکر حاضر کردیا اور اکرام، محبت وتابعداری میں عرض کیا کہ گھر والوں کیلئے اللہ رسول کی محبت وتابعداری چھوڑ کر آیا ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر ابوبکر کے ایمان کے ساتھ (اس زمانے کے) تمام لوگوں کا ایمان تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان وزنی ہوگا۔ (۲)

## ٦١) بَابٌ ؛

## باب: (نبی علیہ السلام کے نامزد خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ)

**صحیح**

٣٩٤٠) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ، فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ أَجِدْكَ؟ قَالَ : ((**إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ**)).

حضرت جبیر بن مُطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور (اپنے) کسی معاملے میں گفتگو کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کسی بات کا حکم فرمایا، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر میں (دوبارہ آؤں) اور آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں؟ (مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آجانا**''۔

(٣٩٤٠) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [الصحیحۃ (٣١١٧)، المشکاۃ (٦٠١٣) اور تخریج الظلال (١١٥١)]۔

(۱) سورۃ الواقعۃ [١٠-١١]۔ (۲) صحیح۔شعب الإیمان [٣٦] للبیہقی، شیخ البانی رحمہ اللہ نے الضعیفہ [٦٣٤٣] کے تحت اس اثر کو صحیح کہا ہے۔

**فائدہ** : یہ عورت مسئلہ پوچھنے آئیں تھیں بخاری کی روایت میں وضاحت ہے کہ عورت نے کہا اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں! ان کا مطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تھا(۱)، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی آپ کی نیابت نصیب ہوئی تھی، اس حدیث میں اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی باگ ڈور سنبھالنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہونگے، ابن حجرؒ کہتے ہیں اس میں شیعہ کا رد بھی ہے جن کا گمان ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما ہی خلافت کے حقدار تھے۔(۲)

## ٦٢) بَابٌ ؛ | باب: (حضرت ابوبکر ﷛ کی خصوصیت)

۳۹۴۱) عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ)).

**صحیح**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر ﷛ کے دروازے کے علاوہ (مسجد نبوی میں کھلنے والے) سب دروازے بند کرنے کا حکم فرمایا۔

**فائدہ** : حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد نبوی میں کھلا رہنا انکی خصوصیت ہے، دوسری راویت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہنے کا بھی ذکر ہے(۳)، شیخ البانیؒ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد میں کُھلا رکھنے کا حکم شروع کا ہے، جوکہ ان کی بہت بڑی فضیلت ہے، اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی رشک کیا کرتے تھے(۴)۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مسجد میں باقاعدہ گھر کا دروازہ (مین گیٹ) تھا جس سے اندر باہر آیا جاتا تھا اور اسکے علاوہ کوئی دوسرا دروازہ نہیں تھا مسجد ہی سے گزرنا پڑتا تھا(۵) اور اس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نبی علیہ السلام کے ہاں آنا بھی آسان تھا مگر انتقال سے چند دن پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے تمام گھروں کے دروازے بند کروا کر صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہنے دیا(٦) اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ تھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

(۳۹۴۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، پہلے حدیث (۳۹۲۲) میں بھی گزر چکی ہے، [صحیح الموارد (۱۸۲۰) اور التعلیقات الحسان (٦٨١٨)]۔

(۱) صحيح البخاري [۳۴۵۹]، کتاب الأحكام، باب الإستخلاف۔ (۲) فتح الباري [۷/۲۴]۔ (۳) صحيح۔صحيح الترمذي [۲۹۳۵]۔ (۴) حسن۔مسند أحمد [۴۷۹۷] شیخ احمد شاکرؒ اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں، شیخ البانیؒ نے الثمر المستطاب [ص۔۴۹۰-۴۹۱] میں اس روایت کو حسن کہا ہے۔ (۵) إسناده جيد۔مسند أحمد [۱/۳۳۰]، شیخ البانیؒ الضعيفه [۲۹۲۹] کے تحت کہتے ہیں ''اس کی سند عمدہ'' ہے۔ (٦) صحيح البخاري [۴۵۴]، کتاب الصلاة، باب الخوخة والممر في المسجد۔

انہیں امامت کیلئے آنے میں دشواری نہ ہو، ابن کثیرؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ (۱) اس کی مزید شرح حدیث (۳۹۲۲) صفحہ (104) پر ملاحظہ فرمائیں۔

**۶۳) بَابٌ ؛**

**باب: (حضرت ابوبکر ﷺ جہنم سے آزاد ہیں)**

۳۹۴۲) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((**أَنْتَ عَتِيقُ اللّٰهِ مِّنَ النَّارِ**)) فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ : عَتِيقاً.

**صحیح**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ایک بار حضرت ابوبکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''**تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے آزاد ہو**'' (عتیق ہو) اسی دن سے ان کا لقب عتیق مشہور ہو گیا۔

**فائدہ**: یعنی تم جہنم کی آگ سے آزاد ہو' اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لازمی جنتی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے' اسی طرح ان کے لقب ''عتیق'' کی ایک وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ان کے چہرے کی خوبصورتی وجمال کی وجہ سے ان کا یہ لقب پڑا (۲)۔

**۶۴) بَابٌ ؛**

**باب :**

۳۹۴۳) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ)).

**ضعیف**

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں، جبرائیل ومیکائیل میرے آسمانی وزیر ہیں اور ابوبکر وعمر میرے زمین کے وزیر ہیں۔

(۳۹۴۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، آخری تحقیق کے مطابق المشکاۃ (۶۰۲۲)، [ھدایۃ الرواۃ (۵۹۷۷)، الصحیحۃ (۱۵۷۴)، صحیح الجامع (۱۴۸۲)، صحیح الموارد (۱۸۲۱)، دیکھئے: الإعلام بآخرأحکام الألبانی الإمام (ص۔۱۱۵) لمحمد بن کمال خالد السیوطی]۔

(۳۹۴۳) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۵۶)، ضعیف جامع صغیر (۵۲۲۳)، [شیخ البانیؒ الضعیفہ (۳۰۵۶) اور ھدایۃ الرواۃ (۶۰۱۰) کے تحت کہتے ہیں اس کی سند میں ''تلید بن سلیمان'' اور ''عطیہ'' ضعیف ہیں]۔

(۱) البدایۃ والنہایۃ [۷/۳۷۹] لابن کثیرؒ، الثمر المستطاب [ص۔۴۹۲-۴۹۳] للألبانیؒ۔ (۲) حسن مقطوع۔ طبرانی فی الکبیر [۴]، لیث بن سعد کے اس مقطوع قول کے بارے میں حافظ ھیثمیؒ مجمع الزوائد [۱۴۲۹۲]، میں کہتے ہیں ''اس کے سب راوی ثقہ ہیں'' اور شیخ اکرم ضیاء عمری نے اسے عصر الخلافۃ الراشدۃ [ص۔۷۱] میں حسن کہا ہے۔

۳۹۴۴) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( **بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ بَقَرَةً إِذْ قَالَتْ : لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا ، إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحِرْثِ** )) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( **آمَنْتُ بِذَالِکَ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ** )) قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ : وَمَا هُمَا فِيْ الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ.

**صحیح**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"ایک شخص گائے پر بیٹھ کر سواری کر رہا تھا تو گائے کہنے لگی میں سواری کیلئے پیدا نہیں کی گئی بلکہ مجھے کھیتی باڑی میں کام لینے کیلئے پیدا کیا گیا ہے"** پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا: **"میں' ابوبکر اور عمر اس بات پر ایمان لائے"** ابوسلمہ کہتے ہیں حالانکہ اس وقت وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔

۳۹۴۵) یہ حدیث بھی دوسری سند سے اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ** : بخاری کی روایت میں ہے کہ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو (حیران ہوکر) کہا **سبحان اللہ! کیا گائے بھی بولتی ہے؟** (۱) اس حدیث میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی عظیم فضیلت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایمان کے ساتھ ان کے ایمان کو ملایا اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ نبی علیہ السلام کو اپنے ان دونوں ساتھیوں پر خاص اعتماد تھا کیونکہ یہ دونوں اس وقت موجود نہیں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہی تھا کہ انکو جب معلوم ہوگا تو وہ بھی میری بات کی فوراً تصدیق کرلیں گے۔

## حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کریں

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت میں فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر جتنی خوشی ہوئی اتنی کسی اور بات پر نہیں ہوئی کہ تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہو' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے نبی علیہ السلام سے' ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت ہے اور امید کرتا ہوں کہ ان کی محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں انکے جیسے عمل نہیں کرسکا۔ (۲)

ہم بھی اسی امید پر اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے دلوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت سے بھر دے اور اس محبت کو اور زیادہ کردے۔

---

(۳۹۴۴ اور ۳۹۴۵) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، بخاری، مسلم، الارواء (۷/ ۲۴۷)، [المشکاۃ (۶۰۴۷) اور صحیح الجامع (۲۸۷۱)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۲۸۴]، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث الغار۔ (۲) صحیح البخاري [۳۴۱۲]، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضی اللہ عنہ۔

## مَنَاقِبُ أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ

## حضرت عمر بن خطاب (ابوحفص) رضی اللہ عنہ کی فضیلت

**نام ونسب:** حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کسی بھی بیٹے کا نام حفص نہیں تھا لیکن ان کی بہادری اور دلیری کی وجہ سے (۱) ان کی کنیت ابوحفص ہی مشہور تھی (۲)' ان کا لقب فاروق تھا (۳) یعنی حق اور باطل میں فرق کرنے والا' ان کی پیدائش عام الفیل کے (۱۳) سال بعد ہوئی یعنی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں (۱۳) سال چھوٹے تھے (۴)، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نسل کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہی تھے، کعب بن لوی بن غالب پر ان کا نسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے (۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ قدآور اور پختہ جسم کے مالک تھے۔ (۶)

**قبولِ اسلام:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی اصل وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہی تھی (۷) اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے علی الاعلان اسلام قبول کیا (۸)' جب قریش والوں نے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے! تو ان پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے لڑتے صبح سے لیکر زوال کا وقت ہوگیا (سورج ان کے سروں پر بلند ہوگیا) تو کفار تھک ہار کر بیٹھ گئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا تم سے جو ہو سکے کرلو۔ (۹)

**علم اور رتبہ:** عشرۃ مبشرہ صحابہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی نام ذکر فرمایا (۱۰) اور دوسری حدیث میں انہیں علم کی بشارت فرمائی (۱۱)' ان کا شمار فقہائے صحابہ میں ہوتا ہے' جس دن ان کا انتقال ہوا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے آج نوے فیصد (۹۰٪) علم

---

(۱) محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن خطاب [۱/ ۳۲۹] ليوسف بن حسن المبرد۔ (۲) صحيح البخاري [۵۴۹۷]، كتاب اللباس، باب لبس الحرير وافتراشه للرجال وقدر ما يجوز منه۔ (۳) صحیح ۔ظلال الجنة في تخريج السنة لابن ابي عاصم [۱۱۵۳] ۔تحقيق: الشيخ الألبانيؒ ۔ (۴) التهذيب للذهبي [۳/ ۱۷۷]۔ (۵) صحیح ۔طبرانی فی الکبیر [۴۹]، مجمع الزوائد [۱۴۳۹۸]، حافظ هيثميؒ کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ (۶) صحیح ۔الإصابة لابن حجر [۳/ ۲۷۹]۔ (۷) صحيح صحيح الترمذي [۲۹۰۷] **(ایک حدیث بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار نبی علیہ السلام مسجد الحرام میں نماز میں سورۃ الحاقۃ کی تلاوت فرما رہے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے کھڑے تلاوت سن رہے تھے' کہتے ہیں مجھے قرآن کا بلاغی اسلوب بہت زبردست لگا اور میں نے سوچا واقعی قریش والے صحیح کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں تو نبی علیہ السلام نے تلاوت فرمائی (ترجمہ یہ ہے) ''یہ کسی شاعر کا قول نہیں' افسوس! تمہیں بہت کم یقین ہے'' پھر سوچا یہ کاہن تو نہیں؟ تو آپ نے تلاوت فرمائی ''اور نہ کسی کاہن کا قول ہے' افسوس! بہت کم نصیحت لے رہے ہو......'' کہتے اسی وقت میرے دل میں اسلام کی روشنی جاگ اٹھی**، مسند أحمد [۱۰۷]، شیخ البانیؒ الضعيفة میں [۶۵۳۱] کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کی روایات سب ضعیف ہیں ان میں سب سے بہتر روایت یہ ہے' اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں لیکن شریح بن عبیدؒ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ملاقات ثابت نہیں کیونکہ یہ ہم عصر نہیں ہیں۔ (۸) حسن ۔طبرانی فی الکبیر [۱۰۸۹۰]، صحيح سيرة النبوية [۱۹۳]، للشيخ الألباني ۔ (۹) حسن ۔ابن حبان [۶۸۷۹]، صحیح الموارد [۱۸۲۹] للالبانی ۔ (۱۰) صحیح ۔صحيح الترمذي [۲۹۴۶]۔ (۱۱) صحيح البخاري [۸۰]، كتاب العلم، باب فضل العلم۔

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کیساتھ چلا گیا۔(۱)

**خلافت:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے خلیفہ ثانی ہیں اور دس سال خلافت کی ہے (۲)' سب سے پہلے انہیں ہی امیر المؤمنین کا لقب دیا گیا(۳)' ان کے دورِ خلافت میں عراق وشام اور بیشمار ممالک کی فتوحات ہوئیں اور انہوں نے امت کیلئے بہت سے مفید امور انجام دیئے جیسے ہجری تاریخ کی ابتداء کی (۴) اور سب سے پہلے مردم شماری (یعنی ناموں کی رجسٹریشن) کرائی اور لوگوں میں سردار منتخب کئے گئے (۵)، ان کے کارناموں کی بشارت تورات اور انجیل میں بھی موجود تھی(۶)۔

**دار فانی سے رحلت:** فجر کی نماز میں ایک کافر مجوسی ابولؤلؤ (۷) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر سے وار کر کے زخمی کر دیا' اس حالت میں ایک نوجوان آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کا ازار (تہبند) ٹخنوں سے نیچے ہے تو انہوں نے فرمایا: بھتیجے اپنا کپڑا (ٹخنوں سے) اوپر کرلو، اس سے تمہارا کپڑا ابھی صاف رہے گا اور تمہارے رب کے نزدیک یہ سب سے زیادہ تقوے کی بات ہے(۸)۔ سبحان اللہ! اپنے زخموں کی فکر کے بجائے آخری وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بلند کرنے کی ہی فکر اور جذبے میں تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ۲۳ھ میں انتقال ہوا(۹) اور نبی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر کے برابر ہی (۶۳) سال عمر پائی(۱۰)، ان کی نماز جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ(۱۱) نے پڑھائی(۱۲) اور یکم محرم اتوار کے دن آپ کی تدفین نبی علیہ السلام کے حجرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ہوئی(۱۳)۔

اے اللہ ہمارے دلوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت سے بھردے' اور اس محبت کو اور زیادہ بڑھادے' آمین۔

(۱) صحیح۔ طبرانی فی الکبیر[۸۸۰۹]، کتاب العلم[۶۱] لابي خيثمة تحقيق: الشیخ البانیؒ۔ (۲) حسن۔طبرانی فی الکبیر[۶۳]، مجمع الزوائد[۱۴۴۷۷]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔
(۳) صحیح۔صحیح الأدب المفرد[۷۸۴]۔ (۴) صحیح۔امام حاکم نے مستدرک[۴۲۸۷] میں اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے۔ (۵) صحیح۔الطبقات الکبری[۳/۳۰۰] لابن سعد، فضائل الصحابة لِإمام أحمد بن حنبل، [۴۶۴]، تحقیق: د۔وصي الله محمد عباس۔ (۶) حسن۔طبرانی فی الکبیر[۵۳]، مجمع الزوائد[۱۴۴۰۰]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔
(۷) **اس مجوسی کو آج روافضہ وشیعہ بابا شجاع الدین کا نام دے کر اس کی عزت کرتے ہیں، اور ایران کے شہر ''کاشان'' میں اس کا مزار بنایا ہوا ہے اور اس سے تبرک لیتے ہیں!! العیاذ باللہ،** الكنى والالقاب[۱/۱۴۷] لعباس القمي، للہ وللحقیقة[۴۷۷] لشیخ علي آل محسن۔ (۸) صحیح البخاري[۳۴۹۷]، کتاب فضائل الصحابة، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفانؓ، صحیح الموارد[۱۸۳۶]، للشیخ الألباني۔ (۹) رجاله ثقات۔طبرانی فی الکبیر[۴۷]، مجمع الزوائد[۱۴۴۸۴]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں۔ (۱۰) صحیح مسلم[۴۳۳۱]، کتاب الفضائل، باب کم سن النبي ﷺ یوم قبض۔ (۱۱) **حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال سے پہلے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو امامت کرانے کا حکم دیا تھا' اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کیلئے بھی انکو آگے کیا گیا،** صحیح۔صحیح موارد الظمآن[۱۸۳۶]، للشیخ الألباني اور محض الصواب[۳/۸۴۵]۔ (۱۲) صحیح۔الحاکم[۴۵۱۶]، کتاب معرفة الصحابة رضی اللہ عنہ، باب مقتل عمر رضی اللہ عنہ علی الإختصار امام نوویؒ نے ''الخلاصة'' میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے[۲/۹۶۵]۔ (۱۳) صحیح البخاري[۳۴۲۴]، کتاب المناقب، باب قصة البيعة والإتفاق علی عثمان بن عفان وفيه مقتل عمر بن الخطاب رضي الله عنهما۔

٣٩٤٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْکَ: بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ**)) قَالَ: وَكَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ.

صحیح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''**اے اللہ! ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہو اسکے ذریعہ اسلام کو قوت وغلبہ دے**'' کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو عمر (رضی اللہ عنہ) زیادہ پسند تھے۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسلام کو عزت ملی

**فائدہ** : اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا' یہ انکی عظمت اور حق پر ہونے کا ثبوت ہے کہ ان کو اسلام کے غلبہ کیلئے مانگا گیا، اللہ نے اسلام ومسلمانوں کو عزت وشوکت دی اور اسلام کیلئے انکا سینہ کھول دیا' سب سے پہلے انہوں نے ہی علی الاعلان اسلام قبول کیا(۱)، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام نہیں لائے تھے ہم بیت اللہ کے قریب جاکر کھلّم کھلّا نماز نہیں پڑھ سکتے تھے(۲)، اور کہتے ہیں جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں (اللہ کی طرف سے) ہم (مسلمانوں) کو طاقت اور عزت ہی ملتی رہی۔(۳)

## ٦٥) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید قرآن سے ہوتی تھی!)

٣٩٤٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ**)) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ، وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ۔ شَكَّ خَارِجَةُ۔ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ

صحیح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان ودل پر حق جاری فرمادیا**'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب بھی کوئی مشورہ طلب بات ہوتی لوگ بھی اپنی رائے دیتے اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) بھی اپنی رائے دیتے پھر قرآن

(٣٩٤٦) یہ حدیث **صحیح** ہے، آخری تحقیق کے مطابق المشکاۃ (٦٠٣٦)، [الصحیحۃ (٣٢٢٥) کے تحت، صحیح الموارد (١٨٢٦) اور صحیح سیرۃ النبویۃ ص۔١٩٣] للشیخ الألباني ]۔

(٣٩٤٧) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (١٠٨)، [سنن ابی داؤد (٢٩٦٢)، صحیح الجامع (١٧٣٦)، المشکاۃ (٦٠٣٣) اور صحیح الموارد (١٨٣٢)۔

(۱) حسن۔طبرانی فی الکبیر[١٠٨٩٠]،مجمع الزوائد[١٤٤١٢]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔ (۲) صحیح۔حاکم[٤٤٨٧]،امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے۔ (۳) صحیح البخاري[٣٤٨١]، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضی اللہ عنہ۔

الْقُرْآنُ عَلٰى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ. | حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی تائید وموافقت میں نازل ہوتا۔

**فائدہ :** حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم میں یہ بات بہت عام تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان کی وجہ سے سکینت حاصل ہوتی ہے سکون حاصل ہوتا ہے۔(۱)

### موافقاتِ عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اہم فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ کسی معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رائے پیش کرتے تو اللہ انہی کے الفاظ یا دوسرے الفاظ میں قرآن سے انکی تائید فرما دیتا' جیسے:

۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ کاش آپ مقام ابراہیم کو اپنا مصلی (نماز پڑھانے کی جگہ) بنالیں! تو یہی آیت نازل ہوگئی: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى (۲)﴾۔ (۳)

۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ''پیارے نبی! اگر آپ ازواج مطہرات کو پردے کا حکم فرما دیں تو کیا ہی اچھا ہو'۔ فوراً پردے کے بارے میں آیتیں نازل ہوگئیں۔ (۳) حوالہ ماقبل ہی ہے۔

۳) ایک مرتبہ ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جوش میں آکر جمع ہوگئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ نبی تمہیں طلاق دیدیں تو بہت جلد ان کا رب انہیں تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمادیگا۔ یہی الفاظ قرآن بن کر نازل ہوگئے۔(۳) حوالہ ماقبل ہی ہے۔

۴) بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سردارِ کفار ہیں انہیں قتل کر دیا جائے' اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قرآن میں تائید فرما دی۔(۴)

۵) منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا تو اللہ نے قرآن میں تائید فرما دی۔ (۵)

۶) شراب کی حرمت کیلئے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی اللہ سے وضاحت طلب کی' چنانچہ واضح آیت نازل ہوگئی۔ (۶)

---

(۱) حسن۔مسند أحمد[۸۳۴]،المشکاۃ[۶۰۳۵]تحقیق: شیخ البانیؒ۔ (۲) سورۃ البقرۃ۔[۱۲۵]۔ (۳) صحیح البخاري[۴۱۲۳]،کتاب تفسیر القرآن، باب ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾۔ (۴) صحیح مسلم[۳۳۹۰]،کتاب الجهاد والسیر، باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر وإباحة غنائم۔ (۵) صحیح البخاري[۴۳۰۴]،کتاب تفسیر القرآن، باب قوله﴿ولا تصل علی أحد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره﴾۔ (۶) صحیح ابي داؤد[۳۲۵۵]۔

## ٦٦) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت عمر ﷛ نبی علیہ السلام کی دعا ہیں)

(٣٩٤٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)) قَالَ: فَأَصْبَحَ فَغَدَا عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ فَأَسْلَمَ.

حدیث: صحیح
اسناد: ضعیف جدا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ابوجہل بن ہشام، یا عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو عزت (قوت وغلبہ) عطا فرما''، کہتے ہیں حضرت عمر (﷛) نے صبح سویرے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا۔

## ٦٧) بَابٌ ؛

## باب:

(٣٩٤٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ؛ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ! فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ.

موضوع

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک بار حضرت عمر ﷛ حضرت ابوبکر ﷛ سے یوں مخاطب ہوئے: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے اچھے وبہتر شخص (آپ ہیں)! حضرت ابوبکر ﷛ نے کہا یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سورج عمر سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں ہوا۔

**فائدہ** : شیخ البانی ؒ الضعیفہ (١٣٥٧) میں کہتے ہیں یہ حدیث سند کے لحاظ سے تو موضوع ہے ہی' درایۃ یعنی معنی کے لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء اور رسولوں کے بعد سب سے فضیلت

(٣٩٤٨) اس کی اسناد **بہت ضعیف** ہے، [لیکن یہ حدیث **صحیح** ہے، هداية الرواة (٥٩٩٠) کے تحت شیخ البانی ؒ کہتے ہیں: اس کا شاہد موجود ہے جو کہ **حسن صحیح** درجہ کا ہے تو کثیر طرق کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے، المشكاة (٦٠٣٦)، اسی طرح د۔ وصي الله محمد عباس فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل [٣١١] کے تحت کہتے ہیں اس کی اسناد راوی ''نصر بن عبدالرحمٰن ابی عمر'' کی وجہ سے بہت ضعیف ہے لیکن کثیر طرق کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے، **تو معلوم ہوا کہ سند کے لحاظ سے یہ حدیث ضعیف ہے لیکن معنی کے لحاظ سے یہ حدیث درست ہے** جیسا کہ پیچھے حدیث (٣٩٤٦) میں اس کے ہم معنی حدیث گزر چکی ہے]۔

(٣٩٤٩) یہ حدیث **موضوع** (من گھڑت) ہے، ضعیف جامع صغیر (٥٠٩٧) اور الضعیفہ (١٣٥٧) [کے تحت شیخ البانی ؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں ''عبد اللہ بن داؤد والتمار'' اور ''عبدالرحمٰن بن اخی محمد ابن منکدری'' ہیں' پہلے کے بارے میں امام ذہبی کہتے ہیں امام بخاری نے اس کے بارے میں کہا ہے ''فیہ نظر'' (جس راوی کے بارے میں امام بخاری یہ الفاظ کہیں اس کا مطلب ہے اس راوی کو ترک کردیا جائے) اور دوسرے کے بارے میں کہتے ہیں نہ یہ پہچانا جاتا اور نہ ہی یہ اس قابل ہے کے اس کیلئے متابعات تلاش کئے جائیں، اسیطرح شیخ البانی ؒ نے المشکاۃ (٦٠٣٧) میں اس حدیث کو ''باطل'' کہا ہے]۔

(١) حسن۔ فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [٦٦٢]، تحقیق: د۔ وصي الله محمد عباس، امام شوکانی ؒ ''ردالسحابۃ'' [٧٣] میں کہتے ہیں اس سند کے راوی ثقات ہیں۔

والی شخصیت جن پر سورج طلوع وغروب ہوتا ہے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں (۱) اور یہ حدیث سند اور متن کے لحاظ سے پہلی حدیث (یعنی حدیث الباب) سے زیادہ صحیح ہے۔

لہٰذا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت اپنی اپنی جگہ مسلّم ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت مقدم ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں عدالت وسیاست میں ممتاز فضیلت رکھتے ہیں انکے دور میں ان جیسا مقام کسی اور کا نہیں تھا' بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند ہی نہیں تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے ان کی تعریف کی جائے، جیسا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر کی خلافت میں حضرت عمر کے بارے میں خواب دیکھا کہ تمام لوگ جمع ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سب سے تین ہاتھ بلندی پر ہیں' وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈرتے' وہ جانشین خلیفہ بنیں گے اور شہید ہوں گے، کہتے ہیں میں نے یہ خواب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنایا انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری دینے کیلئے کسی کو بھیجا اور مجھ سے فرمایا تم یہ خواب انہیں سنانا' جب میں یہ خواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنانے لگا تو انہوں نے مجھے روکا اور ڈانٹا پھر فرمایا تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے اس طرح کہہ رہے ہو' یہ سن کر میں خاموش ہوگیا، پھر اپنی خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ خواب سنا۔ (۱)

## حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا ضروری ہے

۳۹۵۰) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: مَا أَظُنُّ رَجُلًا يَنْتَقِصُ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ يُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ.

**صحیح**

محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا آدمی کبھی حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بے ادبی نہیں کرسکتا۔

**فائدہ :** مطلب یہ کہ جس کو بھی نبی علیہ السلام سے محبت ہے وہ کبھی بھی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص وبے ادبی نہیں کرسکتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت حضرت ابوبکر اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے تھی (۲)' انکی محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کیساتھ لازم ملزوم ہے' امام حسن بصریؒ سے پوچھا گیا حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے

(۳۹۵۰) اس کی اسناد **صحیح** ہے اور یہ مقطوع ہے۔ **(مقطوع: یعنی تابعی کا قول ہے)۔**

(۱) صحیح ۔الطبقات الکبری [۳/۳۳۱] لابن سعد، فضائل الصحابۃ لإمام أحمد بن حنبل، [۳۵۱]، تحقیق: د۔ وصي اللہ محمد عباس۔ (۲) صحیح البخاری [۳۳۸۹]، کتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ: لوکنت متخذا خلیلا۔ (۳) کتاب الرقائق والحکایات [۱۷۱] لخیثمۃ بن سلیمان۔

محبت کرنا کیا سنت ہے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ فرض ہے(۳)' یہاں تک کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں سلف صالحین اپنے بچوں کو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا اس طرح سیکھاتے تھے جیسے قرآن مجید سیکھایا جاتا ہے(۱)، اور جو ان دونوں کو یا کسی بھی صحابی کو برا کہتا ہے یا ان سے نفرت کرتا ہے' بغض رکھتا ہے یا ان میں کسی بھی طرح کی کوئی خامی نکالتا ہے اس کیلئے نبی علیہ السلام نے بڑی سخت وعید فرمائی ہے کہ جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ' فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔(۲)

## ٦٨) بَابٌ ؛ باب: (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے)

**حسن**

٣٩٥١) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)).**

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے''۔**

**فائدہ**: کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں انبیاء والی صفات ''صداقت' عدالت' دینی غیرت وحمیت وغیرہ'' خوب موجود تھیں' ابن حجرؒ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کو اللہ قرآن بنا کر نازل فرما دیتا تھا اس وجہ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور سے ان کی یہ فضیلت بیان فرمائی(۳)۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی آنے والا نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں(۴)، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت سے پہلے دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے اور شریعتِ محمدی و دینِ اسلام کو ہی نافذ کرینگے۔(۵)

## ٦٩) بَابٌ ؛ باب: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے غیبی خوشخبریاں)

**صحیح**

٣٩٥٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((رَأَيْتُ كَأَنِّي أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''میں نے خواب میں دیکھا کہ**

(۳۹۵۱) اسکی سند **حسن** ہے، الصحیحۃ (۳۲۷)، [صحیح الجامع (۵۲۸۴) اور المشکاۃ (۶۰۳۸)]۔

(۳۹۵۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، اور پہلے حدیث (۲۴۰۰) میں بھی گزر چکی ہے، [صحیح الجامع (۲۸۵۹) اور المشکاۃ (۶۰۳۰)]۔

(۱) شرح أصول اعتقاد أہل السنۃ والجماعۃ للالکائی [۷/۱۳۱۲،۱۳۱۳]۔ (۲) حسن۔طبرانی فی الکبیر [۱۲۷۰۹]، الصحیحۃ [۲۳۴۰]۔ (۳) فتح الباری [۷/۵۱]۔ (۴) صحیح۔سنن أبي داؤد [۴۲۱۰]، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلہا۔ (۵) صحیح البخاري [۳۱۹۲]، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، صحیح مسلم [۲۲۰]، کتاب الإیمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما بشریعۃ نبینا محمد ﷺ۔

فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ))، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: (( **الْعِلْمُ** )).

میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا ہے میں نے پیالے سے دودھ پیا اور جو باقی بچا وہ عمر کو دیدیا'' صحابہ نے پوچھا پیارے رسول! آپ نے اسکی کیا تعبیر لی؟ فرمایا: ''اس کی تعبیر علم ہے''۔

**فائدہ :** یہی ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوب استفادہ کیا اور پھر اس علم سے دین اسلام کو دنیا میں خوب پھیلایا اور عام کیا' ہر شہر میں علمِ دین کا چرچا ہوا' یہ علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت اور اللہ کی طرف سے تحفہ ہے کیونکہ عام طور پر تو علم کیلئے جدوجہد کرنی پڑتی ہے سیکھنا پڑتا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور تمام زمین والوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کا پلڑہ بھاری رہے گا۔(۱)

**خواب میں دودھ دیکھنے سے علم مراد لیا ، اس کی کیا وجہ ہے؟**

۱۔ دودھ اور علم دونوں سے ہی بہت فوائد ملتے ہیں یعنی صفت میں دونوں شریک ہیں ''کثرتِ نفع'' (۲)۔

۲۔ اللہ دودھ کو دو بُری چیزوں: گوبر اور خون کے درمیان سے صاف ستھرا نکالتا ہے اسی طرح علم کے ذریعے بھی اللہ جہالت اور شک جیسی بُری صفات دور کردیتا ہے جس سے عمل میں خلوص اور نکھار آتا ہے۔(۳)

## جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل

**صحیح**

۳۹۵۳) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (( **دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِّنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِشَابٍّ مِّنْ قُرَيْشٍ، فَظَنَنْتُ أَنِّي هُوَ، فَقُلْتُ: وَمَنْ هُوَ؟ قَالُوا: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب** )).

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''میں جنت میں داخل ہوا تو اچانک وہاں سونے کا ایک محل دیکھا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟** (فرشتوں نے) **جواب دیا قریش کے ایک جوان کا محل ہے،** (آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) **میں سمجھا کہ قریش کا**

(۳۹۵۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، الصحیحۃ (۱۴۰۵، ۱۴۲۳)[کے تحت شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، [ابن ماجہ (۱۰۷)، صحیح الجامع (۳۳۶۴) اور صحیح الموارد (۱۸۳۵)۔

(۱) صحیح۔طبرانی في الکبیر[۸۸۰۹] ،کتاب العلم لحافظ أبي خیثمۃ[ص۔۲۹]تحقیق: شیخ الباني۔ (۲) شرح نووی [۱۵/۱۵۹]۔ (۳) فتح الباری [۱۲/۳۹۴]۔

جوان میں ہی ہوں، پھر میں نے پوچھا وہ کون ہے؟ جواب دیا: وہ عمر بن خطاب ہیں''۔

**فائدہ** : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ جنت میں سب سے اُونچا ہوگا، حوض کوثر' اللہ کی قربت اور بہت سی جنت کی خاص نعمتیں اور خاص فضیلتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صحیح احادیث میں بیان ہوئیں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تمام لوگوں کے' انبیاء اور اولیاء سب کے سردار ہیں، اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے بہت عظیم فضیلت بیان ہوئی ہے اور جنت میں سونے کے محل کی بشارت بھی ہے۔

## ۷۰) بَابٌ ؛

۳۹۵۴) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: ((يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشْرِفٍ مِّنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِرَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ، فَقُلْتُ: أَنَا عَرَبِيٌّ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: أَنَا قُرَشِيٌّ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِرَجُلٍ مِّنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، فَقُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)). فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ،

## باب: (جنت میں سونے کا چاکور محل کس کا ہے؟)

**صحیح**

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کے وقت حضرت بلال کو بلایا اور پوچھا ''بلال! کیا وجہ ہے کہ جنت میں تم میرے آگے پہنچ گئے! (یعنی تم کونسا عمل کرتے ہو کہ) میں جب بھی جنت میں گیا تو تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے سنی' رات کو بھی جب میں جنت میں داخل ہوا تو اپنے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی، پھر میں ایک سونے کے چاکور محل کے پاس آیا اور پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا یہ ایک عربی کا ہے، میں نے کہا عربی تو میں بھی ہوں یہ کس کا ہے؟ جواب ملا قریش کے ایک آدمی کا، میں نے کہا میں بھی قریشی ہوں یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا امت محمدیہ میں سے ایک آدمی کا ہے، میں نے کہا میں محمد (ﷺ) ہوں یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ یہ محل عمر بن خطاب کا ہے'' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں جب بھی اذان دیتا ہوں دو رکعت نماز

(۳۹۵۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، التعلیق الرغیب (۱/۹۹)، [صحیح الجامع (۷۸۹۴) اور ابن خزیمۃ [۱۲۰۹]۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بِهِمَا)).

پڑھ لیتا ہوں اور جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو فوراً وضو کر لیتا ہوں اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ میرے اوپر اللہ کیلئے یہ حق ہے دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: **''یہی وجہ ہے کہ تمہیں یہ فضیلت نصیب ہوئی''۔**

امام ترمذیؒ کہتے ہیں اس بارے میں حضرت جابرؓ معاذؓ انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''میں نے جنت میں سونے کا ایک محل دیکھا تو پوچھا کہ یہ کس کا ہے؟ بتایا گیا یہ عمر بن خطاب کا ہے''۔** ''میں رات کو جنت میں گیا'' اسکا مطلب یہ ہے کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں گیا ہوں بعض احادیث میں خواب کے الفاظ ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی (اور سچے) ہوتے ہیں۔ (۱)

**فائدہ:** یہ حدیث بخاری مسلم اور سنن میں کئی صحابہ سے مروی ہے، اور بخاری میں صراحت ہے کہ یہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا(۲)، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے محل کی فضیلت پچھلی حدیث کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ مبارکپوریؒ کہتے ہیں **حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آواز نبی علیہ السلام سے آگے ہونے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فضیلت ہے!** حضرت بلال رضی اللہ عنہ دنیا میں نبی علیہ السلام کے خادم تھے اور آپ انکی اپنے آگے پیچھے چلنے کی آواز سنتے رہتے تھے جیسے چوکیدار (محافظ) کبھی آگے چلتا ہے کبھی پیچھے، اسی طرح جنت میں بھی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور چوکیدار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں بھی اسی طرح انکے قدموں کی آواز سنی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ بتا دیا اور ان سے پوچھا کہ اس فضیلت کو حاصل کرنے کیلئے کیا عمل کرتے ہو؟ تاکہ انکے دل کو خوشی اور اطمینان ملے اور اس عمل کی مزید پابندی کریں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں جب بھی اذان دیتا ہوں دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں یعنی ہر اذان و اقامت کے درمیان دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں اس میں **مغرب کی اذان و اقامت کے درمیان کی دو رکعت نماز پڑھنا بھی شامل ہے** جو کہ بخاری کی حدیث سے ثابت ہے، (۳) اسی طرح جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو

---

(۱) **امام بخاریؒ نے یہ قول عبید بن عمیرؒ سے صحیح سند سے بیان کیا ہے،** صحيح البخاري [۱۳۵]، كتاب الوضوء، باب تخفيف في الوضوء۔ (۲) صحيح البخاري [۳۴۰۳]، كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضي الله عنه۔ (۳) صحيح البخاري [۱۱۱۱]، كتاب الجمعة، باب الصلاة قبل المغرب۔

فوراً وضو کر لیتا ہوں یعنی وضو کے بعد بھی دو رکعت شکرانے میں پڑھتا ہوں کہ پیشاب وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد اللہ نے مجھے طہارت و پاکی کی توفیق دی اور ان دو رکعتوں کو ہمیشہ پڑھتا ہوں یعنی اللہ کی رضا کیلئے اپنے اوپر میں نے یہ دو رکعتیں لازم کر لی ہیں۔

## ۱۷) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھی ڈرتا تھا)

**صحیح**

٣٩٥٥) عَنْ بُرَيْدَةَ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ سَالِماً أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنَّى. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي، وَإِلَّا فَلَا))**، فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ، إِنِّي كُنْتُ جَالِساً وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ))**.

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک بار رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ پر تشریف لے گئے جب واپس آئے تو ایک سیاہ فام لڑکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت (فتح یاب) واپس لے آیا تو میں آپ کے سامنے (خوشی میں) دف بجاؤں گی اور گاؤں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''اگر تم نے نذر مانی ہی تھی تو بجالو ورنہ نہیں بجاؤ''**، اس لڑکی نے دف بجانا شروع کیا اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے وہ بجاتی رہی' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تب بھی بجاتی رہی' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تب بھی بجاتی رہی' پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو لڑکی نے فوراً دف اپنے نیچے رکھ لیا اور اس پر بیٹھ گئی (چھپا لیا) نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''اے عمر! تم سے تو شیطان بھی ڈرتا ہے! میرے سامنے یہ لڑکی دف بجا رہی تھی ابوبکر آئے تب بھی بجاتی رہی پھر علی و عثمان آئے تب بھی بجاتی رہی لیکن اے عمر! جب تم آئے تو اس نے دف چھوڑ دیا''** (فوراً رُک گئی)۔

(٣٩٥٥) یہ حدیث **صحیح** ہے، نقد الکتانی (٤٧، ٤٨)، [ شیخ البانی ؒ نے الصحیحہ (١٦٠٩، ٢٢٦١) کے تحت اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، الارواء (٨/٣١٨)، صحیح الجامع (١٦٥٤)، المشکاۃ (٦٠٣٩)، صحیح الموارد (١٠٠٧) اور تحریم آلات الطرب (ص۔١٢٢)۔

**فــائدہ** : امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں(۱)اس لڑکی نے نذر مانی تھی کہ میں دف بجاؤں گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پورا کروایا یہ نبی علیہ السلام کی خصوصیت ہے کیونکہ دف بجانا صرف شادی بیاہ کے موقع پر(۲) یا عید کے موقع پر ہی جائز ہے (۳) اوران مواقع پر بھی یہ بہت زیادہ نہ کیا جائے جو مکروہ یا حرام کی حد تک پہنچے کیونکہ یہ مستحب یا فضیلت والی چیز نہیں ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' **اگر تم نے نذر مانی ہی تھی تو بجالو ورنہ نہیں بجاؤ**'' یعنی اس پر کوئی خوشی کا اظہار نہیں فرمایا' اس سے خوب واضح ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دف وغیرہ پسند نہیں تھا بلکہ لڑکی کے اصرار پر راضی ہوئے تھے' لہٰذا اس حکم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کیساتھ خاص سمجھا جائے گا اوراس کو دلیل بنا کر دوسرے خوشی کے مواقع پر دف بجانے کا جواز نہیں نکالا جا سکتا' کیونکہ کوئی بھی خوشی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فاتح لوٹنے کی خوشی کا مقابلہ نہیں کرسکتی ۔(۴) اور ویسے بھی دف بجانا معصیات میں سے ہے(۵) لیکن یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور سے جو اجازت دی اسلئے اس وقت جائز ہوگیا تھا ورنہ گناہ کی نذر کو پورا کرنے سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے(۶) اوراس وقت بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رعب اور ہیبت کا لحاظ فرمایا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:''عمر! تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے''اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ جس راستے سے ابن خطاب تم گزرتے ہو وہاں سے شیطان (بھاگ جاتا ہے) اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے بہت عظیم فضیلت ہے(۷) لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان ڈرتا ہے!! نہیں بلکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے چور جتنا پولیس کے نام سے ڈرتا ہے بادشاہ سے اتنا نہیں ڈرتا تو اس سے پولیس کی فضیلت بادشاہ سے زیادہ نہیں ہوجاتی ۔

یہ فقہ الحدیث وفقہ السنہ ہے، یعنی علمائے سنت نے اسطرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو سمجھا ہے اور احادیث میں تطبیق دی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین میں بڑے ہیرے جواہرات ہوتے ہیں اور اگر کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے تو اس میں بھی بڑی گہرائی و پوشیدہ حکمتیں ہوتی ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم ۔

---

(۱) الصحیحہ [۱۶۰۹]،[۲۲۶۱] ملخصاً۔ (۲) صحیح البخاري [۴۷۵۰]، کتاب النکاح، باب ضرب الدف في النکاح والولیمة ۔ (۳) صحیح البخاري [۳۲۶۶]، کتاب المناقب، باب قصة الحبش ۔ (۴) امام خطابی (معالم السنن) اور علامہ صدیق حسن خان نے (الروضة الندیة [۲/ ۱۷۷]) جمع وتطبیق کی یہی صورت ذکر کی ہے اور الصحیحہ [۱۶۰۹]،[۲۲۶۱] ملخصاً۔
(۵) صحیح البخاري، کتاب الأشربة، باب ماجاء في من یستحل الخمر ویسمیه بغیر اسمه۔ (۶) صحیح البخاري [۶۲۰۶] کتاب الإیمان والنذور، باب النذر فیما لایملک وفي معصیة ۔
(۷) صحیح البخاري [۳۴۰۷]، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضی اللہ عنه

(٣٩٥٦) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِساً فَسَمِعْنَا لَغَطاً وَّصَوْتَ صِبْيَانٍ. فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا حَبَشَةُ تُزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا، فَقَالَ: ((**يَا عَائِشَةُ! تَعَالَيْ فَانْظُرِيْ**)) فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلٰى مَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلٰى رَأْسِهِ فَقَالَ لِيْ: ((**أَمَا شَبِعْتِ، أَمَا شَبِعْتِ؟**)) قَالَتْ: فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لَا، لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَهُ، إِذْ طَلَعَ عُمَرُ، قَالَتْ: فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلٰى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ**))، قَالَتْ: فَرَجَعْتُ.

حسن

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ایک بار تشریف فرما تھے کہ اچانک ہم نے شور شرابا اور بچوں کی آوازیں سنیں، نبی علیہ السلام کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ کچھ حبشی آدمی (١) (کھیل کود میں) ناچ رہے ہیں (حبشہ کا جنگی کھیل پیش کر رہے ہیں) اور انکے اردگرد بچوں کا مجمع ہے (تماشا دیکھ رہے ہیں)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**اے عائشہ! آؤ دیکھو**" میں آئی اور اپنی تھوڑی نبی علیہ السلام کے کاندھے پر رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے اور سر کے درمیان سے تماشہ دیکھنے لگی (کچھ دیر بعد) نبی علیہ السلام مجھ سے فرمانے لگے: "**کیا یہ دیکھنے سے ابھی تمہارا جی نہیں بھرا' کیا تم سیر نہیں ہوئیں؟**" میں دیکھنا چاہتی تھی کہ آپ ﷺ کے دل میں میرا کیا مقام ہے اسلئے میں نے کہا "ابھی نہیں"، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے انکے آتے ہی سب مجمع منتشر ہوگیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**میں دیکھ رہا ہوں جنوں اور انسانوں میں جو شیاطین ہیں عمر کو دیکھ کر بھاگ گئے**" ام المؤمنین فرماتی ہیں پھر میں بھی واپس آگئی۔

**فائدہ**: تُزْفِنُ: لسان العرب (٢) میں لکھا ہے کہ یہ لفظ اصل میں کھیل وتماشے پر بولا جاتا ہے یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ وہ باقاعدہ ناچ رہے تھے بلکہ خوشی میں ملک حبشہ کا کھیل پیش کر رہے تھے جو کہ افریقی انداز میں تھا اور مدینہ کے بچوں کیلئے عجوبہ اور نئے انداز کا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت دوسری کتب احادیث

---

(٣٩٥٦) شیخ البانیؒ کہتے ہیں یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ (٦٣٤٠)، [الصحیحۃ (٣٢٧٧) کے تحت، صحیح الجامع (٢٤٩٦) اور آداب الزفاف (٢٠٢)]۔ مکتب التربیہ العربیہ لدولۃ الخلیج کی جانب سے جو صحیح الترمذی کا ایڈیشن طبع ہوا ہے اس میں اس حدیث کی تخریج نقد الکتانی (٤٧، ٤٨) کی گئی ہے جو کہ اس سے پہلی حدیث کی تخریج کا ہی تکرار ہے، یہ طباعت کی غلطی معلوم ہوتی ہے]۔

(١) **ترمذی کے عام نسخوں میں یہاں " حَبَشِيَّةٌ " (ایک حبشی عورت) کے الفاظ ہیں جبکہ شیخ البانیؒ نے اپنی کتاب صحیح الترمذی [ج ٣، ص ٢٠٦] میں " حَبَشَةُ " (حبشی مردوں کی جماعت) ذکر کیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے، پھر حاشیہ میں فرماتے ہیں یہ درستگی ہم نے مخطوطہ [١/١٩٥/٢] سے کی ہے۔** (٢) لابن منظور [١٣/١٩٧]۔

میں " یلعبون " کے الفاظ کے ساتھ ہے اور وہاں حبشیوں کے جنگی کھیل کی وضاحت ہے۔(۱)

تنبیہ: دوسرے نسخوں کے مطابق اگر اس حدیث میں " حَبَشِيَّةٌ " (ایک حبشی عورت) کے الفاظ لئے جائیں تو شرح یہ ہوگی کہ اس سے ناچنے والی کا ناچ دیکھنے کی دلیل بالکل نہیں لی جاسکتی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھکی نگاہیں، روشن اخلاقِ مبارکہ اور سیرت وکردار جسکی قرآن مجید نے عکاسی کی ہے یہ اس کے خلاف ہے اور پھر یہاں صرف بچوں اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دیکھنے کا ذکر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ کرتب دیکھا؟ اس کی وضاحت نہیں ہے(۲)، اور یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ کوئی جوان عورت تھی بلکہ احتمال ہے کہ یہ چھوٹی لڑکی ہی ہو، اسی طرح اس کھیل میں فحش ومنکرات والی کوئی چیز نہیں تھی بلکہ بچوں کا کھیل تھا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو ہرگز نہ دکھاتے بلکہ ضرور منع فرماتے، **لہٰذا حبشیۃ کے بجائے حبشۃ کے الفاظ ہی زیادہ صحیح ہیں** اسکا معنی ہوگا کہ حبشہ کے کچھ لوگ یہ کھیل پیش کررہے تھے جو کہ افریقی جنگی انداز میں تھا(۳) اور دوسری صحیح حدیث میں بھی وضاحت ہے کہ وہ لڑکے ہی تھے۔(۴)

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایمانی قوت اور رعب تھا کہ انہیں دیکھ کر ہی جن وانس کے شیاطین بھاگ جاتے تھے، یہ بہت عظیم فضیلت ہے۔

## ۷۲) بَابٌ ؛

## باب:

۳۹۵۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ آتِي أَهْلَ الْبَقِيعِ فَيُحْشَرُونَ مَعِي ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى أُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ))

**ضعیف**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی**، پھر ابو بکر کی، پھر عمر کی قبر شق ہوگی، پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤنگا وہ میرے پاس جمع کردیئے جائیں گے، پھر میں

(۳۹۵۷) **یہ حدیث ضعیف ہے**، ضعیف جامع صغیر (۱۳۱۰)، الضعیفہ (۲۹۴۹) [کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی سند میں "عاصم بن عمر العمری" کے بارے میں امام ذہبی مستدرک حاکم (۲/ ۴۶۵) میں اس حدیث کی تعلیق میں کہتے ہیں انہیں ضعیف کہا گیا ہیں، اور امام ترمذی کہتے ہیں یہ میرے اور محدثین کے نزدیک حافظِ (حدیث) نہیں ہیں، اور شیخ ضعیف الموارد (۲۶۵) کے تحت کہتے ہیں **لیکن "سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی" یہ الفاظ صحیح ہیں**، المشکاۃ (۶۰۲۳)]۔

(۱) صحیح البخاری [۵۱۹۰]، کتاب النکاح، باب حسن المعاشرۃ مع الأھل، اور بخاری میں ہی مزید سات مقامات پر یہ روایت موجود ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے "لعبت" کے الفاظ کیساتھ ابوداود [۴۹۲۳]، مسند احمد [۳/۱۵۲]، مسند أبي يعلى [۳۴۵۹]، مصنف عبدالرزاق [۱۹۷۲۳]، شرح السنۃ [۳۷۶۸] اور صحیح ابن حبان [۵۸۴۰] میں روایات موجود ہیں۔ (۲) **بخاری کی حدیث میں وضاحت ہے کہ منی کے ایام (عید کے دنوں) میں بھی دو بچیاں دف کیساتھ اشعار پڑھ رہی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر کپڑا تھا۔** (۳) دیکھئے: حاشیہ صحیح الترمذی، [ج ۳، ص ۲۰۶] مکتب التربیہ العربیہ لدولۃ الخلیج۔ (۴) صحیح۔ النسائي في الکبری [۸۹۵۱]، شیخ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحہ [۳۲۷۷] میں اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

مکہ والوں کا انتظار کرونگا، (پھر مکہ مدینہ کے) حرمین کے لوگوں کیساتھ جمع کیا جاؤ نگا''۔

## ٧٣) بَابٌ ؛

## باب: (دین کو سمجھنے والے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ)

٣٩٥٨) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ كَانَ يَكُوْنُ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ، فَإِنْ يَّكُ فِيْ أُمَّتِيْ أَحَدٌ، فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)).

**حسن صحیح**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''پچھلی امتوں میں بھی بعض لوگوں کو الہام ہوا کرتا تھا' اگر میری امت میں کسی کو الہام ہوا (کوئی صاحب فہم وفراست ہے) تو وہ عمر ہیں''**۔

**فائدہ**: محدّثون: جن کے دلوں میں علم ڈالا جاتا ہے' الہام ہوتا ہے(۱) یعنی دین کے نصوص کو سمجھنے والے، مسائل کا استنباط کرنے والے، اہل فہم ودانشور لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے حق کو سمجھنے کی صلاحیت بطورِ خاص پیدا فرمادی اور وہ اسکی توفیق سے حق بات بولتے ہیں، اللہ فرشتوں کے ذریعہ ان پر القاء والہام کرتا ہے جیسے محدثین وعلماء اوران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام تو بہت اونچا ہے، انکی تخصیص اسلئے فرمائی کیونکہ انکی رائے کے مطابق قرآن کے کئی احکام وآیات نازل ہوئیں۔ بنی اسرائیل میں بکثرت انبیاء مبعوث ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت محدثین عطاء فرمائے(۲)۔ دوسری مرفوع حدیث میں محدثون کی جگہ یہ الفاظ ہیں''جن کو خیر اور بہتری کی باتیں سکھائی گئی ہوں یا جو خیر اور بہتری کی باتیں سکھانے والا ہو''(۳)۔

## ٧٤) بَابٌ ؛

## باب: (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں معجزات)

٣٩٥٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ

**ضعیف**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس (ابھی) ایک شخص

(٣٩٥٨) یہ حدیث **حسن صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [صحیح الجامع (٣٤٧٧) اور المشکاۃ (٦٠٢٦)]۔

(٣٩٥٩) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (٦٠٥٨)، [ضعیف سنن الترمذی (٧٦٢) کے تحت شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں ایک راوی''عبداللہ بن عبدالقدوس'' اور ایک نسخہ میں''عبدالملک بن عبدالقدوس'' ذکر کیا ہے ''عبدالملک بن عبدالقدوس'' کے بارے میں مجھے معلومات نہیں ملسکی جبکہ''عبداللہ بن عبد القدوس'' وہ تمیمی سعدی کوفی ہے سچا تھا لیکن رافضی کہا گیا ہے، التقریب (١/٤٣٠)۔ اور حدیث الباب کے تحت علامہ مبارکپوری کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی''محمد بن حمید رازی'' ضعیف ہیں اور راوی عبداللہ بن سلمہ صدوق ہیں ان کا حافظہ خراب ہوگیا تھا، تحفۃ الاحوذی (١٠/١٢٦)]۔

(۱) صحیح مسلم [٢٣٨٣] کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عمر رضي الله عنه، **یہ ابن وہب رحمہ اللہ کا قول ہے۔** (۲) فتح الباری [٧/٥٠]۔ (۳) حسن۔ الطبقات الکبریٰ [٢/٣٣٥] لابن سعد، فضائل الصحابۃ لإمام أحمد بن حنبل، [٥١٨]، تحقیق: د۔ وصي الله محمد عباس۔

الْـجَـنَّةِ فَـاطَّـلَـعَ أَبُـوْ بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَاطَّلَعَ عُمَرُ)).

آئیں گے وہ جنتی ہیں چنانچہ حضرت ابوبکر ﷛ تشریف لائے، پھرفرمایا: تمہارے پاس (ابھی) ایک شخص آئیں گے وہ بھی جنتی ہیں چنانچہ اس بار حضرت عمر ﷛ تشریف لائے۔

**فائدہ**: اس حدیث کے ہم معنی صحیح حدیث آگے (۳۹۷۶) میں صفحہ (151) پر آرہی ہے اور وہ بخاری ومسلم کی حدیث ہے۔

یَطَّلِعُ: یطلع کا معنی ہے ظاہر ہونگے، جیسے طلوع الشمس وطلوع الفجر کہا جاتا ہے کہ فجر اور سورج ظاہر ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد فوراً حضرت ابوبکر ظاہر ہوگئے پھر حضرت عمر آگئے' رضی اللہ عنہما، اس حدیث میں شیخین کے جنتی ہونے کی بشارت ہے۔

**صحیح**

(۳۹۶۰) عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**بَيْـنَـمَـا رَجُـلٌ يَـرْعـى غَـنَـماً لَّهُ إِذْ جَاءَ الـذِّئْبُ فَأَخَذَ شَاةً فَجَاءَ صَاحِبُهَا فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ، فَـقَـالَ الذِّئْبُ: كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لاَ رَاعِـيَ لَهَـا غَيْـرِيْ؟**)) قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((**فَـآمَـنْتُ بِذَالِكَ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ**)) قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: وَمَا هُمَا فِيْ الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ.

حضرت ابوہریرہ﷛ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''**ایک بار چرواہا بکریاں چرارہا تھا کہ بھیڑیے نے آکر ایک بکری دبوچ لی! بکری کا مالک آیا اور اسنے بکری چھڑالی' بھیڑیا کہنے لگا: جس دن درندوں کا راج ہوگا اور میرے علاوہ اسکا کوئی اور چرواہا نہیں ہوگا اس دن کیا کروگے؟**'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**میں بھی اس پر ایمان لایا اور ابوبکر وعمر بھی اس پر ایمان لائے**'' ابوسلمہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہیں تھے۔

**(۳۹۶۱)** یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

(۳۹۶۰ اور ۳۹۶۱) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، بخاری، مسلم، پہلے (۳۹۴۴) میں جو حدیث گزری ہے یہ اس کا تکملہ ہے [مکمل حدیث بخاری ومسلم میں موجود ہے، صحیح الجامع (۲۸۷۱)، المشکاۃ (۶۰۴۷)، الارواء (۲۴۲/۷) اور الادب المفرد (۹۰۲)]۔

**فائدہ** : اس حدیث کی شرح پیچھے حدیث (۳۹۴۴) میں صفحہ (119) پر ملاحظہ فرمائیں۔

**یوم السبع**: بھیڑیے نے کہا درندوں کے راج والے دن میرے علاوہ کوئی اور چرواہا نہیں ہوگا یعنی میرے لئے آزادی ہوگی، اس دن سے مراد فتنے والا دن ہے جب لوگ اپنی پریشانیوں میں مشغول ہونگے اور بکریوں کو سنبھالنے کی فرصت نہیں ہوگی جیسے زلزلہ وغیرہ آجانے سے شدید پریشانی ہوتی ہے (۱)۔ بعض نے قیامت کا دن اور عید کا دن بھی مراد لیا ہے' لیکن یہ بات راجح نہیں ہے۔

**صحیح**

۳۹۶۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَعِدَ أُحُداً وَّأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: **((اُثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيقٌ وَّشَهِيْدَانِ))**.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر' عمر وعثمان رضی اللہ عنہم احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ہلنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''اے احد! ٹھہر جا' تجھ پر اس وقت ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں''۔**

**فائدہ** : نبی علیہ السلام کا اسطرح فرمانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے' بعد میں ایسا ہی ہوا حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما شہید ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پہاڑ کو سنوادی یہ حقیقی معنی ہی لیا جائیگا کیونکہ اسکی دلیل میں دوسری حدیث بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک احد پر مارا اور فرمایا کہ اے پہاڑ! ہل نہیں رُک جا' ٹھہر جا۔(۲)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت سے بھر دے اور اس محبت کو اور زیادہ کردے۔

---

(۳۹۶۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، الصحیحہ (۸۷۵)، [سنن ابی داود (۴۶۵۱)، صحیح الجامع (۱۳۱)، المشکاۃ (۶۰۷۴) اور صحیح الموارد (۱۸۴۰)]۔

(۱) امام نوویؒ نے اسی قول کو زیادہ صحیح اور راجح قرار دیا ہے دیکھئے: شرح نووی [۱۵/ ۱۵۷]۔ (۲) صحيح البخاري [۳۴۱۰]، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضی اللہ عنہ۔

## مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷺ وَلَهُ كُنْيَتَانِ يُقَالُ : أَبُوْ عَمْرٍو، وَأَبُوْ عَبْدِاللهِ

## حضرت عثمان بن عفان ﷺ کے مناقب وفضائل

## انکی دو کنیتیں ہیں ابوعمرو اور ابوعبداللہ

**نام ونسب:** حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نبی علیہ السلام کی دو بیٹیاں رہیں' اسی لئے انکا لقب ''ذوالنورین'' ہے یعنی دو نور والے، پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی پھر انکے انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی بھی ان سے کی (۱)' پہلے انکی کنیت ابو عمرو تھی پھر جب رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ کی ولادت ہوئی تو ابوعبداللہ کنیت ہوگئی (۲)' نسل کے اعتبار سے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے دادا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چوتھے دادا عبد مناف ہیں' پھر انکی اولاد سے خاندان بدلتا ہے۔ (۳)

**فضائل:** حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے پہل اسلام لانے والے صحابہ میں سے ہیں (۴)' انہوں نے دو ہجرتیں کیں پہلے حبشہ میں' پھر جب نبی علیہ السلام نے مدینہ طیبہ میں ہجرت کی تو یہ بھی مدینہ آگئے (۵)' اسی طرح یہ عشرۂ مبشرہ صحابہ میں سے بھی ہیں یعنی ان دس صحابہ میں سے جنہیں نبی علیہ السلام نے ایک ہی وقت میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔ (۶)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں میں خوبصورت ترین مانے جاتے تھے (۷)' حیاء اتنی تھی کہ فرشتے بھی ان سے حیا کرتے تھے (۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں نبی کے بعد عثمان سب سے زیادہ حیاء والے ہیں (۹)' بہت زیادہ روزے رکھنے والے (۱۰)' اللہ کے خوف اور قبر کو یاد کر کے بہت رونے والے اور اپنا محاسبہ کرنے والے تھے (۱۱) اور اپنے وقت میں علمِ میراث کے ماہر مانے جاتے تھے (۱۲)

---

(۱) حسن۔ سنن بیہقي [۷/۳۷] تخریج: د۔ عاطف لماضة۔ (۲) حسن۔ طبرانی فی الکبیر [۹۰]، [۲۳۵]، مجمع الزوائد [۱۴۴۸۹]، [۱۴۵۱۳]، الاصابہ [۵/۲۰] لابن حجر۔
(۳) رجالہ ثقات۔ طبرانی فی الکبیر [۹۰]، مجمع الزوائد [۱۴۴۸۹]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں۔ (۴) الإصابہ [۴/۴۵۶] لابن حجر، شیخ اکرم ضیاء ''عصر الخلافۃ الراشدۃ'' ص۔ ۸۱۔ ۸۲] میں کہتے ہیں یہ بات ثابت ہے۔ (۵) صحیح البخاري [۳۴۲۰]، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضی اللہ عنہ۔
(۶) صحیح۔ صحیح الترمذي [۲۹۴۶]۔ (۷) صحیح۔ مسند أحمد [۵۲۲] تحقیق: شیخ أحمد شاکر۔ (۸) صحیح مسلم [۲۳۸۳] کتاب فضائل الصحابۃ رضي اللہ عنہم، باب من فضائل اعثمان بن عفان رضي اللہ عنہ۔ (۹) صحیح۔ فضائل الخلفاء الراشدین وغیرہم [۲۸] لابی نُعیم، صحیح الجامع [۱۵۶۴]۔ (۱۰) صحیح۔ الطبقات [۳/۶۰] لابن سعد، فضائل الصحابۃ لإمام أحمد بن حنبل، [۱۰۸]، تحقیق: د۔ وصي اللہ محمد عباس۔ (۱۱) حسن۔ سنن ترمذی [۲۳۰۸] ابواب الزھد، باب ماجاء في ذکر الموت۔ (۱۲) صحیح۔ سنن دارمی [۲۸۵۲]، تحقیق: شیخ حسین سلیم أسد۔

**خلافت اور شہادت:** حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد یہ ہی خلیفہ بنے اور (۱۲) سال خلافت کرنے کے بعد (۸۸) سال کی عمر میں انہیں ۱۸/ ذی الحجہ ۳۵ھ یعنی بمطابق ۶۵۶ء جمعہ والے دن شہید کر دیا گیا۔(۱)

ابو شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی محبت صرف اس امت کے متقی لوگوں کے دل میں جمع ہوتی ہے۔(۲)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو حضرت عثمان اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

**صحیح**

۳۹۶۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَعُثْمَانُ ، وَعَلِيٌّ ، وَطَلْحَةُ ، وَالزُّبَيْرُ ، فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((**اهْدَأْ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْصِدِّيقٌ أَوْشَهِيدٌ**)).

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں ایک بار رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑی پر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ حضرت ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے پہاڑی ہلنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''ٹھہر جا' تجھ پر نبی' صدیق اور شہید ہی ہیں''۔**

**فائدہ:** ''حراء'' مکہ مکرمہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے اکثر یہاں جایا کرتے تھے اور تنہائی میں کائنات کے مشاہدات پر غور فرماتے' یہیں پہلی وحی بھی نازل ہوئی۔(۳)

یہ حدیث بھی پچھلی حدیث جیسی ہی ہے(۴) کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی اور یہ لوگ شہید ہوئے انکو ظلم سے مارا گیا اور جسکو ظلم سے مارا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق انہیں بھی شہید کی فضیلت حاصل ہوتی ہے(۵) لیکن انہیں نہلایا کفنایا جاتا ہے' برعکس میدانِ جہاد میں شہید ہونے کے' جیسے عمر رضی اللہ عنہ کو نہلایا کفنایا گیا تھا۔(۶) حضرت عمر' عثمان' اور علی رضی اللہ عنہم کو ظلم سے شہید کیا گیا' زبیر رضی اللہ عنہ

---

(۳۹۶۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم، الصحیحہ (۵۶۲/۲)، [المشکاۃ (۶۱۰۸) اور تخریج شرح الطحاویۃ (ص۔۵۵۰)]۔

(۱) رجالہ ثقات۔طبرانی فی الکبیر[۱۰۷]، مجمع الزوائد[۱۴۵۷۳]، حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس اسناد کے راوی ثقات ہیں۔ (۲) کتاب الشریعہ[۱۷۷۱/۴])۔ (۳) صحیح البخاري[۳]، بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحي إلی رسول اللہ ﷺ۔ (۴) **پچھلی حدیث میں احد پہاڑ کا ذکر ہے اور اس حدیث میں حراء پہاڑ کا' یہ دو الگ واقعے ہیں' تفصیل کیلئے دیکھیں الصحیحہ [۸۷۵] کے تحت۔** (۵) صحیح۔سنن النسائي[۴۰۲۸]، کتاب تحریم الدم، من قاتل دون مظلمتہ۔ (۶) صحیح۔موطأ الإمام مالک[۱۶۸۳]، جامع الأصول في أحادیث الرسول[۱۲۵۵] کے محقق شیخ ایمن صالح شعبان اور شیخ وصي اللہ محمد عباس نے فضائل الصحابۃ لإمام أحمد بن حنبل، [۶۵۲] کی تحقیق میں اس اثر کو صحیح کہا ہے۔

کو ابن جُرموز نے (۱) اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو مروان بن حکم نے تیر مار کر شہید کیا۔ (۲)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر فتنے کا ڈر نہ ہو تو عمل کا شوق دلانے اور ہمت بندی کیلئے انسان کے سامنے اس کی تعریف کی جا سکتی ہے۔

## آپ ﷺ نے غیب کی باتیں کیسے بتائیں؟

یہ سب باتیں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے بتائیں' غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے البتہ انبیاء علیہم السلام کو کبھی یہ چیزیں بتا دی جاتی ہیں تو پھر یہ غیب نہیں رہتا بلکہ ظاہر ہو جاتا ہے قرآن میں ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهِ أَحَداً ☆ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (۳) یعنی ''صرف وہ ہی غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب کی باتیں کسی کو بھی نہیں بتاتا' ہاں! جس رسول کو وہ پسند کرلے'' تو جب اللہ خود ہی رسول کو وحی کے ذریعے بتا دے تو وہ غیب نہیں رہتا' اسی طرح ﴿وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ اِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ (۴) یعنی لوگ اللہ کے علم پر حاوی نہیں ہو سکتے (جان نہیں سکتے) مگر جتنا اللہ چاہتا ہے (بتا دیتا ہے)' یہاں بھی اظہار مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو ان غیب کی چیزوں پر مطلع فرما دیتا ہے پھر وہ آگے لوگوں کو بتا دیتے ہیں جیسے قرآن میں آخرت کی باتیں' پچھلی امتوں کے واقعات' آگے آنے والی باتیں' جنت جہنم کی باتیں وغیرہ بیان کی ہیں یہ سب غیب کی باتیں ہیں اللہ نے نبی علیہ السلام کو قرآن کے ذریعے بتائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بتائیں۔

### ۷۵) بَابٌ:

(۳۹۶۴) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ، وَرَفِيْقِيْ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ)).

**ضعیف**

### باب:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کا ایک رفیق (خاص ساتھی) ہوتا ہے' اور جنت میں میرے رفیق عثمان ہیں''۔

(۳۹۶۴) یہ حدیث **ضعیف** ہے، ابن ماجہ (۱۰۹)، ضعیف الجامع (۲۰۷۳)، [المشکاۃ (۶۰۶۱)]، الضعیفۃ (۴۷۳۸) کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند میں (۴) علتیں بیان کی ہیں: (ا) راوی ''حارث بن عبد الرحمٰن بن ابی ذباب'' کا حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے، (ب) اور پھر یہ ''حارث'' صدوق تو ہیں لیکن حدیث بیان کرنے میں ان کو وہم ہو جاتا تھا، (ج) ''قرشی شیخ'' (جن کا نام ذکر نہیں کیا گیا) مجہول ہیں، (د) ''یحیٰ بن یمان'' ضعیف ہیں، حدیث بیان کرنے میں ان سے بہت زیادہ غلطیاں ہو جاتی تھیں اور پھر آخری عمر میں ان کا حافظہ بھی کمزور ہو گیا تھا۔

(۱) صحیح۔ مسند احمد [۶۸۰]، حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، الإصابۃ [۱/۵۴۶]۔ (۲) صحیح۔ حاکم [۵۵۹۱]، امام ذہبیؒ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔

(۳) سورۃ الجن [۲۶۔۲۷]۔ (۴) آیۃ الکرسی، سورۃ البقرہ [۲۵۵]۔

## ٧٦) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مال سے جنت خرید لی)

٣٩٦٥) عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ فَوْقَ دَارِهِ ثُمَّ قَالَ: أُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ حِرَاءَ حِيْنَ انْتَفَضَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((اثْبُتْ حِرَاءُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْصِدِّيْقٌ أَوْشَهِيْدٌ))** قَالُوْا : نَعَمْ. قَالَ: أُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ: **((مَنْ يُنْفِقُ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً؟))** وَالنَّاسُ مُجْهَدُوْنَ مُعْسِرُوْنَ؛ فَجَهَّزْتُ ذَالِكَ الْجَيْشَ؟ قَالُوْا : نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ: أُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رُوْمَةَ لَمْ يَكُنْ يَّشْرَبُ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا بِثَمَنٍ فَابْتَعْتُهَا فَجَعَلْتُهَا لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ وَابْنِ السَّبِيْلِ؟ قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، وَأَشْيَاءَ عَدَّدَهَا.

**صحیح**

ابوعبدالرحمن سُلمیؒ بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا (انکے گھر میں) محاصرہ کیا گیا تو وہ گھر کے اوپر چڑھے اور لوگوں سے فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر یاد دلاتا ہوں: جب ایک بار حراء پہاڑی حرکت کرنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: **''اے حراء! ٹھہر جا' تجھ پر نبی' صدیق اور شہداء کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے''** محاصرہ کرنے والے کہنے لگے ہاں (یہ بات ٹھیک ہے)، پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر یاد دلاتا ہوں: تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے جیش عُسرۃ (غزوہ تبوک) کے موقع پر فرمایا تھا: **''کون ہے جو خرچ کرے اسکا خرچ کرنا اللہ کے ہاں قبول ہوگا؟''** اس وقت لوگ بہت تنگ دستی اور مشقت کی حالت میں تھے تو میں نے لشکر کی تیاری میں خوب حصہ لیا؟ لوگوں نے کہا ہاں (آپ ٹھیک کہتے ہیں)، پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر یاد دلاتا ہوں: تمہیں معلوم ہے کہ بئر رومہ (کنویں) سے کوئی بغیر قیمت کے پانی نہیں پی سکتا تھا پھر میں نے اس کنویں کو خرید کر مالدار' غریب' مسافر سب ہی کیلئے وقف کر دیا تھا؟ سب نے گواہی دی اے اللہ! ہم جانتے ہیں (یہ بات بھی ٹھیک ہے)، پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اور باتیں بھی یاد دلائیں۔

---

(٣٩٦٥) یہ حدیث **صحیح** ہے، [بخاری تعلیقاً (٥/ ٤٧٧)، سنن نسائی (٣٦٠٩)، ابن خزیمہ (٢٤٩١)، صحیح الموارد (١٨٤٤)، المختارۃ (٣٣٧-٣٣٩) اور الصحیحہ (٨٧٥) کے تحت]۔

مکتب التربیہ العربیہ لدولۃ الخلیج کی جانب سے جو صحیح الترمذی کا ایڈیشن طبع ہوا ہے اس میں اس حدیث کی تخریج ابن ماجہ (١٠٩) کی گئی ہے جو کہ اس سے پہلی حدیث کی تخریج کا ہی تکرار ہے، غالباً یہ طباعت کی غلطی معلوم ہوتی ہے]۔

**فائدہ:** حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ شہادتیں لوگوں کے سامنے اپنا حق منوانے کیلئے پیش کیں کہ میرا تو یہ مقام ومرتبہ ہے پھر کیوں مجھ پر سختیاں کرر ہے ہو؟ اللہ نے انہیں مقام شہادت نصیب فرمایا۔

**خوارج کون ہیں؟** حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرنے والے خوارج تھے جو کہ ایک گمراہ فرقہ ہے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں پھران کا خون بہانا حلال سمجھتے ہیں اور انکے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں، ان ہی لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا' لعنۃ اللہ علیہم۔

جَيْشِ الْعُسْرَةِ: مطلب ہے تنگی والی جنگ یعنی غزوہ تبوک' کیونکہ مسلمانوں کے پاس زادِ سفراور جنگ کا سامان بہت کم تھا اور بہت دور کا سفر تھا دشمن کی فوج بھی کافی طاقتور اور زیادہ تھی۔

رُوْمَةَ: بئر رومہ ایک یہودی کا کنواں تھا(۱) اور اسکا پانی بہت میٹھا اور مزیدار تھا یہودی مسلمانوں کو پانی بیچتا تھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کرامیر وغریب سب کیلئے وقف کر دیا تھا۔ (تحفہ)

**ضعیف**

(۳۹۶۶) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ عَلَيَّ ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((مَا

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ لوگوں کو غزوہ تبوک کی تیاری میں حصہ لینے کی ترغیب فرمارہے تھے میں بھی وہیں موجود تھا، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ کے راستے میں ایک سو اونٹ پالان وکجاوے سمیت (یعنی سامان سے لدے ہوئے) میرے ذمہ ہیں، نبی علیہ السلام نے پھر لوگوں کو ترغیب دلائی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عرض کی میں اللہ کے راستے میں دوسو اونٹ پالان وکجاوے سمیت اپنے ذمہ لیتا ہوں، نبی علیہ السلام نے پھر ترغیب دلائی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسری بار

(۳۹۶۶) شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۶۳)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۰۱۷)، حدیث الباب کے تحت علامہ مبارکپوری کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''فرقد ابوطلحہ'' مجھول ہیں' تحفۃ الاحوذی (۱۱۳/۱۰)]۔

(۱) صحیح۔امام شوکانی نے نیل الاوطار [۲۴۱/۵] میں اسے صحیح کہا ہے۔

عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ، مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ)).

کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے میں اللہ کے راستے میں تین سو اونٹ پالان وکجاوے سمیت اپنے ذمہ لیتا ہوں، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے یہ کہتے ہوئے تشریف لائے: ''آج کے بعد عثمان جو عمل بھی کریں ان پر مؤاخذہ نہیں آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں پکڑ نہیں ہوگی''۔

**فائدہ**: اگر چہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن صحیح حدیث سے عثمان رضی اللہ عنہ کا اس غزوہ میں تین سو اونٹ سے بھی زیادہ حصہ لینا ثابت ہے، سنن نسائی کے الفاظ ہیں عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں نے اپنے ذاتی مال سے غزوہ تبوک کے آدھے لشکر کو تیار نہیں کیا تھا؟ دوسری روایت میں ہے عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے لشکر کی ایسی تیاری کرائی کہ سواری کے پاؤں باندھنے یا اُونٹ کی نکیل کیلئے ایک رسی کی بھی ضرورت نہ رہی۔(۱) اور اس غزوہ میں صحابہ کی اتنی بڑی تعداد تھی کہ انہیں رجسٹر میں باآسانی درج نہیں کیا جاسکتا تھا۔(۲)

۳۹۶۷) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ. قَالَ الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ: وَفِيْ مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْ كِتَابِيْ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، فَنَثَرَهَا فِيْ حِجْرِهٖ. قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَلِّبُهَا فِيْ حِجْرِهٖ وَيَقُوْلُ: **((مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ))**.

حسن

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک بار نبی ﷺ کے پاس عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لیکر حاضر ہوئے، راوی حسنؒ کہتے ہیں میری تحریر میں ایک جگہ اسطرح لکھا ہوا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر عثمان رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لیکر آئے اور وہ دینار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں لاکر ڈالدئے، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کررہے تھے اور فرمارہے تھے کہ **''آج کے بعد عثمان جو عمل بھی کریں انہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا''** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار یہ فرمایا۔

**فائدہ**: **اس حدیث میں عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔**

(۳۹۶۷) یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ (۶۰۶۴)۔ یہ حدیث امام ترمذیؒ اپنے استاد امام بخاریؒ سے روایت کررہے ہیں کہتے ہیں حدثنا محمد بن اسماعیل......

(۱) صحیح۔سنن النسائي [۳۶۰۷]، [۳۶۰۹]، کتاب الأحباس، باب وقف المساجد۔ (۲) صحیح البخاري [۴۰۶۶]، کتاب المغازي، باب حدیث کعب بن مالک وقول اللہ عزوجل ﴿وعلى الثلاثة الذين خلفوا﴾۔

ایک ہزار دینار تقریباً ساڑھے پانچ کلو سونے کے سکے ہوتے ہیں(۱) اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ذاتی مال سے غزوہ تبوک کے آدھے لشکر کو تیار کیا تھا(۲)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ سخاوت دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں انہیں نقصان نہیں پہنچے گا لیکن عثمان رضی اللہ عنہ بلکہ تمام صحابہ کرام ہی یہ خوش نوید سننے کے بعد اور بھی زیادہ نیکی کے کاموں میں سبقت کرتے تھے، بدر والوں کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری دی تھی کہ آج کے بعد ان پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔(۳)

**ضعیف**

۳۹۶۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى مَكَّةَ، قَالَ: فَبَايَعَ النَّاسُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ، فَضَرَبَ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى، فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ أَيْدِيْهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ)).

حضرت انس بن مالک ﷜ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب بیعت رضوان کا حکم فرمایا اس وقت عثمان ﷜ آپ ﷺ کے نمائندے بن کر مکہ والوں کے پاس گئے ہوئے تھے، لوگوں نے نبی علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عثمان اللہ اور اسکے رسول کے کام سے گئے ہوئے ہیں“ اور اپنا ایک ہاتھ (عثمان کیطرف سے) دوسرے ہاتھ پر مارا (بیعت کیلئے رکھا)، اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ (عثمان ﷜ کیطرف سے) لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے اچھا اور بہتر تھا۔

**فائدہ**: اسی معنی کی صحیح حدیث آگے (۳۹۷۴) صفحہ (149) میں آ رہی ہے شرح وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

**حسن**

۳۹۶۹) عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ

ثُمامہ بن حَزن القُشیریؒ بیان کرتے ہیں میں حضرت عثمان ﷜ کے گھر کے پاس آیا جب وہ گھر کی

(۳۹۶۸) شیخ البانیؒ کہتے ہیں: یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۶۵)، [اس حدیث کی سند میں راوی ”حکم بن عبدالملک“ کو حافظ ابن حجرؒ اور امام ذہبیؒ نے ضعیف کہا ہے، دیکھئے: تقریب التہذیب (۱۴۵۱) لامام ابن حجر، الکاشف (۱۱۸۳) لامام ذہبی]۔

(۳۹۶۹) یہ حدیث **حسن** ہے، الارواء (۱۵۹۴)، [سنن نسائی (۳۶۰۸)، المختارۃ (۳۰۳-۳۳۰)، ابن خزیمہ (۲۴۹۲) اور الصحیحہ (۸۷۵) کے تحت، **اس حدیث کو شیخ البانیؒ نے پہلے المشکاۃ (۶۰۶۶) میں ضعیف کہا تھا پھر سنن الترمذی اور الارواء (۱۵۹۴) میں صحیح کہا ہے۔ تراجع العلامۃ الالبانی (۵۹۴)، التنبیہات الملیحۃ علی ماتراجع عنہ الألبانی [ص-۷۰] لابن یوسف الغریب اور تنبیہ القاري علی تقویۃ ماضعفہ الألباني لعبداللہ الدویش (۱۵۳)]۔**

(۱) الرحیق المختوم [۵۰۱] اردو ترجمہ۔ (۲) صحیح۔ سنن النسائی، [۳۶۰۹]، کتاب الأحباس، باب وقف المساجد۔ (۳) صحیح البخاري [۳۶۸۴]، کتاب المغازي، باب فضل من شهد بدرا۔

عُثْمَانُ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِصَاحِبِكُمُ اللَّذَيْنِ أَلَّبَاكُمْ عَلَيَّ؟ قَالَ: فَجِيءَ بِهِمَا كَأَنَّهُمَا جَمَلَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا حِمَارَانِ، قَالَ: فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالإِسْلَامِ: هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرُ بِئْرِ رُومَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَجْعَلَ دِلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ))** فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي؟ فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا، حَتّٰى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ. فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ))** فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي وَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي أَنْ أُصَلِّيَ فِيهَا رَكْعَتَيْنِ؟ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ. فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي؟ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ. فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى ثَبِيرِ مَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيضِ، قَالَ: فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ

چھت پر چڑھے ہوئے لوگوں سے فرما رہے تھے اپنے ان دو ساتھیوں کو میرے سامنے لاؤ جنہوں نے تم لوگوں کو میرے خلاف اکٹھا کیا ہے' ان دونوں کو لایا گیا گویا وہ دو اونٹ یا دو گدھے کی طرح تھے، عثمان ؓ اوپر سے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیکر تمہیں یاد دلاتا ہوں: تمہیں معلوم ہے جب نبی علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں رومہ کنویں کے علاوہ اور کہیں میٹھا پانی نہیں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **''کون ہے جو اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کردے اسے جنت میں اسکے عوض بہترین بدلہ ملے گا''** تو میں نے اس کنویں کو اپنے ذاتی مال سے خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کردیا؟ اور آج تم لوگ مجھے اس کنویں سے پانی بھی نہیں پینے دیتے اور میں سمندر کا (کھارا) پانی پی رہا ہوں؟ وہ لوگ کہنے لگے: اے اللہ! ہم جانتے ہیں (کہ یہ بات ٹھیک ہے)، عثمان ؓ نے پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دیکر یاد دلاتا ہوں: تمہیں معلوم ہے کہ مسجد نبوی نمازیوں کیلئے چھوٹی پڑ گئی تھی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''کون ہے جو فلاں لوگوں سے زمین خرید کر مسجد میں ملا دے (تاکہ مسجد بڑی ہو جائے) اسے جنت میں اس سے اچھی جگہ ملے گی''** لہٰذا میں نے وہ زمین اپنے ذاتی مال سے خرید کر مسجد کیلئے دیدی اور آج تم مجھے اس مسجد میں دو رکعت بھی پڑھنے نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا اے اللہ! ہم گواہی

فَقَالَ: ((اسْكُنْ ثَبِيْرُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَان)) قَالُوْا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، شَهِدُوْا لِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلاَثاً)).

دیتے ہیں (کہ یہ بات بھی ٹھیک ہے)، پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دیکر یاد دلاتا ہوں: تمہیں معلوم ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر میں نے فوج کی تیاری کیلئے اپنا مال دیا تھا؟ انہوں نے گواہی دی کہ یہ بھی ٹھیک ہے، پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دیکر یاد دلاتا ہوں: تمہیں معلوم ہے کہ ایک بار نبی علیہ السلام مکہ میں ثبیر پہاڑی پر تھے' اور میں' حضرت ابوبکر وعمر بھی آپ کے ہمراہ تھے' وہ پہاڑی ہلنے لگی حتی کہ چند پتھر بھی نیچے گر گئے، نبی علیہ السلام نے پہاڑی پر قدم مبارک مارا اور فرمایا: **''اے ثبیر! رک جا (ہل نہیں) کیونکہ اس وقت تیرے اوپر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہیں''** ان لوگوں نے گواہی دی کہ یہ بات بھی ٹھیک ہے، عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ اکبر'' اب تو ان لوگوں نے بھی میرے حق میں سچی گواہی دیدی، رب کعبہ کی قسم میں شہید ہوں، تین بار یہی فرمایا۔

**فائدہ** : سمندر کے پانی سے عام کھارا نمکین پانی مراد ہے۔

''ثبیر'' مکہ کا بہت بڑا پہاڑ ہے جو مزدلفہ سے منیٰ جاتے ہوئے بائیں طرف آتا ہے۔(۱)

یہ دونوں مخالفین اونٹ یا گدھے کی طرح بہت بھاری بھرکم تھے' یہ خوارج تھے جو کہ ایک گمراہ فرقہ ہے' اسی نظریہ کے لوگ آج بھی مسلمانوں میں موجود ہیں جو مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور انکے ساتھ مقابلہ کرنے پر لوگوں کو ورغلاتے ہیں یہ انہیں فسادی لوگوں میں سے ہیں، اب جو لوگ بھی اسطرح کی بے کار سوچ رکھتے ہیں انہیں فوراً سنبھل جانا چاہئے۔ خوارج کے بارے میں مزید صفحہ (141) پر دیکھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل ہیں جن میں سب سے بہترین فضیلتیں اس حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان تمام فضیلتوں کو سننے کے باوجود بھی گمراہ اور سرکش لوگ باز نہیں آئے اور ان کو شہید کر دیا' انہوں نے اپنا حق بیان کیا کہ میں نے اسلام میں کتنے اچھے اچھے کام کئے ہیں اور یہ سب باتیں فخر کے طور پر نہیں بلکہ ضرورت کے پیشِ نظر فرمائیں تاکہ شر اور پریشانی ان سے دور ہو جائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ نے اپنے فضل سے مالِ کثیر عنایت کیا تھا' یہ

(۱) فتح الباری [۱/۹۴] لابن حجر۔

ایک تاجر تھے، اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کیلئے اس کی راہ میں خرچ کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے اور کبھی فقر سے نہیں ڈرتے تھے جس کی مثال اس حدیث میں بیان ہوئی ہے:

۱) رومہ کنواں خرید کر امیر و غریب سب کیلئے وقف کر دیا تھا۔

۲) مسجد نبوی کی توسیع کیلئے بیس یا پچیس ہزار درہم کی زمین خریدی۔(۱)

۳) غزوہ تبوک کے موقع پر آدھی فوج اور لشکر کی تیاری کرائی اور تیاری بھی ایسی کہ سواری کے پاؤں باندھنے یا اُونٹ کی نکیل کیلئے ایک رسی کی بھی ضرورت نہ رہی(۲) اور ایک ہزار دینار (یعنی تقریباً ساڑھے پانچ کلو سونے کے سکّے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔(۳)

جن لوگوں پر اللہ نے اپنا فضل کیا ہوا ہے ان کیلئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت میں بڑی نصیحتیں ہیں۔

## فتنوں کے وقت بھی ہدایت پر رہنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

**صحیح**

۳۹۷۰) عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ أَنَّ خُطَبَاءَ قَامَتْ بِالشَّامِ وَفِيهِمْ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ آخِرُهُمْ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ، فَقَالَ: لَوْلَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا قُمْتُ، وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ: **((هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى))** فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ، فَقُلْتُ: هٰذَا؟ قَالَ: **((نَعَمْ))**.

ابواشعث صنعانی ؒ بیان کرتے ہیں ایک بار ملک شام میں کئی خطیبوں نے خطاب کیا ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے آخر میں خطاب کیلئے حضرت مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی تو میں اس وقت کھڑا نہ ہوتا (یعنی یہ حدیث سنانے کیلئے ہی کھڑا ہوا ہوں) آپ ﷺ نے (اپنے بعد) جلد آنے والے فتنوں کا ذکر فرمایا' اتنے میں ایک آدمی وہاں سے گزرے جو اپنے سر پر کپڑا لپیٹے ہوئے تھے آپ نے انکی طرف اشارہ کر کے فرمایا: **''یہ اس وقت ہدایت پر ہوگا''**، حضرت مُرّہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اٹھ کر انہیں دیکھا تو یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے' پھر میں نے

(۳۹۷۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۱۱)، [المشکاۃ (۶۰۶۷)، الصحیحہ (۳۱۱۹) کے تحت اور ھدایۃ الرواۃ (۶۰۲۱)]۔

(۱) صحیح۔سنن النسائي، [۳۶۰۷]، کتاب الأحباس، باب وقف المساجد۔ (۲) صحیح۔سنن النسائي، [۳۶۰۹]، کتاب الأحباس، باب وقف المساجد۔ (۳) صحیح الترمذی [۳۹۶۷]۔

ان کے چہرے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا اور پوچھا: یہ؟ آپ نے فرمایا ''ہاں (یہی)''۔

**فائدہ:** یہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی تھے شاید سردی کی وجہ سے چہرہ چادر میں ڈھانپے ہوئے تھے، حضرت مُرّہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کاندھا پکڑ کر ان کا چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر کے تصدیق چاہی کہ یہی شخص ہدایت پر ہونگے؟ آپ نے فرمایا ہاں (۱)۔ یہ حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومیت اور انکے حق پر ہونے کی واضح دلیل ہے اور نبی علیہ السلام کی طرف سے صحابہ اور مسلمانوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف داری اور ان کا ساتھ دینے کا حکم بھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتنے کے دور میں تم ان کے (یعنی عثمان کے) اور انکے ساتھیوں کے ساتھ رہنا' انکا ساتھ دینا۔(۲)

اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہدایت و حق پر تھے اور انکے مقابلے میں ''خوارج'' گمراہ اور اہلِ باطل ہی تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ایسے شبہات پیش کرے جو بالکل باطل تھے، آج بھی جو لوگ مسلمانوں کا خون کرنا حلال سمجھتے ہیں انہیں اپنے ان خیالات و سوچ کی اصلاح کرنی چاہیے۔ خوارج کون ہیں انکے بارے میں مزید صفحہ (141) پر دیکھیں۔

## ۷۷) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے نبی علیہ السلام کی نصیحت)

۳۹۷۱) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((**يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصاً فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ**)).

**صحیح**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: **''عثمان! ہوسکتا ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیض پہنائیں' تو اگر لوگ اسے اتروانے کی کوشش کریں تو تم اس قمیض کو نہیں اتارنا''۔**

**فائدہ:** ابن ماجہ کی حدیث میں صراحت ہے کہ عثمان! اللہ تمہیں ذمہ داریاں (خلافت) دیگا اور منافقین اس منصب کی قمیض کو اتارنا چاہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا تم اس کو نہیں اتارنا (۳) یعنی اپنا عہدہ نہیں چھوڑنا خلافت کو قمیض سے تشبیہ دی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی تھا

(۳۹۷۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۱۲)، [صحیح الجامع (۷۹۴۷)، المشکاۃ (۶۰۶۸)، صحیح المواد (۱۸۴۲)، تخریج الظلال (۱۱۷۳) اور ہدایۃ الرواۃ (۶۰۲۲)]۔

(۱) صحیح۔صحیح ابن ماجہ [۸۹]۔ (۲) صحیح۔ابن حبان [۶۹۱۴]، صحیح موارد الظمآن [۱۸۴۱]، للشیخ الألباني۔ (۳) صحیح۔صحیح ابن ماجہ [۹۰]۔

اسلئے خلافت سے دستبردار نہیں ہوئے' اور یہی ان کی شہادت کا سبب بنا۔

## ۷۸) بَابٌ ؛ باب: (صحابہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اونچی فضیلت)

۳۹۷۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَيٌّ : أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ .

**صحیح**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہم ان صحابہ کا نام اسی ترتیب سے لیا کرتے تھے: ابوبکر، عمر، عثمان (رضی اللہ عنہم)۔

**فائدہ**: بخاری میں ہے کہ ہم صحابہ حضرت ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو دوسرے سب صحابہ میں افضل سمجھتے تھے(۱)، ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی حضرت ابوبکر پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم کو افضل سمجھتے تھے(۲) طبرانی میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ نبی علیہ السلام ہماری ان باتوں کو سنتے تھے اور منع نہیں فرماتے تھے(۳) ابوداؤد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ثالث ہونے کی بھی بہت واضح حدیث ہے کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا میں نے خواب دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک میزان (ترازو) اُترا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت ابوبکر کا وزن کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر پر بھاری ثابت ہوئے' پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا وزن کیا گیا تو حضرت ابوبکر کا پلڑا بھاری ہوگیا' پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان کا وزن کیا گیا تو حضرت عمر کا پلڑا بھاری ہوگیا (رضی اللہ عنہم)' پھر اس کے بعد میزان اُٹھالیا گیا......(۴) اس حدیث میں ان تینوں **خلفاء کی فضیلت اور خلافت** دونوں کی ترتیب کی طرف اشارہ ہے، پھر ان تین بہترین صحابہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں اس پر اجماع ہے۔(۵) لہٰذا ان صحابہ کا مقام ودرجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی سب کی نظر میں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی مسلمانوں کے دل میں ان سب حضرات کی فضیلت ومحبت نسلاً بعد نسلٍ جاری وساری ہے، الحمدللہ علی ذالک۔

---

(۳۹۷۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۰۷۶)، [تخریج الظلال (۱۱۹۵) اور تخریج شرح الطحاویۃ (ص۔۵۴۸)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۳۸۲]، کتاب المناقب، باب فضل أبي بکر بعد النبي ﷺ۔ (۲) صحیح۔سنن أبي داؤد [۴۶۲۸]، کتاب السنۃ، باب في التفضیل۔ (۳) دیکھئے: صحیح۔ظلال الجنۃ في تخریج السنۃ لابن ابي عاصم [۱۱۹۵]، شیخ البانی نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ (۴) صحیح۔سنن أبي داؤد [۴۶۳۴]، کتاب السنۃ، باب في الخلفاء۔ (۵) جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر [۲/۲۲۶]۔

۳۹۷۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً، فَقَالَ: ((يُقْتَلُ هٰذَا فِيهَا مَظْلُوماً)) لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ.

حسن

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''**یہ اس فتنہ میں مظلوم شہید کئے جائیں گے**''۔

**فائدہ:** اس حدیث کا فائدہ پیچھے حدیث نمبر (۳۹۷۰ اور ۳۹۷۱) کے فائدے میں ملاحظہ فرمائیں۔

## ۷۹) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بری ہیں!)

۳۹۷۴) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهِبٍ أَنَّ رَجُلاً مِّنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَآى قَوْماً جُلُوساً فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوا قُرَيْشٌ، قَالَ: فَمَنْ هٰذَا الشَّيْخُ؟ قَالُوا: ابْنُ عُمَرَ ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي، أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ: أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ أَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: أَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَمَرَ: تَعَالَ حَتّٰى أُبَيِّنَ لَكَ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ: أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أَوْ تَحْتَهُ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَكَ أَجْرُ رَجُلٍ شَهِدَ بَدْراً وَّسَهْمُهُ**)) وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ

صحیح

عثمان بن عبداللہ بن موہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مصر سے حج کیلئے آیا' کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے' انہیں دیکھ کر پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا یہ قریشی ہیں' پوچھا یہ عمر رسیدہ بزرگ کون ہیں؟ کہا یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، وہ انکے پاس آیا اور کہا میں آپ کو بیت اللہ کی حرمت کی قسم دیکر پوچھتا ہوں: کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ احد والے دن میدان سے فرار ہوئے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان کے موقع پر بھی موجود نہیں تھے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا آپ کو معلوم ہے کہ وہ غزوہ بدر میں بھی شریک نہیں تھے؟ فرمایا: ہاں۔ اس شخص نے کہا: اللہ اکبر (یعنی جب یہ معاملہ ہے تو پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی کیسے فضیلت ہے؟) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آؤ میں تمہارے اعتراض کے جواب دوں: جہاں تک غزوہ احد کا معاملہ ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی نے انہیں

(۳۹۷۳) اسکی اسناد حسن ہے، [المشکاۃ (۶۰۶۹) اور الصحیحہ (۳۱۱۸) کے تحت]۔

(۳۹۷۴) یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (۹۶۹۸) اور [المشکاۃ (۶۰۷۱)]۔

أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَانَ عُثْمَانَ، بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلٰى مَكَّةَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى: **((هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ))** وَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ: **((هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ))** قَالَ لَهُ: اذْهَبْ بِهٰذَا الْآنَ مَعَكَ.

معاف فرما دیا' اورغزوہ بدر میں وہ اسلئے شریک نہیں ہوئے کیونکہ انکے نکاح میں نبی علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں (جوکہ بیمار تھیں لیکن عدمِ شرکت کے باوجود) آپ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا'' **تمہارے لئے بھی غزوہ بدر میں شریک ہونے والے آدمی کے برابر اجر وثواب اور مال غنیمت ہے**'' اور بیعت رضوان کے موقع پر وہ اسلئے موجود نہیں تھے کہ نبی علیہ السلام نے انہیں مکہ والوں کی طرف اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا، اگر مکہ والوں کے ہاں ان کے علاوہ کوئی اوراتنی عزت ومقام والا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان رضی اللہ عنہ کے بجائے اسی کو بھیجتے لیکن رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ہی بھیجا اور بیعت رضوان اس وقت ہوئی جب عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جاچکے تھے اسلئے اس میں شریک نہیں ہوئے' تو نبی علیہ السلام نے اپنے داہنے ہاتھ کے بارے میں فرمایا'' **یہ عثمان کا ہاتھ ہے**'' پھراسے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا '' **یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے**'' اسکے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا: اب ان (سوالوں کے جوابات) کو اپنے ساتھ لیجاؤ۔

**فائدہ**: غزوہ احد میں جو وقتی طور پر بھگدڑ مچی تھی ان صحابہ کرام کو اللہ نے سورۃ آل عمران آیت (۱۵۵) میں معاف فرما دیا' اور بدر میں نبی علیہ السلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو انکی بیوی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کیلئے مدینہ میں ہی رکنے کا حکم فرمایا تھا، اوراسی جنگ کے دوران وہ فوت ہوگئیں (۱) اور پھر بیعت رضوان تو اس وقت ہوئی تھی جب مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے اور نہ بھاگنے کی بیعت لی (وعدہ لیا) (۲) اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیعتِ رضوان میں شامل نہیں ہوسکے اور بیعتِ رضوان کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سیدھا ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے، ان تمام باتوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے اعزاز ہے اور انکی فضیلت ہے، بیعتِ رضوان کا مکمل واقعہ آگے صفحہ (296) میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) صحیح ۔مسند أحمد [۴۹۰] تحقیق: شیخ أحمد شاکر۔ (۲) حسن ۔مسند أحمد [۱۸۹۳۰] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔

## ٨٠) بَابٌ ؛

## باب :

٣٩٧٥) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلَ هٰذَا؟ قَالَ: ((إِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللّٰهُ)).

**موضوع**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نماز جنازہ پڑھائیں لیکن آپ نے نہیں پڑھائی، صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ کے رسول اس سے پہلے کبھی ہم نے آپ کو کسی کی نماز جنازہ سے انکار کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا' لہٰذا اللہ بھی اس پر ناراض ہے۔

## ٨١) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے شہادت اور جنت)

٣٩٧٦) عَنْ أَبِي مُوسٰى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ حَائِطاً لِلْأَنْصَارِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ، فَقَالَ لِي: **((يَا أَبَا مُوسٰى أَمْلِكْ عَلَيَّ الْبَابَ فَلَا يَدْخُلَنَّ عَلَيَّ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنٍ))**، فَجَاءَ رَجُلٌ فَضَرَبَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ؟ قَالَ: **((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))**، فَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ؟ قَالَ: **(( افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))**، فَفَتَحْتُ وَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ

**صحیح**

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک بار میں نبی علیہ السلام کے ہمراہ چلا آپ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے اور وہاں اپنی حاجت پوری کی اور مجھ سے فرمایا: **''اے ابوموسیٰ! تم باغ کے دروازے پر رہو تا کہ میری اجازت کے بغیر کوئی میرے پاس نہ آئے''** ایک شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب دیا: ابوبکر ہوں میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''انہیں اندر آنے کی اجازت دو' اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی دیدو''** ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے تو میں نے انہیں جنت کی خوشخبری دیدی، پھر ایک دوسرے شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون

(٣٩٧٥) یہ حدیث **موضوع** (من گھڑت) ہے، ضعیف جامع صغیر (٢٠٧٣)، الضعیفۃ (١٩٦٧) [کے تحت شیخ البانیؒ کہتے ہیں راوی ''محمد بن زیاد الیشکری الطحان'' کو حافظ (ابن حجرؒ) نے جھوٹا کہا ہے اور ''ابوزبیر'' جو کہ مدلس راوی ہیں' اس روایت کو انہوں نے عنعنہ سے بیان کیا ہے]۔

(٣٩٧٦) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [المشکاۃ (٦٠٧٥) اور الادب المفرد (٩٧٥)]۔

الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا عُثْمَانُ يَسْتَأْذِنُ؟ قَالَ: ((**افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ**)).

ہے؟ جواب ملا عمر ہوں میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! عمر (رضی اللہ عنہ) اجازت چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**ان کیلئے دروازہ کھول دو' اور انہیں بھی جنت کی خوشخبری دیدو**'' کہتے ہیں میں نے عمر رضی اللہ عنہ کیلئے دروازہ کھولا انہیں جنت کی خوشخبری دی، پھر ایک اور شخص نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا عثمان ہوں میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! عثمان (رضی اللہ عنہ) اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**انکے لئے بھی دروازہ کھول دو اور انہیں شدید آزمائشوں کے بعد شہید ہوکر جنت میں جانے کی خوشخبری دیدو**''۔

**فائدہ**: امْلِكْ عَلَيَّ الْبَابَ: مطلب ہے ہمارے لئے دروازے کے محافظ بن جاؤ، اس میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی بھی بڑی فضیلت ہے۔

بَلْوٰى تُصِيْبُهُ: کا معنی مصیبت، فتنہ، ابتلاء اور امتحان ہے یعنی تم مصیبت وامتحان سے دوچار ہوگے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ایمان پر ثابت رہنے اور جنت میں جانے کی شہادت دی اور وحی کے ذریعے آگاہ فرمادیا کہ عثمان کچھ پُرفتن حالات سے دوچار ہوکر شہید ہونگے اور جنت میں جائیں گے۔

۳۹۷۷) عَنْ أَبِي سَهْلَةَ قَالَ: قَالَ لِي عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ: ((إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ)).

**صحیح**

ابوسھلہؒ بیان کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر میں محصور کئے گئے تھے اس موقع پر انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک ضروری عہد لیا تھا اور میں اس پر (یعنی عہد کو پورا کرنے کیلئے) صبر کررہا ہوں۔

**فائدہ**: قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا: جب عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرا کیا گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا آخر آپ ان (خوارج ومنافقین) سے کیوں نہیں لڑتے؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے' میں اس عہد کو پورا کرونگا اور صبر سے کام لونگا(۱) اور ایسا ہی ہوا انہوں نے نبی علیہ السلام کے اس حکم کی تکمیل کی اور آخر وقت تک خلیفہ رہے' صبر کرتے رہے اور شہید کردئے گئے، مزید شرح حدیث (۳۹۷۱) میں صفحہ (147) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۹۷۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۱۳) اور [المشکاۃ (۶۰۷۰)]۔

(۱) صحیح۔ حاکم [۳/۹۹]، تخریج الظلال (۱۱۴۸) للالبانی۔

## مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ يُقَالُ وَلَهُ كُنْيَتَانِ : أَبُوْ تُرَابٍ وَّأَبُوْ الْحَسَنِ

## حضرت علی بن ابی طالب ﷺ کے مناقب وفضائل'

## انکی دو کنیتیں ہیں ابوتراب اورابوالحسن

**نام ونسب:** حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب قریشی ہاشمی (رضی اللہ عنہ)، انکی دو کنیتیں ہیں ابوتراب(۱) اور ابوالحسن، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تربیت فرمائی تھی(۲)' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے بیٹے اور دامادِ رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی لختِ جگر فاطمہ سے انکی شادی کی اور فرمایا: (بیٹی) میں نے تمہارا نکاح اپنے گھرانے کے سب سے محبوب شخص سے کیا ہے(۳)، انکی والدہ فاطمہ بنت اسد بھی مسلمان ہوگئیں تھیں(۴)۔

**فضیلت:** حضرت علی رضی اللہ عنہ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو فوراً اسلام قبول کرلیا اس وقت ان کی عمر (۹) سال سے بھی کم تھی(۵)' یہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں یعنی ان دس صحابہ میں سے جنہیں نبی علیہ السلام نے ایک ہی وقت میں جنت کی خوشخبری دی تھی(۶)' صلح حدیبیہ کا صلح نامہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا(۷)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے ہدایت اور ثابت قدمی کی دعا فرمائی(۸) اور دوسرے مقام پر فرمایا: تمہاری بخشش ہوچکی ہے(۹)' ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) **ابوتراب کنیت رکھنے کی وجہ بخاری میں یہ بیان ہوئی ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کچھ بات ہوگئی تھی یہ مسجد میں جا کر لیٹ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ (چچا کے بیٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے یہاں حضرت فاطمہ کو اپنی جگہ رکھ کر فرمایا ہے) بتایا کہ کچھ بات ہوگئی تھی مسجد چلے گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے مسجد تشریف لائے تو دیکھا وہ مٹی پر لیٹے ہوئے ہیں اور کمر سے چادر ہٹنے کی وجہ سے کمر پر مٹی لگی ہوئی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کمر سے مٹی ہٹاتے! اور محبت کے انداز میں فرماتے: ((اِجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ)) اے مٹی والے بیٹھ جاؤ۔ جب سے انکی کنیت ابوتراب ہوگئی۔ اور وہ اپنی اس کنیت سے بڑے خوش ہوا کرتے تھے۔** صحیح البخاري [۶۲۸۰]، كتاب الأدب، باب التكني بأبي تراب وإن كانت له كنية أخرى۔ (۲) صحیح۔ حاکم [۴۶۳۳]، امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے۔ (۳) رجالہ ثقات۔ ابن سعد [۸/۲۴]، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۹۵۸]، تحقیق: د۔ وصي الله محمد عباس۔ (۴) صحیح۔ طبرانی فی الکبیر [۱۵۱]، مجمع الزوائد [۱۴۵۸۵]، حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ (۵) **حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بارے میں قوی روایات میں اختلاف ہونے کی وجہ سے علماء کے مختلف اقوال ہیں البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت کم عمر میں اسلام قبول کرلیا تھا اس کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ (أ) غزوہ بدر میں ان کی عمر بیس سال تھی اور یہ غزوہ ۲ھ میں ہوا اس لحاظ سے انکی عمر قبول اسلام کے وقت پانچ سال تھی امام ابن قیمؒ اسی کو راجح کہتے ہیں۔** احکام أهل الذمة [۲/۹۱۲] لابن القیم۔ **(ب) عروہ** (بن زبیر، تابعی رحمہ اللہ) **فرماتے ہیں کہ علی** (رضی اللہ عنہ) **آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے۔** صحیح۔ معجم الصحابہ [۱۸۱۰] للبغوی، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری [۷/۵۷] میں اور حافظ زبیر علی زئیؒ نے ''فضائل الصحابہ صحیح احادیث کی روشنی میں'' [ص۔۵۲] اسے صحیح کہا ہے۔ **(ج) حسن بن زید** (بن حسن بن علی بن ابی طالب، تبع تابعی رحمہ اللہ) **کے قول کے مطابق علی رضی اللہ عنہ (۹) سال سے کم عمر میں مسلمان ہوئے تھے شیخ البانیؒ ارواء الغلیل [۸/۱۸۷] میں فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ زیادہ صحیح بات ہے کیونکہ حسن بن زید اہل بیت میں سے ہیں اور ظاہری بات ہے کہ گھر والے زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔** (۶) صحیح۔ صحیح الترمذي [۲۹۴۶]۔ (۷) صحیح البخاري [۳۹۲۰]، كتاب المغازي، باب عمرة القضاء، مع فتح الباري [۷/۵۰۳]۔ (۸) صحیح ابن ماجہ [۱۸۶۹]۔ (۹) صحیح۔ سنن الترمذی [۳۵۰۴]، صحیح الجامع [۲۶۲۱]۔

نے فرمایا: جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ عزوجل سے محبت کی، اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ عزوجل سے بغض رکھا(۱)' ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور تم (یعنی فاطمہ) حسن وحسین اور علی (رضی اللہ عنہم) قیامت کے دن ایک ہی مقام میں ہوں گے(۲) امام احمد اور امام نسائی وغیرہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جتنے فضائل احادیث میں جید اسناد سے آئے ہیں اتنے فضائل کسی دوسرے صحابی کے نہیں ہیں(۳)' مختصر یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بدری' من السابقین الاولین' امیر المؤمنین' خلیفۂ راشد اور خلیفۂ چہارم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی' حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) کے والد' مسلمانوں کے مردِ میدان' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے والے' امام عادل' زاہد' دنیا سے بے نیاز (اور) آخرت کے طلب گار' متبع حق' باطل سے دور اور بہترین اخلاق والے ہیں۔ اللہ ورسول ان سے محبت کرتے ہیں اور یہ اللہ ورسول سے محبت کرتے ہیں' اور متقی ہی ان سے صحیح محبت کرتے ہیں اور منافق بدنصیب ہی ان سے بغض رکھتے ہیں۔ علم' بردباری اور ادب کا خزانہ ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ (۴)

**شجاعت:** حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قریش کے طاقتور لوگوں میں شمار تھا' بدر کے میدان میں یہ صرف (۲۰) سال کے تھے اور ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا(۵) اور اس دن انہوں نے جو طاقت کا مظاہرہ کیا آج تک اسے یاد کیا جاتا ہے(۶)' غزوہ خیبر کے موقع پر (یہودیوں کا تجربہ کار جنگجو اور پہلوان) مرحب یہودی کی للکار کا جواب دیتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے، میں وہی (حیدر/شیر) ہوں اور میں جنگلی شیروں کی طرح ہیبت ناک ہوں ...... پھر (ایک ہی وار میں) مرحب یہودی کو قتل کر دیا اور فتح خیبر آپ کے ہاتھ پر ہوئی(۷)۔ اسی طرح فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے مجھے بھیجا کہ ہر اونچی قبر کو ہموار کر دوں اور ہر بت کو توڑ دوں(۸)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا یقیناً تم سے کل وہ شخص جدا ہو گئے جس سے علم میں اولین (قدیم علمائے کرام) آگے نہیں تھے اور نہ ہی بعد میں آنے والے ان کا

(۱) صحیح۔رواہ المخلص في ''الفوائد المنتقاۃ'' [۱۰/۵/۱]، الصحیحۃ [۱۲۹۹]۔ (۲) حسن۔أخرجہ الطیالسي في ''مسندہ'' [۲۶/۱۹۰]، الصحیحۃ [۳۳۱۹]۔ (۳) فتح الباری [۷/۷۱]۔ (۴) الشریعۃ [ص۔۱۴۷،۱۵۷]للآجری۔ (۵) حسن۔مستدرک حکم [۳/۱۱۱]، ارواء الغلیل [۸/۱۸۷] میں شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔ (۶) تفصیل کے لئے دیکھیں: صحیح البخاري [۴۳۷۵]، کتاب تفسیر القرآن، باب ﴿ہذان خصمان اختصموا في ربہم﴾۔ (۷) صحیح مسلم [۳۳۷۲] کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ ذی قرد وغیرھا۔ (۸) صحیح مسلم [۱۶۰۹]، کتاب الجنائز، باب الامر بتسویۃ القبر)

مقام پائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جھنڈا دیتے اور جہاد کیلئے روانہ کرتے پھر وہ تب لوٹتے جب ان کو فتح ملتی، ان کی دائیں جانب جبریل ہوتے تھے اور بائیں جانب میکائیل، انہوں نے نہ درہم چھوڑا ہے نہ دینار، سوائے اپنے اہل عیال کیلئے (۷۰۰) درہم کے کچھ بھی نہیں چھوڑا وہ بھی اس لئے تاکہ (اس سے گھر والوں کیلئے) خادم کا بندوبست کیا جائے(۱)۔

**زہد:** حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت سادہ لباس اور پیوند شدہ کپڑے پہنا کرتے تھے اور فرماتے یہ دل میں خشیت الٰہی پیدا کرتا ہے(۲)، ان کے دور خلافت میں بیت المال سونے چاندی سے بھر گیا تو تمام چیزیں لوگوں میں تقسیم فرمادیں یہاں تک کہ دینار و درہم میں سے کچھ بھی نہیں بچا، بیت المال صاف کروا کر اس میں جھاڑو لگوائی اور دو رکعت نماز پڑھی، اس امید سے کہ قیامت کے دن یہ بیت المال گواہی دیگا کہ علی (رضی اللہ عنہ) نے مال کو مسلمانوں سے نہیں روکا۔(۳)

**علم:** صحابہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور یہ نہیں کہتا تھا کہ مجھ سے پوچھو یعنی یہ بہت بڑے عالم اور فقیہ فی الدین تھے(۴)، ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے ہمیں قرآن کی سمجھ وفہم عطاء فرمائی ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس یہ صحیفہ ہے جس میں دِیت کے احکام، قیدیوں کی رہائی ...... کی چند باتیں ہیں(۵)۔

**دار فانی سے رحلت:** (تقریبا) چھ (۶) سال مسلمانوں کی خلافت کرنے کے بعد(۶) (۵۸) سال کی عمر میں(۷) عراق کے شہر کوفہ میں جمعہ کی صبح ۲۱/رمضان المبارک ۴۰ھ یعنی بمطابق ۲۲/جنوری ۶۶۱ء کو عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی(۸) نے زہر آلودہ تلوار سے وار کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا(۹)، نماز جنازہ انکے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی(۱۰)، انکی قبر کے بارے میں امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں صحیح بات

---

(۱) حسن۔مسند أحمد[۱/ ۱۹۹]، الصحيحة [۲۴۹۶]۔ (۲) صحيح۔ابن سعد[۳/ ۱۲۸]، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۹۲۳]، تحقيق: د۔وصي الله محمد عباس۔

(۳) حسن۔الذخائر[ص۔۱۰۱] للطبري، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۸۸۴۔۸۸۶]، تحقيق: د۔وصي الله محمد عباس۔ (۴) صحيح۔الفقيه والمتفقه [۲/ ۱۶] للخطيب، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۱۰۹۸]، تحقيق: د۔وصي الله محمد عباس۔ (۵) صحيح البخاري[۶۳۹۴]، كتاب الديات، باب العاقلة۔ (۶) صحيح۔مسند أحمد[۵/ ۲۲۰۔۲۲۱]، الصحيحة [۲۴۹۶]۔

(۷) رجاله رجال الصحيح۔طبراني في الكبير[۱۶۶]، حافظ ھیثمیؒ ''مجمع الزوائد'' [۱۴۷۴۹] میں کہتے ہیں اس کی سند کے رجال بخاری کے ہیں، المعجم [ل ۴۲۱]، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۹۳۱]، تحقيق: د۔وصي الله محمد عباس۔ (۸) **آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ کیا میں تمہیں دو بدترین آدمیوں کے بارے میں بتاؤں؟ ایک بدبخت اُحیمر ثمودی تھا جس نے (حضرت صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے، اے علی! اور دوسرا (بدترین) وہ ہوگا جو تمہارے سر پر وار کریگا، یہاں تک کہ یہ ڈاڑھی خون سے تر ہو جائے گی۔** حسن۔مسند أحمد[۴/ ۲۶۳]، الصحيحة [۱۷۴۳]۔ (۹) صحيح۔تاريخ الكبير للبخاري[۱/ ۹۹]، د۔اکرم ضیاء العمری نے عصر الخلافة الراشدة میں اس صحیح کہا ہے، صحيح۔فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۹۴۰]، تحقيق: د۔وصي الله محمد عباس۔ (۱۰) حسن۔ابن سعد[۳/ ۳۷]، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۹۴۱]، تحقيق: د۔وصي الله محمد عباس۔

یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبر کوفہ کے شاہی محل میں نامعلوم جگہ پر ہے اور جیسا کہ شیعہ کا گمان ہے کہ ان کی قبر نجف میں ہے اور پھر اس پر بڑی عمارت بھی بنائی ہوئی ہے یہ صرف ان کا گمان ہی ہے (۱) اور جو لوگ انکی قبر افغانستان کے شہر مزار شریف میں کہتے ہیں اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

صحیح

۳۹۷۸) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشاً، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ؛ فَمَضٰى فِيْ السَّرِيَّةِ فَأَصَابَ جَارِيَةً فَأَنْكَرُوْا عَلَيْهِ، وَتَعَاقَدَ أَرْبَعَةٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: إِنْ لَقِيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرْنَاهُ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِذَا رَجَعُوْا مِنْ سَفَرٍ بَدَأُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا إِلٰى رِحَالِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَامَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَمْ تَرَ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا. فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيْ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ الثَّالِثُ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا. فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ فرمایا' وہ لشکر لیکر روانہ ہوئے اور (مال غنیمت میں سے) ایک لونڈی لے لی، لوگوں نے اس بات کو اچھا نہیں سمجھا اور چار صحابہ نے آپس میں بات کری کہ اگر ہم نبی علیہ السلام سے ملے تو آپ کو علی (رضی اللہ عنہ) کا یہ معاملہ بتا دیں گے، صحابہ کرام کا معمول تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتے اور اسکے بعد اپنے گھر جاتے، جب یہ لشکر واپس آیا تو انہوں نے بھی پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا' اور ان چار صحابہ میں سے ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! دیکھئے! علی (رضی اللہ عنہ) نے ایسا کام کیا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنا چہرا مبارک پھیر لیا، پھر دوسرے شخص نے بھی کھڑے ہو کر یہی بات کہی' آپ نے ان سے بھی چہرا پھیر لیا، پھر تیسرے شخص نے بھی اٹھ کر یہی بات کہی آپ نے ان

(۳۹۷۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحہ (۲۲۲۳)، [صحیح جامع صغیر (۵۵۹۸)، المشکاۃ (۶۰۸۱)، صحیح الموارد (۱۸۴۹) اور تخریج الظلال (۱۱۸۷)، بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف بھی کہا ہے لیکن شیخ البانی نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ [۲۲۲۳] میں اس کے بڑے مدلل جوابات دیئے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں]۔

(۱) مجموع الفتاوی [۵۰۲/۴]۔

**مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟ إِنَّ عَلِيًّا مِّنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ بَعْدِيْ)).**

سے بھی چہرا پھیرلیا، پھر جب چوتھے شخص نے اٹھ کر یہی بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف متوجہ ہوئے آپ کے چہرہ انور سے غصہ نمایاں تھا! اور فرمایا: ''**آخرتم علی سے کیا چاہتے ہو؟ آخرتم علی سے کیا چاہتے ہو؟ آخرتم علی سے کیا چاہتے ہو؟ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مؤمن کے دوست ہیں**''۔

**فائدہ:** حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا امیر بنایا لشکر فتحیاب ہوا مال غنیمت بھی ہاتھ آیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے ایک لونڈی لی اور اس سے فائدہ اٹھایا تو بعض لوگوں نے اچھا نہیں سمجھا کہ تقسیم اور استبراء رحم سے پہلے ہی جماع کرلیا(۱)' چنانچہ صحابہ نے واپس آکر حسب معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور چار آدمیوں نے یکے بعد دیگرے کھڑے ہوکر اس بات کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہیں آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کو تو توجہ نہیں دی ان سے منہ پھیرلیا لیکن چوتھے شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم علی سے کیا چاہتے ہو؟ یہ بات تین بار فرمائی گویا پہلے کے تینوں آدمیوں کو ایک ایک جملے میں جواب دیا، پھر فرمایا علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں، یعنی نسب اور سسرالی رشتے سے بھی اور محبت وقرابت کے لحاظ سے بھی۔ (تحفہ۔ملخصاً)

اس طرح کی روایات سے خوب واضح ہوتا ہے کہ اگر صحابہ کرام میں کوئی قابل اعتراض چیز نظر آئے تو اسے نظر انداز کردیا جائے اور ان کا یوں احترام کیا جائے جیسے ان سے یہ ہوا ہی نہیں۔

**علی میرے بعد ہر مؤمن کے ولی (دوست) ہیں:** شیخ البانیؒ کہتے ہیں کہ ہر مسلمان کیلئے محبت اور دوستی ہونی چاہیئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تو کبار مئومنوں میں سے ہیں' وہ ہر مؤمن کے دوست ہیں اور ہر مؤمن ان کا دوست ہے، اس حدیث میں خارجیوں اور ناصبیوں پر رد کیا گیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی صرف مئومنوں کے دوست ہیں! غور کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلم' غفار' اشجع' مزینہ اور بنوکعب کے قبائل دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ مخلص دوست ہیں اور ان کے دوست اللہ اور رسول اللہ ہیں''(۲)

---

(۱) علامہ مبارکپوری نے اس اشکال کے کئی ایک جوابات دئے ہیں جیسے اسی وقت حیض سے پاکی کا ملنا وغیرہ دیکھئے: (تحفۃ الاحوذی [۱۰/۱۴۴])۔ (۲) صحیح۔ مسند احمد [۵/ ۴۱۷۔۴۱۸] الصحیحۃ [۱۴۵۵]۔

شیعہ وروافضہ اس حدیث سے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ خلافت کے حقدار تھے! یہ شیعہ کی باطل دلیل ہے کیونکہ ''موالاۃ'' (یعنی دوستی ومحبت) اور چیز ہے اور ''ولایت'' (یعنی امارت) اور چیز ہے (۱)۔ مولی کا معنی تو دوست ہے خلیفہ نہیں' اگر خلافت مراد ہوتا تو "والي كل مؤمن" یا "ولي امر كل مؤمن" ہوتا لیکن یہاں مطلب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں کے دوست ہیں۔

**علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں:** شیعہ اس حدیث سے یہ بھی دلیل لیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل ہیں جبکہ یہ جملہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر صحابہ کے بارے میں بھی فرمایا ہے چنانچہ:

## نبی علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی فرمایا: ''یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں''

۱) جلیبیب رضی اللہ عنہ نے جب دشمن کے سات آدمیوں کو مارا اور پھر خود بھی شہید ہوگئے تو اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے بارے میں بھی یہی فرمایا تھا: ((هٰـذَا مِنِّىْ وَأَنَا مِنْهُ)) جلیبیب مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (۲)

۲) اشعری لوگوں کی یہ اچھی عادت تھی کہ جب کھانا کم ہوتا تو اسے ایک جگہ جمع کر لیتے پھر اس کو برتنوں میں برابر تقسیم کر لیتے ، (تو اللہ تعالیٰ اس کھانے میں برکت فرما دیتا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی یہ اچھی عادت دیکھی تو فرمایا: ((هُمْ مِّنِّىْ وَأَنَا مِنْهُمْ)) یہ اشعری لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (۳)

۳) یمن کے قبیلہ معافر کے بارے میں بھی فرمایا: ((فَـإِنَّهُمْ مِنِّىْ وَأَنَا مِنْهُمْ)) قبیلہ معافر مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (۴)

**خلاصہ:** لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت فضیلت ہے لیکن شیعہ لوگوں کا اس حدیث سے یہ دلیل لینا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ افضل ہیں یہ درست نہیں ہے کیونکہ جمہور امت صحابہ رضی اللہ عنہم،

(۱) الصحیحہ [۲۲۲۳]۔ (۲) صحیح مسلم [۴۵۱۹]، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل جلیبیب رضی اللہ عنہ۔ (۳) صحیح البخاري [۲۳۰۶]، کتاب الشرکة، باب الشرکة في الطعام والنهد والعروض۔ (۴) حسن۔طبراني في الكبير [۷۸۷]، حافظ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد [۱۶۶۳۴] میں اور حافظ عراقیؒ نے محجة القرب [۴۲۱] میں اسے حسن کہا ہے۔

تابعینؒ، اتباع تابعینؒ، سلف صالحینؒ، ائمہ کرامؒ، محدثینؒ سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ ''صحابہ کرام ﷺ میں پہلے بلکہ تمام مخلوق میں انبیاء کے بعد ابو بکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم کا مقام و درجہ اور فضیلت ہے''۔ (۱)

**صحیح**

۳۹۷۹) عَنْ أَبِي سَرِيْحَةَ أَوْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ - شَكَّ شُعْبَةُ — عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((**مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ**)).

حضرت ابو سریحہ رضی اللہ عنہ (۲) یا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: **''جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں''۔**

**فائدہ**: اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی قربت کا بیان ہے لیکن **آج کل ناسمجھ عوام کی زباں پر ''علی مولی علی مولی'' ہوتا ہے اور اسکا غلط تصور لیا جاتا ہے اس لئے مولی کے صحیح معنی جاننے ضروری ہیں:**

مولاہ: کے کئی معنی ہیں قرآن میں ہے: ﴿ذَالِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ (۳) یعنی اللہ مسلمانوں کا مولیٰ و مددگار ہے۔ اور مولیٰ کے معنی مخلص دوست' حمایتی' پسند کرنے والا' احسان کرنے والا' تعاون کرنے والا' وعدہ کرنے والا' پڑوسی' رشتہ دار' غلام کو آزاد کرنے والا' غلام کا مالک سید' آزاد شدہ، کسی کام کا ذمہ دار اور اس کے علاوہ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے' تو اس حدیث میں ''مولاہ'' کا یہ مطلب ہے کہ میں جس کا دوست' حمایتی' پڑوسی یا رشتہ دار ہوں اور میں جسے پسند کرتا ہوں یا جس کے ساتھ تعاون یا احسان کرتا ہوں علی (رضی اللہ عنہ) بھی اس شخص کیلئے ایسی ہی ہیں یہی عزت رکھتے ہیں۔ اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب محبت ظاہر ہو رہی ہے اور یہ عظیم فضیلت ہے۔

تنبیہ: **بعض لوگ مولیٰ سے امامت وخلافت مراد لیتے ہیں!** لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کی زندگی میں صرف آپ ہی امام تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں' لہٰذا یہاں مولیٰ سے مراد امامت نہیں بلکہ محبت و بھائی چارگی ہے۔

(۳۹۷۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحہ (۱۷۵۰)، الروض النضیر (۱۷۱)، المشکاۃ (۶۰۸۲)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۰۳۷) کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں ترمذی کی اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے ''شعبہ'' کو شک ہے کے یہ حدیث حضرت ابی سریحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے یا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے جبکہ مسند احمد میں بغیر کسی شک کے یہ حدیث حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ابن ماجہ (۱۲۱)، صحیح الجامع (۶۵۲۳) اور صحیح الموارد (۱۸۵۰)]۔

(۱) الباعث الحثیث لابن کثیر [۱۸۳]۔ (۲) **حضرت ابو سریحہ رضی اللہ عنہ کا نام حذیفہ بن اُسید غفاری ہے' یہ ان خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جو بیعت رضوان میں شامل تھے (تحفہ)۔**

(۳) سورۃ محمد [۱۱]۔

۳۹۸۰) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ، وَحَمَلَنِيْ إِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ، وَأَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَّالِهِ. رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ، يَقُوْلُ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا، تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ صَدِيْقٌ. رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ، تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلَائِكَةُ. رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا، اَللّٰهُمَّ أَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ )).

**ضعیف جدا**

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر اپنی رحمت برسائے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی میرے نکاح میں دیدی، پھر ہجرت کے موقع پر مجھے اپنی سواری پر لیکر آئے، اور بلال (رضی اللہ عنہ) کو اپنے مال سے آزاد کرایا، اللہ تعالیٰ عمر (رضی اللہ عنہ) پر اپنی رحمت برسائے وہ ہمیشہ حق کی بات کرتے ہیں اگرچہ وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو، حق بات کہنے کی وجہ سے انکا کوئی دوست نہیں ہے، اللہ تعالیٰ عثمان (رضی اللہ عنہ) پر بھی اپنی رحمت برسائے کہ ان سے تو فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ علی (رضی اللہ عنہ) پر بھی اپنی رحمت برسائے، اے اللہ! علی جہاں جائیں حق کو اسی طرف پھیر دے۔

**فائدہ** : بخاری میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھی نبی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔(۱) تو جس کے ساتھی اس کائنات اور اس امت کے سب سے اعلی وبہترین انسان پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں تو کیسے ممکن ہے کہ ان کا کوئی دوست نہ ہو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق بات کہتے تھے اگرچہ کڑوی ہوتی جس کی وجہ سے وقتی طور پر انکی باتوں کو سخت سمجھتے ہوئے بعض حمایت نہیں کرتے تھے لیکن جب انکی حق بات کی قرآن میں اللہ تائید کردیتا اور سب اسکی افادیت دیکھتے تو سب انکے حامی دوست ومحبت کرنے والے ہوتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم میں یہ بات بہت عام تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان کی وجہ سے سکینت حاصل ہوتی ہے، سکون حاصل ہوتا ہے۔ (۲)

---

۳۹۸۰) یہ حدیث **بہت ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۱۲۵)، ضعیف جامع صغیر (۳۰۹۵) اور الضعیفۃ (۲۰۹۴) [کے تحت شیخ البانی کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں ''مختار بن نافع'' ہے جسے امام بخاری نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے (امام بخاری کی اصطلاح میں ''منکر الحدیث'' سے مراد وہ شخص ہے جس سے روایت کرنا جائز نہیں، حافظ ابن حجر کہتے ہیں امام بخاری کا یہ قول صحیح سند سے ثابت ہے۔ دیکھئے: لسان المیزان (۱/۲۰)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۴۸۲]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضی اللہ عنہ۔ (۲) حسن۔ مسند أحمد [۸۳۴]، المشکاۃ [۶۰۳۵] تحقیق: شیخ البانی۔

## ۸۲) بَابٌ ؛

## باب: (آپ ﷺ کے بااعتماد حضرت علی رضی اللہ عنہ)

حسن

أ۔۳۹۸۱) عَنْ رَبِيْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ ، بِالرَّحْبَةِ، فَقَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأُنَاسٌ مِّنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِّنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا، وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِيْ الدِّيْنِ، وَإِنَّمَا خَرَجُوْا فِرَاراً مِّنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ فِقْهٌ فِيْ الدِّيْنِ سَنُفَقِّهُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَّضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّيْنِ، قَدِ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ عَلَى الْإِيْمَانِ))**. قَالُوْا: مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ: مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ وَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: **((هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ))** وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا، قَالَ: ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: **((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))**.

ربعی بن حراش رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مقام رَحبہ میں ہم سے فرمایا: صلح حدیبیہ کے دن مشرکین کیطرف سے سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور کچھ انکے سردار آئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے بیٹوں، بھائیوں اور غلاموں میں سے کچھ لوگ آپ کے پاس آگئے ہیں ان لوگوں کو دین کی کچھ سمجھ نہیں ہے بلکہ یہ لوگ تو ہمارے مال وجائیداد سے بھاگ کر آئے ہیں آپ انکو ہمیں واپس کردیں اگر انہیں دین کی سمجھ نہیں تو ہم انہیں سمجھا دینگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''اے قریش کے لوگو! تم باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر ایسے (جانباز) لوگ مسلط کریگا جو دین کے خاطر تمہیں قتل کردیں گے، اللہ تعالیٰ انکے ایمان کو آزما چکا ہے**، لوگوں نے پوچھا اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے بھی پوچھا کہ اللہ کے رسول (ﷺ) وہ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''وہ جوتی سلائی کرنے والا''** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جوتیاں مرمت کیلئے دیں تھیں، (ربعی بن حراش رحمہ اللہ) کہتے ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **''جو شخص میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اسے چاہیئے اپنا ٹھکانہ جہنم میں**

---

(أ۔۳۹۸۱) یہ حدیث حسن ہے اور حدیث کا آخری جملہ ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً ......)) یہ صحیح متواتر ہے، دیکھئے: حدیث (۲۷۹۶)، [شیخ البانی رحمہ اللہ نے پہلے اس حدیث کو ضعیف کہا تھا پھر الصحیحۃ [۲۴۸۷] کے تحت، صحیح ابی داؤد [۲۳۴۹] اور التعلیقات الرضیۃ [۳/۴۸۰] میں حسن قرار دیا ہے۔

بنالے''۔

**فائدہ** : قریش نے یہ الٹی اور غلط بات کہی تھی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسی باتوں سے باز رہو ورنہ تمہارا مقابلہ ہم ایسے جانباز لوگوں سے کرائیں گے جو تمہیں چھوڑیں گے نہیں قتل کر ڈالیں گے اور ان جانباز لوگوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی جوڑی تھی' درست کی تھی، یہ نہایت بہادر' شجاع اور جاں نثار شخصیت کے مالک تھے۔

رَحبہ: یہ کوفہ میں ایک وسیع میدان تھا جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کے فیصلے فرمایا کرتے تھے۔

ب-۳۹۸۱) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ)).

**صحیح**

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں''۔**

**فائدہ** : اس حدیث کی شرح پیچھے حدیث (۳۹۷۸) کی شرح میں صفحہ (158) پر ملاحظہ فرمائیں۔

## ۸۳) بَابٌ ؛

## باب

۳۹۸۲) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ نَحْنُ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ.

**ضعیف جدا**

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم انصار لوگ، منافقین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و دشمنی رکھنے کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

---

(ب-۳۹۸۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے یہ حدیث اپنے نسخہ میں شامل نہیں کی جبکہ استاد ابراہیم عوض رحمہ اللہ کے جامع الترمذی کے نسخہ میں اس مقام پر یہ حدیث [۳۷۱۶] موجود ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی المشکاۃ (۳۳۷۷،۶۰۸۰) اور صحیح جامع صغیر (۱۴۸۵) میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: ضعیف سنن الترمذی [ص-۵۴۳]، مشرف: زہیر الشاویش، مطبوعہ: المکتب الاسلامی۔

(۳۹۸۲) شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی اسناد **بہت ضعیف** ہے، [حدیث الباب کے تحت علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''ابو ہارون العبدی'' ہے حافظ کہتے ہیں اس کا نام ''عمارہ بن جوین'' ہے یہ متروک (یعنی اس پر جھوٹے ہونے کی تہمت) ہے، (بلکہ) بعض نے اسے (صراحۃً) جھوٹا کہا ہے اور یہ شیعی بھی ہے۔ تحفۃ الاحوذی (۱۵۰/۱۰) اور التقریب (۴۹/۲) لحافظ ابن حجر]۔

## ۸۴) بَابٌ ؛

۳۹۸۳) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ، وَلَا يَبْغَضُهُ مُؤْمِنٌ)).

**ضعیف**

## باب

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق لوگ علی سے محبت نہیں رکھ سکتے اور مؤمن علی سے کبھی دشمنی نہیں رکھ سکتے''۔

**فائدہ**: اسی معنی کی صحیح حدیث آگے حدیث نمبر (۴۰۰۱) صفحہ (175) میں ملاحظہ فرمائیں۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے ''علیہ السلام'' یا ''کرم اللہ وجہہ'' خاص کرنا!

حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں بعض لوگ خاص طور سے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ علیہ السلام یا کرم اللہ وجہہ لگاتے ہیں' بہتر ہے کہ اس دعا کو تمام صحابہ کیلئے کہا جائے، اسی طرح بعض مشہور کتابوں میں بھی کرم اللہ وجہہ کے الفاظ موجود ہیں جو کہ بعض کاتب و ناسخ کی طرف سے بڑھایا گیا ہے، اسی کی طرف ابن کثیرؒ نے اشارہ کیا ہے۔

تو سب صحابہ کے ناموں کے ساتھ وہی کہنا چاہیے جو ان کیلئے اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے فرمایا: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾(۱) اور یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ اللہ کی رضامندی اس کے اکرام سے زیادہ افضل ہے۔ (۲)

## ۸۵) بَابٌ ؛

۳۹۸۴) عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ، وَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ)) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

**ضعیف**

## باب:

حضرت بُریدہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ چار آدمیوں سے محبت رکھوں اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت

(۳۹۸۳) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۹۱)، جامع صغیر (۶۳۳۰)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۰۴۶) کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''مُساور حمیری'' کو حافظ نے ''التقریب'' میں مجہول کہا ہے، اور الضعیفہ (۱۴۲۶) کے تحت کہتے ہیں راوی ''مُساور حمیری'' اور ان کی والدہ دونوں مجہول ہیں، مزید دیکھئے: التقریب (۶۵۸۷-۸۷۷۰)]۔

(۳۹۸۴) یہ حدیث **ضعیف** ہے، ابن ماجہ (۱۴۹)، [ضعیف سنن ابن ماجہ (۲۸)، شیخ البانیؒ الضعیفۃ (۱۵۴۹-۳۱۲۸) کے تحت کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی '' شریک'' ضعیف ہیں، ان کے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ان کی روایت قابل اعتبار نہیں، اور راوی ''ابو ربیعہ'' کو امام ابو حاتم نے منکر الحدیث کہا ہے، ضعیف جامع صغیر (۱۵۶۶)، المشکاۃ (۶۲۴۹) اور ہدایۃ الرواۃ (۶۲۱۰)]۔

(۱) سورۃ التوبۃ۔[۱۰۰]۔ (۲) مزید تفصیل کیلئے دیکھئے تفسیر ابن کثیر [۳/۵۱۷]، معجم المناهي اللفظية للشيخ بكر بن ابي زيد [ص۔۲۷۱، ۴۵۴]، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ص [۳/۲۸۹]۔

سَمِّهِمْ لَنَا؟ قَالَ: ((عَلِيٌّ مِّنْهُمْ))، يَقُوْلُ ذَالِكَ ثَلَاثًا-((وَأَبُوْذَرٍّ وَّالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ. وَأَمَرَنِي بِحُبِّهِمْ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ)) .

فرماتا ہے، عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں انکے نام بتا دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ علی (رضی اللہ عنہ) بھی ان میں سے ایک ہیں اور انکے علاوہ ابوذرؓ مقدادؓ اور سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) ہیں''۔

**فائدہ:** شیعہ حضرات صرف اپنے آپ کوُ ان چاروں کو اور اہل بیت کو مؤمن سمجھتے ہیں حالانکہ دوسرے صحابہ کے بارے میں بھی قرآن میں وضاحت موجود ہے اللہ تعالیٰ نے مہاجرین وانصار سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾(۱) اللہ تعالیٰ ان (صحابہ) سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان پر شک کرتا ہے وہ قرآن پر شک کرتا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کا انکار کرنے والا قرآن کا انکار کرتا ہے لہٰذا شیعہ لوگوں کی یہ رائے نص قرآنی سے ٹکراتی ہے جو مردود ہے۔

## ۸۶) بَابٌ ؛

## باب: (علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں)

۳۹۸۵) عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلِيٌّ مِّنِّيْ وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ، وَّلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ)).

حسن

حضرت حُبشی بن جُنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے (عہد وقرض وغیرہ کی) ادائیگی میرے اور علی کے علاوہ کوئی نہیں کرے گا''۔**

**فائدہ:** فرمایا علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اسکی تفصیل پیچھے صفحہ (158) میں گزر چکی ہے۔

وَلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ إِلَّا ...... : کوئی معاہدہ وغیرہ بھی یا تو میں خود کرونگا یا علی کریں گے' مسند احمد کی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ''میرا قرض بھی میرے یا علی کے علاوہ کوئی نہیں ادا کریگا''(۲) کیونکہ عرب میں یہ عادت تھی کہ کوئی اہم کام یا تو سربراہ کرتے تھے یا خاندان کے قریب ترین شخص کو یہ ذمہ داری دی جاتی تھی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر بھیجا پھر انکے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برأت

(۳۹۸۵) یہ حدیث **حسن** ہے، ابن ماجہ(۱۱۹)،[الصحیحہ (۱۹۸۰)، صحیح الجامع (۴۰۹۱)،المشکاۃ (۶۰۸۳)،ہدایۃ الرواۃ (۶۰۳۸)،الإعلام بآخر أحکام (ص۔۱۴۲)]۔

(۱) سورۃ التوبۃ۔[۱۰۰]۔ (۲) حسن۔مسند أحمد[۱۷۵۴۰]،الصحیحۃ[۱۹۸۰]۔

کا اعلان کرنے کیلئے بھیجا تا کہ اہمیت ہو جائے' قریبی رشتہ دار کو عرب اہمیت دیتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے چچازاد بھائی تھے لہٰذا آپ نے عرب کی عادت کو پیش نظر رکھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ امیر بن کر آئے ہو یا مأ مور؟ کہا مأ مور بن کر آیا ہوں بس اعلان کرنے کی غرض سے بھیجا گیا ہوں پھر انہوں نے سورۂ برأت پڑھ کر سنائی۔ (۱)

۳۹۸۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: آخَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ ؓ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ)).

**ضعیف**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ (مہاجرین و انصار) کے درمیان اخوت (بھائی چارگی) قائم کی تو علی ؓ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو''۔

## ۸۷) بَابٌ ؛

## باب:

۳۹۸۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ طَيْرٌ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي هٰذَا الطَّيْرَ ، فَجَاءَ

**ضعیف**

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کے پاس (ایک بھنا ہوا یا پکا ہوا) پرندہ تھا، آپ ﷺ نے اللہ سے دعا مانگی اے اللہ! مخلوق میں اپنے محبوب ترین شخص

(۳۹۸۶) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۸۴)، ضعیف جامع صغیر (۱۳۲۵)، [ شیخ البانی ؒ ہدایۃ الرواۃ (۶۰۳۹) کے تحت کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''حکم بن جبیر اسدی'' جو کہ ضعیف راوی ہیں انہوں نے راوی '' جُمَیع بن عُمَیر تیمی'' سے روایت کی ہے جو کہ متہم (جھوٹا) ہے۔ مزید دیکھیں: الضعیفۃ (۳۵۱) کے تحت۔

(۳۹۸۷) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۸۵)، [ہدایۃ الرواۃ (۶۰۴۰)، شیخ البانی ؒ الضعیفۃ (۶۵۷۵) کے تحت اس حدیث کو ''منکر'' قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: اس حدیث کی سند میں راوی ''عبیداللہ بن موسیٰ'' ہے جو کہ ''ابن ابی مختار عبسی'' ہے' اس راوی میں دو علتیں پائی جاتی ہیں: (أ) عبیداللہ بن موسیٰ کا تشیع کے بارے میں احادیث بیان کرتے ہوئے غلو کر جانا اور اس بارے میں منکر روایات بیان کرنا، (۲) اور ان کا اس حدیث کی اسناد بیان کرنے میں اضطراب پایا جانا۔ اس حدیث کے سب طرق ضعیف ہیں ابن جوزی ؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے، ذیلعی ؒ نصب الرایہ فی تخریج الہدایہ میں لکھتے ہیں کہ کتنی حدیثیں باوجود کثرتِ طرق کے پھر بھی ضعیف ہوتی ہیں ان میں اس مذکورہ حدیث کو بھی ذکر کیا ہے ]۔

(۱) حسن۔ أخرجہ ابن اسحاق فی ''السیرۃ'' [۴/۱۹۰]، فقہ السیرۃ للغزالي تحقیق: الشیخ الألباني [۴۱۹]۔

عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ)).

کو میرے پاس بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے'

چنانچہ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ وہ پرندہ کھایا۔

**فائدہ** : یہاں احب الخلائق کا معنی اس طرح ہے جیسے کہا جاتا ہے فلان اعقل الناس، فلان اعلم الناس تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ دوسرے لوگ سمجھدار نہیں ہیں یا علم والے نہیں ہیں' یہاں بھی یہی مطلب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت فضیلت ہے لیکن اس سے دوسروں کی فضیلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ تمام مخلوق میں سب سے افضل پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

۳۹۸۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ الْجَمَلِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ : كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَانِي، وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي.

**ضعیف**

عبداللہ بن عمرو بن ہند جملیؒ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے جب میں کچھ مانگتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطاء فرماتے اور اگر میں خاموش رہتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مجھے عطاء فرماتے۔

## ۸۸) بَابٌ ؛

## باب:

۳۹۸۹) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا)).

**ضعیف**

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اسکا دروازہ ہیں''۔

**فائدہ**: امام ترمذیؒ کہتے ہیں سند کے لحاظ سے یہ حدیث غریب منکر ہے (اور منکر کا مطلب ہے کہ حدیث کو ایسا راوی بیان کرے جو قابل اعتبار نہ ہو یا پھر ضعیف راوی ثقہ راویوں کی مخالفت کرے)۔

(۳۹۸۸) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۸۶)، [شیخ البانیؒ ہدایۃ الرواۃ (۶۰۴۱) کے تحت کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے' راوی ''عبداللہ بن عمرو بن ھند جملی'' کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع (سننا) ثابت نہیں ہے جیسا کہ امام احمدؒ اور ابن عبدالبرؒ نے ذکر کیا ہے، اور جو مستدرک (حاکم) میں صراحت سے ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سننا ذکر ہے' وہ شاید بعض رواۃ کی غلطی ہے۔ واللہ اعلم]۔

(۳۹۸۹) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۸۷)، ضعیف جامع صغیر (۱۳۱۳)، [شیخ البانیؒ ہدایۃ الرواۃ (۶۰۴۲) کے تحت کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی '' شریک'' حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف ہیں]۔

شیعہ اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی علم کا دروازہ ہیں' صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے ہی علم لیا جا سکتا ہے اور علمِ رسول وعلمِ سنت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی لینا چاہئے! جبکہ انکی یہ بات درست نہیں ہے' تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم کے مختلف دروازے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک دروازہ ہیں سارے صحابہ رضی اللہ عنہم دین کو سمجھنے والے تھے انہیں کے ذریعہ سے ہم سنت وکلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں، قرآن کی تفسیر' حدیث کی شرح وتفصیل صحابہ سے ہی لی گئی ہیں، ہاں بعض صحابہ کو دوسرے صحابہ پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ قضاو فیصلہ کرنے کے اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس علم کے دروازہ تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اُبَی (رضی اللہ عنہ) ہم میں سب سے زیادہ قرآن کو سمجھنے والے ہیں اور علی (رضی اللہ عنہ) قضاء وفیصلہ کرنے کے اعتبار سے ہم میں سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔(۱)

۳۹۹۰) عَنْ سَعَدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ: أَمَّرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ سَعْداً، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ، ثَلَاثًا قَالَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُوْنَ لِيْ وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِعَلِيٍّ وَخَلَفَهُ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَخْلُفُنِيْ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ))**. وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ: **((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ))**، قَالَ:

**صحیح**

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں امیر مقرر کیا تو ان سے پوچھا کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا نہیں کہتے اسکی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ کی یہ تین باتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف میں یاد ہیں اسلئے میں انہیں کبھی برا بھلا نہیں کہونگا اور مجھے ان تین باتوں میں سے ایک بات کا بھی حاصل ہو جانا سرخ قیمتی اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے، (۱) نبی علیہ السلام نے کسی غزوہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ دیا (تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کریں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ میرے نزدیک**

(۳۹۹۰) یہ حدیث صحیح ہے، مسلم (۷/۱۲۰)۔

(۱) صحیح البخاري [۴۱۲۱]، کتاب التفسیر، باب قولہ ﴿ما ننسخ من آیۃ أو ننسہا نأت بخیر منہا﴾۔

فَأَتَاهُ وَبِهٖ رَمَدٌ، فَبَصَقَ فِيْ عَيْنِهٖ، فَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿ ...... نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ كُمْ ﴾ الْآيَةَ، دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَناً وَّحُسَيْناً فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِيْ)).

**تمہارا وہی مقام ومنزلت ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کا تھا؟** (فرق یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی تھے) **لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔** (۲) دوسری چیز یہ ہے کہ غزوہ خیبر میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''میں ایسے شخص کو جھنڈا دونگا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں''** ہم سب خواہش کرتے تھے کہ جھنڈا شاید ہمیں ملے چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''علی کو میرے پاس لاؤ''** اس وقت انکی آنکھیں دُکھ رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی آنکھ میں لعاب دھن ڈالا اور جھنڈا عنایت فرمایا' اللہ تعالیٰ نے انہی کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی۔ (۳) اور تیسری بات یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿ نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ ﴾ (آیت مباہلہ، کہ ہم اپنی اولاد لے آئیں اور تم اپنی اولاد لے آؤ)، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین ﷺ کو بلایا اور فرمایا **''اے اللہ! یہ میرے گھر والے (اہل بیت) ہیں''۔**

**فائدہ :** حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ سعد (رضی اللہ عنہ) آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی رائے کیوں نہیں دیتے' بات کی وضاحت کیوں نہیں کرتے' اگر کوئی خاص وجہ ہے تو ہمیں بھی بتائیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کر دیئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی رائے کو مانتے ہوئے خاموش ہوگئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی یہ ان کی عظیم فضیلت ہے لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ میرے بعد تم خلیفہ ہوگے! کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ یوشع بن نون تھے(۱) اور ہارون علیہ السلام کا انتقال تو موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی ہو گیا تھا(۲) اور وہ عمر میں بھی موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے، مشابہت یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر اللہ سے مناجات کیلئے گئے تو ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا کر گئے اسیطرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے اپنا

(۱) صحیح البخاري [۴۳۵۶]، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ ﴿ وإذ قال موسیٰ لفتاه لا أبرح حتی أبلغ مجمع البحرین أو أمضي حقبا ﴾، مزید دیکھیں: مسند احمد [۸۲۹۸۔۸۲۲۱]، الصحیحہ (۲۰۲) قال الشیخ الألبانی: ھذا حدیث صحیح جلیل۔ (۲) صحیح۔ حاکم [۴۱۰۹]، امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

خلیفہ بنا گئے' جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ کسی غزوہ پر جاتے تو کسی نہ کسی صحابی کو اپنے پیچھے خلیفہ بنا کر جاتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئیگا۔

واقعی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کتنا بلند مقام ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ان سے محبت کرتے ہیں۔

## جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف کی بات ہو تو ایک مؤمن کو کیا کرنا چاہیے؟

ایسے فتنے کے وقت مسلمان ہر طرح سے اپنے آپ کو اس فتنے سے بچائے اپنی زبان کو صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف میں استعمال کرے' صحابہ کرام میں سے کسی کے بارے میں بھی کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے شک وشبہ ہو یا کسی بھی صحابی کی کسی بھی طرح سے تقصیر ہو رہی ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی واضح حدیث ہے "اِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِيْ فَأَمْسِكُوْا" ''جب میرے صحابہ کا تذکرہ ہو تو خاموش رہنا''(۱) مزید تفصیل کیلئے حدیث (۳۹۵۰) صفحہ (125) پر دیکھئے۔

### ۸۹) بَابٌ ؛

### باب

۳۹۹۱) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشَيْنِ وَأَمَّرَ عَلٰى أَحَدِهِمَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَلَى الْآخَرِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَقَالَ: ((إِذَا كَانَ الْقِتَالُ فَعَلِيٌّ)) قَالَ: فَافْتَتَحَ عَلِيٌّ حِصْناً فَأَخَذَ مِنْهُ جَارِيَةً، فَكَتَبَ مَعِيَ خَالِدٌ كِتَاباً إِلٰى

**ضعیف**

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے دو لشکر ایک ساتھ روانہ فرمائے ایک کا امیر حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے لشکر کا امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنایا اور فرمایا: ''جب جنگ ہوگی تو پورے لشکر کے امیر علی ہونگے، چنانچہ جنگ ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک

(۳۹۹۱) شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث کی اسناد **ضعیف** ہے، یہ حدیث پہلے بھی حدیث (۱۷۷۲) میں گزر چکی ہے، [علامہ مبارکپوری حدیث (۱۷۷۲) کے تحت کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''ابو اسحاق سبعی رحمہ اللہ'' مدلّس ہیں' انہوں نے اس روایت کو حضرت براء رضی اللہ عنہ سے عنعنہ سے بیان کیا ہے، اور تقریب (۵۰۶۵) میں (حافظ) کہتے ہیں: آخری عمر میں ان کا حافظہ خراب ہوگیا تھا (تحفۃ الاحوذی [۵/۲۹۴])، شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ضعیف أبی داود (۲۴۲) اور الضعیفہ (۵۷۱۰) کے تحت ابو اسحاق سبعی رحمہ اللہ کے بارے میں یہی بات کہی ہے، **البتہ الصحیحہ (۱۷۵۰) کے تحت اسی معنی کی حدیث جو کہ بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے**]۔

(۱) صحیح۔طبراني [۱۴۲۷]، الصحیحۃ [۳۴]۔

النَّبِيِّ ﷺ بِشَيْءٍ بِهٖ، قَالَ: فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَأَ الْكِتَابَ، فَتَغَيَّرَ لَوْنُهٗ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا تَرَى فِيْ رَجُلٍ يُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ))؟ قَالَ: قُلْتُ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُوْلِهٖ، وَإِنَّمَا أَنَا رَسُوْلٌ، فَسَكَتَ.

قلعہ کو فتح کیا اور مال غنیمت میں سے ایک لونڈی لے لی اس پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر میرے ہاتھ بھیجا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ شکایت لکھی تھی، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر وہ خط دیدیا، آپ نے پڑھا تو چہرہ انور کا رنگ غصے سے بدل گیا اور فرمایا: تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت رکھتے ہیں؟ (براء رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں میں نے عرض کیا: میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے غصے سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں میں تو صرف خط لانے والا ہوں' اس پر نبی علیہ السلام خاموش ہو گئے''۔

**فائدہ**: بخاری کی حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا ان سے ناراض مت ہو کیونکہ ان کو تو مال خمس میں سے اس سے بھی زیادہ ملنا چاہئے تھا۔(۱) اس مضمون کی صحیح حدیث پہلے (۳۹۷۸) صفحہ (156) میں گزر چکی ہے وہ ضرور دیکھیں۔

## ٩٠) بَابٌ ؛

## باب

۳۹۹۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ، فَقَالَ النَّاسُ: لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ)).

وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ: وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ. يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَنْتَجِيَ مَعَهٗ.

**ضعیف**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے طائف (کی لڑائی) والے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی' تو لوگ کہنے لگے: آپ ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی کیساتھ کافی دیر تک سرگوشی فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سرگوشی فرمائی ہے''۔

مطلب ہے کہ اللہ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں ان سے سرگوشی کروں۔

(۳۹۹۲) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۸۸)، ضعیف جامع صغیر (۵۰۲۲)، الضعیفۃ (۳۰۸۴) [اور ہدایۃ الرواۃ (۶۰۴۳) کے تحت شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند کے تمام رواۃ ثقہ ہیں لیکن ''ابو زبیر'' جو کہ مدلس راوی ہیں' اس روایت کو انہوں نے عنعنہ سے بیان کیا ہے، یہی اس حدیث کی علت ہے]۔

(۱) صحیح البخاري [۴۰۰۳]، کتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب علیه السلام وخالد بن الولید رضي الله عنه إلى الیمن قبل حجة الوداع۔

**فائدہ :** ''میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سرگوشی فرمائی ہے'' اس کا مطلب اسی طرح ہے جیسے قرآن میں ہے: ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾ (۱) یعنی آپ نے خاک کی مُٹھی نہیں پھینکی بلکہ وہ اللہ نے پھینکی تھی۔ یہاں مٹی انکی آنکھوں میں پہچانا مراد ہے کہ مٹی پھینکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی لیکن انکی آنکھوں تک اللہ نے پہنچائی۔

ملا علی قاریؒ کہتے ہیں یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ سرگوشی میں جن باتوں کو بتایا گیا ہے وہ دنیاوی امور غزوات وغیرہ سے متعلق ہیں (آخرت وغیبی امور سے متعلق نہیں) جیسا کہ بخاری میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ قرآن کے علاوہ آپ کے پاس کچھ اور بھی ہے تو انہوں نے جواب دیا: دانہ پھاڑنے والے اور نفس کو پیدا کرنے والے کی قسم! قرآن کے علاوہ کوئی اور (غیبی اور آخرت کی راز کی بات) ہمارے پاس نہیں ہے اور اللہ نے ہمیں قرآن کی سمجھ وفہم عطاء فرمائی ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس یہ صحیفہ ہے جس میں دِیت کے احکام' قیدیوں کی رہائی...... یہ چند باتیں ہیں (۲) لہٰذا سرگوشی کے راز سے غزوات ہی مراد ہیں۔

## ۹۱) بَابٌ ؛

## باب

۳۹۹۳) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرَكَ)) قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ، قُلْتُ لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ: مَا مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ؟ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهُ جُنُباً غَيْرِي وَغَيْرَكَ.

**ضعیف**

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: ''علی! میرے اور تمہارے علاوہ کسی اور کیلئے جائز نہیں کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں رہے''، علی بن منذرؒ کہتے ہیں میں نے ضرار بن صُردؒ سے اس حدیث کا مطلب پوچھا تو انہوں نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ میرے اور تمہارے علاوہ کسی اور کیلئے یہ جائز نہیں کہ حالت جنابت میں اس مسجد کو راستہ بناتے ہوئے گزرے۔

(۳۹۹۳) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشكاة (۶۰۸۹)، الضعيفة (۴۹۷۳)، ضعيف جامع صغير (۶۴۰۲)، [شیخ البانیؒ الثمر المستطاب (۱/۷۵۱) اور ضعیف أبي داود (۳۲) کے تحت کہتے ہیں حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر (۱/۵۰۱) میں کہتے ہیں یہ حدیث ثابت نہیں' ضعیف ہے کیونکہ ''سالم (بن ابی حفصہ)'' متروک (یعنی اس پر جھوٹے ہونے کی تہمت) ہے اور اس کے استاد ''عطیہ (ابن سعد عوفی)'' ضعیف ہیں]۔

(۱) سورۃ الانفال [۱۷]۔ (۲) صحيح البخاري [۶۳۹۴]، كتاب الديات، باب العاقلة۔

**فائدہ** : اس حدیث کی فہم کن شرح حدیث (۳۹۴۱) صفحہ (117) میں ذکر ہے۔

## ۹۲) بَابٌ ؛

## باب

۳۹۹۴) عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ قَالَ: بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ يَـوْمَ الْإِثْـنَيْـنِ وَصَـلّٰـى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ.

**ضعیف**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کو پیر والے دن نبوت عطاء فرمائی گئی اور منگل والے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

**فائدہ** : اگر چہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن یہ دونوں باتیں ہی صحیح حدیث سے ثابت ہیں مگر اس میں منگل کے دن کا ذکر نہیں ہے۔(۱) اس حدیث کی مزید شرح آگے حدیث (۳۹۹۹) صفحہ (174) میں ذکر ہے۔

۳۹۹۵) عَـنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: **((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ مِنْ بَعْدِيْ))**.

**صحیح**

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **”تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہارون علیہ السلام تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے“۔**

۳۹۹۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: **((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ مِنْ بَعْدِيْ))**.

**صحیح**

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **”میرے نزدیک تمہاری وہی حیثیت ہے جو موسیٰ علیہ السلام**

(۳۹۹۴) یہ حدیث **ضعیف** ہے، [ شیخ البانی رحمہ اللہ ضعیف سنن الترمذی (ص۔۵۰۳) میں حدیث الباب کے تحت کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ”مسلم مُلائی“ یعنی مسلم بن کیسان ضبی مُلائی برّاد (اعور)، ضعیف ہیں، ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے، التقریب (۲/۲۴۶)۔ اس حدیث کی دوسری روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے لیکن اس میں بھی یہ راوی موجود ہے ان کو مسلم ملائی کہا جاتا ہے ملائی کپڑے بیچنے والے کی طرف نسبت ہے، اس کے علاوہ دوسری سند میں ”حبہ بن جُوین عرنی، ابو قدامہ کوفی“ بھی ہے جس کے بارے میں شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں صدوق له أغلاط، وکان غالیاً فی التشیع دیکھئے: التقریب (۱/ ۱۴۸) لہٰذا کثرتِ سند کا کوئی فائدہ نہیں ہے اسلئے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو غریب کہا ہے کیونکہ اس میں راوی کا تفرد ہے ]۔

(۳۹۹۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۲۱)، بخاری، مسلم، [ شیخ البانی رحمہ اللہ صحیح الموارد (۱۸۴۷) کی تخریج میں کہتے ہیں **یہ حدیث متواتر ہے**، الإرواء (۸/ ۱۷۸)، صحیح لجامع (۱۴۸۴۔۷۹۵۱)، المشکاۃ (۶۰۷۸)، تخریج شرح الطحاویة (ص۔۵۴۶)، الروض النضیر (۲۷۷) اور قصة المسیح الدجال (ص۔۵۳)۔

(۳۹۹۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں سابقہ حدیث کی متابعت اور شاہد کی بنا پر یہ صحیح ہے۔

(۱) صحیح مسلم [۱۹۷۷] کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أیام من کل شھر وصوم یوم عرفة وعاشوراء والإثنین والخمیس، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دیکھیں: صحیح الترمذي [۲۹۳۶]۔

کے نزدیک ہارون علیہ السلام کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی آنے والانہیں ہے''۔

**فائدہ** : اس کی شرح ومفہوم حدیث (۳۹۹۰) صفحہ (167) میں گزر چکی ہے۔

## ۹۳) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت علی ﷛ کی فضیلت)

۳۹۹۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَبِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ.

**صحیح**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ﷛ کے دروازے کے علاوہ (مسجد میں کھلنے والے) باقی تمام دروازے بند کرنے کا حکم فرما دیا تھا۔

**فائدہ** : شیخ البانی ؒ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد میں کُھلا رکھنے کا حکم شروع کا ہے' پھر انتقال سے چند دن پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سے تمام گھروں کے دروازے بند کروا کر صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہنے دیا(۱) اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ تھا تاکہ آپ کے بعد انہیں امامت کیلئے آنے میں دشواری نہ ہو۔(۲) اس حدیث کی فہم کن شرح حدیث (۳۹۴۱) صفحہ (117) میں ذکر ہے۔

۳۹۹۸) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ، فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّنِي، وَأَحَبَّ هٰذَيْنِ، وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا، كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

**ضعیف**

حضرت علی بن ابی طالب ﷛ بیان کرتے ہیں ایک بار نبی ﷺ نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''جو مجھ سے محبت کریگا' ان دونوں سے محبت کریگا' اور ان دونوں کے والدین سے محبت کریگا، وہ قیامت والے دن میرے ساتھ میری جگہ میں ہوگا''۔

(۳۹۹۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، شیخ البانی ؒ نے اسے الضعیفة (۴۹۳۲)، (۴۹۵۱)، [(۲۹۲۹) اور (۴۹۵۳) کے تحت صحیح کہا ہے اور الثمر المستطاب میں چھ صفحات پر مشتمل اس حدیث کے کئی طرق ذکر کریں ہیں (ص۔۴۸۷ سے ۴۹۳)]۔

(۳۹۹۸) یہ حدیث **ضعیف** ہے، الضعیفہ (۳۱۲۲)، تخریج المختارہ (۳۹۲)، ضعیف جامع صغیر (۵۳۴۴)، [شیخ البانی ؒ الضعیفة (۳۱۲۲) کے تحت اس حدیث کو ''منکر'' قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: ''علی بن جعفر'' مجہول الحال ہیں (یعنی باطنی طور پر مجہول العدالہ ہیں، ظاہری طور پر نہیں)، اور الذب الاحمد عن مسند الإمام أحمد (ص۔۳۷۔۴۷) میں کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ سند اور متن (دونوں) لحاظ سے یہ منکر ہے]۔

(۱) صحیح البخاري [۴۵۴]، کتاب الصلاة، باب الخوخة والممر في المسجد۔ (۲) الثمر المستطاب [ص۔۴۹۲-۴۹۳] للألباني۔

**فائدہ** : حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (پیارے نبی) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہل بیت (کی محبت) میں تلاش کرو(۱)، بخاری کی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہو'' (۲)۔ اہل بیت سے محبت کرنے کا طریقہ حدیث (۴۰۰۱) صفحہ (176) میں ضرور دیکھئے۔

۹۴) بَابٌ ؛

باب: (کم عمر لوگوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے)

۳۹۹۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ.

**صحیح**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں (اسلام میں) سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

## سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

**فائدہ**: امام ترمذیؒ کہتے ہیں بعض اہل علم ومحدثین نے کہا ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو انکی عمر آٹھ سال کی تھی اور عورتوں میں ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لائیں۔

یہ روایت مقید ہے، مطلق کو مقید پر محمول کیا جائیگا کیونکہ ان سب میں بھی سب سے پہلے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں، ابن صلاحؒ کہتے ہیں کہ صحابہ میں پہلے پہل اسلام لانے والوں کی بہترین ترتیب یہ ہے کہ مردوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، عورتوں میں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا، آزاد کردہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے (۳)، کیونکہ ان سب کا سب سے پہلے ایمان لانا احادیث سے ثابت ہے۔

(۳۹۹۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، م، شیخ البانیؒ نے اسے الضعیفۃ (۴۹۳۲)، [(۴۱۳۹) کے تحت صحیح کہا ہے اور صحیح السیرۃ النبویۃ (ص۔۱۱۷)]۔

(۱) صحیح البخاری [۳۵۰۹]، کتاب المناقب، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ۔ (۲) صحیح البخاري [۳۴۱۲]، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضی اللہ عنہ۔ (۳) مقدمۃ ابن صلاح [۲۶۹،۲۷۰]

۴۰۰۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ: عَلِيٌّ.

**صحیح**

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ: فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، فَأَنْكَرَهُ، وَقَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ.

عمرو بن مرہؒ کہتے ہیں میں نے ابراہیم نخعیؒ کے سامنے اسکا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا بلکہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے ہیں۔

**فائدہ**: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بچوں میں پہلے ایمان لانے والے صحابی بتائے اور ابراہیم نخعیؒ نے مردوں میں۔ مذید شرح پچھلی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

## ۹۵) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صرف مؤمن ہی صحیح محبت کرتے ہیں)

۴۰۰۱) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ - النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ - أَنَّهُ: **((لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَبْغَضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ))**.

**صحیح**

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اُمی ﷺ نے مجھے تاکید فرمائی کہ **"صرف مؤمن ہی تم سے (صحیح) محبت کریگا اور صرف منافق ہی تم سے بغض رکھے گا"**۔

قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا مِنَ الْقَرْنِ الَّذِينَ دَعَا لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ.

عدی بن ثابتؒ کہتے ہیں میں اس زمانے (کے لوگوں میں) سے ہوں جن کیلئے نبی ﷺ نے دعا فرمائی ہے۔

**فائدہ**: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات کو ایمان اور نفاق کا معیار قرار دیا ہے' ان سے صحیح محبت ایمان کی نشانی اور ان سے بغض نفاق کی علامت ہے اور تمام اہل سنت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح محبت اور پیار کرتے ہیں، عدی بن ثابتؒ کے کہنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ میں بھی علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والے لوگوں میں سے ہوں جن کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے: ((اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ)) یعنی اے اللہ تو اسے اپنا محبوب

---

(۴۰۰۰) اس حدیث کی اسناد **صحیح** ہے۔ شیخ البانیؒ کہتے ہیں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد صحیح ہے اور نخعیؒ والی روایت نخعیؒ تک متصل ہے، [مزید دیکھیں: الضعیفۃ (۴۱۳۹) کے تحت اور صحیح السیرۃ النبویۃ (ص۔۱۱۸۔۱۲۱)۔

(۴۰۰۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۱۴)، مسلم، [الصحیحۃ (۱۷۲۰)، سنن نسائی (۵۰۱۸)، صحیح جامع صغیر (۲۴۲۲) اور المشکاۃ (۶۰۷۹)۔

اور دوست بنالے جو علی کو اپنا محبوب اور دوست بنائے(۱) لہٰذا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا ثبوت دیگا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا مستحق بن سکتا ہے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے کا صحیح طریقہ

یاد رہے کہ صحیح محبت کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ بڑھا کر مشکل کشا اور حاجت روا بنادے یا انکے عظیم الشان ساتھیوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنا شروع کردے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے میں خوب فرمایا ہے کہ ''بعض لوگ مجھ سے (اندھادھند) محبت میں (ناجائز) اِفراط (اور غلو) کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے اور بعض لوگ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے!''۔(۲)

**حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں:**

۱) ان میں اول الذکر اور سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو قرآن وحدیث کو صحیح معنوں میں سمجھتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسی مقام پر رکھتے ہیں جس پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کے چچا کے بیٹے ہیں' بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں' صحابہ رضی اللہ عنہ میں حضرت ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے زیادہ فضیلت رکھنے والے ہیں' مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ اور عشرہ مبشرہ یعنی ان دس صحابہ میں سے ہیں جنہیں ایک ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت فرمائی تھی۔

۲) بعض گمراہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں یہاں تک کہ انکی فضیلتوں کا انکار کردیتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں جیسے خوارج جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرکے ان سے جنگیں لڑیں اور نواصب وغیرہ۔

۳) اور کچھ گمراہ لوگ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محبت میں اتنا بڑھا دیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا رب ہی کہہ دیتے ہیں! ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں! ان سے دعائیں اور مدد مانگتے ہیں! انکی قسمیں اٹھاتے ہیں! انکی قبر پر گنبد بناتے ہیں! قبر کا طواف کرتے ہیں! اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر نذر ونیاز دیتے ہیں جانور ذبح کرتے ہیں! حالانکہ یہ بالکل واضح شرک ہے اللہ کے علاوہ مخلوق کی عبادت ہے اور ایک مسلمان کو یہ لائق نہیں ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی بھی غیر اللہ زندہ سے یا مردہ کی قبر پر جا کر یا دور سے اس سے مدد مانگے یا اسکی

(۱) صحیح۔صحیح ابن ماجہ [۹۴]۔ (۲) صحیح۔فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۹۵۲]، شیخ البانی ؒ نے ظلال الجنة في تخریج کتاب السنة [۹۸۳] میں اس حدیث کو شیخین کی شرط پر صحیح ہے' اور کہتے ہیں یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ ایسی غیبی باتیں ہیں جو اپنی عقل سے نہیں جانی جاسکتیں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ باتیں بتائی ہوں گی)، ظلال الجنة في تخریج کتاب السنة [۲/۴۶۲-۴۶۳]۔

عبادت کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہی بھیجا تھا کہ کوئی بھی اونچی قبر دیکھو تو اسے برابر کردو (زیادہ اونچی نہ چھوڑو)۔ (۱)

۴۰۰۲) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشاً فِيهِمْ عَلِيٌّ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ وَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! لَا تُمِتْنِي حَتّٰى تُرِيَنِي عَلِيًّا)).

**ضعیف**

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھائے دعا مانگتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! مجھے (ابھی) فوت نہ کرنا تاکہ (مرنے سے پہلے) میں علی کو (ایک بار پھر) دیکھ لوں''۔

## زندگی وموت کی تمنا اور دعا کرنے کی شرعی حیثیت

**فائدہ** : زندگی میں برکت کیلئے دعا کی جاسکتی ہے حالانکہ روزی رزق اور عمر مقرر ہے کہ کتنی ملنی ہے لیکن پھر بھی ان چیزوں میں برکت کیلئے دعا کرنی چاہئے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا(۲)، اسکا مطلب یہ ہے کہ تمنا اور دعا کرنے کا اثر ہوتا ہے، زندگی میں برکت کی دعا و تمنا سے یہ مقصد ہونا چاہئے کہ اور زیادہ خیر و نیکی کے کام کریگا' گناہوں سے معافی مانگ لیگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے عمر، روزی اور اولاد میں خیر و برکت کی دعا فرمائی لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر ہوا' انہیں یہ سب نعمتیں نصیب ہوئیں۔(۳) مزید شرح صفحہ (262) پر ملاحظہ فرمائیں۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے دلوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحیح اور سچی محبت سے بھر دے اور اس محبت کو اور زیادہ کردے اور ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا مستحق بنادے۔

---

(۴۰۰۲) شیخ البانیؒ کہتے ہیں یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۰۹۰)، [حدیث الباب کے تحت علامہ مبارکپوریؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں راوی ''ابی جراح'' اور ''ام شراحیل'' مجہول ہیں (تحفۃ الاحوذی (۱۰/ ۱۶۵)، شیخ وصي اللہ محمد عباس نے بھی اس حدیث کے بارے میں یہی بات کہی ہے' دیکھیں: فضائل الصحابۃ لإمام أحمد بن حنبل [۱۰۳۹۔۱۱۱۶]، تحقیق: د۔ وصي اللہ محمد عباس]۔

(۱) صحیح مسلم [۶۱۰۹]، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویۃ القبر۔ (۲) صحیح البخاري [۵۲۳۹]، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت۔ (۳) صحیح البخاري [۱۸۴۶]، کتاب الصوم، باب من زار قوما فلم یفطر عندہم۔

## مَنَاقِبُ أَبِيْ مُحَمَّدٍ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللهِ رضي الله عنه

## ابومحمد حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

**نام ونسب:** حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد ہے (۱)' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہی ہیں' نبی علیہ السلام کے چھٹے دادا مُرّ ۃ بن کعب پر ان کا نسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ (۲)

**فضیلت:** حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں یعنی ان دس صحابہ میں سے ہیں جنہیں نبی علیہ السلام نے ایک ہی وقت میں جنت کی بشارت سنا دی تھی (۳)' یہ نہایت سخی تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سخاوت کی وجہ سے ان کو طلحۃ الفیاض فرمایا تھا (۴)' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ بننے کیلئے جن چھ صحابہ کی نامزدگی کی تھی ان میں طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا حق خلافت دیدیا تھا۔ (۵)

**شجاعت:** جنگ احد میں جب ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ گیارہ (۱۱) انصاری صحابہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے ایک ایک کر کے گیارہ انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اکیلے ہی گیارہ آدمیوں کے برابر لڑائی کی' اس میں انکے ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئیں۔ (۶)

**وفات:** ۳۶ھ (۷) واقعہ جمل والے دن مروان بن الحکم الاموی نے انہیں تیر مارا اور مسلسل خون نکلنے کی وجہ سے یہ شہید ہو گئے (۸)' اس وقت ان کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔ (۹)

آخیر میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک سنہری قول پیشِ خدمت ہے فرماتے ہیں: آدمی اگر اپنے عیب کم رکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ (فتنوں کے وقت) اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ (۱۰)

اللہ ہمارے دلوں کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے بھر دے، آمین۔

---

(۱) صحیح۔ مسند أحمد [۱۳۴۵۲]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۲) حسن۔ طبرانی فی الکبیر [۱۸۷]، مجمع الزوائد [۱۴۸۰۰]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔ (۳) صحیح۔ صحیح الترمذي [۲۹۴۶]۔ (۴) حسن۔ طبرانی فی الکبیر [۱۹۴]، مجمع الزوائد [۱۴۸۰۳]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔ (۵) صحیح البخاري [۳۴۲۴]، کتاب المناقب، باب قصة البيعة والاِتفاق علی عثمان بن عفان۔ (۶) حسن۔ سنن نسائی [۳۱۴۹]، کتاب الجہاد، باب مایقول من یطعنہ العدو۔ (۷) رجالہ ثقات۔ طبرانی فی الکبیر [۱۹۱]، مجمع الزوائد [۱۴۸۰۲]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں۔ (۸) صحیح۔ امام ذہبیؒ نے حاکم [۵۵۹۱]، [۵۶۰۴]، حافظ ھیثمیؒ نے مجمع الزوائد [۱۴۸۲۲]، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ [۳/۵۳۲] اور شیخ شعیب أرناؤوط نے سیر اعلام النبلاء [۱/۳۵] میں اسے صحیح کہا ہے مزید دیکھئے: صحیح ابی داود [۱/۳۲۸ اور ۳/۳۹۶]۔ (۹) تقریب التھذیب [۳۰۲۷]۔ (۱۰) صحیح موقوف۔ مسند مسدد کما فی المطالب العالیة [۲۸۱۴] وقال ابن حجر: ''صحیح موقوف''، وصحح البوصیری أیضاً سندہ فی ''الاتحاف'' [۷۳۰۶]۔

۴۰۰۳) عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ، فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَأَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ، فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ، قَالَ: فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَوْجَبَ طَلْحَةُ)).

حسن

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے دو زرہیں زیب تن کی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چٹان پر چڑھنا چاہا تو آپ چڑھ نہ سکے چنانچہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھا کر نبی ﷺ نے ان پر قدم مبارک رکھا اور چٹان پر چڑھ گئے، پھر میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: **''طلحہ نے اپنے اوپر (جنت) واجب کر لی''۔**

**فائدہ:** غزوہ احد میں نبی علیہ السلام نے لوہے کی دو قمیصیں پہنی ہوئی تھیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں جسمانی وایمانی قوت کے لحاظ سے سب سے زیادہ تھے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ رب العالمین کا حکم تھا اور جنگی اسباب ہیں، اور ہمارے اسلام میں اللہ پر توکل کے ساتھ ساتھ اسباب لینے کی بھی اہمیت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''طلحہ نے اپنے اوپر (جنت) واجب کر لی''** اس کے باوجود اپنے **حسنِ خاتمہ کی فکر میں رہتے تھے** نبی علیہ السلام کے انتقال کے بعد ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے اور پوچھا کہ آپ اتنے غمگین کیوں نظر آرہے ہیں ...... انہوں نے کہا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ فرمارہے تھے: **''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر کوئی اس کو مرتے وقت پڑھ لے گا تو وہ اس کے اعمال نامہ کے لئے نور بن جائے گا' اور اس سے اس کے جسم اور روح کو راحت نصیب ہوگی' [اس کا رنگ چمک اٹھے گا اور اللہ اس کی تکلیف دور کر دیگا]''** لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے پہلے یہ کلمہ پوچھ نہیں سکا! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کلمے کو جانتا ہوں یہ وہی کلمہ ہے جس کے کہنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابو طالب) کو کہا تھا [''لا الہ الا اللہ''، طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے بالکل سچ کہا یہ وہی کلمہ ہے اللہ کی قسم یہ وہی کلمہ ہے] (حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا) اگر نبی علیہ السلام اس کلمہ سے بہتر کوئی اور کلمہ سمجھتے تو ان کو اسی کا حکم دیتے۔ (۱)

(۴۰۰۳) یہ حدیث **حسن** ہے، اور پہلے حدیث (۱۷۵۹) میں گزر چکی ہے، [المشکاۃ (۶۱۱۲)، ہدایۃ الرواۃ (۶۰۶۶)، مختصر الشمائل (۸۹)، صحیح أبي داود (۲۳۳۲)، صحیح الموارد (۱۸۵۶)، صحیح الجامع (۲۵۴۰) اور الصحیحۃ (۹۴۵)]۔

(۱) صحیح۔ صحیح ابن ماجہ [۳۰۶۲]، بریکٹ کی حدیث مسند احمد [۱۳۸۴] کی ہے اسے شیخ البانی نے احکام الجنائز [ص۔۴۸] میں صحیح کہا ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ کتنی خوش نصیب ہے' نبی علیہ السلام نے اس پر اپنے قدم مبارک رکھے اور چٹان پر تشریف لے گئے تا کہ کفار کو دیکھیں اور صرف یہی نہیں بلکہ غزوہ احد میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بنے' آپ کا دفاع کیا یہاں تک کہ بیس سے زیادہ زخم آئے (۱) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا حتی کہ ان کا ہاتھ بھی شل ہو گیا تھا (۲)۔ صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام و اکرام کرنے میں انتہا کر دی اور اللہ نے ان کی اداؤں پر گویا اجر و ثواب کی انتہا فرما دی۔

**صحیح**

۴۰۰۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى شَهِيْدٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَلْيَنْظُرْ إِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللهِ**)).

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا: **''جو شخص زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھنا پسند کرے' وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے''۔**

**فائدہ** : حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے احد کے میدان میں جو خدمات پیش کیں ان کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چلتے پھرتے شہید کا لقب دیا گویا زندگی میں ہی انہوں نے موت کا مزہ چکھ لیا' یا یہ نبی علیہ السلام نے انکی زندگی میں ہی ان کی شہادت کی گواہی اور خوشخبری دیدی اور ایسا ہی ہوا یہ جنگ جمل میں شہید ہوئے' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔ (۳)

**ضعیف**

۴۰۰۵) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ: سَمِعَتْ أُذُنِيْ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ)).

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے کانوں نے نبی ﷺ کے منہ مبارک سے یہ الفاظ سنے ہیں: ''طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہونگے''۔

---

(۴۰۰۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۲۵)، [صحیح سنن ابن ماجہ (۱۰۲)، الصحیحۃ (۱۲۶)، صحیح جامع صغیر (۵۹۶۲)، المشکاۃ (۶۱۱۳) اور ہدایۃ الرواۃ (۶۰۶۷)]۔

(۴۰۰۵) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۱۱۴)، ضعیف جامع صغیر (۳۶۲۷)، الضعیفہ (۲۳۱۱)، [شیخ البانیؒ ہدایۃ الرواۃ (۶۰۶۸) کے تحت کہتے ہیں اس حدیث میں راوی ''ابو عبدالرحمٰن نضر بن منصور (عنزی)'' اور ''عقبہ بن علقمہ یشکری'' دونوں ضعیف ہیں]۔

(۱) صحیح۔ مکارم الأخلاق [۱۶۴] لابن أبي الدنیا، فضائل الصحابۃ لإمام أحمد بن حنبل [۱۲۹۶] تحقیق: د۔ وصي اللہ محمد عباس۔ (۲) صحیح البخاري [۳۷۲۴۔۴۰۶۳]، کتاب المناقب، باب ذکر طلحۃ بن عبیداللہ۔ (۳) صحیح۔ حاکم [۵۵۹۱]، [۵۶۰۴]، امام ذہبیؒ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔

## حضرت طلحہ ﷜ نے نذر وذمہ داری پوری کی

حسن

۴۰۰۶) عَنْ مُوسٰى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: أَلَا أُبَشِّرُكَ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ)).

موسیٰ بن طلحہؒ بیان کرتے ہیں میں امیر معاویہ﷜ کے پاس گیا تو وہ کہنے لگے میں تمہیں ایک خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: **''طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی نذر (وذمہ داری) پوری کرلی''۔**

**فائدہ**: حدیث بیان کرنے والے راوی موسیٰ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہی بیٹے ہیں۔

قرآن میں ہے: ﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ﴾ (۱) کہ صحابہ میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کردی۔ اوراس حدیث میں وضاحت ہے کہ ان میں طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں یہ انکی بڑی عظیم فضیلت ہے کہ خوشخبری مل جانے کے بعد بھی اللہ کے عہد کو پورا کرنے کیلئے موقع تلاش کرتے رہتے تھے۔

نحبہ کا مطلب نذر' موت' مدت اور وقت بھی کیا گیا ہے مطلب یہ ہوگا کہ انہوں نے اپنے وقت کو' اپنی عمر کو اور اپنی پوری مدت کو اللہ کے راستے میں نذر کردیا' جنگ کے حوالہ سے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا اور اپنی جان کو اللہ کے راستے میں پوری طرح لگا دیا' آخیر تک اسی پر جمے رہے' اپنے آپ پر یہ لازم کرلیا تھا کہ موت تک اللہ کے راستہ میں لڑتے رہنا ہے اور پھر اللہ ہی کے راستے میں جان دیدی شہید ہوگئے اور اسلام کی حفاظت کا حق ادا کردیا۔

## ۹۶) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت طلحہ ﷜ کی اللہ اور رسول نے تعریف فرمائی)

حسن صحیح

۴۰۰۷) عَنْ طَلْحَةَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا لِأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ: سَلْهُ عَمَّنْ قَضٰى

حضرت طلحہ﷜ بیان کرتے ہیں بعض صحابہ نے ایک ان پڑھ دیہاتی سے کہا کہ نبی ﷺ سے ان لوگوں

(۴۰۰۶) یہ حدیث **حسن** ہے، اور پہلے (۳۴۳۲) میں گزر چکی ہے، [ابن ماجہ (۱۲۶، ۱۲۷)، الصحیحۃ (۱۲۵) کے تحت اور صحیح جامع صغیر (۳۹۱۶)]۔

(۱) سورۃ الاحزاب [۲۳]۔

(۴۰۰۷) یہ حدیث **حسن صحیح** ہے، اور پہلے (۳۴۳۳) میں گزر چکی ہے، [الصحیحۃ (۱۲۵) کے تحت اور صحیح الجامع (۲۹۹۸)]۔

نَحْبَهُ مَنْ هُوَ؟ وَكَانُوا لَا يَجْتَرِئُونَ عَلٰى مَسْأَلَتِهِ يُوَقِّرُوْنَهُ وَيَهَابُوْنَهُ، فَسَأَلَهُ الْأَعْرَابِيُّ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ إِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّا رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((**أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ؟**)) قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: ((**هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ**)).

کے بارے میں پوچھو جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں وہ کون لوگ ہیں؟ صحابہ کرام ﷺ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام ودبدبہ کی وجہ سے خود یہ سوال پوچھنے کی جرأت نہیں کرتے تھے، دیہاتی شخص نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تو آپ نے اپنا چہرہ انور پھیرلیا' انہوں نے دوبارہ پوچھا تب بھی آپ نے رُخ پھیرلیا' تیسری بار پوچھا تب بھی آپ نے رُخ پھیرلیا، طلحہ ﷺ کہتے ہیں اتنے میں میں مسجد کے دروازے پر سبز رنگ کا لباس زیب تن کیے پہنچا، نبی علیہ السلام کی نگاہ مبارک مجھ پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''سوال کرنے والا کہاں ہے جس نے نذر پوری کرنے والوں کے بارے میں پوچھا تھا؟''** دیہاتی شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''یہ (طلحہ) ان لوگوں میں سے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں''۔**

**فائدہ**: اصل میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدر میں حاضر نہ ہوسکے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر اب مشرکوں سے مقابلہ ہوگا اور اللہ کے حکم سے ہم اس میں شریک ہوئے تو آپ دیکھئے گا ہم کیا کرتے ہیں! پھر احد کے دن ان صحابہ نے نہایت بہادری دکھائی اور یہ آیت ان کے حق میں اتری(۱)، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ان بہادر صحابہ میں شامل ہیں جن کی صفت اللہ نے اس آیت میں بیان فرمائی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب ودبدبہ اور عزت واحترام کی وجہ سے بعض دفعہ خود سوال نہیں کرتے تھے بلکہ چاہتے تھے کہ کوئی نیا آدمی آئے اور سوال کرے اس لئے دیہاتی سے سوال کروایا' دیہاتی ذرا کھل کر سوال کرنے میں گھبراتے نہیں ہیں اور نبی علیہ السلام بھی دیہاتیوں کی اس صفت سے واقف تھے۔

اس حدیث کی مزید شرح پچھلی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) صحیح البخاري [۵۲۹۵]، کتاب الجهاد والسير، باب قول الله تعالى من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه......الخ۔

## مَنَاقِبُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ

## حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کے فضائل

**نام نسب وفضائل:** حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے(۱)' یہ نبی علیہ السلام کی سگھی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے ہیں(۲) انہوں نے آٹھ (۸) سال کی عمر میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا(۳) اور اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تلوار نکالنے والے یہی صحابی ہیں(۴)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زندگی میں ہی شہادت کی بشارت دیدی تھی(۵) اور یہ ان دس خوش نصیب صحابہ میں بھی شامل ہیں جنہیں نبی علیہ السلام نے دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی تھی(۶)' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ بننے کیلئے جن چھ صحابہ کی نامزدگی کی تھی ان میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ (۷)

**وفات:** ۳۶ھ میں(۸) واقعہ جمل کے موقع پر صلح کے خاطر جنگ سے الگ ہو کر جا رہے تھے' عمرو بن جرموز نے (دھوکہ سے) انہیں شہید کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے فرمایا اسے جہنم کی ''خوشخبری'' دے دو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں'' (۹)

اللہ ہمارے دلوں کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کی محبت سے بھر دے۔ آمین

۴۰۰۸) عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: جَمَعَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ قُرَيْظَةَ، فَقَالَ: ((بِأَبِي وَأُمِّي)).

**صحیح**

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ (کیساتھ لڑائی) والے دن میرے لئے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع فرمایا یعنی یوں فرمایا: ''(زبیر!) **میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں**''۔

---

(۴۰۰۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [سنن ابن ماجہ (۱۲۳)، المشکاۃ (۶۳۰۲) اور ہدایۃ الرواۃ (۶۰۵۶)]۔

(۱) صحیح البخاري[۳۹۴۴]، کتاب المغازي، باب أین رکز النبی ﷺ الرایۃ یوم الفتح۔ (۲) صحیح۔ مسند أحمد[۱۴۴۱۴]، الصحیحۃ[۱۸۷۷]۔ (۳) صحیح۔ حاکم[۵۵۴۷] حافظ ابن حجر نے فتح الباري[۷/۸۰] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۴) رجالہ ثقات۔ طبرانی فی الکبیر[۲۲۶]، مجمع الزوائد[۱۴۸۳۰]، حافظ هیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں۔ (۵) صحیح مسلم [۴۴۳۸]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل طلحۃ والزبیر رضي اللہ عنہما۔ (۶) صحیح۔ صحیح الترمذي[۲۹۴۶]۔ (۷) صحیح البخاري[۳۴۲۴]، کتاب المناقب، باب قصۃ البیعۃ والإتفاق علی عثمان بن عفان۔ (۸) رجالہ ثقات۔ طبرانی فی الکبیر[۲۳۸]، مجمع الزوائد[۱۴۸۴۳]، حافظ هیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں۔ (۹) حسن۔ مسند أحمد[۶۸۰]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ مزید دیکھیں الإصابۃ[۱/۵۴۶]، الصحیحۃ[۲۶۵۹]۔

**فائدہ:** بخاری و مسلم میں وضاحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو بنو قریظہ کے ہاں جائے اور ان کے بارے میں مجھے خبر دے' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں گیا' جب میں واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خوشی سے اپنے تشکرانہ الفاظ میں) میرے لئے اپنے والدین کو جمع کیا اور فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ (۱)

یہاں اور جنگ احد کے موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کی عزت اور توقیر کو بڑھاتے ہوئے فرمایا: (زبیر!) میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں(۲)۔ ویسے تو سب صحابہ نبی علیہ السلام کی عزت میں آپ کیلئے یہ الفاظ کہتے تھے اور یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کیلئے فرمائے، یہ ان کی بہت عظیم فضیلت ہے۔

## ۹۷) بَابٌ ؛

## باب: (نبی علیہ السلام کے خاص صحابی زبیر رضی اللہ عنہ)

**حسن صحیح**

۴۰۰۹) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَّإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ**)).

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوّام ہیں''۔**

**فائدہ:** حَوَارِی: کا مطلب مخلص دوست ہے' اسی طرح مدد کرنے والے' خاص ساتھی' وفادار' وزیر اور مشیر یہ سب معنی بھی کیے گئے ہیں۔

## ۹۸) بَابٌ ؛

## باب: (نبی علیہ السلام کے حواری زبیر رضی اللہ عنہ)

**صحیح**

۴۰۱۰) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((**إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَّحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ**)) - وَزَادَ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِيْهِ: يَوْمَ الْأَحْزَابِ -

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''ہر نبی کے حواری (مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں''۔**

(۴۰۰۹) یہ حدیث **حسن صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۲۲) اور [صحیح جامع صغیر (۲۱۵۵)]۔

(۴۰۱۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، سابقہ حوالہ دیکھئے، [بخاری، مسلم، سنن ابن ماجہ (۱۲۲)، المشکاۃ (۶۱۰۱)، الروض النضیر (۶۹۷) اور تخریج المختارۃ (۴۳۳)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۷۲۰]، کتاب المناقب، باب مناقب الزبیر بن العوام۔ (۲) صحیح۔ صحیح ابن ماجہ [۱۰۰]۔

قَالَ: ((مَنْ يَّأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، قَالَهَا ثَلَاثًا، قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا.

ابونُعیمؒ کی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ نبی علیہ السلام نے غزوہ خندق کے دن فرمایا: **''میرے پاس دشمن کی خبر کون لیکر آئیگا''** زبیرؓ نے عرض کیا میں لیکر آؤنگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار پوچھا ہر بار زبیرؓ نے ہی عرض کیا میں خبر لاؤنگا۔

**فائدہ**: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق یعنی احزاب والے دن بنوقریظہ کی خبر معلوم کرانے کیلئے فرمایا کون ان کی خبر لائے گا یعنی وہ عہد شکنی اور کفار مکہ کیساتھ ملکر مسلمانوں پر چڑھائی کا ارادہ تو نہیں کر رہے؟ لہٰذا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تینوں بار اپنے آپ کو نہایت بہادری کیساتھ اس پُر خطر اور سخت کام کیلئے پیش کیا' اس موقع پر نبی علیہ السلام نے انہیں اپنا خاص صحابی یعنی حواری فرمایا(۱)' مزید شرح کیلئے پچھلی حدیث کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں۔

## ۹۹) بَابٌ ؛ باب: (نبی علیہ السلام کے وفادار ساتھی زبیرؓ)

**صحیح**

۴۰۱۱) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَوْصَى الزُّبَيْرُ إِلَى ابْنِهِ عَبْدِاللّٰهِ صَبِيْحَةَ الْجَمَلِ، فَقَالَ: مَا مِنِّي عُضْوٌ إِلَّا وَقَدْ جُرِحَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى انْتَهٰى ذٰلِكَ إِلٰى فَرْجِهٖ.

ہشام بن عروہؒ بیان کرتے ہیں حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو واقعہ جمل کی صبح وصیت کرتے ہوئے بتایا کہ میرے جسم کا کوئی ایسا حصہ نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کیساتھ غزوات میں زخمی نہ ہوا ہو یہاں تک کہ میری شرمگاہ بھی زخمی ہوگئی تھی۔

**فائدہ**: نبی علیہ السلام کے وفادار ساتھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے راستے میں' دین کی خاطر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں لڑتے ہوئے میرے جسم کا کوئی حصہ بھی نہیں بچا جو زخمی نہ ہوا ہو۔

(۴۰۱۱) اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

(۱) صحيح البخاري[۳۷۲۰]، کتاب المناقب، باب مناقب الزبیر بن العوام۔

## مَنَاقِبُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفِ بْنِ عَبْدِ عَوْفٍ الزُّهْرِيِّ رضی اللہ عنہ

## حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف الزہری رضی اللہ عنہ کے فضائل

**نام ونسب:** حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا جاہلیت میں عبدعَمر و(۱) یا عبدالکعبہ نام تھا! اسلام لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن رکھ دیا(۲)' یہ قریش کے امیر ترین آدمی تھے۔(۳)

**فضائل:** حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں یعنی ان دس صحابہ میں سے جنہیں نبی علیہ السلام نے ایک ہی وقت میں انکی زندگی میں ہی جنت کی خوشخبری دی تھی(۴)' انہوں نے دو ہجرتیں کیں پہلے حبشہ پھر مدینہ طیبہ(۵)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبدالرحمٰن بن عوف چنے ہوئے (پسندیدہ) مسلمانوں میں سے ہیں(۶)' انہیں یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ غزوہ تبوک میں پیارے نبی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی اور نماز کا جو حصہ فوت ہوگیا تھا آپ نے اسے پورا کیا(۷)' یہ بڑے جرأت مند صحابی تھے(۸) غزوہ احد میں ان کے بیس (۲۰) سے زیادہ زخم آئے(۹)' اسی طرح نبی علیہ السلام کی تدفین کے وقت یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترنے والوں میں شامل تھے(۱۰)' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ بننے کیلئے جن چھ صحابہ کی نامزدگی کی تھی ان میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔(۱۱)

**وفات:** حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورخلافت میں ہوا(۱۲)' ان کی وفات پرحضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عوف! آپ اس حال میں جارہے ہیں کہ آپ نے دنیا کا بہترین حصہ پالیا اور (خراب یعنی) گدلے (مٹی والے) حصے کو چھوڑ دیا(۱۳)' انتقال سے ایک ماہ پہلے انہیں غشی آگئی گھروالے سمجھے کہ شاید انتقال ہوگیا' تھوڑی دیر بعد جب افاقہ ہوا تو انہوں نے اللہ اکبر کہا!

(۱) صحیح البخاري[۲۱۳۷] کتاب الوکالة، باب إذا وکل المسلم حربیاً في دار الحرب أوفي دار الإسلام جاز۔ (۲) الحاکم[۵۳۳۵]،[۳۱/۷۷]، امام ذہبیؒ کہتے ہیں یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر ہے۔ (۳) صحیح۔مسند احمد[۶/۲۹۰] شیخ البانیؒ الصحیحہ[۲۹۸۲] میں اسے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ (۴) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۹۴۶]۔

(۵) صحیح۔طبقات[۳/۲۸۷] لابن سعد، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل،[۱۰۸]، تحقیق: د۔وصي اللہ محمد عباس۔ (۶) یعقوب بن حمید وسلیمان بن سالم وکلاهما وثق وبقية رجالها رجال الصحیح۔طبراني في الأوسط[۱۱۸۷]، حافظ ھیثمیؒ مجمع الزوائد[۱۴۸۹۴] میں کہتے ہیں اس کے سب راوی بخاری کے ہیں سوائے یعقوب بن حمید اور سلیمان بن سالم کے اور ان دونوں کو بھی ثقہ کہا گیا ہے۔

(۷) صحیح مسلم[۶۴۰]، کتاب الصلاة، باب تقدیم الجماعة من یصلی بهم إذا تأخر الإمام ولم یخافوا مفسدة بالتقدیم۔ (۸) حسن۔طبقات[۳/۲۸۷] لابن سعد، محقق شیخ عبدالسلام بن محسن آل عیسیٰ نے دراسة نقدیة فی المرویات الواردة فی شخصیة عمر بن خطاب وسیاسته الإداریة رضی اللہ عنہ،[۲/۵۸۵] میں اسے حسن کہا ہے۔ (۹) رجالہ ثقات۔طبرانی فی الکبیر[۲۶۱]، مجمع الزوائد[۱۴۸۸۷]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں۔ (۱۰) صحیح۔صحیح ابی داود[۳۲۰۹۔۳۲۱۰]۔ (۱۱) صحیح البخاري[۳۴۲۴]، کتاب المناقب، باب قصة البیعة والإتفاق علی عثمان بن عفان۔ (۱۲) حسن۔تاریخ المدینة[۱/۳۶۔۳۷] لعمر بن شبة، د۔اکرم ضیاء العمری نے عصر الخلافة الراشدة[ص۔۴۳۴] میں اس صحیح کہا ہے۔ (۱۳) صحیح۔تاریخ الکبیر[۱/۱:۳۱۲] للبخاری، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل،[۱۰۸]، تحقیق: د۔وصي اللہ محمد عباس۔

گھر والوں نے بھی تعجب سے اللہ اکبر کہا! پھر انہوں نے بتایا کہ جب میں بیہوش ہوا تو دو شخص میرے پاس آئے اور کہا چلو اللہ تعالی سے تمہارے بارے میں فیصلہ لیتے ہیں! راستے میں ایک شخص ملا اس نے پوچھا انہیں کہاں لے جا رہے ہو؟ ان دونوں نے کہا اللہ سے ان کے بارے میں فیصلہ لینا چاہتے ہیں تو اس نے کہا واپس لوٹ جاؤ اللہ نے ان کیلئے سعادت مندی اور مغفرت اس وقت لکھ دی تھی جب یہ شکم مادر میں تھے! ابھی انہیں اللہ کی ہدایت میں ہی جب تک اللہ چاہے اور فائدہ اٹھانے دو۔ پھر ایک مہینہ کے بعد ان کا انتقال ہوا۔(۱)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

**صحیح**

۴۰۱۲) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أَبُوْ بَكْرٍ فِيْ الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِيْ الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِيْ الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِيْ الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِيْ الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِيْ الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِيْ الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ فِيْ الْجَنَّةِ، وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِيْ الْجَنَّةِ، وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِيْ الْجَنَّةِ)).**

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں، سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں، سعید بن زید جنت میں ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح جنت میں ہیں'' (﷡)۔**

۴۰۱۳) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ:** قاریؒ کہتے ہیں عشرہ مبشرہ صحابہ کے ناموں کی ترتیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اسی طرح ہے جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوئی ہے کیونکہ اگر یہ ترتیب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو کہ حدیث بیان کر رہے ہیں ان کی طرف سے ہوتی تو وہ اپنا نام تواضعاً سب سے آخر میں ذکر کرتے جب کہ ایسا نہیں ہے۔

(۴۰۱۲ اور ۴۰۱۳) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، المشکاۃ (۶۱۰۹)، تخریج الطحاویہ (۷۲۸)، [صحیح جامع صغیر (۵۰) اور الصحیحہ (۲۳۱۹) کے تحت]۔

(۱) صحیح۔امام ذہبیؒ نے حاکم [۳۰۶۶]، بوصیری نے ''الزوائد'' [۷۶۱۲] اور شیخ شعیب أرناؤوط نے سیر اعلام النبلاء [۱/۸۹] میں اسے صحیح کہا ہے۔

**صحیح**

۴۰۱۴) عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ فِي نَفَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**عَشَرٌ فِي الْجَنَّةِ: أَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ، وَالزُّبَيْرُ، وَطَلْحَةُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ**)) ـ قَالَ: فَعَدَّ هٰؤُلَاءِ التِّسْعَةَ وَسَكَتَ عَنِ الْعَاشِرِ، فَقَالَ الْقَوْمُ: نَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا أَبَا الْأَعْوَرِ! مَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: نَشَدْتُمُوْنِي بِاللّٰهِ ـ أَبُوْ الْأَعْوَرِ فِي الْجَنَّةِ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**دس آدمی جنتی (عشرہ مبشرہ) ہیں، ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، عبدالرحمٰن جنت میں ہیں، ابوعبیدہ جنت میں ہیں اور سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں**'' (رضی اللہ عنہم) ـ راوی کہتے ہیں حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے نو آدمیوں کا نام ذکر کیا دسویں کا ذکر نہیں کیا، لوگ کہنے لگے اے ابواعور! ہم آپ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتے ہیں کہ بتایئے دسواں آدمی کون ہے؟ انہوں نے کہا تم نے مجھے قسم دیدی اسلئے بتا دیتا ہوں کہ دسواں آدمی ـ **ابواعور جنت میں ہیں** یعنی میں خود بھی جنتی ہوں ـ

**فائدہ**: اس حدیث میں عشرہ (دس) کے الفاظ آئے ہیں جس کی وجہ سے یہ **عشرہ مبشرہ** مشہور ہوئے، اصل میں ان دس کے علاوہ بھی نبی علیہ السلام نے بہت سے صحابہ کو جنت کی بشارت دی ہے لیکن ان عشرہ مبشرہ صحابہ کو ایک ساتھ خوشخبری دی گئی ہے۔ ''ابوالاعور'' حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

## ۱۰۰) بَابٌ ؛

## باب: (ازواجِ مطہرات پر خرچہ کرنے والے صحابی)

**حسن**

۴۰۱۵) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((**إِنَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي، وَلَنْ يَّصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُوْنَ**)) قَالَ ثُمَّ تَقُوْلُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

ابوسلمہ بیان کرتے ہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات سے فرمایا کرتے تھے: ''**تمہارے بارے میں فکر رہتی ہے کہ میرے بعد تمہارا کیا ہوگا** (یعنی تمہارے

(۴۰۱۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، امام ترمذی کہتے ہیں امام بخاریؒ فرماتے ہیں یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے، ابن ماجہ (۱۳۳)، [سنن ابی داود (۴۶۴۹ـ۴۶۵۰)، المشکاۃ (۶۱۱۰)، تخریج الطحاویہ (۷۲۸)، الروض النضیر، صحیح جامع صغیر (۵۰ـ۴۰۱۰) اور الصحیحہ (۲۳۱۹) کے تحت]۔

(۴۰۱۵) یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ (۶۱۲۱ـ۶۱۲۲)، [الصحیحہ (۱۵۹۴)، صحیح الجامع (۲۰۰۲) اور صحیح الموارد (۱۸۵۹)]۔

فَسَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ ۔ تُرِيْدُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ ۔ وَقَدْ كَانَ وَصَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَالٍ بِيْعَتْ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفاً.

اخراجات کے بارے میں) **اور تمہاری کفالت پر صبر کرنے والا صابرین میں سے ہوگا''** ابوسلمہؓ کہتے ہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے والد عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو جنت کے چشمے سلسبیل سے سیراب فرمائے انہوں نے نبی علیہ السلام کی ازواج سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ایسا ہدیہ دیا کہ وہ چالیس ہزار (دینار) میں فروخت ہوا۔

**فائدہ :** کیونکہ انبیاء کی میراث نہیں ہوتی(۱) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے گھر والوں کیلئے میراث میں کچھ مال وغیرہ چھوڑ کر نہیں جا رہے تھے، لہٰذا جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج مطہرات سے یہ فرماتے سنا کہ میرے بعد تم پر وہی لوگ مہربان و مشفق ہوں گے جو سچے اور صابر ہونگے' چنانچہ یہ فرمان سننے کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات کیساتھ ہدیہ کے ذریعہ بھرپور تعاون کیا اور ایک باغ ان کیلئے وقف کر دیا۔(۲)

معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کیساتھ انتہائی احترام واکرام اور شفقت والا معاملہ ہونا چاہئے، اگرچہ آج امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن موجود نہیں ہیں لیکن ان کا تذکرۂ خیر کرنا ہمارے ایمان وایقان کا تقاضا ہے۔

۴۰۱۶) عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ أَوْصٰى بِحَدِيْقَةٍ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِيْعَتْ بِأَرْبَعِمِائَةِ أَلْفٍ.

صحیح

ابوسلمہؓ بیان کرتے ہیں (انکے والد) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کیلئے ایک باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ (درہم) میں فروخت ہوا۔

**فائدہ :** پہلی حدیث میں چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) اور دوسری حدیث میں چار لاکھ (۴،۰۰،۰۰۰) ہے، ان دونوں حدیثوں میں تطبیق یہ ہے کہ چالیس ہزار والی روایت میں دینار مراد ہیں اور چار لاکھ والی روایت میں درہم، دینار سونے کے ہوتے ہیں اور درہم چاندی کے لہٰذا قیمت دونوں کی برابر ہے۔

(۴۰۱۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں سابقہ حدیث کی متابعت اور شاہد کی بنا پر یہ صحیح ہے اور اسکی اسناد حسن ہے۔

(۱) صحیح البخاري [۶۲۳۰]، کتاب الفرائض، باب قول النبی ﷺ : لانورث ماترکنا صدقۃ۔ (۲) حسن۔ مسند البزار [۱۰۴۳]، الصحیحۃ [۳۳۱۸]۔

## مَنَاقِبُ أَبِي إِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ﷛ وَاسْمُ أَبِي وَقَّاصٍ: مَالِكُ بْنُ وَهَيْبٍ

## ابو اسحاق حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ کے عمدہ فضائل

## انکے والد کا نام مالک بن وَھیب ہے

**فضائل:** حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قریشی ہیں اور تیسرے (آزاد) شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا' اسلام کی بلندی کیلئے سب سے پہلے انہوں نے ہی اللہ کی راہ میں تیر چلایا(۱)' یہ اللہ سے محبت کرتے تھے اور اللہ بھی ان سے محبت کرتا تھا(۲) حتی کہ ان کے بارے میں قرآن مجید کی کچھ آیتیں نازل ہوئیں(۳)' انہیں زندگی میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت اور جنت کی بشارت دیدی تھی یعنی یہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں(۴)' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ بننے کیلئے جن چھ صحابہ کی نامزدگی کی تھی ان میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ (۵)

**شجاعت:** حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں بہادر شہسوار کی طرح لڑے(۶)' غزوہ اُحد میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں سفید کپڑوں میں (دو فرشتوں) حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کو دیکھا(۷) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرمارہے تھے: سعد! تیر چلاؤ تم پر میرے باپ قربان ہوں!(۸)' یہ فاتح ایران بھی ہیں، قادسیہ انہی کے ہاتھوں فتح ہوا اور اللہ نے کِسریٰ کو نیست و نابود کردیا(۹) حضرت سعد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے درمیان اختلافات پسند نہیں کرتے تھے اور فتنوں سے اپنے آپ کو بہت دور رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں بالکل غیر جانبدار ہوکر دور رہے۔(۱۰)

**وفات:** ان کا انتقال ۵۸ھ میں(۱۱) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دسوے (۱۰) سال(۱۲) (مدینہ کے قریب) عتیق مقام پر ہوا اور مدینہ میں ان کی تدفین کی گئی(۱۳)' اس وقت ان کی عمر (۸۳) سال

(۱) صحيح البخاري [۳۷۲۸]، [۳۷۲۹]، كتاب المناقب، باب مناقب سعد بن أبي وقاص الزهري۔ (۲) صحيح۔حاکم [۶۱۱۷]، امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے۔ (۳) صحيح مسلم [۴۴۳۲]، كتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ۔ (۴) صحيح مسلم [۴۴۳۸]، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير رضي الله عنهما، صحیح۔صحيح الترمذي [۲۹۴۶]۔ (۵) صحيح البخاري [۳۴۲۴]، كتاب المناقب، باب قصة البيعة والإتفاق على عثمان بن عفان۔ (۶) صحيح۔الطبقات الكبرى [۳/۱۴۱] لابن سعد، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۱۳۱۹]، تحقيق: د۔ وصي الله محمد عباس۔ (۷) صحيح مسلم [۴۲۶۴] كتاب الفضائل، باب فی قتال جبريل وميكائيل عن النبی ﷺ يوم أحد۔ (۸) صحيح۔صحيح الترمذي [۳۷۵۵]۔ (۹) سیر اعلام النبلاء [۱/۱۱۵]۔ (۱۰) صحیح۔حاکم [۸۳۹۴]، امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے۔ (۱۱) صحیح۔طبرانی فی الکبیر [۲۵۵۸]، مجمع الزوائد [۱۵۰۵۷]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ (۱۲) صحیح۔طبرانی فی الکبیر [۲۵۵۳]، مجمع الزوائد [۱۵۰۵۹]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ (۱۳) صحیح۔موطأ امام مالک [۵۴۹]، حافظ ابن عبد البرؒ نے ''الاستذکار'' [۲/۵۸۳] میں اسے صحیح کہا ہے۔

تھی (۱) اور عشرہ مبشرہ صحابہ بلکہ تمام مہاجرین صحابہ میں سب سے آخیر میں ان کا انتقال ہوا۔ (۲) انتقال سے پہلے اللہ کی رحمت سے بڑی امید تھی انکے بیٹے مصعب بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں میرے والد بیمار تھے اور ان کا سر میری گود میں تھا' یہ حالت دیکھ کر میں رونے لگا' پوچھا بیٹا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا: آپ کی طبیعت کی وجہ سے' انہوں نے فرمایا: مجھ پر مت رو! اللہ تعالیٰ مجھے کبھی عذاب نہیں دیگا' میں جنتی ہوں! یقیناً اللہ مؤمنوں کو ان کی نیکیوں کا پورا بدلہ دیتا ہے ...... (۳)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو حضرت سعد بن ابی وقاص اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

۴۰۱۷) عَنْ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: **((اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ))**

وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: **((اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ))**.

**صحیح**

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دعا دی: **''اے اللہ! سعد جب بھی تجھ سے دعا مانگیں تو انکی دعا قبول فرمالے''۔**

یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ **''اے اللہ جب سعد تجھ سے دعا کریں تو انکی دعا قبول فرما''۔**

**فائدہ:** حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے انکی دعائیں قبول ہوتی تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفہ کے گورنر تھے' کوفہ والوں نے انکی شکایت کی کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے! ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا نمائندہ تحقیق کیلئے بھیجا اور کوفہ کی تمام مسجدوں میں سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا' سب نے انکی بڑی تعریفیں کیں صرف بنی عبس کی مسجد میں ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ جہاد میں لشکر کیساتھ خود نہیں جاتے' مال غنیمت کی تقسیم صحیح طرح نہیں کرتے اور فیصلہ کرتے ہوئے عدل نہیں کرتے! یہ سن کر سعد رضی اللہ عنہ نے اسکی جھوٹی شکایت پر اسے تین بد دعائیں دیں فرمایا: اے اللہ! اگر یہ بندہ جھوٹا ہے اور نمائش کیلئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کردے' فقیری بڑھا دے اور اسے فتنوں میں مبتلا کردے! چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ کہتا

(۴۰۱۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۱۱۶) اور [صحیح الموارد (۱۸۵۸)]۔

(۱) رجالہ ثقات۔ طبرانی فی الکبیر [۳۰۴]، مجمع الزوائد [۱۴۸۷۱]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں۔ (۲) صحیح۔ طبرانی فی الکبیر [۳۰۵]، مجمع الزوائد [۱۴۸۶۹]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ (۳) حسن۔ الطبقات الکبری [۳/ ۱۴۷] لابن سعد، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل، [۱۳۲۱]، تحقیق: د۔ وصي اللہ محمد عباس۔

تھا میں بوڑھا فتنوں میں مبتلا ہوں مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگی ہے۔(۱)

## ۱۰۱) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے ننھیال سے ہیں)

۴۰۱۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: أَقْبَلَ سَعْدٌ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((هٰذَا خَالِي، فَلْيُرِنِي امْرُءٌ خَالَهُ)).

**صحیح**

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک بار (مجلس میں) حضرت سعد رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو نبی ﷺ نے فرمایا: **''یہ میرے ماموں ہیں' کسی کے ایسے ماموں ہوں تو مجھے دکھائے''۔**

حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبیلہ زُہرہ سے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی اسی قبیلہ سے تھیں اسلئے آپ نے انہیں اپنا ماموں فرمایا۔

**فائدہ** : امام ذہبیؒ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے والد) ابو وقاص کی چچا زاد بہن تھیں۔(۲)

## ۱۰۲) بَابٌ ؛

## باب: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے باپ تم پر قربان ہوں'')

۴۰۱۹) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَاهُ وَأُمَّهُ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدٍ ، قَالَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ: ((ارْمِ فِدَاکَ أَبِي وَأُمِّي، ارْمِ أَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ)).

**صحیح**

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے والدین کو ایک ساتھ کسی پر فدا و قربان نہیں کیا البتہ غزوہ احد والے دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **''اے باہمت مضبوط نوجوان! تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں''۔**

---

(۴۰۱۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۱۱۸)، [صحیح جامع صغیر (۶۹۹۴) اور ہدایۃ الرواۃ (۶۰۷۲)]۔

(۴۰۱۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو ''باہمت نوجوان'' ان الفاظ کیساتھ منکر کہا تھا' لیکن المشکاۃ (۶۱۱۷) اور ہدایۃ الرواۃ (۶۰۷۱) میں اسے صحیح کہا ہے] اور پہلے (۲۹۹۸) میں بھی گزر چکی ہے، (اور ''تخریج ھدایۃ الرواۃ'' شیخ البانیؒ کی آخری تحقیق شمار کی جاتی ہے)۔

(۱) صحیح البخاري [۷۵۳]، کتاب الأذان، باب وجوب القراءۃ للإمام والمأموم في الصلوات کلہا۔ (۲) سیر اعلام النبلاء [۱/۱۱۰]۔

۴۰۲۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: ((جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ)).

**صحیح**

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے دن میرے لئے اپنے والدین کو جمع فرمایا (یعنی یوں فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں)۔

۴۰۲۱) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُفَدِّي أَحَداً بِأَبَوَيْهِ إِلَّا لِسَعْدٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ يَقُولُ: ((**ارْمِ سَعْدُ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي**)).

**صحیح**

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کیلئے اپنے والدین کو جمع کرتے ہوئے (قربان کرتے ہوئے) نہیں سنا، غزوہ احد کے موقع پر میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: ''**اے سعد! تیر چلاؤ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں**''۔

**فائدہ**: ''**میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں**'' یہ جملہ ہمیشہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بولا کرتے تھے لیکن بعض صحابہ جیسے حضرت سعد اور زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ جملہ ارشاد فرمایا، اگر یہ جملہ صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کہہ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ میرے دل میں آپ کی عزت واحترام میرے والدین سے بھی زیادہ ہے حالانکہ انسان کے دل میں والدین کی بہت عزت ہوتی ہے لیکن صحابہ اپنے والدین پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

جمہور علماء کہتے ہیں اس جملے کو دوسروں کیلئے بھی کہا جاسکتا ہے اس وقت یہ بات حقیقی نہیں ہوگی بلکہ یہ صرف اس شخص کے احترام وعزت میں بولا جائیگا۔

امام نوویؒ کہتے ہیں سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور صحابہ کیلئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ فرمایا ہے تو ہوسکتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ کے بارے میں معلوم نہ ہوا ہو۔ (۱)

---

(۴۰۲۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، پہلے (۲۹۹۹) میں بھی گزر چکی ہے اور [سنن ابن ماجہ (۱۳۰)]۔

(۴۰۲۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، پہلے (۲۹۹۷) میں بھی گزر چکی ہے، [سنن ابن ماجہ (۱۳۰) اور المشکاۃ (۶۱۰۳)]۔

(۱) شرح مسلم للنووی [۱۵/۲۲۰]۔

## ١٠٣) بَابٌ ؛

## باب: (نبی علیہ السلام کے محافظ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ)

٤٠٢٢) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَهِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً فَقَالَ: **((لَيْتَ رَجُلاً صَالِحاً يَّحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ))**. قَالَتْ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ السِّلَاحِ، فَقَالَ **((مَنْ هٰذَا؟))** فَقَالَ: سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ **((مَا جَاءَ بِكَ؟))** فَقَالَ سَعْدٌ: وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجِئْتُ أَحْرُسُهٗ. فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَامَ.

**صحیح**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ سے واپس مدینہ تشریف لائے تو رات کو جاگتے رہے (نیند نہیں آ رہی تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''کاش! آج رات کوئی نیک آدمی میرا پہرہ دیتا''** ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اتنے میں ہم نے ہتھیار کی آواز سنی (کہ کوئی آیا ہے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: **''کون ہے؟''** عرض کیا: سعد بن ابی وقاص ہوں، فرمایا: **''کیسے آنا ہوا؟''** عرض کیا میرے دل میں کچھ اندیشہ ہوا کہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اسلئے آپ کا پہرہ دینے آیا ہوا ہوں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعا دی اور پھر آپ سو گئے۔

**فائدہ:** پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے سکون سے سوئے کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کی آواز بھی سنی گئی(۱)' یہ واقعہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے جس میں اللہ نے فرمایا ہے: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾(۲) کہ اللہ آپ کو لوگوں سے بچالے گا، پھر اس آیت کے اترنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پہرا نہیں دلوایا(۳)، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری توکّل کے خلاف نہیں تھی بلکہ یہ امت کیلئے طریقہ ہے کہ امیر، امام، بڑے آدمی کیلئے دشمن سے احتیاطاً چوکیداری رکھنی چاہیئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پر پورا بھروسہ اور یقینِ کامل تھا کہ اللہ میری حفاظت فرمائیگا لیکن اسکے باوجود امت کو ایک طریقہ بتا دیا کہ توکّل کے ساتھ ساتھ اسباب بھی استعمال کرنے چاہئیں' توکّل فعل قلبی ہے اور اسباب کو بروئے کار لانا فعل بدنی ہے۔

---

(٤٠٢٢) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم اور [صحیح الادب المفرد(٦٧٨)]۔

(١) صحیح البخاري[٧٢٣١]، کتاب التمني، باب قوله ﷺ لیت کذا وکذا۔ (٢) سورۃ المائدۃ۔[٦٧]۔ (٣) حسن۔سنن الترمذي[٣٠٤٦]، کتاب التفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب ومن سورۃ المائدۃ۔

## مَنَاقِبُ أَبِي الْأَعْوَرِ وَاسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ﷜

## ابواعور حضرت سعید بن زید بن عَمر و بن نُفَیل ﷜ کے فضائل

**فضائل:** حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ قریشی، عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں(۱)، انہوں نے شروع میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا(۲) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زندگی میں ہی شہادت اور جنت کی بشارت دیدی تھی(۳)، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی بھی تھے۔ (۴)

**وفات:** ۵۰ھ یا ۵۲ھ میں مدینہ کے قریب عقیق مقام پر جمعہ کے دن ان کا انتقال ہوا، پھر ان کو مدینہ لایا گیا اور مدینہ میں ہی ان کی تدفین کی گئی، ان کی وفات کی خبر سنکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ عقیق چلے گئے، انہیں حنوط (خوشبو) لگائی اور مسجد لے گئے۔(۵) یہ حضرت ابن عمر کے پھوپھا تھے۔

**انکے والد:** زید بن عمرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے ہی فوت ہوگئے تھے وہ قریش میں اکیلے صحیح دینِ ابراہیمی پر تھے، قریش کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے کہ یہ غیر اللہ کے نام پر ہے اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے بھی منع کرتے تھے اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو قتل کرنا چاہتا تو یہ کہتے اسے قتل نہیں کرو، اسکے تمام اخراجات میں اپنے ذمہ لیتا ہوں، پھر وہ اس لڑکی کو پالتے جب وہ بڑی ہوجاتی تو اسکے باپ سے کہتے: اگر تم چاہو تو تمہاری لڑکی تمہیں دیدوں؟ ورنہ میں ہی اس کے سارے معاملات پورے کروں گا۔ (۶)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو حضرت سعید بن زید اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت سے بھردے۔ آمین

**صحیح**

۴۰۲۳) عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ آثَمْ. قِيلَ:

حضرت سعید بن زید بن عَمر و بن نفیل ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں نو افراد کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ (زندہ) جنتی ہیں اور اگر دسوے آدمی کے بارے میں

(۴۰۲۳ اور ۴۰۲۴) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، اور پہلے (۴۰۱۴) میں گزرچکی ہیں، [سنن ابی داود (۴۶۴۸)، ابن ماجہ (۱۳۳-۱۳۴) اور الصحیحہ (۸۷۵)]۔

(۱) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۹۴۶]۔ (۲) صحیح البخاري[۳۵۷۳]، کتاب المناقب، باب إسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔ (۳) صحیح مسلم[۴۴۳۸]، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبیر رضي اللہ عنہما۔ (۴) **امام ذہبیؒ کہتے ہیں رشتہ داری کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیگر عشرہ مبشرہ کی طرح خلیفہ کیلئے اصحاب شوری میں شامل نہیں کیا، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دینداری تھی۔** (سیر اعلام النبلاء[۱/ ۱۳۸])۔ (۵) صحیح۔طبقات لابن سعد[۳/۳۸۴]، حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابة صحیح احادیث کی روشنی میں'' [۷۷-۷۸] ان آثار کو صحیح کہا ہے۔ (۶) صحیح البخاري[۳۵۴۰]، [۳۵۴۱]، کتاب المناقب، باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل، مع الفتح۔

وَكَيْفَ ذَاكَ ؟ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحِرَاءَ، فَقَالَ : ((**اُثْبُتْ حِرَاءُ! فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيْقٌ، أَوْ شَهِيْدٌ**)). قِيْلَ : وَمَنْ هُمْ ؟ قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبُوْ بَكْرٍ، وَّعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَّطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قِيْلَ: فَمَنِ الْعَاشِرُ ؟ قَالَ : أَنَا.

گواہی دوں کہ وہ بھی جنتی ہے تو میں گناہ گار نہیں ہونگا، ان سے پوچھا گیا وہ کیسے؟ تو کہنے لگے کہ ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ حراء پہاڑی پر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ حراء کو مخاطب کرکے فرمایا: **''اے حراء! ٹھہر جا تجھ پر نبی (ﷺ)' صدیق اور شہداء ہی ہیں''** ان سے پوچھا گیا کون کون حضرات تھے؟ جواب دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ اور ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ)، پوچھا گیا دسواں آدمی کون تھا؟ فرمایا: میں تھا۔

۴۰۲۴) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسیطرح مروی ہے۔

**فائدہ** : پہاڑ ایک جامد چیز ہے یہ اللہ کی قدرت ہے کہ اللہ نے اسے بھی سنوایا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی ہے۔

## مَنَاقِبُ أَبِيْ عُبَيْدَةَ عَامِرِ بْنِ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ

## حضرت ابوعبیدہ عامر بن جرّاح رضی اللہ عنہ کے فضائل (۱)

حضرت عامر بن عبداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے پہلے پہل اسلام قبول کیا اور کبار صحابہ وعشرہ مبشرہ میں ان کا شمار ہوتا ہے (۲)' یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی طرح بہت خوبصورت' با اخلاق اور بہت زیادہ نرم دل تھے (۳) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہی تھے' فہر بن مالک پر ان کا نسب نبی علیہ السلام سے مل جاتا ہے (۴)' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس لشکر کے امیر تھے جنہیں سمندر کے پاس ایک بڑی مچھلی مردہ حالت میں ملی تھی اور پھر صحابہ کرام کئی دنوں تک اس کا گوشت کھاتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا گوشت تناول فرمایا تھا (۵)' خلفاء کے دور میں انکے ہاتھوں بہت سی

(۱) **حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پر عشرہ مبشرہ صحابہ کے ابواب مکمل ہوگئے۔** (۲) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۹۴۶]۔ (۳) حسن۔طبرانی فی الکبیر[۱۶]،مجمع الزوائد[۱۴۹۳۸]،حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔ (۴) رجالہ ثقات۔طبرانی فی الکبیر[۳۵۸]،مجمع الزوائد[۱۴۹۰۷]،حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں۔ (۱) صحیح البخاري[۴۰۱۴] کتاب المغازی، باب غزوۃ سیف البحر۔

فتوحات ہوئی ہیں اور ملک شام کے گورنر بھی رہے' ان میں خلیفہ بننے کی صلاحیت تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس امت کا امین فرمایا ہے (۲)' ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا نبی علیہ السلام کسی کو خلیفہ بنانا چاہتے تو کسے بناتے؟ فرمایا ابوبکر کو' پھر عمر کو' پھر ابوعبیدہ بن جراح کو رضی اللہ عنہم (۳)' لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران ہی ۱۸ھ میں طاعون عمواس سے ان کا انتقال ہو گیا۔ (۴)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو حضرت ابوعبیدہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

**صحیح**

۴۰۲۵۔أ) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ، وَالسَّيِّدُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَا: ابْعَثْ مَعَنَا أَمِينَكَ، قَالَ: ((**فَإِنِّي سَأَبْعَثُ مَعَكُمْ أَمِيناً حَقَّ أَمِينٍ**))، فَأَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک قوم کا سردار اور اسکا نائب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ اپنا ایک امین (امانت دار شخص) بھیج دیجئے، نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''میں تمہارے ساتھ اسے بھیجوں گا جو واقعی امین ہوگا''** لوگ اس پر خواہش مند ہوئے اور تمنا کرنے لگے (کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھیجیں) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو انکے ساتھ بھیجا۔

ابواسحاق رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے یہ حدیث میں نے اپنے شیخ صِلہ بن زُفر رحمہ اللہ سے ساٹھ سال پہلے سنی تھی۔

**صحیح**

۴۰۲۵۔ب) عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((**لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ**)).

حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: **''ہر امت کا ایک امین (امانت دار شخص) ہوتا ہے اور اس امت کے امین (قابلِ اعتماد) شخص ابوعبیدہ بن جراح ہیں''۔**

---

(۴۰۲۵۔أ) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، دیکھئے الصحیحہ (۱۹۶۴)، [ابن ماجہ (۱۳۵) اور المشکاۃ (۶۱۲۳)]۔

(۴۰۲۵۔ب) یہ حدیث **صحیح** ہے، [بخاری، مسلم، ابن ماجہ (۱۳۶)، صحیح جامع صغیر (۵۱۶۲)، الصحیحہ (۱۲۱۴) اور المشکاۃ (۶۱۰۶)]۔

(۱) صحيح البخاري [۴۰۱۴] كتاب المغازی، باب غزوة سيف البحر۔ (۲) صحيح البخاري [۳۴۶۱] كتاب المناقب، باب مناقب ابي عبيدة بن جراح رضي الله عنه۔ (۳) مسلم [۴۳۹۷]، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابي بكر رضی اللہ عنہ۔ (۴) حسن۔ کتاب الزہد [۸۸۲] لابن مبارک، حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابة صحیح احادیث کی روشنی میں'' [ص۔۸۱] اسے حسن کہا ہے، مزید دیکھئے: حاکم [۵۱۴۶]، امام ذہبی رحمہ اللہ نے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

فائدہ: یہ دو عیسائی راہب تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن ان دونوں نے انکار کیا پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر اسلام کو نہیں مانتے تو مباہلہ کرلو! وہ لوگ ڈر گئے اور مباہلہ نہیں کیا (۲) بخاری میں ہے وہ کہنے لگے ہمارے ساتھ کسی امانت دار کو بھیج دیجئے ہم جزیہ دینے کیلئے تیار ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''میں تمہارے ساتھ اسے بھیجوں گا جو واقعی امین ہوگا''** ...... (۳) امانت دار تو تمام صحابہ ہی تھے لیکن جس میں جوصفت زیادہ ہوتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اسی صفت سے تعریف فرماتے تھے۔ (تحفہ)

۴۰۲۶) عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ: قَلْبُ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ مِنْ ذَهَبٍ.

**صحیح**

ابواسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: (میرے شاگرد) صِلہ بن زُفر کا دل سونے کی طرح (منور اور بالکل کھرا) ہے۔ (۱)

۴۰۲۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ عُمَرُ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ فَسَكَتَتْ.

**صحیح**

عبداللہ بن شقیقؒ بیان کرتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ اپنے صحابہ میں سب سے زیادہ کس سے محبت فرماتے تھے؟ فرمایا: ابوبکر سے، میں نے کہا: پھر انکے بعد کس سے زیادہ محبت فرماتے تھے؟ فرمایا: عمر سے، میں نے کہا: پھر کس سے؟ فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح سے رضی اللہ عنہ، میں نے پوچھا انکے بعد کون محبوب تھا؟ اس پر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں۔

**فائدہ**: یہ حدیث پہلے حدیث (۳۹۱۹) صفحہ (98) میں گزر چکی ہے اس کی شرح وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۴۰۲۶) اس موقوف حدیث کی اسناد **صحیح** ہے۔

(۴۰۲۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۰۲)، اور پہلے (۳۹۱۹) میں بھی گزر چکی ہے، [مسلم اور المشکاۃ (۶۱۰۷)]۔

(۱) **اس روایت میں حدیث نمبر (۴۰۲۵۔أ) کے روای ابواسحاقؒ اپنے استاد صلہ بن زفرؒ اور انکے استاد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتا رہے ہیں۔** (۲) صحیح۔ ابن سعد [۱/ ۳۵۷]، السیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الاصلیۃ [ص۔۶۴۴] کے مؤلف د۔ مہدی رزق اللہ کہتے ہیں شواہد کی بنا پر یہ صحیح ہے۔ (۳) صحیح البخاري [۴۰۲۹]، کتاب المغازي، باب قصۃ أهل نجران۔

۴۰۲۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْ بَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)).

**صحیح**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**ابو بکر کتنے اچھے اور بہترین آدمی ہیں، عمر کتنے اچھے اور بہترین آدمی ہیں، ابو عبیدہ بن جراح کتنے اچھے اور بہترین آدمی ہیں**''۔

**فائدہ:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی تعریف فرماتے ہوئے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو شیخین ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جمع فرمایا اور جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ شیخین کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس کو پسند فرماتے تھے تو فرمایا: ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو' ان سب باتوں میں ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کیلئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

## مَنَاقِبُ أَبِي الْفَضْلِ عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ

## نبی ﷺ کے چچا محترم ابو الفضل حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے سگھے چچا ہیں' یہ خوبصورت اور دراز قد کے مالک تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کیلئے کھڑے ہوئے' ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنی دائیں طرف بٹھا دیا' پھر فرمایا ''یہ میرے چچا ہیں، جو چاہے اپنے چچا پر فخر کرے''(۱)، یہ عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال بڑے تھے(۲)' فتح مکہ سے قبل اسلام لائے(۳)' ان کے اسلام قبول کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے خوش ہوئے کہ خبر دینے والے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو اسی وقت آزاد کر دیا(۴)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباس (رضی اللہ عنہ) قریش کے سب سے زیادہ سخی اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں(۵)' اسی طرح یہ بہت تجربہ کار بھی مانے جاتے تھے(۶) جنگ حنین میں مستقل نبی علیہ السلام کے ساتھ ہی رہے(۱)' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین پر آپ کی قبر میں

(۴۰۲۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحہ (۸۷۵ کے تحت، جلد۲ رصفحہ۹۶۲)، المشکاۃ (۶۲۲۴)، اور آگے (۴۰۶۴) میں یہ حدیث تفصیل سے آرہی ہے، [شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ہدایۃ الرواۃ [۶۱۸۵] میں مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، صحیح جامع صغیر (۶۷۷۰) اور الادب المفرد (۳۳۷)۔

(۱) حسن۔طبراني في الكبير [۱۰۵۸۰]، الصحیحۃ [۱۰۴۱]۔ (۲) رجالہ رجال الصحیح۔حاکم [۵۳۹۹]، مصنف ابن أبي شيبة [۳۳۹۲۱]، حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث کے رجال بخاری کے رجال ہیں مجمع الزوائد [۱۵۴۸۲]۔ (۳) صحیح۔السیرۃ النبویۃ لابن ھشام [۲۵/۴]، الصحیحۃ [۳۳۴۱]۔ (۴) حسن۔طبراني في الأوسط [۲۳۶۵]، حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث کی اسناد حسن ہے، مجمع الزوائد [۱۵۴۶۹]۔ (۵) حسن۔مسند أحمد [۱۶۱۰]، الصحیحۃ [۳۳۲۶]۔ (۶) صحیح۔سنن نسائي [۲۸۹۲]، کتاب المناسک، باب النھی ان ینفر صید الحرام۔

اترنے والوں میں بھی شامل تھے (۲)' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے اپنا گھر اللہ کیلئے وقف کر دیا (۳) اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد قحط سالی ہوئی تو بارش کی دعا کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں ہی لیکر نکلے اور فرمایا: اے اللہ ہم آپ کی بارگاہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو لے کر آئے ہیں' ہمیں بارش سے سیراب فرما دے' تو بارش ہوگئی۔ (۴)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو حضرت عباس اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

**ضعیف**

۴۰۲۹) عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَباً وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ ((مَا أَغْضَبَكَ؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ! إِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ، تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُبْشَرَةٍ، وَإِذَا لَقُوْنَا، لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ، قَالَ: فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ))، ثُمَّ قَالَ: **((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ آذٰى عَمِّيْ فَقَدْ آذَانِيْ، فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيْهِ)).**

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ﷺ بیان کرتے ہیں ایک بار حضرت عباس ﷺ غصہ کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے میں اس وقت نبی علیہ السلام کے پاس ہی موجود تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ آپ کو غصہ کس وجہ سے آ رہا ہے؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! قریش کا ہمارے بارے میں عجیب رویہ ہے جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو خوشی سے ملتے ہیں اور جب ہم (ہاشمیوں) سے ملتے ہیں تو انکی حالت کچھ اور ہی ہوتی ہے، اس پر نبی علیہ السلام کو بھی غصہ آ گیا اور چہرہ انور غصہ کے مارے سرخ ہوگیا پھر آپ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں

(۴۰۲۹) **یہ حدیث ضعیف ہے، البتہ اس حدیث کا آخری جملہ ''آدمی کا چچا بھی باپ کی طرح ہوتا ہے'' یہ صحیح ہے،** المشکاۃ (۶۱۴۷)، الصحیحہ (۸۰۶)، [شیخ البانی رحمہ اللہ الصحیحہ (۸۰۶)' الضعیفہ (۴۴۳۰) اور ہدایۃ الرواۃ (۶۱۰۴) کی احادیث کے تحت فرماتے ہیں یہ حدیث راوی ''یزید بن ابی یزید ہاشمی'' کے اضطراب اور انکے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف ہے' مزید فرماتے ہیں کہ یہ جملہ **''جس نے میرے چچا کو تکلیف دی اس نے گویا مجھ کو تکلیف دی''** اس کا شاہد جس سے اسکو تقویت مل رہی ہے ''ابن سعد [۴/ ۲۷]'' میں موجود ہے اور مرسل صحیح ہے' اسکے علاوہ شیخؒ نے اس جملہ کو صحیح الجامع (۵۹۲۲۔۲۰۸۷) میں بھی صحیح قرار دیا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ حدیث کا آخری جملہ **''آدمی کا چچا بھی باپ کی طرح ہوتا ہے''** یہ بھی صحیح ہے' اس کے بہت زیادہ شواہد ہیں بعض تو ''طبقات ابن سعد [۴/ ۲۶۔۲۷]'' میں ہیں...... اسکے علاوہ میں نے ''غایۃ المرام [۱۸۹]''، ''الارواء [۸۵۸]'' کے تحت اور ''الصحیحہ [۸۰۶]'' کے تحت ذکر کئے ہیں۔ انتہی

(۱) صحیح مسلم [۳۳۲۴]، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ حنین۔ (۲) صحیح۔ ابن حبان [۶۶۳۳]، صحیح الموارد [۱۸۱۱] للألباني۔ (۳) صحیح۔ ابن سعد [۴/۲۲]، فضائل الصحابۃ لإمام أحمد بن حنبل، د۔ وصی اللہ محمد عباس کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ (۴) صحیح البخاری [۳۴۳۴]، کتاب المناقب، باب ذکر العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔

سے کسی شخص کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ آپ سے' اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبت کرنے والا نہ ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''اے لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف دی اس نے گویا مجھ کو تکلیف دی کیونکہ چچا والد کی طرح ہوتے ہیں''۔**

**فائدہ :** **''چچا والد کی طرح ہوتے ہیں''** یعنی جس طرح ایک جڑ سے کھجور کے درخت کے دو تین تنے ملے ہوتے ہیں اسی طرح والد اور چچا بھی ایک ہی خون ونسل سے ہوتے ہیں لہٰذا چچا کی اسی طرح عزت کرنی چاہیے جس طرح والد کی عزت کی جاتی ہے اور انہیں تکلیف پہنچانا بھی والد کو تکلیف دینے کی طرح ہے۔ (۱)

ایمان سے مراد یہاں ایمانِ کامل ہے اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ایمان سے نکل جائیگا۔

## ۱۰۴) بَابٌ ؛

## باب

۴۰۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْعَبَّاسُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ)).

**ضعیف**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں''۔

## ۱۰۵) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے چچا ہیں)

۴۰۳۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: **((اَلْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَإِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيْهِ أَوْ مِنْ صِنْوِ أَبِيْهِ)).**

**صحیح**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''عباس رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور چچا والد کی طرح ہوتے ہیں''۔**

**فائدہ:** صِنْوُ اَبِيْهِ اور مِنْ صِنْوِ اَبِيْهِ : چچا والد کی ہی ایک قسم ہے یعنی عزت، مقام اور درجے میں والد کی طرح ہوتے ہیں' جس طرح ماں کے بعد خالہ کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اسی طرح والد کے بعد چچا کا ہے۔ (۲)

(۴۰۳۰) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۱۴۸)، الضعیفہ (۲۳۱۵)[ کے تحت اور ہدایۃ الرواۃ (۶۱۰۶) کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں راوی ''عبدالاعلی الثعلبی'' ضعیف ہے، مزید دیکھئے: سنن نسائی (۵۷۷۴) اور ضعیف جامع صغیر (۳۸۴۲۔۲۲۵۹)]۔

(۴۰۳۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحہ (۸۰۶)، صحیح ابی داؤد (۱۴۳۵)، الارواء (۳/۳۴۸۔۳۵۰)، [صحیح مسلم، صحیح الجامع (۴۱۲۰)، المشکاۃ (۱۷۷۸) اور غایۃ المرام (۱۸۹)]۔

(۱) فیض القدیر [۲۳۰۱۔۵۶۰۲]۔ (۲) اخرجہ ابن وہب فی ''الجامع [۹۴]''، شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو الصحیحہ [۱۰۴۱] کے تحت شواہد میں ذکر کیا ہے، کہتے ہیں یہ حدیث مرسل یا معضل ہے اور اس کے تمام روات ثقہ ہیں، مزید دیکھیں: ''الارواء [۶/۱۴۴]''۔

## ١٠٦) بَابٌ ؛

## باب: (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کیلئے نبی علیہ السلام کی محبت)

۴۰۳۲) عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعُمَرَ فِي الْعَبَّاسِ: ((**إِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ**))، وَكَانَ عُمَرُ كَلَّمَهُ فِي صَدَقَتِهِ.

صحیح

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''**چچا والد کی طرح ہوتے ہیں**'' کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے زکوٰۃ کے بارے میں کوئی بات کہی تھی۔

**فائدہ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباس (رضی اللہ عنہ) کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے میں انکی طرف سے ادا کرونگا کیونکہ وہ میرے چچا ہیں اور چچا والد کی جگہ ہوتے ہیں(۱) یعنی بیٹے والد کی طرف سے' بھتیجے چچا کی طرف سے زکوٰۃ دے سکتے ہیں حتی کہ والد اولاد کے مال سے بغیر اجازت لے سکتا ہے تصرف کرسکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ)) کہ تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہی ہے(۲) لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ بیٹے کے انتقال کے بعد سب ورثاء کو ورثہ سے محروم کردے! بلکہ مطلب یہ ہے کہ والد کا مقام ہے' حق ہے' وہ اولاد کے مال سے اگر چاہے تو اسکی زندگی میں بغیر ظلم کئے لے سکتا ہے۔

## حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد کیلئے نبی علیہ السلام کی خصوصی دعا

۴۰۳۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: ((**إِذَا كَانَ غَدَاةَ الْإِثْنَيْنِ فَأْتِنِي أَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰى أَدْعُوَ لَهُمْ بِدَعْوَةٍ يَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ**))، فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ، فَأَلْبَسَنَا كِسَاءً ثُمَّ قَالَ: ((**اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا**،

حسن

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ایک بار فرمایا: ''**پیر کی صبح آپ اپنی اولاد کیساتھ میرے پاس آئیگا میں آپ سب کیلئے ایسی دعا کروں گا جو آپ کیلئے اور آپ کی اولاد کیلئے فائدے مند ہوگی**'' (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ) چنانچہ ہم (اپنے والد کیساتھ) صبح سویرے

(۴۰۳۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں سابقہ حدیث کی متابعت اور شاہد کی بنا پر یہ صحیح ہے، الارواء (۳/ ۳۴۸)، [صحیح ابی داؤد (۱۴۳۵)، الصحیحہ (۸۰۶) اور صحیح الجامع (۴۱۰۰)]۔

(۴۰۳۳) یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ (۶۱۴۹)، [شیخ البانی رحمہ اللہ ھدایۃ الرواۃ (۶۱۰۷) میں کہتے ہیں: اس حدیث کی سند ''جید'' ہے' پھر مجھے معلوم ہوا کہ اس میں ایک علت ہے مکحول رحمہ اللہ نے اس روایت کو عنعنہ سے بیان کیا ہے۔

(۱) صحیح مسلم [۱۶۳۴]، کتاب الزکاۃ، باب فی تقدیم الزکاۃ ومنعھا۔ (۲) صحیح۔ صحیح ابن ماجہ [۱۸۵۵]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے' آپ نے ہمیں ایک چادر اڑھا دی اور پھر دعا فرمائی: ''اے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کو بخش دے' ایسی بخشش فرمادے کہ ظاہری اور پوشیدہ کوئی گناہ باقی نہ رہے' اے اللہ تو انکی اولاد میں' انکی (عزت کی) حفاظت فرما''۔

**اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِيْ وَلَدِهٖ)).**

**فائدہ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو ایک ہی چادر میں کر دیا گویا سب ایک جان کی طرح ہیں جس طرح اس چادر نے ان سب کو لپیٹ لیا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں لپیٹ لے اور قیامت والے دن یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عباس اور انکی اولاد کیلئے خصوصی دعا ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

## مَنَاقِبُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخِيْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

## حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں

**فضائل:** حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور ان خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے پہلے اسلام قبول کیا اور دو ہجرتیں کیں یعنی حبشہ پھر مدینہ طیبہ میں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں کے بارے میں فرمایا تھا جنہوں نے دو ہجرتیں کی تھیں: مجھ پر سب سے زیادہ تم لوگوں کا حق ہے میرے دوسرے صحابہ نے ایک ہجرت کی ہے اور تم لوگوں نے دو ہجرتیں کیں ہیں (۱)۔ حبشہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی امتیازی خدمات بڑی مشہور ہیں' جب انہوں نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے سامنے سورۃ مریم کی ابتدائی آیتیں تلاوت کیں تو نجاشی رو پڑے یہاں تک کہ ان کی داڑھی بھیگ گئی (۲) اور جعفر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر ایمان لے آئے (۳)' فتح خیبر کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آمد پر بے انتہاء خوش ہوئے' ان سے معانقہ کیا (گلے ملے) (۴)' ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا (۵) اور فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ میں خیبر فتح ہونے پر زیادہ خوش تھا یا جعفر کی آمد پر زیادہ خوش ہوں! (۶)

(۱) صحیح البخاري، [۳۵۸۷]، کتاب المناقب، باب هجرة الحبشة۔ (۲) صحیح۔ مسند أحمد [۱۷۴۰] فقہ السیرۃ [۹۰] لمحمد الغزالی، تحقیق: الباني۔ (۳) صحیح۔ أحکام الجنائز [ص ۱۱۸] للالبانی، شیخ احمد شاکرؒ نے مسند احمد [۱۷۴۰] میں اس حدیث کو صحیح اور شیخ شعیب أرناؤوط وحسین اسد نے بھی سیر اعلام النبلاء [۱/ ۲۰۷] کی تحقیق میں اس کی سند کو 'قوی' کہا ہے ('قوی' صحیح اور حسن کے درمیان کا رتبہ ہے)۔ (۴) حسن۔ مسند ابي یعلی [۱۸۷۶]، الصحیحۃ [۲۶۵۷]، ۵۰۰ حدیث مما تراجع عنها العلامۃ المحدث الألبانی فی کتبہ [ص۔ ۲۷] لابی مالک۔ (۵) حسن۔ ابن سعد [۴/ ۳۵]، شیخ البانیؒ نے الصحیحۃ [۲۶۵۷] کے تحت شواھد میں اسے حسن کہا ہے۔ (۶) حسن۔ سنن بیهقي [۷/ ۱۰۱]، شیخ البانیؒ نے الصحیحۃ [۲۶۵۷] کے تحت شواھد میں اسے حسن کہا ہے۔

**دارِ فانی سے رحلت:** حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جنگ موتہ' جمادی الاول ۸ھ (۱) میں شہادت نصیب ہوئی' جس وقت ان کو شہید کیا جا رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ان کی شہادت کے بارے میں بتا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر غم کے آثار بہت واضح تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے (۲)' نبی علیہ السلام نے ان کے گھر والوں سے تعزیت کی اور انکے بچوں کے بارے میں فرمایا: میں ان کا دنیا وآخرت میں سرپرست ہوں (۳)۔ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت کے طور پر دکھایا کہ جعفر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی زید بن حارثہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہما کیساتھ جنت میں شرابِ طہور پی رہے ہیں (۴)، امام ذہبیؒ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد پر جتنے خوش تھے اللہ کی قسم ان کی وفات پر اتنے ہی غم زدہ تھے۔ (۵)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو حضرت جعفر اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

۴۰۳۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ جَعْفَراً يَّطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ)).

**صحیح**

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا۔**

**فائدہ:** جنگ موتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کفار کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ ان کے جسم پر نوّے سے زیادہ زخم آئے' اور ان میں سے کوئی ایک بھی ان کی پیٹھ پر نہیں تھا (۶) یعنی بڑی شجاعت اور ثابت قدمی سے لڑے اور شہید ہوئے، حافظؒ کہتے ہیں غزوہ مؤتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے تھے' بدلے میں اللہ نے انہیں شہادت کے بعد ''پَر'' دیدئے اسلئے انہیں جعفر طیار (یعنی خوب اڑنے والا) کہا جاتا ہے (۷)' اسی طرح انہیں ذوالجناحین دو ''پَر'' والے بھی کہا جاتا ہے۔ (۸)

**اڑتے ہوئے دیکھا:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں دیکھا کہ یہ بادشاہ

(۴۰۳۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحہ (۱۲۲۶)، المشکاۃ (۶۱۵۳)، [صحیح جامع صغیر (۳۴۶۵)، صحیح الترغیب (۱۳۶۲)، صحیح الموارد (۱۸۸۸) اور ہدایۃ الرواۃ (۶۱۱۰)]۔

(۱) حسن۔السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق [۲۳/۴] د۔مہدی رزق اللہ احمد اپنی کتاب السیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الأصلیہ دراسۃ تحلیلیۃ [ص۔۵۴۳] میں کہتے ہیں اس بات پر تمام اہل المغازی والسیر کا اتفاق ہے۔ (۲) صحیح البخاري [۱۱۶۹]، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی إلی اہل لمیت بنفسہ۔ (۳) صحیح۔مسند احمد [۱۷۵۰]، أحکام الجنائز [ص ۲۰۹]۔
(۴) صحیح۔صحیح ابن خزیمہ [۱۹۸۶]، الصحیحۃ [۳۹۵۱]۔ (۵) سیر أعلام النبلاء [۲۰۶/۱]۔ (۶) صحیح البخاري، [۳۹۲۷]، [۳۹۲۸]، کتاب المغازي، باب غزوۃ مؤتۃ من ارض الشام۔
(۷) صحیح الترغیب والترہیب [۱۳۶۲] کے تحت۔ (۸) صحیح البخاري [۳۴۳۳]، کتاب المناقب، باب جعفر بن ابي طالب الہاشمي رضي اللہ عنہ۔

کے روپ میں ہیں(۱) اور اللہ نے انکے ہاتھوں کے بدلے انہیں دو پَر دیئے ہیں' یہ ان پَروں کے سہارے فرشتوں اور جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام کیساتھ اڑھ رہے ہیں(۲)' جنت کی نعمتوں سے محظوظ ہو رہے ہیں۔

## ۱۰۷) بَابٌ ؛ باب: (حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی فضیلت)

۴۰۳۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا احْتَذٰى النِّعَالَ، وَلَا انْتَعَلَ، وَلَا رَكِبَ الْمَطَايَا، وَلَا رَكِبَ الْكُوْرَ، بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرٍ.

**صحیح**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے بہتر انداز میں نہ کسی نے جوتیاں پہنیں' نہ ان جیسا کوئی سواری پر سوار ہوا اور نہ اونٹنی وگھوڑے کی زین پر بیٹھا۔

**فائدہ:** مسند احمد میں اس حدیث کے آخیر میں یہ الفاظ زیادہ ہیں ''یعنی سخاوت اور خرچ کرنے میں''(۳) اور بخاری میں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ غریب مسکینوں کیلئے بہترین سہارا تھے(۴) لہٰذا یہاں ان کی سخاوت کی فضیلت بیان ہوئی ہے' اور اسکا یہ مطلب نہیں کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں دوسرے صحابہ حضرت ابوبکر وعمر' عثمان وعلی رضی اللہ عنہم وغیرہ افضل نہیں ہیں! یہاں مقابلہ نہیں ہے بلکہ فضیلت میں ایسے الفاظ استعمال ہوجاتے ہیں۔

۴۰۳۶) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: ((أَشْبَهْتَ

**صحیح**

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

(۴۰۳۵) یہ حدیث موقوف **صحیح** ہے (یعنی صحابی کا قول واثر ہے) اور اسکی اسناد صحیح ہے۔

(۴۰۳۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [الصحیحہ (۱۵۵۰)، المشکاۃ (۶۳۷۷)، صحیح الجامع (۱۳۴۷۔۱۳۴۸)، صحیح الموارد (۱۸۸۹) اور الارواء (۷/ ۲۴۶)۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی یہ صفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ میں فرمائی تھیں' مسلم میں صلح حدیبیہ کا واقعہ تو بیان ہے لیکن جعفر رضی اللہ عنہ کی ان صفات کا ذکر نہیں ہے۔ دیکھئے إحکام الأحکام شرح عمدۃ الأحکام [۱/ ۴۲۳] لابن دقیق العید، تحقیق: مصطفیٰ شیخ مصطفیٰ ومدثر سندس، اور البدر المنیر فی تخریج الأحادیث والآثار الواقعۃ في شرح الکبیر [۸/ ۳۲۵]، تحقیق: مصطفیٰ ابو الغیط وعبداللہ بن سلیمان ویاسر بن کمال۔

(۱) صحیح۔ حاکم [۴۹۳۵]، الصحیحۃ [۱۲۲۶]۔ (۲) إسنادہ جید۔ طبراني في الأوسط [۶۹۳۲] حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں اس کی اسناد عمدہ ہے، فتح الباری [۷/ ۷۶]۔

(۳) صحیح۔ مسند احمد [۲/ ۴۱۳۔۴۱۴]، شیخ البانی ''الضعیفہ [۴۸۷۹]'' کے تحت کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند کے رجال بخاری ومسلم کے ہیں۔

(۴) صحیح البخاري [۳۴۳۲]، کتاب المناقب، باب جعفر بن ابي طالب الهاشمي رضي اللہ عنہ۔

خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ)).

’’تم شکل وصورت اوراخلاق وسیرت میں مجھ سے بہت مشابہت رکھتے ہو ‘‘۔

**فائدہ :** اس حدیث میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت بیان ہوئی ہے کیونکہ نبی علیہ السلام کے اخلاق مبارک کی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعریف فرمائی ہے: ﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾(۱) کہ پیارے نبی (ﷺ) آپ کا اخلاق مبارک تو بہت ہی اونچے اور عظیم مرتبہ والا ہے اور اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے اخلاق کو اپنے اخلاق جیسا فرما رہے ہیں!

أ۔۴۰۳۷) عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَسْـأَلُ الرَّجُلَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الْآيَاتِ مِنَ الْقُرْآنِ - أَنَـا أَعْلَمُ بِهَا مِنْهُ - مَا أَسْأَلُهُ إِلَّا لِيُطْـعِـمَنِيْ شَيْئاً؛ فَكُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ لَمْ يُجِبْنِيْ حَتّٰى يَذْهَبَ بِيْ إِلٰى مَنْزِلِهٖ، فَيَقُوْلُ لِامْرَأَتِهٖ: يَا أَسْمَاءُ! أَطْعِمِيْنَا، فَإِذَا أَطْعَمَتْنَا أَجَـابَـنِـيْ، وَكَـانَ جَـعْـفَـرٌ يُحِبُّ الْمَسَـاكِيْنَ، وَيَـجْـلِـسُ إِلَيْـهِـمْ، وَيُـحَـدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهُ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَنِّيْهِ بِأَبِي الْمَسَاكِيْنِ.

ضعیف جدا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں میں صحابہ سے قرآن کی تفسیر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا تاکہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جا کر کھانا کھلا دیں جبکہ میں اس قرآنی آیت کے بارے میں خوب جانتا تھا چنانچہ جب کبھی میں حضرت جعفر ﷺ سے قرآن کی آیت کے بارے میں پوچھتا تو وہ مجھے اپنے گھر لے جاتے اور اپنی بیوی سے کہتے: اسماء! ہمیں کھانا کھلاؤ جب وہ ہمیں کھانا کھلا دیتیں تو وہ میرے مسئلہ کا جواب دیتے، حضرت جعفر ﷺ غریب مساکین لوگوں سے بہت محبت کرتے تھے انکے ساتھ بیٹھتے اور ان سے خوب باتیں کرتے اور غریب بھی ان سے باتیں کرتے اسلئے نبی علیہ السلام نے ان کی کنیت ابوالمساکین رکھی تھی۔

(أ۔۴۰۳۷) اس حدیث کی اسناد **بہت ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۱۵۲) دوسری تحقیق کے مطابق، [ابن ماجہ (۴۱۲۵)، ضعیف الترغیب والترھیب (۱۹۲۵)، الضعیفۃ (۴۸۷۹) کے تحت شیخ البانی ؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ’’ابو اسحاق مخزومی یعنی ابراہیم بن فضل مدنی‘‘ ہے، اس کے ضعیف ہونے پر تمام ائمۃ الحدیث کا اتفاق ہے بلکہ امام دارقطنیؒ نے اسے ’’متروک‘‘ امام بخاریؒ اور ابو حاتم ؒ نے اسے ’’منکر الحدیث‘‘ کہا ہے، اسی طرح اس حدیث کی سند میں راوی ’’اسماعیل بن ابراہیم ابو یحیی تیمی‘‘ بھی ضعیف ہے، حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، فتح الباری (۹/ ۵۵۸)]۔

(۱) سورۃ القلم [۴]۔

ب۔۴۰۳۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا نَدْعُو جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَبَا الْمَسَاكِينِ، فَكُنَّا إِذَا أَتَيْنَاهُ قَرَّبْنَا إِلَيْهِ مَا حَضَرَ، فَأَتَيْنَاهُ يَوْماً فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ شَيْئاً، فَأَخْرَجَ جَرَّةً مِّنْ عَسَلٍ فَكَسَرَهَا، فَجَعَلْنَا نَلْعَقُ مِنْهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ابوالمساکین کہا کرتے تھے جب ہم ان کے پاس آتے تو جو ان کے گھر میں ہوتا ہمیں کھلا دیتے ایک مرتبہ ہم ان کے پاس آئے لیکن انہیں ہماری ضیافت کیلئے کچھ نہ ملا تو وہ اپنے شہد کا گھڑا ہی لے آئے اور اسے توڑ دیا ہم اس میں سے شہد چاٹنے لگے۔

**فائدہ**: بخاری میں بھی اسی معنی کی حدیث موجود ہے لیکن اس میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالمساکین کا ذکر نہیں ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے تھے ابو ہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں دراصل نہ میرے پاس کھانے کو خمیر ہوتا تھا اور نہ پہننے کو حریر و ریشم اور نہ ہی میرے پاس کوئی خادم یا خادمہ تھے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا پیٹ بھرنے کیلئے چمٹا رہتا تھا اور شدتِ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر کنکر باندھا رکھتا تھا' اور میں کسی صحابی سے آیتِ قرآن پڑھنے کی درخواست کرتا حالانکہ وہ مجھے معلوم ہوتی تھی مقصد یہ ہوتا کہ مجھے اپنے گھر لے جائیں اور کھانا کھلا دیں، **اور لوگوں میں مساکین کیلئے بہترین شخص حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے** وہ ہمیں گھر لے جاتے اور جو ان کے گھر میں ہوتا وہ کھلا دیتے یہاں تک کہ اگر وہ ہمارے لیے چمڑے کا وہ برتن (جس میں شہد اور گھی رکھا جاتا تھا) نکالتے جس میں کچھ بھی نہ ہوتا' تو ہم اسے پھاڑ دیتے اور جو کچھ اس میں لگا ہوتا چاٹ لیتے۔ (۱)

لہٰذا معلوم ہوا کہ ہمارے اسلام میں امیر اور مالدار لوگوں کے مقابلہ میں غریب و مساکین کے ساتھ بیٹھنے باتیں کرنے والا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا حقیقت میں زیادہ عزت دار ہوتا ہے۔

(ب۔۴۰۳۷) یہ حدیث شیخ البانی رحمہ اللہ نے اپنے نسخہ میں شامل نہیں کی جبکہ استاد ابراہیم عوض رحمہ اللہ کے نسخہ میں [۳۷۶۷] پر موجود ہے۔ دیکھئے ضعیف سنن الترمذی [۵۴۳]، مشرف: زہیر الشاویش، مطبوعہ: المکتب الاسلامی۔ اور امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔

(۱) صحیح البخاري [۳۴۳۲]، کتاب المناقب، باب جعفر بن ابي طالب الهاشمي رضي الله عنه۔

## مَنَاقِبُ أَبِيْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

## ابو محمد حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

**نام ونسب:** حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں، یہ نبی علیہ السلام کو بہت محبوب تھے اور ان دونوں کے نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رکھے تھے۔ (۱)

**فضائل:** انکی فضیلت میں بہت سی احادیث ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ماں باپ تم دونوں پر قربان ہوں(۲)، یہ دونوں تمام جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں(۳)، اسی طرح یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا کے دو خوشبودار پھول تھے(۴)، آپ انہیں اپنے آپ سے چمٹاتے اور سونگتے تھے(۵) اور قیامت کے دن یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایک ہی مقام پر ہونگے۔ (۶)

**ان سے محبت:** حضرت حسن وحسین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ایمان کا جز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ان دونوں (حسن وحسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے بغض کیا(۷)، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے بھی محبت فرما۔ (۸)

**ولادت اور وفات:** حضرت حسن رضی اللہ عنہ ۳ھ رمضان کے مہینے میں مولود ہوئے(۹) اور مدینہ طیبہ میں ہی ۴۶ سال کی عمر میں ۴۹ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوئے(۱۰)، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۴ھ شعبان کے مہینے میں مولود ہوئے(۱۱) اور ۵۷ یا ۵۸ سال کی عمر میں ۶۱ھ عاشوراء کے دن کربلا میں شہید کردئے

(۱) حسن۔مسند أحمد[۱۳۷۰]،الصحیحۃ[۲۷۰۹]۔ (۲) صحیح۔ابونعیم في الحلیۃ[۸/۳۰۵]،الصحیحۃ[۴۰۰۲]۔ (۳) صحیح۔صحیح الترمذی[۲۹۶۵]۔ (۴) صحیح البخاری[۳۳۸۶]، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما۔ (۵) صحیح۔الحاکم[۴۷۹۳] امام ذہبیؒ کہتے ہیں یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر ہے۔ (۶) حسن۔أخرجہ الطیالسي في ''مسندہ''[۲۶/۱۹۰]،الصحیحۃ[۳۳۱۹]۔ (۷) حسن۔صحیح ابن ماجہ[۱۱۷]۔ (۸) حسن۔صحیح الترمذی[۲۹۶۶]۔ (۹) ابن عبد البرؒ کہتے ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کے بارے میں یہی سب سے صحیح بات ہے، الاِستیعاب في معرفۃ الأصحاب۔ (۱۰) صحیح۔طبراني في الکبیر[۲۵۵۶] مجمع الزوائد[۱۵۰۶۱] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح ہے، التقریب[۱۲۶۰] لابن حجر۔ (۱۱) رجالہ ثقات۔طبراني في الکبیر[۲۸۵۲]،مجمع الزوائد[۱۵۱۴۴] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس حدیث کے رواۃ ثقات ہیں۔

گئے۔ (۱)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو ان دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور تمام صحابہ وثقہ تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

۴۰۳۸) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ**)).

**صحیح**

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**حسن اور حسین تمام جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں**''۔

۴۰۳۹) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ**: جنت میں تو سب جوان ہی ہونگے' مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو جوانی میں انتقال کر گئے یہ ان کے جنت میں سرادہونگے۔ اس کی مذید شرح حدیث (۳۹۲۹) کے فائدہ میں صفحہ (108) پر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی بڑی فضیلت ومقام ہے یہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں' انکے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے بھی زیادہ فضیلت والے ہیں (۲)' انکی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں (۳)' انکی نانی ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جنت کی افضل ترین چار عورتوں میں سے ہیں (۴) اوران کے نانا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پوری اولاد کے سردار ہیں (۵) ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی جنت میں ان کی صحبت نصیب فرمائے۔

## کیا کسی خاص شخص کو جنتی یا جہنمی کہا جا سکتا ہے؟

ایک ضروری بات سمجھنی چاہیے کہ قرآن وصحیح حدیث میں جن خاص لوگوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ جنتی ہیں یا یہ جہنمی ہیں جیسے حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کے بارے میں نبی علیہ السلام نے

(۴۰۳۸، ۴۰۳۹) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، الصحیحۃ (۷۹۶)[کے تحت شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو متواتر میں شامل کیا ہے، صحیح ابن ماجہ (۱۱۸)، صحیح الجامع (۳۱۸۰)، صحیح الموارد (۱۸۷۷) اور المشکاۃ (۶۱۵۴)]۔ (متواتر سے مراد وہ حدیث ہے: جسے اتنی کثیر تعداد نے روایت کیا ہو جس کا جھوٹ پر متفق ہونا ممکن نہ ہو)۔

(۱) رجالہ رجال الصحیح۔طبراني في الکبیر[۲۸۰۴]، مجمع الزوائد[۱۵۱۷۱] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی سند کے رجال بخاری کے ہیں۔ (۲) صحیح۔صحیح ابن ماجہ[۹۶]۔ (۳) صحیح۔صحیح الترمذی[۳۰۵۶]۔ (۴) صحیح۔مسند أحمد[۲۹۰۳]،الصحیحۃ[۱۵۰۸]۔ (۵) صحیح۔صحیح الترمذی[۲۸۵۹]۔

جنت کی بشارت فرمائی ہے اور ابوجہل وغیرہ کو جہنمی فرمایا ہے تو ہم انہیں اسی طرح کہیں گے لیکن ان کے علاوہ ہم کسی بھی خاص شخص کو جنتی یا جہنمی نہیں کہہ سکتے بلکہ تمام مسلمان جنت میں جائیں گے اور تمام کافر جہنم میں جائیں گے۔ (۱)

۴۰۴۰) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: طَرَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْءٍ، لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ: مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا هُوَ حَسَنٌ وَّحُسَيْنٌ عَلَى وَرِكَيْهِ. فَقَالَ: **((هَذَانِ ابْنَايَ، وَابْنَا ابْنَتِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا))**.

حسن

حضرت اسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں ایک رات میں نبی ﷺ کی خدمت میں کسی کام سے حاضر ہوا' نبی علیہ السلام باہر تشریف لائے آپ اپنے اوپر کچھ لپیٹے ہوئے تھے مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا ہے، جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا کہ آپ نے یہ کیا لپیٹا ہوا ہے؟ نبی علیہ السلام نے اپنی چادر ہٹائی تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دونوں آپ کے پہلوؤں پر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت فرما''**۔

**فائدہ** : اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا : ابن ماجہ کی حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں: جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ (۲)

**دونوں آپ کے پہلوؤں پر تھے:** یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں نواسوں کو محبت میں اپنے لحاف میں لیے ہوئے تھے' دونوں طرف (سائڈوں پر) گود میں لے کر لپیٹ لیا تھا۔

نبی علیہ السلام حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے مختلف انداز میں شفقت فرماتے تھے' انہیں خوش کرتے تھے' کبھی اپنی زبان مبارک نکال کر انہیں دکھاتے تو وہ زبان کی سرخی دیکھ کر خوش ہوتے (۳)' کبھی یہ بچے

(۴۰۴۰) یہ حدیث **حسن** ہے، شیخ البانیؒ کی دوسری تحقیق کے مطابق المشکاۃ (۶۱۵۶)، [صحیح الجامع (۷۰۰۳)، ہدایۃ الرواۃ (۶۱۱۴) اور تراجع العلامۃ الالبانی (۵۹۲)، التنبیہات الملیحۃ علی ما تراجع عنہ العلامۃ المحدث الألبانی من الأحادیث الضعیفۃ أو الصحیحۃ [ص۔۸۳] لعبدالباسط بن یوسف الغریب]۔

(۱) شرح العقیدۃ الطحاویۃ للشیخ عبدالعزیز الراجحی، [ص۔۲۷۴]۔ (۲) حسن۔صحیح ابن ماجہ [۱۱۷]۔ (۳) حسن۔شرح السنۃ للبغوی [۳۶۰۳]، الصحیحۃ [۷۰]۔

آپ کے پیٹ پر کھیلتے چڑھ جاتے (۱)' کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے تو سجدے کی حالت میں یہ بچے آپ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے اور آپ انہیں اتارتے نہیں بلکہ دیر تک سجدے میں ہی رہتے (۲)' صحابہ کہتے ہیں ایک بار نبی علیہ السلام نے ان کو پکڑنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو یہ کھیل میں اِدھر اُدھر بھاگنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہنسانے لگے۔ (۳)

هٰذَانِ ابْنَايَ : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نانا اپنے نواسے کو بیٹا کہہ سکتا ہے لیکن بیٹے کی نسبت صرف اس کے باپ اور دادا کی طرف ہوگی۔ (۴)

۴۰۴۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ : أَنَّ رَجُلاً مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أُنْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا، يَسْأَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ، وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؛ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)).

**صحیح**

عبدالرحمٰن بن ابی نُعمؒ بیان کرتے ہیں ایک عراقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کپڑے پر مچھر کا خون لگ جائے تو اسکا کیا حکم ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: ذرا اس آدمی کو دیکھو، یہ شخص مچھر کے خون کا حکم پوچھ رہا ہے! جبکہ ان ہی (عراقی) لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے (نواسے) کو شہید کیا ہے حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

**''بیشک حسن اور حسین دونوں میرے دنیا کے خوشبودار پھول ہیں''۔**

**فائدہ :** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس سوال پر تعجب ہوا کہ یہ لوگ مسئلہ پوچھ رہے ہیں کہ کپڑے پر مچھر کا خون لگ جائے تو دھونا پڑے گا یا نہیں' کبھی پوچھتے ہیں حالت احرام میں مُحرم مکھی ماردے تو کفارہ آئیگا یا نہیں؟ (۵) معمولی باتوں میں تو اتنے سوال کرتے ہیں اور ان لوگوں نے نواسہ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا' اس اتنے بڑے معاملہ کے بارے میں نہیں پوچھتے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور

(۴۰۴۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۱۵۵)، الصحیحۃ (۵۶۴) مختصراً۔ [صحیح البخاری، صحیح الادب المفرد (۶۲)، صحیح الجامع (۱۶۰۰) اور ہدایۃ الرواۃ (۶۱۱۳)]۔

(۱) رجالہ رجال الصحیح۔البزار [۱۰۷۸]، مجمع الزوائد [۱۵۰۷۴]، حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس کی سند کے رجال بخاری کے ہیں۔ (۲) صحیح۔ابونعیم في الحلیۃ [۸/۳۰۵]، الصحیحۃ [۳۱۲-۴۰۰۲]۔
(۳) حسن۔صحیح ابن ماجہ [۱۱۸]۔ (۴) جلاء الأفہام لامام ابن القیم، [ص۔۲۹۹، ۳۰۱]، الحاوي للسیوطي [۲/۲۱]، الموسوعۃ الفقہیۃ [۲/۲۴۰]۔ (۵) صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین رضي اللہ عنہما [۳۷۴۰] مع الفتح۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو پھول سے تشبیہ دی ہے' جس طرح پھول سونگا جاتا ہے منہ سے لگایا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی محبت میں اپنے بچوں کو سونگتے' پیار کرتے اور منہ سے لگاتے تھے اسلئے انہیں ریحانہ پھول فرمایا، بخاری میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بھی بوسہ دیتے اور انہیں سونگتے تھے (۱) یہ بھی بچوں سے محبت کا ایک انداز ہے۔

**ضعیف**

(۴۰۴۲) عَنْ سَلْمٰی قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰی أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِيْ، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيْكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ - تَعْنِيْ: فِيْ الْمَنَامِ - وَعَلٰی رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ ! قَالَ: ((شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفاً)).

سلمیٰ بیان کرتی ہیں میں ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئی تو دیکھا وہ رو رہی ہیں! میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک پر مٹی لگی ہوئی تھی، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول (ﷺ)! کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی حسین کی شہادت کا منظر دیکھ کر آیا ہوں۔

**فائدہ:** یہ حدیث تو ضعیف ہے لیکن صحیح حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور آپ بیان فرما رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ میری امت میرے اس بیٹے (حسین) کو شہید کر دے گی اور وہ میرے پاس اس علاقہ (کربلاء) کی سرخ مٹی بھی لائے (۲)، یاد رہے کہ کربلاء کی سرخ مٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک نشانی کیلئے دکھائی گئی تھی اس میں کربلاء کی مٹی کی کوئی اہمیت یا فضیلت نہیں ہے (۳) لہٰذا **کربلاء یا مدینہ کی مٹی لانا' اسے محفوظ کرنا درست نہیں ہے۔** اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ **حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت** کی بات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا غم ہوا اور جس بات سے نبی علیہ السلام کو غم ہوا اس کی ہر سال یاد تازہ کرنا ایک مسلمان کی شان نہیں ہے بلکہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا حال سنیں تو افسوس میں ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھیں۔ مزید آگے صفحہ (217) پر دیکھیں۔

(۴۰۴۲) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۱۵۷)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۱۱۵) کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں ''سلمیٰ'' مجہول ہیں]۔

(۱) صحیح البخاري، کتاب الآداب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ [۱۲۲۰]۔ (۲) صحیح۔ حاکم [۳/۱۷۶، ۱۷۷]، الصحیحۃ [۸۲۱]۔ (۳) الصحیحۃ [۱۱۷۱ کے تحت، ص۱۶۲]۔

۴۰۴۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ))، وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ: ((اُدْعِي لِيَ ابْنَيَّ)) فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ.

**ضعیف**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں آپ کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: ''حسن اور حسین سے''، نبی علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے: ''میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس لیکر آؤ پھر آپ انہیں سونگھتے اور اپنے سینے مبارک سے چمٹا لیتے۔

**فائدہ:** یہ حدیث تو ضعیف ہے لیکن بچوں کو پیار میں سونگھنا اور اپنے سینے سے چمٹانا صحیح حدیث سے ثابت ہے' یہ بچوں سے محبت کا ایک انداز ہے[1]' مزید شرح پیچھے حدیث (۴۰۴۱) کی شرح میں صفحہ (211) پر ملاحظہ فرمائیں۔

## ۱۰۸) بَابٌ ؛

## باب: (مسلمانوں میں صلح کرانے والے حضرت حسن رضی اللہ عنہ)

۴۰۴۴) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: **((إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ يُصْلِحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ))**.

**صحیح**

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک بار منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: **''میرا یہ بیٹا (حسن) سردار ہے اور اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کروائے گا''۔**

**فائدہ:** بخاری کی حدیث میں وضاحت ہے کہ یہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہی فرمایا تھا[2]' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے فوراً بعد رمضان کے مہینہ میں یہ خلیفہ بنے' چھ مہینے خلیفہ رہے' امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! پھر اللہ کی قسم! حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں سینگی لگانے کے برابر بھی

---

(۴۰۴۳) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۱۵۸)، [حدیث الباب کے تحت علامہ مبارکپوریؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''یوسف بن ابراہیم تمیمی'' یعنی ''ابوشیبہ جوہری واسطی'' ضعیف ہے (تحفۃ الاحوذی (۱۰/ ۱۸۸)، حافظ ابن حجرؒ اور امام ذہبیؒ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے، دیکھئے: تقریب التہذیب (۷۸۵۵) لامام ابن حجر اور الکاشف (۶۴۲۵) لامام ذہبی]۔

(۴۰۴۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، الروض النضیر (۹۲۳)، الارواء (۱۵۹۷)، بخاری، [سنن ابی داود (۴۶۶۲)، سنن نسائی (۱۴۱۰)، صحیح الجامع (۱۵۲۸) اور المشکاۃ (۶۱۳۵)]۔

(۱) صحیح۔الحاکم [۴۷۹۳] امام ذہبیؒ کہتے ہیں یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر ہے۔ (۲) صحیح البخاري [۳۳۵۷]، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ في الإسلام۔

یعنی بہت تھوڑا سا خون بھی ( ناحق ) نہیں بہایا گیا(۱)' حضرت حسن رضی اللہ عنہ امتِ مسلمہ میں اختلافات کو سخت ناپسند کیا کرتے تھے' اسی لئے انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خلافت اُن کے حوالہ کر دی تھی اور مدائن میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: سن لو اللہ کا فیصلہ واقع ہونے والا ہے' اسے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا اگر چہ لوگ اسے ناپسند کریں' مجھے امتِ محمدیہ پر رائی کے دانے کے برابر بھی ایسی حکومت پسند نہیں ہے جس میں تھوڑا سا بھی خون بہایا جائے' مجھے اپنا نفع نقصان معلوم ہے تم اپنی اپنی فکر کرو(۲)' پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے تاکہ مسلمانوں کو قتل غارت گری سے بچایا جائے' اسے عام الجماعۃ کہا جاتا ہے یعنی متحد ہونے والا سال(۳)' نبی علیہ السلام نے اسی بات کی خبر دی تھی کہ یہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائیں گے(۴) یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ فضیلت ہے کیونکہ یہ دونوں جنت کے سردار تو ہیں ہی اور یہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دنیا کا بھی سردار فرمایا ہے۔ (۵)

**إِنَّ ابُنِـيُ هٰـذَا سَيِّـدٌ : ''سید'' کن لوگوں کو کہتے ہیں؟ سید حقیقی اہل بیت کو کہتے ہیں لیکن آج کل تو پیر، فقیر، ملنگ، بابا وغیرہ کو ''سید'' کہا جاتا ہے! اور پھر انہیں لوگ نفع ونقصان پہچانے والا بھی سمجھتے ہیں! اور ان سے** برکت بھی لیتے ہیں! حالانکہ یہ جائز نہیں ہے بلکہ شرک ہے کیونکہ نفع ونقصان پہنچانے والا صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے لہٰذا ''سید'' نفع ونقصان پہنچانے والے نہیں ہوتے۔ اور صرف ان ہی لوگوں کو سید کہا جائے جو اس کے حقدار ہوں جیسے حقیقی اہل بیت وغیرہ۔

## ۱۰۹) بَابٌ ؛ باب: ( نبی ﷺ کی حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت )

**۴۰۴۵) عَـنُ أَبِـيُ بُرَيُدَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخُطُبُنَا إِذُ جَاءَ الُحَسَنُ وَالُحُسَيُنُ،**

**صحیح**

حضرت ابو بُریدہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک بار خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ اتنے میں

(۴۰۴۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۳۶۰۰)، [صحیح ابی داؤد (۱۱۰۹)، سنن نسائی (۱۴۱۳۔۱۵۸۵)، صحیح ابن خزیمہ (۱۴۵۶)، المشکاۃ (۶۱۵۹) اور صحیح الموارد (۱۸۷۹)]۔

(۱) صحیح۔مسند أحمد [۲۰۴۶۶]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۲) صحیح۔تاریخ دمشق [۸۹/۱۴] لابن عساکر، حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابۃ صحیح احادیث کی روشنی میں'' [۹۶] اسے صحیح کہا ہے۔ (۳) الصحیحۃ [۴۵۹] کے تحت [ص ۸۲۲/۱]۔ (۴) صحیح البخاري، کتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ للحسن بن علي: إن ابني ہذا ...... (۵) إتحاف الخلان والجماعۃ بشرح عقیدۃ أھل السنۃ والجماعۃ [ص۔۲۱] لابن عثیمین۔

عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ، يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ، فَحَمَلَهُمَا، وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((**صَدَقَ اللّٰهُ ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾! نَظَرْتُ إِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ، يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ، فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِي وَرَفَعْتُهُمَا**)).

(سامنے سے) حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آ گئے، ان دونوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں، وہ چلتے ہوئے گرتے اٹھتے (مسجد میں) آ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نے انہیں دیکھا تو) منبر سے نیچے تشریف لائے اور دونوں کو اٹھا کر اپنے پاس سامنے بٹھا لیا اور فرمایا: **''اللہ نے سچ فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ کہ تمہارے مال واولاد آزمائش اور امتحان ہیں، میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ یہ گرتے اٹھتے آ رہے ہیں، تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور اپنی بات ادھوری چھوڑ کر انہیں اٹھا لیا''۔**

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ جب اللہ کی کوئی قدرت یا نعمت دیکھے' جو قرآن میں ذکر ہوئی ہے' اور وہ اللہ کی عظمت اور سچائی کو ثابت کرنے کیلئے اس بارے میں آیت پڑھنا چاہتا ہو تو آیت پڑھنے سے پہلے ''صدق اللہ'' کہہ سکتا ہے جیسے کہ حدیث الباب میں آیا ہے جبکہ قرآن مجید کی تلاوت کے اختتام پر ''صدق اللہ العظیم'' کہنے کیلئے واضح دلیل کی ضرورت ہے(۱)' قرآن کی تلاوت کے بعد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا پڑھنا ثابت ہے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے۔ (۲)

## حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو سبطین (دو نواسے) کہا جاتا ہے (۳)

۴۰۴۶) عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**حُسَيْنٌ مِّنِّيْ، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْناً، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْأَسْبَاطِ**)).

**حسن**

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں' اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے' حسین امتوں میں سے ایک امت ہیں''۔**

(۴۰۴۶) یہ حدیث **حسن** ہے، ابن ماجہ (۱۴۴)، [الصحیحہ (۱۲۲۷)، صحیح الجامع (۳۱۴۶)، صحیح الادب المفرد (۲۷۹)، صحیح الموارد (۱۸۸۴)، المشکاۃ (۶۱۶۰)، ہدایۃ الرواۃ (۶۱۱۸) اور تراجع العلامۃ الالبانی (۳۷۵)]۔

(۱) شرح سنن أبي داود [۶/ ۳۹۱] لعبدالمحسن العباد، إزالة الستار عن الجواب المختار لابن عثيمين [ص۔۷۹۔۸۰]، فتاوی اسلامیہ [۴/ ۱۷]۔

(۲) صحیح۔ اخرجه النسائي في ''عمل اليوم والليل [۳۰۸]''، شیخ البانی نے ''الصحیحہ'' [۳۱۶۴] کے تحت اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

(۳) حافظ ابن کثیر' امام نووی' امام بیہقی' امام ذہبی' علامہ احسان الٰہی ظہیر' حافظ الحکمی اور شیخ ابن عثیمین رحمہم اللہ وغیرہ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی کتب میں سبطین ذکر کیا ہے۔

**فـــائدہ** : مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں: کی شرح پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باب میں صفحہ (158) پر ملاحظہ فرمائیں۔

سِبۡطٌ مِّنَ الۡأَسۡبَاط: (۱) اسکا ایک معنی تو یہ ہے کہ حسین میری اولاد میں سے ایک نواسہ ہیں۔

(۲) ایک معنی یہ بھی ہے کہ حسین امت میں سے ایک امت ہیں جیسے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ﴿اِنَّ اِبۡرَاهِيۡمَ كَانَ أُمَّةً ......﴾ (۱) کہ بیشک ابراہیم علیہ السلام ایک امت تھے مطلب یہ ہے کہ خیر و برکت اور اجر و ثواب کے لحاظ سے انکی حیثیت امت کی طرح ہے جیسے ایک پوری امت میں خیر ہوتی ہے اسی طرح ان میں بھی اتنی ہی خیر ہے، تو معنی ہوگا حضرت حسین رضی اللہ عنہ خیر و بھلائی میں ایک امت کی طرح ہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہو کہ اللہ تعالی ان کی اولاد میں برکت ڈالے گا اور وہ ایک بڑی امت ہو جائیگی، پھر ایسا ہی ہوا کیونکہ ہزارہا صحیح النسب سادات موجود ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت حسن یا حسین رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے۔

## حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نبی علیہ السلام سے بہت مشابہ تھے

۴۰۴۷) عَنۡ أَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمۡ يَكُنۡ أَحَدٌ مِّنۡهُمۡ أَشۡبَهَ بِرَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الۡحَسَنِ بۡنِ عَلِيٍّ.

**صحیح**

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں تھا۔

۴۰۴۸) عَنۡ أَبِيۡ جُحَيۡفَةَ قَالَ: رَأَيۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ الۡحَسَنُ بۡنُ عَلِيٍّ يُشۡبِهُهٗ.

**صحیح**

حضرت ابو جُحیفہ ؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔

۴۰۴۹) عَنۡ أَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنۡتُ عِنۡدَ ابۡنِ زِيَادٍ، فَجِيۡءَ بِرَأۡسِ الۡحُسَيۡنِ، فَجَعَلَ يَقُوۡلُ بِقَضِيۡبٍ فِيۡ أَنۡفِهٖ، وَيَقُوۡلُ: مَا رَأَيۡتُ مِثۡلَ

**صحیح**

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں میں اس وقت ابن زیاد کے پاس موجود تھا جب حضرت حسین ؓ کا سر مبارک لایا گیا تو ابن زیاد اپنی چھڑی انکی ناک مبارک

(۴۰۴۹) یہ حدیث صحیح ہے، بخاری اور [المشکاۃ (۶۱۳۷)]۔

(۴۰۴۸) یہ حدیث صحیح ہے، بخاری و مسلم، اور پہلے (۲۹۹۵، ۲۹۹۶) میں گزر چکی ہے۔

(۴۰۴۹) یہ حدیث صحیح ہے، بخاری، شیخ البانیؒ کی دوسری تحقیق کے مطابق المشکاۃ (۶۱۷۰) اور [صحیح الموارد (۱۸۸۷)]۔

هٰذَا حُسْناً لَمْ يُذْكَرْ، قَالَ: قُلْتُ: أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

پر پھیرنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے اسطرح کا خوبصورت وحسین چہرا نہیں دیکھا! تو پھر حسین کا کیوں تذکرہ ہوتا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا کیونکہ وہ نبی علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

**فائدہ** : مَا رَأَيْتُ مِثْلَ ...... : ابن زیاد نے یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم میں نہیں بلکہ استہزاءً (مذاق اڑتے ہوئے) کہا تھا! جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے ((وَقَالَ فِيْ حُسْنِهٖ شَيْئاً)) کہ ابن زیاد نے ان کے حُسن کے بارے میں (استہزاءً) کچھ کہا(۱) اسکے جواب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کو لفظ "أَمَا" کے ذریعہ تنبیہ کی اور فرمایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں یہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے مشابہ ہیں جبکہ اس سے قبل حدیث میں فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی علیہ السلام سے کوئی اور مشابہت نہیں رکھتا تھا! تو مطلب یہی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد اہل بیت میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ (فتح)

**حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک المناک واقعہ ہے مسلمانوں کو چاہیے اس پر صبر کریں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں**، نوحہ یا ماتم وغیرہ نہ کریں کیونکہ ان باتوں سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے اور یہی قرآن وحدیث کی تعلیم اور صحابہ کا طریقہ ہے، اور پھر مسلمان پر تکلیف آتی ہے تو اس کے ذریعہ سے اللہ اس کے درجات بلند کرتا ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر بھی یہ آزمائش ان کے درجات بلند کرنے کیلئے آئی تاکہ یہ اپنے والد حضرت علیؓ، اپنے چچا حضرت جعفرؓ اسی طرح حضرت حمزہؓ، عثمان اور عمر رضی اللہ عنہم سے جاملیں جن پر ان ہی جیسی آزمائش آئیں(۲)، مزید پیچھے صفحہ (212) پر بھی دیکھیں۔

۴۰۵۰) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: اَلْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ،

**ضعیف**

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حسن (رضی اللہ عنہ) سینے سے سر تک اور حسین (رضی اللہ عنہ) سینے سے نیچے کے حصہ میں

(۴۰۵۰) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۱۶۱)، [ضعیف الموارد (۲۷۵)، شیخ البانیؒ ضعیف الموارد (۲۷۳) کے تحت اس روایت کی سند کی چند علتیں بیان کرتے ہیں: راوی ''ابواسحاق سبیعی'' کا اختلاط اور پھر ان سے روایت کرنے والے ''ھانئ'' کا عنعنہ، جبکہ ''ھانئ'' مجہول راوی ہیں جیسا کہ متقدمین حفاظ امام شافعی، ابن مدینی، طبری، امام ذہبی اور عسقلانی رحمہم اللہ نے اس بات کی صراحت کی ہے، بلکہ ابن سعدؒ نے تو [۶/۲۲۳] میں ان کو ''منکر الحدیث'' تک کہدیا ہے]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۷۴۸]، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین رضي اللہ عنہما۔ (۲) رأس الحسین [ص۔۲۰۱] لإمام ابن تیمیة۔

وَالْـحُسَيْنُ أَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَـا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَالِكَ.

رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔

## حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا اور انکی بے حرمتی کرنے والا عبیداللہ بن زیاد کا دنیا میں ہی بھیانک حشر ہوا !

۴۰۵۱) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: لَمَّا جِيْءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَّأَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِيْ الْـمَسْجِدِ فِيْ الرَّحَبَةِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ، وَهُمْ يَـقُـوْلُـوْنَ: قَـدْ جَاءَ تْ قَدْ جَاءَ تْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَـاءَ تْ تُخَلِّلُ الرُّؤُوْسَ حَتّٰى دَخَلَتْ فِيْ مِنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ، فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ فَـذَهَبَتْ حَتّٰى تَغَيَّبَتْ، ثُمَّ قَالُوْا: قَدْ جَاءَ تْ قَدْ جَاءَ تْ، فَفَعَلَتْ ذَالِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً.

**صحیح**

عمار بن عمیرؒ بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن زیاد اور اسکے ساتھیوں کے سر لاکر مقام رَحبہ کی مسجد میں جمع کیے گیے تو میں بھی وہاں پہنچ گیا' تو لوگ کہنے لگے آ گیا آ گیا! دیکھا تو وہ ایک سانپ تھا وہ انکے سروں کے درمیان سے گزرتا ہوا ابن زیاد کی ناک کے نتھنوں میں چلا گیا' تھوڑی دیر ناک میں ہی رہا پھر نکل کر چلا گیا یہاں تک کہ غائب ہوگیا' پھر (تھوڑی دیر میں) لوگ چلّائے کہ پھر آ گیا پھر آ گیا! وہ سانپ دو یا تین بار اسیطرح اسکے نتھنوں میں گیا۔

**فائدہ** : عبیداللہ بن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہا کے سر مبارک کو کاٹا تھا، اس ظلم کا بدلہ اللہ نے اسے دنیا میں بھی دکھایا کہ کچھ عرصہ بعد ہی اس ظالم اور فاسق ابن زیاد کا سر کاٹا گیا اور مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے سامنے پیش کیا گیا۔ (۱)

## ۱۱۰) بَابٌ ؛

## باب: (جنتی نوجوانوں کے سردار)

۴۰۵۲) عَـنْ حُـذَيْـفَةَ قَـالَ: سَـأَلَتْنِيْ أُمِّيْ مَتٰى عَهْـدُكَ؟ تَـعْنِيْ بِالنَّبِيِّ ﷺ ؛ فَـقُلْتُ:

**صحیح**

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری والدہ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کیے

(۴۰۵۱) اس حدیث کی اسناد **صحیح** ہے۔

(۴۰۵۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، التعلیق الرغیب (۲۰۵،۲۰۶)، المشکاۃ (۶۱۶۲)، [صحیح الجامع (۲۲۵۷)، الارواء (۲/۲۲۳)، الصحیحۃ (۷۹۶) کے تحت اور ابن خزیمہ (۱۱۹۴)]۔

(۱) رجالہ ثقات۔ طبرانی فی الکبیر [۲۸۷۷]، مجمع الزوائد [۱۵۱۵۳] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس حدیث کے راوی ثقات ہیں۔

مَا لِيَ بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَنَالَتْ مِنِّيْ، فَقُلْتُ لَهَا: دَعِيْنِيْ آتِي النَّبِيَّ ﷺ فَأُصَلِّيْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِيْ وَلَكِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، فَصَلّٰى، حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ انْتَفَلَ، فَتَبِعْتُهُ، فَسَمِعَ صَوْتِيْ فَقَالَ: ((**مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ؟**))، قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((**مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ**)) قَالَ ((**إِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَّمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ، وَيُبَشِّرَنِيْ بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ**)).

ہوئے تمہیں کتنے دن ہوگئے؟ میں نے کہا اتنے اتنے دنوں سے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت وملاقات نہیں کی، یہ بات سن کر وہ ناراض ہوئیں، میں نے والدہ سے کہا ٹھیک ہے میں نبی علیہ السلام کیساتھ مغرب کی نماز پڑھونگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے لئے اور تمہارے لئے بھی مغفرت کی دعا کراؤں گا، چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کیساتھ نمازِ مغرب پڑھی پھر آپ (نوافل) نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی پڑھی پھر آپ تشریف لیجانے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چلنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آہٹ سنی تو فرمایا: ''**کون ہے؟ حذیفہ ہیں؟**'' میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**تمہیں کیا کام ہے؟ اللہ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے**'' پھر فرمایا: ''**یہ ایک فرشتہ آیا ہے جو آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا اس نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ مجھے سلام کرے اور یہ خوشخبری دینے آیا ہے کہ (میری لخت جگر) فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی اور حسن وحسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے**''۔

**فائدہ**: اس حدیث کی شرح پیچھے حدیث (۴۰۳۸) صفحہ (209) میں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۰۵۳) عَنِ الْبَرَاءِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَبْصَرَ حَسَناً وَّحُسَيْناً، فَقَالَ: ((**اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا**)).

**صحیح**

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے ایک بار حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر دعا فرمائی: ''**اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما**''۔

(۴۰۵۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحہ (۲۷۸۹) کے تحت۔

**فائدہ** : اس حدیث کی شرح پیچھے حدیث (۴۰۴۰) صفحہ (210) میں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۰۵۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهِ فَقَالَ رَجُلٌ: نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ)).

**ضعیف**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک بار حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے تھے، ایک شخص نے کہا: اے بچے! تم کتنی اچھی سواری پر سوار ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوار بھی تو بہت اچھا ہے''۔

**فائدہ** : مزید پیچھے حدیث (۴۰۴۱) صفحہ (211) میں دیکھیں۔

۴۰۵۵) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((**اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ**)).

**صحیح**

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے یہ دعا فرما رہے تھے: ''**اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما**''۔

**فائدہ** : مسند احمد میں ہے کہ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمائی (۱)' اور پیچھے حدیث (۴۰۴۰) میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا دونوں شہزادوں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کیلئے فرمائی ہے۔

---

(۴۰۵۴) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۱۶۳)، [شیخ البانیؒ الضعیفہ (۶۵۹۵) کے تحت کہتے ہیں اس کی سند میں ''زمعہ بن صالح'' ہے ان کے بارے میں امام ترمذیؒ کہتے ہیں بعض اہل علم نے ان کے حافظہ کی وجہ سے انہیں ضعیف کہا ہے' اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے بھی ''التقریب'' میں انہیں ضعیف کہا ہے]۔

(۴۰۵۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، الصحیحہ (۲۷۸۹)، [المشکاۃ (۶۱۳۳) اور صحیح الادب المفرد (۶۳)]۔

(۱) صحیح۔ مسند أحمد [۱۰۹۰۴]۔

# مَنَاقِبُ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ

## نبی ﷺ کے (گھرانے) اہل بیت کے فضائل

اہل بیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات، بنو ہاشم، بنوعبدالمطلب، آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس شامل ہیں، ان کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ (۱)

**اہل بیت کی کچھ خصوصیات ہیں:** (۱) اہل بیت کیلئے صدقہ اور زکوۃ لینا جائز نہیں ہے۔ (۲)

(۲) صدقہ کے بدلے ان کو مالِ غنیمت (۳) اور مالِ فَيْئ (۴) کا ''خُمس'' (پانچ حصے بنا کر ایک) حصہ میں سے دیا جائیگا۔ (۵)

(۳) اہل بیت سے خاص محبت کرنے کا حکم ہے (۶) اور جو ان سے بغض رکھے گا اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو آدمی ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کریگا''۔ (۷)

(۴) اہل بیت کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ ان کو درودِ ابراہیمی میں شامل کیا گیا ہے۔ (۸)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو اہل بیت اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے بھر دے۔ آمین

۴۰۵۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((**يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَّا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا: كِتَابَ اللّٰهِ، وَعِتْرَتِيْ: أَهْلَ بَيْتِيْ**)).

**صحیح**

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن دیکھا، آپ اپنی اونٹنی ''قصواء'' پر بیٹھے خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے ''**لوگو! میں تم میں ایسی (دو) چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگے: اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرا خاندان یعنی اہل بیت**''۔

(۴۰۵۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۱۴۳) شیخ البانی کی دوسری تحقیق کے مطابق، [صحیح الجامع (۲۷۴۸)، الصحیحۃ (۱۷۶۱)، الإعلام بآخر أحکام (ص۔۱۶۹)۔

(۱) آگے صفحہ (223) میں۔ (۲) صحیح مسلم [۱۷۸۴]، کتاب الزکاۃ، باب ترک استعمال آل النبي علی الصدقۃ۔ (۳) **مال غنیمت: جو مال کافروں سے لڑائی کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔** (۴) **مال فَيْئ: جو مال کافروں سے بغیر لڑائی کے، صلح کے ذریعہ یا جزیہ وخراج سے وصول ہو۔** (۵) سورۃ الأنفال [۴۱]، سورۃ الحشر [۷]۔ (۶) صحیح مسلم [۴۴۲۵]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي اللہ عنہ۔ (۷) صحیح۔ حاکم [۳/۱۵۰]، الصحیحۃ [۲۴۸۸]۔ (۸) صحیح البخاري [۵۸۸۰]، اکتاب الدعوات، باب الصلاۃ علی النبي ﷺ۔

**فائدہ** : ''قصواء'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام تھا۔

**تمسک بالکتاب:** سے مراد قرآن پر عمل کرنا، قرآن کے اوامر ونواہی کو خوب پہچاننا اور اسکے مطابق زندگی گزارنا ہے۔

**تمسک بالعِتْرَة:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے، ازواج مطہرات اور آپ کے قریبی رشتہ داروں میں سے جو بھی قرآن وسنت پر عمل کرنے والے علماء وصالحین ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر عمل کو دیکھا اور انہیں محفوظ کیا چاہے وہ گھر کے خاص معاملات ہوں جو دوسروں سے مخفی تھے یا دوسری عام سنتیں ہوں، یہ لوگ نبی علیہ السلام کی عترت واہل بیت ہیں، ان کی اقتداء کی جائے گی، انکے طریقے وسیرت پر چلنا ہے اور ان سے محبت کرنی ہے، لہٰذا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کوئی بھی اپنے آپ کو سادات وسید کہے تو اس کی پیروی کی جائے! کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ''فتنۂ احلاس'' میں فرمایا تھا: ''آدمی گمان کریگا کہ وہ اہل بیت میں سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہوگا کیونکہ میرے دوست تو پرہیزگار متقی لوگ ہیں''(۱) **تو معلوم ہوا کہ اہل بیت میں سے ان ہی لوگوں کی اقتداء کی جائے گی جو قرآن وسنت کے عالم ہیں اور ان پر عمل کرنے والے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ وتابعین اور سلف صالحین کے طریقے پر چلنے والے ہیں۔**

**صحیح**

۴۰۵۷) عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَبِيبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ: ﴿**إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا**﴾. فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ، وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ، ثُمَّ قَالَ: ((**اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا**)).

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما جو نبی ﷺ کے زیر پرورش (اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے) ہیں، بیان کرتے ہیں کہ آیت: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ ......﴾(۲) کہ اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلودگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک صاف فرما دے، یہ آیت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن وحضرت حسین ﷺ کو بلا کر ایک چادر اوڑھائی

(۴۰۵۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، الروض النضير (۹۷۶، ۱۱۹۰)، مسلم مختصراً اور پہلے (۳۴۳۵) میں بھی گزر چکی ہے۔

(۱) صحیح۔ سنن أبي داود [۴۲۰۴]، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلہا، مع عون المعبود۔ (۲) سورة الاحزاب [۳۳]۔

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ، وَأَنْتِ إِلَيَّ خَيْرٌ)).

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے انہیں بھی چادر کے اندر لے لیا، پھر دعا فرمائی: **''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاکی کو دور رکھ اور انہیں خوب پاک صاف فرمادے''** ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں بھی انکے ساتھ ہوں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''تم اپنی جگہ رہو تم خیر وبھلائی پر ہو''۔**

**فائدہ :** اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم خیر وبھلائی پر ہو یعنی تمہیں تو پہلے ہی میرے اہل بیت سے ہونے کا بہترین مقام حاصل ہے' اس بات کی تائید بیہقی کی صحیح حدیث سے ہوتی ہے جو اس موقع پر بڑی اہمیت بھی رکھتی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر والوں کیلئے دعا فرمائی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ آپ نے فرمایا یقیناً تم اہل بیت میں سے ہی ہو، پھر جب آپ اپنے چچا کے بیٹے علی اور صاحبزادی فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹوں رضی اللہ عنہم کو دعا دینے سے فارغ ہوئے تو مجھے بھی وہ چادر اوڑھائی۔(۱) لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی' حضرت فاطمہ' حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے بعد **ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی الگ سے وہ چادر اوڑھائی،** ایک ساتھ چادر نہ اوڑھانے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس چادر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ (۲)

جو لوگ اس حدیث الباب سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ صرف حضرت علی' حضرت فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنہم ہی اہل بیت ہیں تو یہ بات صحیح نہیں ہے' ہاں اس حدیث سے معلوم چلتا ہے کہ یہ چاروں اہل بیت کی اہم وخاص شخصیات ہیں۔ (۳)

## اہل بیت میں کون کون شامل ہیں؟

اہل بیت میں وہ لوگ شامل ہیں جن پر صدقہ لینا حرام ہے اس کے بدلے ان کو مال غنیمت(۴) اور مال فیئ(۵) کا ''خُمس'' (پانچ حصے بنا کر ایک) حصہ میں سے دیا جائیگا(۶)، جیسے:

**(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن :** قرآن مجید سے اس کی وضاحت ہوتی ہے اللہ نے

(۱) حسن۔فضائل الصحابة لامام أحمد تحقیق: د۔وصي الله بن محمد عباس [۱۱۷۰]، تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں أحادیث یحتج بها الشیعة لعبد المحسن محمد سعید دمشقیة [ص۔۴۱۷]۔ (۲) ثم أبصرت الحقیقة ص[۱۷۸]۔ (۳) منهاج السنة لامام ابن تیمیة [۷/۷۵۔۷۸]۔ (۴) **مال غنیمت: جو مال کافروں سے لڑائی کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔** (۵) **مال فیئ: جو مال بغیر لڑائی کے، صلح کے ذریعہ یا جزیہ وخراج سے وصول ہو۔** (۶) صحیح مسلم[۱۷۸۴]، کتاب الزکاة، باب ترک استعمال آل النبي علی الصدقة۔ اور سورة الأنفال[۴۱]، سورة الحشر[۷]۔

فرمایا: ﴿يَـأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ ...... وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ...... لَطِيْفاً خَبِيْراً﴾ (۱) ان آیات میں اللہ نے ازواج مطہرات کو بار بار مخاطب فرمایا ہے اور انہیں اہل بیت فرمایا، اسی طرح صحیح حدیث میں ہے جب خالد بن سعید نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ کی گائے بھیجی تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ کہتے ہوئے وہ گائے واپس لوٹا دی کہ ''ہم آل محمد ﷺ میں سے ہیں ہمارے لیے صدقہ کھانا جائز نہیں ہے''۔ (۲)

(۲) **بنوھاشم** (نبی علیہ السلام کے پردادا کا خاندان) **اور بنوعبدالمطلب** (نبی علیہ السلام کے دادا کا خاندان): آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کا خمس بنوعبدالمطلب کے ساتھ بنو ہاشم کو بھی دیا جو کہ خاص اہل بیت کیلئے تھا اور فرمایا: ''بنوعبدالمطلب اور بنو ہاشم دونوں ایک ہی ہیں''۔ (۳)

اسی طرح حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے اہل بیت میں خاص طور سے آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس کا ذکر کیا کہ ان پر صدقہ حرام ہے۔ (۴)

اور حضرت علی، حضرت فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنہم اہل بیت کی اہم وخاص شخصیات ہیں جیسا کہ حدیث الباب سے ظاہر ہے اور امام مہدی بھی انہیں کی اولاد میں سے ہونگے۔ (۵)

**صحیح**

۴۰۵۸) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((إِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَّا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ، أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِتْرَتِيْ أَهْلُ بَيْتِيْ، وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا؟)).**

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''میں تم میں ایسی (دو) چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو گمراہ نہیں ہوگے، ان میں سے ایک چیز دوسری چیز سے بڑی ہے** (یعنی جو بڑی ہے وہ) **اللہ کی کتاب** (قرآن ہے) **یہ ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے** (یعنی اللہ سے تعلق کا ذریعہ ہے) **اور دوسرے میرے اہل بیت، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئینگے، تو دیکھو تم میرے بعد**

(۴۰۵۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۱۴۴)، الروض النضیر (۹۷۷-۹۷۸)، الصحیحۃ (۴/۳۵۶-۳۵۷)، [صحیح الجامع (۲۴۵۸) اور ہدایۃ الرواۃ (۶۱۰۱)]۔

(۱) سورۃ الاحزاب [۲۸ سے ۳۴]۔ (۲) صحیح۔مصنف بن أبي شیبۃ [۱۰۸۱۱]، فضل أهل البیت وعلو مكانتهم للشیخ عبدالمحسن العباد، اسی کے ہم معنی اثر کو ابن حجرؒ نے حسن کہا ہے، فتح الباری [۳/۳۵۶]۔ (۳) صحیح البخاري [۳۲۱۴]، کتاب المناقب، باب مناقب قریش۔ (۴) صحیح مسلم [۴۴۲۵]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علي بن أبي طالب، شرح ریاض الصالحین للشیخ ابن عثیمینؒ [۳۴۷]، کتاب التوحید للشیخ صالح الفوزان، فضل أهل البیت وعلو مكانتهم للشیخ عبدالمحسن العباد۔ (۵) صحیح۔أبي داود [۴۲۸۴]، کتاب المہدی۔

انکے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟''۔

**فائدہ :** قرآن تو اللہ کی طرف سے زمین والوں کیلئے ایک رسی ہے اسی کو تھام کر اللہ تعالیٰ سے تعلق گہرا ہوتا ہے اور پھر خاص طور سے قرآن واہل بیت کو ایک ساتھ فرمایا یعنی یہ دونوں الگ نہیں ہوسکتے مطلب یہ ہے کہ حقیقی اہل بیت قرآن پر عمل کرنے والے ہونگے جو قرآن وسنت کے عالم اور اس پر عمل کرنے والے ہیں اور آپ صلی للہ علیہ وسلم اور سلف صالحین صحابہ وتابعین کے طریقے پر چلنے والے ہیں، لہٰذا ہم نے قرآن پر عمل کرتے رہنا ہے اور اہل بیت کی اقتداء کرنی ہے' ان کیساتھ خیر خواہی واچھائی کا معاملہ رکھنا ہے' اللہ سے ڈرتے ہوئے انکے ساتھ کسی طرح کی ظلم وزیادتی نہیں کرنی۔ اس حدیث کی مزید شرح کیلئے دوحدیثیں پہلے صفحہ (221) پر ملاحظہ فرمائیں۔

۴۰۵۹) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ أَوْ نُقَبَاءَ، وَأُعْطِيتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ))، قُلْنَا: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: أَنَا، وَابْنَايَ، وَجَعْفَرٌ، وَحَمْزَةُ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَبِلَالٌ، وَسَلْمَانُ، وَالْمِقْدَادُ، وَحُذَيْفَةُ، وَعَمَّارٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ.

**ضعیف**

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو سات نجیب (رفقاء) یا فرمایا نقیب عطاء فرمائے ہیں اور مجھے چودہ (رفقاء) دیئے گئے ہیں، ہم نے پوچھا وہ کون ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں، میرے دونوں بیٹے (حسن وحسین)، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، مقداد، حذیفہ، عمار اور عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم)۔

۴۰۶۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللّٰهِ، وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي)).

**ضعیف**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لوگو!) اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں کھلاتا پلاتا ہے، اور اللہ کی محبت کی خاطر مجھ سے محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے بھی محبت کرو۔

(۴۰۵۹) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۲۴۶)، [ضعیف جامع صغیر (۱۹۱۲)، شیخ البانی رحمہ اللہ الضعیفہ (۲۶۵۹) اور ھدایۃ الرواۃ (۶۲۰۷) کے تحت کہتے ہیں یہ حدیث راوی ''کثیر بن اسماعیل النواء'' کی وجہ سے ضعیف ہے' ان کے ضعف پر جمہور کا اتفاق ہے]۔

(۴۰۶۰) یہ حدیث **ضعیف** ہے، تخریج فقہ السیرۃ (ص-۲۳) [کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''عبداللہ بن سلیمان نوفلی'' مجہول ہیں، ضعیف جامع صغیر (۱۷۶) اور المشکاۃ (۶۱۷۳)]۔

# مَنَاقِبُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّأَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضي الله عنهم

# معاذ بن جبل، زید بن ثابت، اُبی بن کعب اور ابوعبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہم کے فضائل

**حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ :**

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں(۱)' یہ بہت بُردبار' معاف کرنے والے اور اپنی قوم کے افضل ترین نوجوانوں میں سے تھے(۲)' ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے ان کا ہاتھ پکڑا اور دو بار فرمایا: ''معاذ! اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں''(۳)' یہ علماء صحابہ میں سے اور اُن چار افضل صحابہ میں سے بھی ہیں جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے قرآن سیکھو(۴) اور فرمایا حلال وحرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ ہیں۔(۵)' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو دین کا علم سیکھنا چاہتا ہے وہ معاذ سے سیکھے(۶)' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا: معاذ بن جبل بھی امتِ قانت ہیں لوگوں کو فائدہ مند علم سیکھاتے ہیں اور اللہ ورسول کے مطیع ہیں۔(۷)' ابوادریس خولانیؒ کہتے ہیں کہ میں (۲۰) بیس صحابہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ان میں ایک خوبصورت چہرے والے نوجوان کی سیاہ وسفید بڑی بڑی آنکھیں تھیں اور خوبصورت چمکدار سفید دانت تھے' جب لوگوں کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو ان نوجوان کی طرف رجوع کرتے اور انکی بات پر متفق ہوجاتے، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۸)

یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا دنیا میں بہترین رتبہ بیان ہوا ہے اور آخرت میں بھی ان کی بڑی فضیلت ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ قیامت کے دن تمام علماء (کی قیادت کرتے ہوئے ان) سے ایک پتھر کی

(۱) صحیح البخاري[۳۵۲۶]، کتاب المناقب، باب مناقب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ (۲) صحیح۔حاکم[۵۱۹۲]، امام حاکمؒ نے اس کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ (۳) صحیح۔صحیح أبي داود[۱۳۴۷]۔ (۴) صحیح البخاري[۴۶۱۵]، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب النبي ﷺ۔ (۵) صحیح۔صحیح ترمذی[۲۹۸۱]۔
(۶) صحیح۔ تاریخ دمشق لابن عساکر[۵۸/ ۴۲۱]، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری[۷/ ۱۲۶] میں اس کو صحیح کہا ہے۔ (۷) صحیح۔حاکم[۳۳۶۷]، امام حاکمؒ نے اس کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی تغلیق التعلیق[۴/ ۲۳۷] میں اس کو صحیح کہا ہے۔ (۸) صحیح۔حاکم[۵۳۱۶]، امام حاکمؒ نے اس کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

پھینک کے برابر آگے آگے ہونگے ۔ (۱)

ان کا انتقال طاعونِ عمواس میں ہوا(۲)' اس وقت ان کی عمر صرف اٹھائیس (۲۸) سال تھی ۔ (۳)

**حضرت زید بن ثابت ﷺ :**

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں(۴)' نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے اس وقت ان کی عمر گیارہ سال تھی(۵)' انہیں نبی علیہ السلام کے پاس لایا گیا' یہ نہایت ذہین تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہودیوں کی سریانی زبان سیکھو مجھے ان پر بالکل اطمینان نہیں ہوتا' انہوں نے پندرہ دن میں یہ زبان بولنی اور لکھنی سیکھ لی(۶)' امام شعبیؒ کہتے ہیں زید رضی اللہ عنہ فتوی دینے والے صحابہ میں سے ہیں اور لوگوں میں علم فرائض اور علم قرآن کو زیادہ جاننے والے ہیں(۷)' ان کی ایک بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کاتب وحی تھے پھر حضرت ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے اپنے اپنے دور خلافت میں قرآن کو انہیں سے کتاب میں اور ایک قرات پر جمع کرایا۔ (۸) ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے احترام میں ان کی سواری کی لگام پکڑ لی (تاکہ ان کی سواری چلائیں) اور فرمایا ہم اپنے علماء کی اس طرح عزت کرتے ہیں(۹)' جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے آج کے دن علمِ کثیر والے دفن کر دیئے گئے ۔ (۱۰)

**حضرت اُبَی بن کعب ﷺ** کا تعارف آگے صفحہ (328) پر ملاحظہ فرمائیں اور **حضرت ابوعبیدہ بن جراح ﷺ** کے تعارف کیلئے پیچھے صفحہ (196) میں ملاحظہ فرمائیں ۔

اے اللہ ! ہمارے دلوں کو حضرت معاذ بن جبل' زید بن ثابت' اُبَی بن کعب' ابوعبیدہ بن جرّاح اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے بھر دے ۔ آمین

---

(۱) صحیح ۔حلیة الأولیاء لابی نعیم [۱/ ۲۲۸] ، الصحیحة [۱۰۹۱]۔ (۲) حسن ۔مسند البزار [۷/ ۱۱۵/ ۲۶۷۱] ، حافظ ابن حجرؒ نے بذل الماعون [۱۶۳] میں اسے حسن کہا ہے ۔

(۳) صحیح ۔حاکم [۳/ ۲۶۸] ، الصحیحة [۱۰۹۱] کے تحت شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے ۔ (۴) صحیح البخاري [۳۵۲۶] ، کتاب المناقب ، باب مناقب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ۔

(۵) حسن ۔طبرانی فی الکبیر [۴۷۴۲] ، مجمع الزوائد [۱۵۸۴۷] ، حافظ هیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے ۔ (۶) حسن صحیح ۔سنن الترمذي [۲۷۱۵] ، کتاب الإستئذان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، باب ماجاء فی تعلیم السریانیة ، تحقیق : الشیخ الألبانيؒ ۔ (۷) صحیح ۔تھذیب ابن عساکر [۵/ ۴۴۹] ، سیر أعلام النبلاء [۲/ ۴۳۲، ۴۳۳] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے ۔ (۸) صحیح البخاري [۴۶۰۳] ، کتاب فضائل القرآن ، باب جمع القرآن ۔ ، [۴۳۱۱] ، کتاب تفسیر القرآن ، باب قوله ﴿لقد جاءکم رسول من أنفسکم عزیز علیه ما عنتم ......﴾ ، [۴۶۰۴] ، کتاب فضائل القرآن ، باب جمع القرآن ۔ (۹) حسن ۔ابن سعد [۲/ ۳۶۰] ، سیر أعلام النبلاء [۲/ ۴۳۷] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے ۔

(۱۰) حسن ۔ابن سعد في ''الطبقات'' [۲/ ۳۱۶] ، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبل [۱۸۷۳] تحقیق : د ۔ وصي اللہ محمد عباس ۔

۴۰۶۱۔أ) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي: أَبُوْ بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللّٰهِ: عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ: مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ: زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَّلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنٌ، وَّأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ: أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)).

صحیح

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں، اللہ کے احکام کو نافذ کرنے میں سب سے زیادہ پختہ ومضبوط عمر ہیں، سب سے زیادہ شرم وحیا کرنے والے عثمان، حلال وحرام کا سب سے زیادہ علم (پہچان) رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں، سب سے زیادہ علمِ فرائض (میراث) کے جاننے والے زید بن ثابت ہیں، قرأت کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے اُبَی بن کعب ہیں اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جرّاح ہیں'' (رضی اللہ عنہم)۔

۴۰۶۱۔ب) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ**: ہر ایک صحابی کا اپنا ایک مقام ہے' ان صحابہ کرام کے اوصاف کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے کہ وہ سب سے اچھے قاضی اور سب سے اچھے فیصلے کرنے والے ہیں۔ (۱)

۴۰۶۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَبَكٰى.

صحیح

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے سامنے (سورۂ بیّنہ) ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (والی سورت) پڑھوں''، حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۴۰۶۱۔أ ، ۴۰۶۱۔ب) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، ابن ماجہ (۱۵۴)، [صحیح الجامع (۸۹۵)، المشکاۃ (۶۱۱۱)، صحیح الموارد (۱۸۶۳)، شیخ البانیؒ نے الصحیحہ (۲۱۱۴) اور ھدایۃ الرواۃ (۶۰۶۵) میں' امام حاکمؒ نے مستدرک [۵۷۸۴] میں' امام ذہبیؒ نے مستدرک کی تعلیق میں' شیخ الوادعیؒ نے الصحیح المسند [۷۹] میں اور شیخ شعیب اُرناؤوط نے بھی مسند اُحمد [۱۴۰۲۲] وصحیح ابن حبان [۷۱۳۷] میں اس حدیث کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]۔

(۴۰۶۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم اور [المشکاۃ (۲۱۹۶)]۔

(۱) صحیح۔ صحیح ابن ماجہ [۱۲۵]۔

فرمایا: ''ہاں''، تو وہ رو پڑے۔

**فائدہ** : حضرت اُبَی رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے کہ اللہ نے میرا نام لیا ہے حقیقت میں یہ بہت بڑا اعزاز ہے، رونے کی وجہ اللہ کی نعمتوں کی کثرت اور اپنی تقصیرتھی یا خوشی میں روئے تھے۔

## قرآن مجید کا دور کرنا اور ایک دوسرے کو سنانا

قرآن مجید کا دور کرنا اور قرآن کو سنانا یہ بہت اچھی بات ہے اور اس میں تعلیم وتعلم ہوتا ہے اس بارے میں شوق دلانے کیلئے کئی احادیث موجود ہیں، جیسے:

۱) اُبیّ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سنایا تاکہ اُبیّ رضی اللہ عنہ قرأت میں ماہر ہوجائیں' یہ ان کی ایسی فضیلت ہے جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں ہے۔

۲) جبریل علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان میں قرآن کا دور کرتے تھے۔ (۱)

۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۂ نساء کی تلاوت سنی۔ (۲)

## قرآن مجید کو کس طرح محفوظ اور جمع کیا گیا؟

۴۰۶۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَّأَبُوْ زَيْدٍ ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ : مَنْ أَبُوْ زَيْدٍ ؟ قَالَ : أَحَدُ عُمُوْمَتِي.

**صحیح**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کے عہد مبارک میں چار صحابہ کرام نے قرآن کو محفوظ کر کے جمع کیا تھا، وہ چاروں انصار سے تھے، اُبَی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید (رضی اللہ عنہم)۔ راوی نے پوچھا ابوزید کون ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ایک چچا ہیں۔

**فائدہ** : (۱) نبی علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے قرآن کو حفظ کیا' جن میں یہ چار انصاری صحابی اُبَی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم ہیں جیسا کہ حدیث

(۴۰۵۳) یہ حدیث صحیح ہے، بخاری، مسلم۔

(۱) صحیح البخاري[۴۶۱۴]، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبي ﷺ۔ (۲) صحیح البخاري[۴۶۶۲]، کتاب فضائل القرآن، باب قول المقرئ للقاري: حسبک۔

الباب میں آیا ہے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ قرآن کے راوی بس چار ہی ہیں بلکہ ان کے علاوہ عبداللہ بن مسعودؓ سالم مولیٰ حذیفہؓ ابودرداءؓ ابوموسیٰ اشعری اورام ورقہ رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی سرفہرست ہیں اور صرف اتنے ہی نہیں بلکہ قراء صحابہ کی تو اتنی بڑی تعداد ہے کہ انہیں شمار نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ بئر معونہ والے دن ستر صحابہ کو شہید کردیا گیا تھا جو سب کے سب قراء تھے۔ (۱)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں قرآن کو ایک صحیفہ (کتاب) کی صورت میں جمع نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ایک جگہ مصحف کی شکل میں جمع کیا گیا اور تدوینِ قرآن ہوئی لیکن اس وقت قرآن مجید مختلف قرأت میں پڑھا جاتا تھا۔ (۲)

(۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب مختلف قرأت کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہونے لگا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مشورے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب مسلمانوں کو قریش کی ایک ہی قرأت پر جمع کردیا (۳)، جسے آج رسم العثمانی کہتے ہیں۔

**صحیح**

۴۰۶۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْ بَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ**)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**ابوبکر، عمر، ابوعبیدہ بن جرّاح، اُسید بن حُضیر، ثابت بن قیس، معاذ بن جبل اور معاذ بن عمرو بن جموح (رضی اللہ عنہم) یہ سب کتنے اچھے اور بہترین لوگ ہیں۔**

(۴۰۶۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، اس حدیث کا پہلا ٹکڑا حدیث (۴۰۲۸) میں گزر چکا ہے، [شیخ البانیؒ نے الصحیحۃ (۸۷۵ کے تحت، ۲/۵۳۴) اور ھدایۃ الرواۃ (۶۱۸۵) میں اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، المشکاۃ (۶۲۲۴)، صحیح الجامع (۶۷۷۰) اور صحیح الأدب المفرد (۲۷۵)]۔

(۱) صحیح البخاري [۴۶۱۵]، [۴۶۲۰]، [۴۶۶۰]، کتاب فضائل القرآن، باب القراء میں اصحاب النبي ﷺ، باب حسن الصوت بالقرائۃ للقرآن صحیح مسلم [۳۵۲۲] کتاب الإمارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشھید، صحیح ابن خزیمۃ [۱۶۷۶] إسنادہ حسن۔ (۲) صحیح البخاري [۴۳۱۱]، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ لقد جائکم رسول من انفسکم ...... (۳) صحیح البخاري [۴۶۰۴]، کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن۔

## اُسید بن حُضیر، ثابت بن قیس بن شماس اور معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہم کی چند اہم خصوصیات:

### حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ:

یہ وہ صحابی ہیں جن کی تلاوت سننے کیلئے فرشتے نیچے اترے' حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ ایک رات سورۃ البقرۃ کی تلاوت کر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا آسمان میں فانوس جیسی روشنیاں چڑھ رہی ہیں' دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے فرمایا یہ فرشتے تھے تمہاری تلاوت سننے کیلئے آئے تھے اگر تم صبح تک پڑھتے رہتے تو سب لوگ ان فرشتوں کو دیکھ لیتے(۱)، ان کی ایک اہم کرامت یہ بھی ہے کہ ایک بہت اندھیری رات میں یہ اپنے ساتھی کیساتھ نبی علیہ السلام کی زیارت کر کے اپنے گھر لوٹ رہے تھے تو ان کی لاٹھیوں میں نور روشن ہوگیا (گویا لائٹ جل گئی ہو)۔ (۲)

### حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ:

ان کا لقب خطیبِ رسول ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر یہ آپ کی طرف سے مخالفین کو جواب دیا کرتے تھے(۳)' ان کی آواز قدرِ بلند تھی جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَا تَرْفَعُوْٓا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ (۴) ترجمہ: اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ تو یہ اپنے گھر سے نہیں نکلتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ان کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ صحابہ نے بتایا وہ تو اپنے آپ کو دوزخی سمجھ رہے ہیں! نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں! وہ تو جنتی ہیں(۵)۔ پھر ۱۲ھ جنگ یمامہ (جو مسیلمہ کذاب کیساتھ ہوئی تھی) اس میں انہیں شہادت نصیب ہوئی۔ (۶)

### حضرت معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت معوّذ رضی اللہ عنہ بڑے بہادر اور شجاع صحابہ میں سے

(۱) صحيح البخاري [۵۰۱۸]، كتاب فضائل القرآن، باب نزول السكينة والملائكة عند قراءة القرآن۔ (۲) صحيح البخاري [۳۸۰۵]، كتاب المناقب، باب منقبة اسيد بن حضير وعباد بن بشر رضي الله عنهما۔ (۳) صحيح البخاري [۴۰۲۸]، كتاب المغازي، باب قصة الأسود العنسي۔ (۴) سورة الحجرات [۲]۔ (۵) صحيح البخاري [۴۸۴۶]، كتاب تفسير القرآن، باب ﴿لَا تَرْفَعُوْٓا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾۔ (۶) حسن۔ طبرانی فی الکبیر [۱۳۰۵، ۱۳۰۶]، مجمع الزوائد [۱۵۷۸۶]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔

تھے ابھی یہ نوعمر لڑکے ہی تھے کہ انہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی اور ابوجہل کو بڑی بہادری سے قتل کیا(۱)' اس جنگ میں ان کا ایک بازو کٹ گیا تھا(۲)' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔ (۳)

۴۰۶۵۔أ) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ، وَالسَّيِّدُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَا: ابْعَثْ مَعَنَا أَمِينَكَ، قَالَ: ((**فَإِنِّي سَأَبْعَثُ مَعَكُمْ أَمِيناً حَقَّ أَمِينٍ**))، فَأَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

**صحیح**

حضرت حذیفہ بن یمان ؓ بیان کرتے ہیں ایک قوم کا سردار اور اسکا نائب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ اپنا ایک امین (امانت دار شخص) بھیج دیجئے، نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''میں تمہارے ساتھ اسے بھیجوں گا جو واقعی امین ہوگا''** لوگ اس پر خواہش مند ہوئے اور تمنا کرنے لگے (کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھیجیں) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ ؓ کو انکے ساتھ بھیجا۔

ابواسحاق ؒ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے یہ حدیث میں نے اپنے شیخ صِلہ بن زُفر ؒ سے ساٹھ سال پہلے سنی تھی۔

۴۰۶۵۔ب) عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((**لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ**)).

**صحیح**

حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: **''ہر امت کا ایک امین (امانت دار شخص) ہوتا ہے اور اس امت کے امین (قابلِ اعتماد) شخص ابوعبیدہ بن جراح ہیں''۔**

**فائدہ**: یہ حدیثیں پہلے حدیث (۴۰۲۵) صفحہ (197) میں گزر چکی ہیں ان کی شرح وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۴۰۶۵۔أ) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، دیکھئے الصحیحہ (۱۹۶۴)، [ابن ماجہ (۱۳۵) اور المشکاۃ (۶۱۲۳)]۔

(۴۰۶۵۔ب) یہ حدیث **صحیح** ہے، اور پہلے (۴۰۲۶) میں گزر چکی ہے، [بخاری، مسلم، ابن ماجہ (۱۳۶)، صحیح جامع صغیر (۵۱۶۲)، الصحیحہ (۱۲۱۴) اور المشکاۃ (۶۱۰۶)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۶۶۷]، کتاب المغازي، باب قتل أبي جھل۔ (۲) رجالہ ثقات۔ ابن ھشام [۱/۶۳۴]، سیر أعلام النبلاء [۱/۲۵۱] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط اور حسین اسد کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔ (۲) رجالہ ثقات۔ ابن ھشام [۱/۶۳۴]، سیر أعلام النبلاء [۱/۲۵۱] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط اور حسین اسد کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔

(۳) حسن۔ طبرانی فی الکبیر [۳۸۰]، مجمع الزوائد [۱/۹۹۷]، حافظ ھیثمی ؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔

# مَنَاقِبُ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ

## حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل

**اسلام لانے کا واقعہ مختصراً:** حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پہلے مجوسی تھے لیکن حق اور صحیح مذہب کو ڈھونڈنے کیلئے اپنے والد سے بھاگ گئے اور کئی عیسائی پادریوں کے پاس رہے جب ایک مرنے لگتا تو وہ دوسرے کا پتہ بتاتا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر صحیح طرح سے چلتا ہے' دس سے زیادہ پادریوں سے علم حاصل کرنے کے بعد' آخری نے کہا کہ اب عرب کے فلاں علاقہ (مدینہ) چلے جاؤ اب آخری نبی آنے والے ہیں، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک قافلہ کیساتھ ہو لیئے لیکن قافلہ والوں نے ان سے دھوکہ کیا کرایہ بھی لے لیا اور انہیں غلام بنا کر بیچ دیا! بِکتے بِکاتے مدینہ پہنچ گئے جب نبی علیہ السلام کو دیکھا تو علاماتِ نبوت سے سمجھ گئے کہ یہی نبی ہیں اور اسلام لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے مالک کو پیسے دیکر اپنے آپ کو آزاد کرالو' صحابہ کرام نے انہیں آزاد کرانے میں بھرپور مدد کی۔ (۱)

**فضائل:** حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو سلمان الخیر کہا جاتا ہے (۲)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انہیں (سلمان کو) ناراض کیا' تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کرلیا! (۳) اور ان کے علم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارے میں ہوتا تو ان کی قوم کے لوگ وہاں سے بھی اسے حاصل کر لیتے (۴)' یہ صحابہ میں صاحبِ علم جانے جاتے تھے حتی کہ صحابہ ان سے علم حاصل کرنے کی تلقین کرتے (۵)' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سلمان (رضی اللہ عنہ) دو کتابوں والے ہیں (یعنی انجیل اور قرآن کیونکہ یہ قرآن نازل ہونے سے قبل انجیل پر بھی ایمان لائے تھے) (۶)' ان کی ایک اہم فضیلت یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سلمان تو اہل بیت میں سے ہیں (۷)' یہ ان کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔

**وفات:** حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بہت زاہد تھے' تقریباً اسّی (۸۰) سال کی عمر میں (۸)' جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے ترکہ میں صرف بیس سے کچھ زیادہ درہم تھے۔ (۹)

**اے اللہ! ہمارے دلوں کو حضرت سلمان فارسی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے بھر دے۔ آمین**

(۱) حسن۔ مسند أحمد [۵/۴۴۱] الصحيحة [۸۹۴]، **''دس سے زیادہ پادریوں سے علم حاصل کرنے کے بعد''** صحیح البخاري [۳۶۵۲]، کتاب المناقب، باب إسلام سلمان الفارسي رضي الله عنه۔
(۲) صحیح۔ ابن حبان [۷۰۶]، صحیح الترغیب [۳۳۱۹] للالبانی۔ (۳) صحیح مسلم [۴۵۵۹]، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل سلمان وصهيب و بلال رضی اللہ عنہم۔
(۴) صحيح البخاري [۴۵۱۸]، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله ﴿وآخرين منهم لما يلحقوا بهم﴾۔ (۵) صحیح۔ صحیح الترمذي [۲۹۹۱]۔ (۶) صحیح۔ صحیح الترمذی [۲۹۹۶]۔
(۷) صحیح موقوف۔ مصنف ابن أبي شيبة [۱۲۳۸۰]، شیخ البانیؒ نے الضعيفة [۳۷۰۴] کے تحت اس اثر کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، مزید دیکھئے ضعیف الجامع [۳۲۷۲] کا حاشیہ۔
(۸) صحیح۔ علل الحدیث لابن أبي حاتم [۲/۱۳۹]، شیخ شعیب ارناؤوط اور شیخ حسین الاسد نے سیر اعلام النبلاء [۱/۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۶] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۹) صحیح۔ صحیح ابن ماجه [۳۳۱۲]۔

٤٠٦٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلٰى ثَلَاثَةٍ: عَلِيٍّ، وَّعَمَّارٍ، وَّسَلْمَانَ)).

حسن

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت تین آدمیوں کے آنے کی مشتاق ہے: علیؓ عمار اور سلمان (فارسی رضی اللہ عنہم)''۔

**فائدہ**: جنت کے مشتاق ہونے کا یہ مقصد ہے کہ حوریں وغلمان اور فرشتے وغیرہ جنت میں ان کی آمد کے منتظر ومشتاق ہیں۔

## مَنَاقِبُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَكُنْيَتُهُ أَبُو الْيَقْظَانِ رضي الله عنه

## حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل، انکی کنیت ابوالیقظان ہے

حضرت عمار رضی اللہ عنہ قد آور اور گندمی رنگ کے تھے(۱)' یہ اور ان کی والدہ ''سمیہ'' رضی اللہ عنہما ان سات (۷) صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے شروع میں اسلام قبول کیا(۲) اور اسلام کی خاطر بہت تکالیف برداشت کیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آل یاسر! صبر کرو تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے(۳)' حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل نے شہید کیا یہ اسلام کی سب سے پہلی شہیدہ ہیں(۴)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے مطابق اللہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شیطان سے محفوظ رکھا(۵)' انہوں نے نبی علیہ السلام کیساتھ بدر اور ہر غزوہ میں شرکت کی(۶)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے ایمان کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا: عمار کو ہنسلی کی ہڈیوں تک (یعنی ان کا پورا جسم) ایمان سے بھر دیا گیا ہے(۷) اور فرمایا کہ عمار کی آمد کیلئے تو جنت بھی منتظر ہے(۸)۔ یہ واقعہ صفین ۳۷ھ میں شہید ہوئے۔ (۹)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو حضرت عمار بن یاسر اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے بھر دے۔ آمین

---

(٤٠٦٦) [یہ حدیث **حسن** ہے، شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع (۱۵۹۸) اور الضعیفہ (۲۳۲۸) کے تحت اسے حسن کہا ہے اسیطرح ھدایۃ الرواۃ (۶۱۸۶) کے تحت کہتے ہیں دوسرے طرق سے اسے تقویت مل رہی ہے، مزید دیکھیں: تراجع العلامۃ الالبانی (۱۰۶)، السراج المنیر فی ترتیب أحادیث صحیح الجامع الصغیر [۴۲۶۷] لعصام موسیٰ الإعلام بآخر أحکام الألبانی الإمام (ص-۱۲۲) لابن کمال السیوطی، التنبیہات الملیحۃ علی ما تراجع عنہ العلامۃ المحدث الألبانی من الأحادیث الضعیفۃ أو الصحیحۃ [ص-۹۰] لعبد الباسط بن یوسف الغریب، اسیطرح امام ذہبیؒ نے تلخیص العلل المتناہیۃ (۹۷) میں اس کی اسناد کو صالح کہا ہے]۔

(۱) صحیح۔ مسند أبي یعلی [۱۶۱۰] حافظ بوصیریؒ نے الزوائد [۳۸۴۷] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۲) حسن۔ صحیح ابن ماجہ [۱۲۲]۔ (۳) حسن صحیح۔ حاکم [۵۶۴۶]، صحیح سیرۃ النبویۃ [۱۵۴]، فقہ السیرۃ [۱۰۳] تحقیق: شیخ البانیؒ۔ (۴) صحیح۔ ابن سعد [۸/۲۶۴-۲۶۵]، لإصابۃ [۴/۳۳۵] حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ (۵) صحیح البخاري [۳۴۶۰]، کتاب المناقب، باب مناقب عمار وحذیفۃ رضي اللہ عنہما۔ (۶) رجالہ ثقات۔ معرفۃ الصحابۃ [۱۴/۴۷۴]، مجمع الزوائد [۱۵۵۷۹] حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس اسناد کے رجال ثقات ہیں۔

(۷) صحیح۔ صحیح ابن ماجہ [۱۲۰]۔ (۸) حسن۔ سنن الترمذي [۳۷۰۷]، ابواب المناقب، مناقب سلمان الفارسيؓ، تراجع العلامۃ الالبانی (۱۰۶)۔ (۹) جالہ ثقات۔ معرفۃ الصحابۃ [۱۴/۴۷۴]، مجمع الزوائد [۱۵۵۷۹] حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس اسناد کے رجال ثقات ہیں۔

**ضعیف**

**۴۰۶۷)** عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: جَاءَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ، مَرْحَباً بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ)).

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (ایک بار) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اندر آنے دو، نہایت پاکیزہ اور اچھے اخلاق والے کو خوش آمدید ہو''۔

**فائدہ:** "مَرْحَباً" یعنی کشادہ و کھلے دل کیساتھ، خوشی کیساتھ تشریف لایئے، "طَيِّب" کا معنی ہے فی ذاتہ پاک ہونا اور "مُطَيَّب" کا معنی ہے پاک کیا گیا یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ پہلے سے ہی مسلمان ہونے کی وجہ سے پاک تھے پھر اللہ نے انہیں قرآن وسنت کے علم اور اعمال صالحہ کے ذریعہ مذید پاک صاف کر دیا۔

**صحیح**

**۴۰۶۸)** عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **((مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَرْشَدَهُمَا))**.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''عمار کو جب بھی دو کاموں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا تو انہوں نے زیادہ بھلائی والے معاملے کو اختیار کیا''**۔

**فائدہ:** یعنی جو معاملہ حق کے زیادہ قریب، زیادہ صحیح اور زیادہ اصلاح والا ہوتا حضرت عمار رضی اللہ عنہ اسے اختیار کرتے، چاہے اس کام میں اپنے لئے آسانی ہو یا نہ ہو، اس میں عمار رضی اللہ عنہ کی دانائی اور امت کیلئے رہنمائی بھی ہے۔

**صحیح**

**۴۰۶۹)** عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: **((إِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ فَاقْتَدُوا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي))** وَأَشَارَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **''مجھے نہیں معلوم کہ میں کتنی مدت تمہارے**

---

(۴۰۶۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۴۶)، صحیح الأدب المفرد (۷۹۰)، المشکاۃ (۶۲۲۶)، الصحیحۃ (۲/۴۴۸)، الروض (۷۰۲)، صحیح الموارد (۱۸۹۸) میں اسے صحیح لغیرہ کہا ہے اور ھدایۃ الرواۃ (۶۱۸۷)۔ پہلے شیخ البانی رحمہ اللہ نے الضعیفۃ (۵۵۹۴) میں اس حدیث کو ضعیف کہا تھا پھر ھدایۃ الرواۃ (۶۱۸۷) کے تحت حسن کہا ہے اور ''تخریج ھدایۃ الرواۃ'' شیخ البانی رحمہ اللہ کی آخری تحقیق شمار کی جاتی ہے۔

(۴۰۶۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۴۸)، [المشکاۃ (۶۲۲۷)، الصحیحۃ (۸۳۹) اور صحیح الجامع (۱۰۵۵۶)]۔

(۴۰۶۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۹۷)، [المشکاۃ (۶۲۲۱)، الصحیحۃ (۱۲۳۳)، صحیح الموارد (۱۸۳۹)، ھدایۃ الرواۃ (۶۱۸۲) اور صحیح الجامع (۱۱۴۴)]۔

إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ، ((وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَمَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ)).

پاس اور رہوں گا' میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کیطرف اشارہ فرمایا پھر فرمایا: ''عمار کی سیرت اختیار کرنا اور ابن مسعود جو بات بیان کریں انکی تصدیق کرنا''۔

**فائدہ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اقتداء کیلئے سیرت وطریقہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کا اختیار کرنا' یہ فرمان عام ہے' کیونکہ انہوں نے آگے خلیفہ بننا تھا' لہٰذا دنیاوی ودینی دونوں امور میں انکی اقتداء کرنا' ہر چیز میں انکے طریقہ پر چلنا۔ اور سیرت عمار (رضی اللہ عنہ) سے لینا' اقتداء ہر چیز میں ہوتی ہے قول وفعل میں لیکن سیرت صرف فعل کیساتھ خاص ہے۔ (تحفہ) مزید شرح آگے حدیث (۴۰۷۵) صفحہ (242) پر ملاحظہ فرمائیں۔

۴۰۷۰) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبْشِرْ عَمَّارُ! تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)).

**صحیح**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار خوش ہو جاؤ! تمہیں باغی لوگ (ہی) شہید کرینگے''۔

**فائدہ:** اَلْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کیساتھ تھے اور یہی حق پر تھے جبکہ دوسری طرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا تھا اور ان کی جماعت میں بھی بڑے بڑے صحابہ کرام تھے اور دونوں فریق ہی اسلام کی ترقی چاہتے تھے' اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ واقعہ صفین میں شریک تمام صحابہ بلا شک وشبہ جنتی ہیں کیونکہ اس واقعہ میں بعض عشرۃ مبشرۃ' بدری اور بیعتِ رضوان والے صحابہ بھی شامل تھے' مختصراً (۱)' صحابہ کرام کی اختلافِ رائے کے باوجود دونوں فریقوں کا جنتی ہونا ان کی نیتوں کے خالص اور صالح ہونے کی دلیل ہے اور باطن کی پاکیزگی کی علامت ہے' رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب الإصابۃ میں صحیح سند سے اثر ذکر کیا کہ عمرو بن شرحبیلؒ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ذوالکلاعؒ جنت میں ایک ساتھ ہیں' تو کہا آپ دونوں تو ایک دوسرے کے مقابلہ میں تھے؟ کہنے لگے بالکل! لیکن ہم نے اللہ کو بڑی وسیع مغفرت والا پایا ہے (۲)۔ اور پھر یہ دونوں فریق ہی اسلام کی عصمت اور سربلندی کیلئے کوشش کر رہے تھے۔

(۴۰۷۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحۃ (۷۱۰) [کے تحت شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، متفق علیہ، المشکاۃ (۵۸۷۸) اور صحیح الجامع (۳۱۴۱)]۔

(۱) منہاج السنۃ لإمام ابن تیمیۃ [۶/ ۲۲۷]۔ (۲) صحیح۔ ابن سعد [۳/ ۱/ ۱۸۸۔۱۸۹]، حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، الإصابۃ [۲/ ۴۲۹]۔

## مَنَاقِبُ أَبِيْ ذَرٍّ الغِفَارِيِّ ﷛

## حضرت ابوذر غِفاری ﷛ کے فضائل

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام جُندُب اور ان کا قبیلہ بنی غِفار ہے(۱) یہ ہلکے پھلکے جسم اور گندمی رنگت والے تھے(۲)' اسلام میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے والے یہی ہیں' مکہ میں ابتداء میں ہی اسلام لے آئے تھے اور اللہ نے ان کے قبولِ اسلام سے دو بڑے قبیلوں بنی غفار اور قبیلہ اسلم کو ہدایت دی، محبت کی وجہ سے نبی علیہ السلام انہیں اکثر نصیحتیں کرتے تھے(۳)' بہت عابد و زاہد صحابی تھے، خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ میں مقامِ رَبذہ میں رہائش پذیر ہو گئے اور وہیں انتقال ہوا' ایک مسافر قافلے نے انہیں دفنایا' ان میں ایک انصاری نوجوان نے ان کیلئے کفن دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے بارے میں پہلے ہی یہ پیش گوئی فرمادی تھی(۴)۔

۴۰۷۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ، وَلاَ أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ، أَصْدَقُ مِنْ أَبِيْ ذَرٍّ**)).

**صحیح**

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: **"ابوذر سے زیادہ سچے آدمی پر نہ آسمان نے سایہ کیا اور نہ ہی زمین نے ان جیسا سچا آدمی اٹھایا"۔**

**فائدہ**: الْخَضْرَاء: سے مراد آسمان اور الْغَبْرَاء: سے مراد زمین ہے، اس حدیث میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت بیان ہوئی ہے کہ یہ بہت سچے تھے' لیکن یہ مراد نہیں کہ صحابہ میں ان سے زیادہ کوئی اور سچا نہیں تھا بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس امت کا صدّیق فرمایا ہے اور خود نبی علیہ السلام تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اصدق اور سچے ہیں **لہٰذا جب احادیث میں کسی بھی صحابی کی فضیلت بیان کی جاتی ہے تو اس سے دوسرے صحابہ کی فضیلت کی نفی نہیں ہوتی بلکہ صحابی کی خاص شان و مقام کو نمایاں کرنا مقصد ہوتا ہے جیسے گزشتہ احادیث میں بعض صحابہ کرام کی خاص خاص فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں۔**

(۴۰۷۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۱۵۶)، [المشکاۃ (۶۲۲۹)، صحیح الجامع (۵۵۳۷)، تخریج ما دل علیہ القرآن (۱۴۷)، التنبیہات الملیحۃ [ص-۱۱۴]۔

(۱) حسن لغیرہ۔ صحیح الموارد [۱۹۱۴] تحقیق: الشیخ الالبانی رحمہ اللہ۔ (۲) صحیح۔ مسند أحمد [۲۱۳۴۲] شیخ شعیب أرناؤوط نے سیر أعلام النبلاء [۲/۴۹] کی تحقیق میں اسے صحیح کہا ہے۔

(۳) صحیح مسلم [۴۵۲۰]، کتاب فضائل الصحابۃ، من فضائل أبي ذر رضی اللہ عنہ۔ (۴) حسن۔ مسند أحمد [۲۱۵۰۵]، صحیح الترغیب والترھیب [۳۳۱۴]۔

**أ-۴۰۷۲)** عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ، وَلاَ أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِي لَهْجَةٍ، أَصْدَقَ وَلاَ أَوْفٰى مِنْ أَبِي ذَرٍّ، شِبْهِ عِيسٰى ابْنِ مَرْيَمَ))**، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَالْحَاسِدِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَتَعْرِفُ ذَالِكَ لَهُ؟! قَالَ: **((نَعَمْ، فَأَعْرِفُوْهُ لَهُ))**.

**صحیح**

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں فرمایا: ''**ابوذر سے زیادہ اچھا بولنے والے، بہت سچے اور زیادہ وفادار (عہد کو پورا کرنے والے) شخص پر نہ آسمان نے سایہ کیا اور نہ ہی زمین نے اٹھایا، وہ (تواضع میں) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) سے مشابہت رکھتے ہیں**، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رشک وخوشی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا اللہ کے رسول! آپ انکی اسطرح تعریف فرمارہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تم بھی انکی یہ تعریف اور انکے یہ اوصاف جان لو''۔

**ب-۴۰۷۲)** یہ حدیث دوسری سند سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر زمین پر عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرح زہد کے ساتھ سادی زندگی گزارتے ہیں۔

**فائدہ**: ایک اور حدیث میں وضاحت ہے کہ ''جو عیسیٰ علیہ السلام کی تواضع کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ (میرے صحابی) ابوذر کو دیکھ لے''[1] یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ عاجزی وانکساری میں عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ اور ان سے ملتے جلتے تھے۔ اور حدیث میں جو حسد کا لفظ آیا ہے اس سے مراد رغبت، شوق اور رشک ہے۔

## مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ

## حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پہلے یہودیوں کے بڑے عالم تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ سچے نبی ہیں، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوال کیے اور فوراً

(أ-۴۰۷۲ اور ب-۴۰۷۲) یہ حدیثیں عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے علاوہ **صحیح** ہیں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ذکر کرنا ''**منکر**'' ہے، صحیح الموارد (۱۹۱۵) میں شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس منکر قول کی سند میں ''مَرثَد'' راوی مجہول (غیر معروف) ہیں صرف ان کے بیٹے نے ہی ان سے روایت کی ہے، جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے علاوہ اس کے ہم معنی حدیث کو ''الصحیحہ'' (۲۳۴۳) کے تحت مسلم کی شرط پر کہا ہے، المشکاۃ (۶۲۳۰)، ھدایۃ الرواۃ (۶۱۹۱) اور صحیح الجامع (۵۵۳۸)۔

(۱) صحیح۔ ابن سعد في الطبقات [۴/ ۲۲۸]، الصحیحۃ [۲۳۴۳]۔

اسلام قبول کرلیا (۱)، ایک بار نبی علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تم مرتے دم تک اسلام کا مضبوط کڑا تھامے رہو گے (۲)، اور کئی مرتبہ ان کو جنت کی بشارت بھی فرمائی' یہ صحابہ میں صاحبِ علم جانے جاتے تھے حتی کہ صحابہ ان سے علم حاصل کرنے کی تلقین کرتے (۳)۔

**ضعیف**

**۴۰۷۳)** عَنِ ابْنِ أَخِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا أُرِيدَ قَتْلُ عُثْمَانَ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتُ فِي نَصْرِكَ، قَالَ: اخْرُجْ إِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّي فَإِنَّكَ خَارِجاً خَيْرٌ لِّي مِنْكَ دَاخِلاً، فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ اللّٰهِ، وَنَزَلَتْ فِيَّ آيَاتٌ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ فِيَّ ﴿**وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلٰى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ**﴾، وَنَزَلَتْ فِيَّ ﴿**قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيداً بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ**﴾، إِنَّ لِلّٰهِ سَيْفاً مَغْمُوداً عَنْكُمْ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، الَّذِي نَزَلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي هٰذَا الرَّجُلِ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھتیجے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی سازش کی گئی تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' انہوں نے پوچھا آپ کا کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا آپ کی مدد کرنے آیا ہوں، حضرت عثمان نے فرمایا: آپ باہر جاکر لوگوں کو میرے (گھر کے) پاس سے ہٹائیں (انہیں سمجھائیں کیونکہ اس وقت) آپ کا باہر جانا میرے پاس رہنے سے زیادہ بہتر ہے، وہ باہر آئے اور لوگوں سے کہا: لوگو! زمانہ جاہلیت میں میرا فلاں نام تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا نام عبداللہ رکھا اور میرے بارے میں قرآن کی کئی آیات نازل ہوئیں، جیسے: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلٰى مِثْلِهِ ...... الآية﴾ یعنی (قرآن مجید کی تصدیق میں) بنی اسرائیل کے ایک گواہ نے اس (قرآن) کی سچائی کی گواہی دی ......(۴) اور آیت: ﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيداً بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ یعنی آپ فرما دیجئے

(۴۰۷۳) اس حدیث کی سند **ضعیف** ہے، اور پہلے (۳۴۸۶) میں گزر چکی ہے، [اس حدیث کی سند میں راوی ''عبدالملک'' کے استاد ''ابن اخی عبداللہ بن سلام'' ہیں' حافظ ابن حجرؒ التقریب (۸۴۹۴) میں، علامہ مبارکپوریؒ تحفہ (۹/ ۹۸) میں اور شیخ وصی اللہ عباس فضائل الصحابہ (۴۷۷) کی تحقیق میں انہیں مجہول کہتے ہیں]۔

**[ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف داری کری۔ دیکھئے: (صحیح۔التاریخ الکبیر[۲/۲/۲۳۰] فضائل الصحابۃ۔[۷۹۵] تحقیق: د۔وصي اللہ محمد عباس۔) اور آیت ﴿ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلٰى مِثْلِهِ ...... الآية ﴾ بھی ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ دیکھئے: صحیح البخاري[۳۵۲۸]، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، مزید ''صحیح موارد الظمآن'' [۱۷۶۴] کے حاشیہ میں شیخ البانی رحمہ اللہ کے علمی نقاط سے ضرور استفادہ کریں]۔**

(۱) صحیح البخاري[۳۶۲۱]، کتاب المناقب، باب هجرة النبي ﷺ واصحابه إلى المدينة۔ (۲) صحیح البخاري[۳۵۲۹]، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن سلام۔ (۳) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۹۹۱]۔ (۴) سورة الاحقاف[۱۰]۔

أَنْ تَـقْتُـلُـوْهُ فَـوَاللّٰهِ لَئِنْ قَتَلْتُمُوْهُ لَتَطْرُدُنَّ جِيْرَانَكُمُ الْـمَلَائِكَةَ وَلَتَسُلُّنَّ سَيْفَ اللّٰهِ الْمَغْمُوْدَ عَنْكُمْ فَلَا يُـغْـمَـدُ عَـنْـكُـم إِلٰـى يَـوْمِ الْقِيَـامَةِ، قَـالُوْا: اقْتُلُوْا الْيَهُوْدِيَّ وَاقْتُلُوْا عُثْمَانَ)).

کہ (میری رسالت کی) گواہی دینے کیلئے اللہ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے کافی ہیں(۱)، لوگو! خوب سمجھ لو کہ اللہ کی تلوار (ابھی تک) میان میں ہے اور فرشتے اس شہر (مدینہ) میں تمہارے پڑوسی ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، لہٰذا ان (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے بارے میں اللہ سے ڈرو' انہیں شہید نہ کرو' اللہ کی قسم! اگر تم انہیں شہید کروگے تو یہ تمہارے پڑوسی فرشتے تم سے دور ہو جائیں گے اور تم اللہ کی تلوار کو میان سے باہر لے آؤ گے اور پھر قیامت تک وہ میان میں واپس نہیں جائیگی۔ محاصرہ کرنے والے کہنے لگے اس یہودی کو بھی قتل کردو! اور عثمان کو بھی قتل کردو!

۴۰۷۴) عَـنْ يَـزِيْـدَ بْـنِ عُـمَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا حَـضَـرَ مُـعَـاذَ بْـنَ جَبَلٍ الْمَوْتُ، قِيْلَ لَـهُ: يَـا أَبَـا عَبْـدِ الـرَّحْـمٰنِ أَوْصِنَا، قَالَ: أَجْلِسُوْنِيْ، فَقَالَ: إِنَّ الْعِلْمَ وَالْإِيْمَانَ مَكَانَهُمَا، مَنِ ابْتَغَاهُمَا وَجَـدَهُـمَا، يَقُوْلُ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَالْتَمِسُوا الْـعِلْـمَ عِنْدَ أَرْبَعَةِ رَهْطٍ: عِنْدَ عُوَيْمِرٍ أَبِيْ الدَّرْدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعِـنْـدَ عَبْـدِ اللّٰهِ بْـنِ سَلَامٍ الَّـذِيْ كَـانَ يَهُوْدِيًّا فَـأَسْـلَـمَ، فَـإِنِّـيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ: **((إِنَّهُ عَاشِرُ عَشْرَةٍ فِيْ الْجَنَّةِ)).**

**صحیح**

یزید بن عمیرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان سے درخواست کی گئی: ابوعبدالرحمٰن! ہمیں کچھ وصیت فرمادیں، انہوں نے کہا مجھے ذرا بٹھا دو' پھر تین بار فرمایا: ایمان اور علم اپنی جگہ موجود ہیں جو انہیں تلاش کریگا تو حاصل کرلے گا' پھر فرمایا: علم چار آدمیوں سے حاصل کرو عُوَیمِر یعنی ابودرداء' سلمان فارسی' عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہم) سے، عبداللہ بن سلام پہلے یہودی (عالم) تھے پھر مسلمان ہوگئے میں نے رسول اللہ ﷺ سے انکے بارے میں سنا ہے کہ: **''وہ دس جنتیوں میں سے دسویں ہیں''۔**

**فائدہ**: علم کوشش اور تلاش کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے اور جتنی طلب اور تڑپ ہوتی ہے اس قدر ہی

---

۴۰۷۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۲۳۱)، [صحیح الجامع (۳۹۷۵) اور صحیح الموارد (۱۹۰۴)]۔

(۱) سورۃ الرعد [۴۳]۔

علم ملتا ہے پھر یہ بھی بتا دیا کہ علم ایسے علماء سے حاصل کرو جو کتاب وسنت کے متبع ہوں۔

**''وہ دس جنتیوں میں سے دسویں ہیں''** اس حدیث کی علماء نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں(۱):

۱) یہ عشرۃ مبشرۃ (جن دس صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی موقع پر جنت کی بشارت فرمائی تھی ان میں سے) تو نہیں ہیں بلکہ ان جیسے ہیں۔

۲) مختلف اوقات میں جن صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت فرمائی یہ ان میں سے دسویں ہیں۔

۳) جو صحابہ پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے ان میں یہ جنت میں داخل ہونے والے دسویں ہیں۔

## مَنَاقِبُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ

## حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے(۲) اور یہ ھُذَلی قبیلے سے ہیں(۳)' اسلام لانے والوں میں چھٹے آدمی ہیں(۴)' انہوں نے مکہ میں سب سے پہلے بآوازِ بلند قرآن پڑھا(۵) اور جنگ بدر میں ابوجہل کا خاتمہ کیا(۶)، یہ ہلکے پھلکے جسم کے تھے اور انکی پنڈلیاں پتلی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت فرمائی کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ دونوں (پنڈلیاں) میزان میں احد پہاڑ سے زیادہ بھاری ہیں(۷)۔ اسلام لانے سے پہلے ایک مرتبہ بکریاں چرا رہے تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ دیکھا کہ جس بکری میں دودھ نہیں تھا اللہ نے اس سے نبی علیہ السلام کو دودھ پلایا' یہ دیکھ کر انہوں نے اسلام قبول کرلیا، کہتے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور فرمایا "یرحمك الله فانك غُلَیِّم معلَّم" اللہ تم پر رحم کرے تم تو (پہلے سے) سیکھلائے ہوئے لڑکے ہو۔ کہتے ہیں پھر میں نے نبی علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے ستر سورتیں یاد کیں(۸)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے علمائے صحابہ میں سے تھے اور بہت سے صحابہ وتابعین نے ان سے علم

---

(۱) دیکھئے: تحفۃ الاحوذی، عمدۃ القاری، فیض القدیر اور مرقاۃ المفاتیح۔ (۲) صحیح البخاري[۴۰۴۰] کتاب المغازي، باب قدوم الأشعریین وأهل الیمن۔

(۳) صحیح البخاري، کتاب المغازي، باب تسمیة من سمي من أهل البدر۔ (۴) صحیح۔حاکم[۵۳۶۸]، صحیح موارد الظمآن[۱۹۰۱] للشیخ الألبانی رحمہ اللہ۔

(۵) رجالہ ثقات۔ابن هشام[۱/۳۱۴]، سیر أعلام النبلاء[۱/۴۶۶] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط اور شیخ حسین اسد کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔

(۶) صحیح البخاري[۳۶۶۷] کتاب المغازي، باب قتل أبي جهل۔ (۷) صحیح۔صحیح الأدب المفرد[۱۷۶]۔ (۸) حسن۔مسند أحمد[۳۵۹۸]، صحیح سیرۃ النبویة[۱۲۴] تحقیق: شیخ البانیؒ۔

سیکھا اور مسائل سمجھے، انکی والدہ ام عبد رضی اللہ عنہا بھی صحابیہ تھیں' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اکثر احادیث میں ''ابن ام عبد'' بھی کہا گیا ہے اور علماء اکثر انہیں کتب احادیث میں صرف ''عبداللہ'' بھی لکھتے ہیں، یہ اور انکی والدہ نبی علیہ السلام کے پاس کافی آتے جاتے تھے حتی کہ بعض صحابہ انہیں اہل بیت میں سے سمجھتے رہے(۱)، یہ بدعت سے انتہائی نفرت کرتے تھے ان کا قول بڑا مشہور ہے: سنت پر اکتفاء کرنا بدعت پر کوشش و محنت کرنے سے بہت بہتر ہے(۲)۔

**صحیح**

۴۰۷۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ أَصْحَابِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ**)).

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**میرے بعد میرے صحابہ میں سے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی پیروی کرنا، عمار کے طریقے پر چلنا اور عبداللہ بن مسعود کے عہد کو تھام لینا**''۔

**فائدہ:** عہد سے مراد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہدایت' وصیت اور نصیحت ہے کہ جس چیز کو وہ پسند کریں اور جس کی ہدایات کریں اسے اختیار کرو' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی نصیحت پر عمل کرنے کیلئے فرمایا جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے: ابن مسعود جو بات کہیں اسے مان لو۔(۳) اور قاعدہ یہی ہے کہ صحابہ کرام کے ہر اس امر کی اطاعت کی جائے گی جو بظاہر کسی آیت یا حدیث کے خلاف نہ ہو۔ مزید شرح کیلئے پیچھے حدیث (۴۰۶۹) صفحہ (236) پر ملاحظہ فرمائیں۔

**صحیح**

۴۰۷۶) عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: لَقَدْ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ، وَمَا نُرٰى حِيْناً إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ، لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ أُمِّهٖ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تو عرصہ دراز تک ہم یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے اہل بیت (گھرانہ) میں سے ہیں کیونکہ ہم اکثر انہیں اور

(۴۰۷۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۹۷) اور پہلے (۴۰۶۹) میں گزر چکی ہے، [پہلے شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کو المشکاۃ (۶۲۲۱) میں ضعیف کہا تھا پھر دوسرے طرق اور شواہد کی بناء پر اسے الصحیحہ (۱۲۳۳)، صحیح الجامع (۱۱۴۴) اور ھدایۃ الرواۃ (۶۱۸۲) میں صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: الإعلام بآخر أحكام الألباني الإمام (ص۔۱۱۲) لمحمد بن کمال خالد السیوطی]۔

(۴۰۷۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری و مسلم، [المشکاۃ (۶۱۸۹)]۔

(۱) صحیح البخاری [۳۷۶۹]، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن مسعود۔

(۲) صحیح موقوف۔ حاکم [۱/۱۸۴/ ح-۳۵۲]، صحیح الترغیب والترھیب [۴۱] للشیخ الألباني رحمہ اللہ۔

(۳) صحیح۔ صحیح ترمذی (۲۹۸۸)۔

عَلٰى النَّبِيِّ ﷺ)).

انکی والدہ کو نبی ﷺ کے پاس آتے جاتے دیکھتے تھے۔

**فائدہ** : **حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص تھے**، اور بہت زیادہ آمد ورفت کی وجہ سے ہر وقت اجازت طلب کرنے میں دِقت تھی' اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے لئے اجازت کا مخصوص انداز مقرر کیا، ان سے فرمایا: تمہارا پردہ اٹھانا، میری آواز سننا اور میرا منع نہ کرنا بھی اجازت کی نشانی ہے (۱)، یہی وجہ ہے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بہت زیادہ حاصل رہی۔

۴۰۷۷) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: أَتَيْنَا حُذَيْفَةَ فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا بِأَقْرَبِ النَّاسِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَدْياً وَّدَلاًّ فَنَأْخُذَ عَنْهُ وَنَسْمَعَ مِنْهُ، قَالَ: كَانَ أَقْرَبُ النَّاسِ هَدْياً وَّدَلاًّ وَّسَمْتاً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَتّٰى يَتَوَارٰى مِنَّا فِيْ بَيْتِهٖ. وَلَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوْظُوْنَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ هُوَ مِنْ أَقْرَبِهِمْ إِلَى اللّٰهِ زُلْفاً.

**صحیح**

عبدالرحمٰن بن یزیدؒ کہتے ہیں ہم ایک بار حضرت حذیفہ ﷺ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہمیں وہ آدمی بتائیں جو رسول اللہ ﷺ کی سیرت وطریقے اور اخلاق کے زیادہ قریب ہے تاکہ ہم ان سے علم حاصل کریں اور حدیثیں سنیں؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی سیرت، اخلاق اور عادات سے سب سے زیادہ قربت ومشابہت رکھنے والے حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ ہیں، (البتہ انکی گھریلو زندگی کے بارے میں نہیں جانتا کیونکہ) جب وہ اپنے گھر تشریف لیجاتے تو ہماری (آنکھوں) سے چھپ جاتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ حیات صحابہ بھی خوب جانتے ہیں کہ ابن ام عبد (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ مقرب ہیں۔

**فائدہ** : بڑے بڑے معتمد صحابہ کرام سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ کے بہت مقرب بندے تھے اور جب تک ہمارے درمیان رہتے تو ہم یہی دیکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء وسیرت میں وہ سب سے آگے ہیں اور آپ کے طریقے کی پوری پوری پیروی کرنے والے ہیں۔

---

(۴۰۷۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری (۳۷۶۲۔۶۰۹۷) مختصراً، [المشکاۃ (۶۱۸۸)، صحیح الموارد (۱۹۰۲)]۔

(۱) صحیح مسلم [۴۰۳۳]، کتاب السلام، باب جواز جعل الإذن رفع حجاب أو نحوه من العلامات۔

۴۰۷۸) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّراً أَحَداً مِّنْهُمْ مِنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ، لَأَمَّرْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ)).

**ضعیف**

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں مشورے کے بغیر کسی کو (لشکر کا) امیر مقرر کرتا تو ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) کومقرر کرتا''۔

۴۰۷۹) یہ حدیث دوسری سند سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

۴۰۸۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَسَالِمٍ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ**)).

**صحیح**

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**قرآن کی تعلیم ان چار افراد سے حاصل کرو: ابن مسعود، اُبی بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم جو مولائے ابوحذیفہ ہیں**''۔

**فائدہ** : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن کو جاننے والے اور اس کا گہرا علم رکھنے والے تھے وہ خود فرماتے ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ستر سے زیادہ سورتیں یاد کی ہیں اور صحابہ کرام جانتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ قرآن کا علم رکھنے والا ہوں(۱)۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قرأت کی تعریف میں فرمایا: جو چاہتا ہے کہ قرآن مجید کو تروتازہ پڑھے جیسے وہ نازل ہوا ہے' تو ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) کی قرأت پر پڑھے(۲)۔ **اور ایک مرتبہ خود نبی علیہ السلام نے ان سے قرآن مجید کی تلاوت سننا پسند فرمایا**(۳)۔

قرآن تو دیگر صحابہ کے پاس بھی تھا لیکن ان چار صحابہ کی اس لئے تخصیص فرمائی کیونکہ یہ عظیم مفسرِ قرآن' قرآن کو اچھی طرح سے پڑھنے والے اور صحیح معنوں میں اسکی ادائیگی کرنے والے تھے اسی لئے ان چاروں کا قرّاءِ صحابہ میں شمار ہوتا ہے، مزید شرح کیلئے پیچھے حدیث (۴۰۶۳) صفحہ (229) پر ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۴۰۷۸ اور ۴۰۷۹) یہ حدیثیں **ضعیف** ہیں، [شیخ البانیؒ الضعیفۃ (۲۳۲۷) کے تحت کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''حارث الاعور'' ضعیف ہیں]، ابن ماجہ (۱۳۷)، المشکاۃ (۶۲۲۲)، ھدایۃ الرواۃ (۶۱۸۳) اور ضعیف جامع صغیر (۴۸۴۴)۔

(۴۰۸۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، الصحیحۃ (۱۸۲۷)، [صحیح الجامع (۳۲۱۳)، المشکاۃ (۶۱۰)]۔

(۱) صحیح البخاري [۴۶۱۶]، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب النبي ﷺ۔ (۲) صحیح۔ صحیح ابن ماجہ [۱۱۴]۔

(۳) صحیح البخاري [۴۶۶۲]، کتاب فضائل القرآن، باب قول المقرئ للقارئ: حسبک۔

## کچھ حضرت سالم مولی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں:

حضرت سالم رضی اللہ عنہ پہلے پہل مسلمان ہونے والے صحابہ میں سے ہیں' یہ انصار کی ایک عورت کے غلام تھے، پھر ان کو آزاد کر دیا اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا(۱) اور اپنی بھتیجی سے ان کی شادی کر دی(۲)' یہ قرآن کا علم رکھتے تھے اور قرآن کو بہت اچھی آواز سے پڑھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تلاوت سن کر فرمایا: ساری تعریف اس اللہ کی ہے جس نے میری امت میں ان جیسے لوگ عنایت کئے(۳)، نبی علیہ السلام کی (مدینہ) آمد سے قبل حضرت سالم رضی اللہ عنہ مقام ''عصبہ'' قباء مسجد کی جگہ پر مہاجرین کی امامت کراتے تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد بھی مسجد قباء میں امامت کراتے اور ان کیساتھ حضرت ابوبکر، عمر، ابوسلمہ اور زید بن عامر رضی اللہ عنہم جیسے بڑے صحابہ بھی نماز پڑھتے(۴)، یہ غزوہ بدر میں شریک تھے(۵) اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے' ان کی میراث میں صرف دو سو درہم تھے(۶)۔ اسی طرح ان کے مولیٰ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اکابرین صحابہ میں سے ہیں اور جنگ بدر میں یہ بھی شریک تھے(۷)۔

**صحیح**

۴۰۸۱) عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَسَأَلْتُ اللهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيساً صَالِحاً، فَيَسَّرَ لِي أَبَا هُرَيْرَةَ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُ اللهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيساً صَالِحاً فَوُفِّقْتَ لِي. فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، جِئْتُ أَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَأَطْلُبُهُ. فَقَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ، وَابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبُ طُهُورِ

خیثمہ بن ابی سبرہؒ بیان کرتے ہیں میں مدینہ آیا تو میں نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھے کوئی نیک صالح رفیق (ہم نشین) عنایت فرما، اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملوایا میں انکے پاس بیٹھ گیا اور اپنی دعا کا ذکر کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے نیک ساتھی مانگا تھا میری دعا قبول ہوگئی آپ مجھے مل گئے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا کوفہ کا رہنے والا ہوں اور علم (نافع) حاصل کرنے آیا ہو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے

(۴۰۸۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری (۳۷۴۲)، البتہ اس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے، [المشکاۃ (۶۲۲۳)]۔

(۱) منہ بولے بیٹے ہونے کی وجہ سے انہیں مولیٰ ابوحذیفہ کہا جاتا ہے۔(الارواء[۶/۲۶۳])۔ (۲) صحیح البخاري[۴۶۹۸]، کتاب النکاح، باب الأکفاء في الدین۔ (۳) صحیح۔صحیح ابن ماجہ[۱۱۰۰]۔ (۴) صحیح البخاري[۶۵۱]، [۶۶۴۰]، کتاب الأحکام، باب استقضاء الموالي واستعمالهم۔ (۵) حسن۔طبراني في الکبیر[۶۳۷۰]، حافظ ھیثمیؒ نے مجمع الزوائد[۱۵۶۴۱] میں اسے حسن کہا ہے۔ (۶) إسنادہ قوی۔سنن دارمي[۳۰۴۲]، تحقیق: شیخ حسین سلیم اسد کہتے ہیں اس کی اسناد قوی ہے۔ (۷) صحیح البخاري[۴۶۹۸]، کتاب النکاح، باب الأکفاء في الدین۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَعْلَيْهِ، وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَعَمَّارٌ الَّذِيْ أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ، وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ؟ قَالَ قَتَادَةُ: وَالْكِتَابَانِ: الْإِنْجِيْلُ وَالْقُرْآنُ.

کہا: کیا وہاں کوفہ میں تمہارے پاس سعد بن مالک (یعنی سعد بن ابی وقاص) نہیں ہیں؟ جنکی دعائیں قبول ہوتی ہیں، کیا رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی رکھنے والے اور آپ ﷺ کی جوتیاں اٹھانے والے ابن مسعود وہاں نہیں ہیں؟ کیا وہاں نبی علیہ السلام کے رازداں حذیفہ نہیں ہیں؟ کیا وہاں عمار نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی دعا کی برکت سے شیطان کے حملوں سے محفوظ کر دیا؟ کیا وہاں دو کتابوں والے سلمان نہیں ہیں؟

قتادہؒ کہتے ہیں دو کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن ہے۔

## مَنَاقِبُ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ﷛

## حضرت حذیفہ بن یمان ﷛ کے فضائل

حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ (۱)، والد کا نام حُسیل اور لقب یمان ہے (۲)، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازداں تھے (۳) اور نفاق ومنافقین کے سخت دشمن تھے، آپ نے (رازداری میں) انہیں منافقین کے نام بتائے ہوئے تھے (۴)، ان کی یہ بھی سعادت مندی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان کیلئے اور انکی والدہ کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی (۵)، جنگ احزاب میں انتہائی سخت سردی اور تیز ہواؤں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر کفار کی خبر لائے، اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی اور انہیں سردی اور ہواؤں کا احساس تک نہیں ہوا (۶)، یہ نبی علیہ السلام سے ہمیشہ فتنوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے (۷)، اسی لئے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم میں آج سے لیکر قیامت تک کے فتنوں کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہوں (۸)۔

(۱) صحیح۔صحیح أبي داود [۴۹۷۲]۔ (۲) صحیح مسلم [۳۳۴۲]، کتاب الجهاد والسیر، باب الوفاء بالعهد۔ (۳) صحیح البخاري [۳۴۶۰]، کتاب المناقب، باب مناقب عمار وحذیفة رضي الله عنهما۔
(۴) صحیح مسلم [۴۹۸۳]، [۴۹۸۵]، کتاب صفات المنافقین وأحکامهم، باب۔ (۵) صحیح۔صحیح الترمذي [۳۷۸۱]۔ (۶) صحیح مسلم [۳۳۴۳]، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة الأحزاب۔
(۷) صحیح البخاري [۶۵۵۷]، کتاب الفتن، باب کیف الأمر إذا لم تکن جماعة۔ (۸) صحیح مسلم [۵۱۴۶]، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب إخبار النبي ﷺ فیما یکون إلی قیام الساعة۔

۴۰۸۲) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوِ اسْتَخْلَفْتَ؟ قَالَ: ((إِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ، وَلٰكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ، وَمَا أَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَاقْرَؤُوْهُ)).

**ضعیف**

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اگر آپ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیں تو اچھا ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں خلیفہ مقرر کردوں' اور پھر تم نے انکی نافرمانی کی تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے لیکن جو بات حذیفہ تمہیں بتائیں اسکی تصدیق کرنا اور جس طرح عبداللہ بن مسعود تمہیں پڑھائیں (تلاوت کریں) تم اسی طرح پڑھنا۔

**فائدہ:** یعنی خلافت کی فکر سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ میرے بعد بھی کتاب وسنت پر جمے رہنا' اور ان دونوں صحابہ کی تعریف فرمائی کہ یہ دین ودنیا کی بھلائی کی طرف رہنمائی کریں گے انکی بات قبول کرنا' کیونکہ حذیفہ رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ کی نسبت منافقین کے احوال سے زیادہ واقف تھے(۱) اسلئے یہ منافقین کے بارے میں جو بتائیں انکی تصدیق کرنا۔

## مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رضی اللہ عنہ

## حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

**نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے:** حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زمانہ جاہلیت میں غلام بنالیا گیا تھا' حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی پھوپھی ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کیلئے خریدا اور پھر ام المؤمنین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں دیدیا' نبی علیہ السلام نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنالیا لوگ انہیں زید بن محمد کہنے لگے' اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم نازل فرمایا: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾(۲) کہ (منہ بولی یعنی لے پالک) اولاد کو انکے اصل باپ کے نام سے پکارا کرو، بعد میں انکے والد اور پھر انکے بھائی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کو لینے کیلئے آئے، نبی علیہ السلام نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اختیار دیدیا' انہوں نے کہا: میں تو

(۴۰۸۲) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۲۳۲)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۱۹۳)۔ اس حدیث کی سند میں راوی ''عثمان بن عمیر ابوالیقظان'' ہیں شیخ البانی رحمہ اللہ الضعیفہ (۱۳۱۹) کے تحت کہتے ہیں انکے ضعیف ہونے پر (تمام محدثین کا) اجماع ہے۔مزید دیکھئے: تقریب التھذیب (۴۵۰۷) لامام ابن حجر، الکاشف (۳۷۳۰) لامام ذہبی]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۴۶۰]، کتاب المناقب، باب مناقب عمار وحذیفۃ رضي اللہ عنہما۔ (۲) سورۃ الاحزاب [۵]۔

نبی علیہ السلام کے پاس ہی رہوں گا(۱)، اور ماں باپ اور پورے خاندان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر چھوڑ دیا۔

**فضائل:** آزاد کردہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے صحابی ہیں(۲)، اور ان کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ **اللہ نے قرآن مجید میں صحابہ میں صرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کا ہی نام ذکر فرمایا ہے** جس کی تلاوت قیامت تک ہوتی رہے گی(۳)، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: زید تم میرے دوست ہو' تم مجھ سے ہو' میں تمہارا ذمہ دار ہوں' اور تم مجھے لوگوں میں محبوب ترین ہو(۴)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے بشارت بھی فرمائی کہ جنت میں' میں نے تمہاری حور کو دیکھا ہے(۵)۔

**شہادت و بشارت:** ۸ھ جمادی الاولیٰ جنگ موتہ(۶) میں ان کو شہادت نصیب ہوئی، جس وقت ان کو شہید کیا جا رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت صحابہ کو ان کی شہادت کے بارے میں بتا رہے تھے(۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر غم کے آثار بہت واضح تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے(۸)، پھر اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت کے طور پر دیکھایا کہ حضرت زید بن حارثہ اپنے ساتھی حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنت میں شرابِ طہور پی رہے ہیں(۹)۔

۴۰۸۳) عَنْ أَسْلَمَ عَنْ عُمَرَ : أَنَّهُ فَرَضَ لِأُسَامَةَ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ وَّخَمْسِ مِائَةٍ، وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِيهِ: لِمَ فَضَّلْتَ أُسَامَةَ عَلَيَّ؟! فَوَاللّٰهِ مَا سَبَقَنِي إِلٰى مَشْهَدٍ. قَالَ: لِأَنَّ زَيْداً كَانَ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَبِيكَ،

**ضعیف**

اسلمؒ بیان کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے بیت المال سے حضرت اسامہؓ کیلئے ساڑھے تین ہزار اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کیلئے تین ہزار وظیفہ مقرر کیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ نے مجھ پر اسامہ کو کس وجہ سے فوقیت دی ہے؟ (جبکہ) اللہ کی قسم وہ کسی غزوہ میں مجھ سے آگے

(۴۰۸۳) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۱۶۴)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۱۲۲)۔ اس حدیث کی سند میں راوی ''سفیان بن وکیع'' ہیں انہیں شیخ البانیؒ نے الضعیفہ (۵۲۷۴) تحت ضعیف کہا ہے، مزید دیکھئے: تقریب التھذیب (۲۴۵۶) لامام ابن حجر، الکاشف (۲۰۰۵) لامام ذہبی]۔

(۱) حسن۔طبراني في الكبير[۴۶۵۱]، حافظ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد[۱۵۵۰۸] میں اسے حسن کہا ہے۔ (۲) صحیح۔ابن سعد في الطبقات[۳/۴۴]، فضائل الصحابة[۱۵۳۳]، تحقیق: د۔وصي الله عباس، صحیح السيرة النبوية[۱۱۹]، تحقیق: شيخ ألباني (۳) الإصابة لابن حجر[۲۸۹۲]۔ (۴) حسن صحیح۔مسند أحمد[۵/۲۰۴]، الصحیحة[۱۵۵۰]۔ ، مقدمة ابن صلاح[۲۶۹-۲۷۰]۔
(۵) صحیح۔ابن عساکر[۶/۳۹۹/۲]، الصحیحة[۱۸۵۹]۔ (۶) حسن۔السيرة النبوية لابن اسحاق[۴/۲۳] تحقیق: د۔مہدی رزق اللہ احمد، د۔مہدی اپنی کتاب السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلية دراسة تحليلية[ص۔۵۴۳] میں کہتے ہیں: اس بات پر تمام اہل المغازی والسیر کا اتفاق ہے۔ (۷) نبی علیہ السلام نے اس طرح بظاہر غیب کی بات کیسے بتائی اس کی تفصیل صفحہ (372 اور 377) پر دیکھیں۔ (۸) صحیح البخاري[۱۱۶۹]، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی إلی اہل المیت بنفسہ۔ (۹) صحیح۔صحیح ابن خزیمہ[۱۹۸۶]، الصحیحة[۳۹۵۱]۔

وَكَانَ أُسَامَةُ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكَ، فَآثَرْتُ حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى حُبِّيْ)).

نہیں بڑھے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسکی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (اسامہ کے والد) زید تمہارے والد سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ تم سے زیادہ محبوب تھے لہٰذا میں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی۔

**فائدہ**: **محبت اور درجہ**: یہاں اس حدیث کی شرح میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مقام و درجہ الگ چیز ہے اور محبت الگ چیز ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام و درجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں بہت تھا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ اولاد کی طرح تھے ان سے محبت تھی دونوں چیزوں میں فرق ہے۔

۴۰۸۴) عَنْ عُمَرَ قَالَ: مَا كُنَّا نَدْعُوْ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَتْ: ﴿**اُدْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ**﴾.

صحیح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں زید بن حارثہ کو ہم لوگ زید بن محمد ہی کہتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ ......﴾ (۱) یعنی انہیں انکے باپوں کے نام سے ہی پکارا کرو۔

**فائدہ**: زمانہ جاہلیت میں متبنی یعنی منہ بولے بیٹا اور بیٹی بھی وارث بنتے تھے' اسلام نے ان چیزوں کو ختم کر دیا کہ **یہ اولاد کی طرح وارث نہیں ہوسکتے** (۲)، ہاں ان کیلئے کوئی وصیت کر دیں یا زندگی میں ہی کچھ ھدیۃً دیدیں تو کوئی حرج نہیں ہے' بس شرط یہی ہے کہ اس سے وارثین پر ظلم نہ ہو رہا ہو اور نہ ہی یہ وارثین اور منہ بولی اولاد میں کوئی اختلاف یا دشمنی کا سبب بنے۔ **اسی طرح منہ بولی اولاد کو انکے اصل باپ کے نام سے ہی پکارا جائیگا۔**

۴۰۸۵) عَنْ جَبَلَةَ بْنِ حَارِثَةَ أَخُوْ زَيْدٍ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ 'يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْعَثْ مَعِيَ أَخِيْ زَيْدًا. قَالَ: ((**هُوَ ذَا فَإِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْنَعْهُ**))، قَالَ زَيْدٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَا أَخْتَارُ عَلَيْكَ

حسن

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جَبَلَہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا' اللہ کے رسول! میرے ساتھ میرے بھائی زید کو بھیج دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رہے (زید) **اگر یہ تمہارے ساتھ جانا چاہیں تو میں**

(۴۰۸۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [المشکاۃ (۶۱۴۲)، صحیح ابی داود (۱۷۹۹)] اور پہلے (۳۴۳۹) میں بھی گزر چکی ہے۔

(۴۰۸۵) یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ [دوسری تحقیق کے مطابق] (۶۱۶۵)۔

(۱) سورۃ الاحزاب [۵]۔ (۲) صحیح البخاري [۴۶۹۸]، کتاب النکاح، باب الأکفاء في الدین۔

أَحداً، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَأْيَ أَخِي أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِي. | **انہیں نہیں روکونگا''** حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دونگا، حضرت جبلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ میری رائے کے مقابلے میں میرے بھائی (زید) کی رائے ہی بہتر وافضل تھی۔

**فائدہ**: اس حدیث کی شرح پیچھے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے فضائل میں صفحہ (247) پر ملاحظہ فرمائیں۔

**صحیح**

۴۰۸۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثاً وَّ أَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ النَّاسُ فِيْ إِمْرَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمْرَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمْرَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ، وَأَيْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقاً لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)).**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو لشکر کا امیر مقرر فرمایا، (کچھ) لوگ انکے امیر بننے پر اعتراض کرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''اگر تم انکے امیر بننے پر اعتراض کرتے ہو تو تم اس سے پہلے انکے والد کے امیر بننے پر بھی اعتراض کر چکے ہو جبکہ اللہ کی قسم! زید امیر بننے کیلیے ہی پیدا کئے گئے تھے (یعنی وہ امارت کے صحیح حقدار تھے) اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب و پسند تھے اور انکے بعد یہ (انکے بیٹے اسامہ بھی) مجھے سب سے زیادہ محبوب و پسند ہیں''۔**

۴۰۸۷) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں'' میں تمھیں ان (اسامہ) کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمھارے نیک لوگوں میں سے ہیں''(۱)۔

**فائدہ**: یعنی جس طرح غزوہ موتہ کے موقع پر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے امیر بننے پر اعتراض کیا تھا(۲) اب انکے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے امیر بننے پر تو اعتراض نہ کرو۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی علیہ السلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جس غزوہ میں بھی بھیجا' انہیں اس میں امیر ہی بنایا(۳)۔

(۴۰۸۶ اور ۴۰۸۷) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، بخاری، مسلم، [المشكاة (۶۱۴۱)، صحیح الجامع (۱۴۱۶)، الصحيحة (۳۴۹۶)]۔

(۱) صحيح مسلم [۴۴۵۳]، كتاب فضائل الصحابة، باب زيد بن حارثة واسامة بن زيد رضي الله عنهما۔
(۲) حسن۔ مسند أحمد [۲۲۶۰۴]، أحكام الجنائز [۴۶]، للشيخ الألباني۔
(۳) حسن۔ مسند أحمد [۲۶۲۱۷]، تحقيق: شيخ شعيب ارناؤوط۔

## مَنَاقِبُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

## حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوزید ہے (۱)، صحابہ انہیں نبی علیہ السلام کا محبوب چہیتا کہتے تھے (۲) اور ان کی انگوٹھی پر بھی ''حُبِّ رسول ﷺ'' نقش تھا (۳)، نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اسامہ سے بھی محبت کرے (۴)، انکی والدہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا تھیں (۵) اور والد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے اور سب سے محبوب تھے پھر انکے انتقال کے بعد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے محبوب اور پسندیدہ تھے (۶)، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور ایک مرتبہ بھتیجے کو دیکھا تو کہا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھتے تو ان سے بھی محبت کرتے (۷)، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قربت رکھتے تھے، حجۃ الوداع میں (۸) اور فتح مکہ میں بھی سواری پر نبی علیہ السلام کیساتھ بیٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کعبہ میں داخل ہوئے (۹)، نبی علیہ السلام کے انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے والوں میں یہ بھی شامل تھے (۱۰)، یہ ۵۴ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے (۱۱)۔

۴۰۸۸) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُوْ لِيْ.

**حسن**

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو میں اور دوسرے صحابہ بھی مدینہ آ گئے، جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، کوئی بات نہیں کر رہے تھے، البتہ آپ ﷺ

(۴۰۸۸) یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ (۶۱۶۶)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۱۲۴)، فقہ السیرۃ (۴۶۶)]۔

(۱) صحیح مسلم [۲۱-۲۷]، کتاب الطلاق، باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقۃ لہا۔ (۲) صحیح البخاري [۳۴۵۳]، کتاب المناقب، باب ذکر أسامۃ بن زید۔ (۳) رجالہ رجال الصحیح۔ طبراني في الکبیر [۳۷۴]، حافظ ھیثمیؒ مجمع الزوائد [۱۵۵۴۵] میں کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال بخاری کے ہیں۔ (۴) صحیح مسلم [۵۲۳۵]، کتاب الفتن وأشراط الساعۃ، باب قصۃ الجساسۃ۔

(۵) صحیح البخاري [۳۴۵۵]، کتاب المناقب، باب ذکر أسامۃ بن زید۔ (۶) صحیح البخاري [۳۴۵۱]، کتاب المناقب، باب مناقب زید بن حارثۃ مولی النبي ﷺ۔

(۷) صحیح البخاري [۳۴۵۴-۳۴۵۶]، کتاب المناقب، باب ذکر أسامۃ بن زید۔ (۸) صحیح البخاري [۱۴۴۳]، کتاب الحج، باب الرکوب والارتداف فی الحج۔

(۹) صحیح البخاري [۴۰۴۹]، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع۔ (۱۰) حسن لغیرہ۔ مسند أحمد [۲۳۵۷]، تحقیق: شیخ شعیب ارناؤوط۔

(۱۱) ابن عبد البرؒ نے اس قول کو صحیح کہا ہے، الإستیعاب [۱/ ۲۵]، الإصابۃ لابن حجر [۱/ ۴۹]۔

نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک میرے اوپر رکھے اور پھر (آسمان کی طرف) اٹھائے میں سمجھ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرما رہے ہیں۔

**فائدہ:** هَبَطْتُ: یعنی ہم مدینہ آئے کیونکہ یہ حضرات مدینہ کے اطراف بالائی علاقے عوالی میں رہتے تھے یہ علاقے مدینہ سے اونچائی پر تھے اسلئے اترنے کا لفظ استعمال کیا۔

**آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو چکے تھے:** اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لوگوں سے تو بات چیت نہیں فرما رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کیساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر وقت تک رابطہ رہا جیسا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی فرما رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک اوپر اٹھائے اور دعا فرمائی، اسی طرح ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت میں یہ فرما رہے تھے: ((اَللّٰهُمَّ رَفِيْقِ الْأَعْلٰى)) یعنی اے اللہ! مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے(۱)۔

۴۰۸۹) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَحِّيَ مُخَاطَ أُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ: دَعْنِي حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا الَّذِيْ أَفْعَلُ، قَالَ: **((يَا عَائِشَةُ أَحِبِّيْهِ فَإِنِّيْ أُحِبُّهُ))**.

حسن

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار حضرت) اسامہ (رضی اللہ عنہ) کی (ناک نکلتے دیکھ کر) ناک پونچھنے کا ارادہ فرمایا، میں نے عرض کیا آپ رہنے دیں میں انکی ناک صاف کر دیتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''عائشہ اس سے محبت کرو کیونکہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں''۔**

**فائدہ:** اس حدیث میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت بیان ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت محبت کرتے تھے اور انہیں بہت پیار اور لاڈ میں رکھتے تھے حتی کہ ان کے کام بھی خود کرتے تھے ایک بار یہ دروازے کی دہلیز سے پھسل گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے چہرے سے خون صاف کیا اور ان کی دل جوئی کیلئے فرمایا: ''اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے اچھے کپڑے اور زیور پہناتا''(۲) یہ نبی علیہ السلام کے منہ بولے پوتے تھے۔

---

(۴۰۸۹) یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ (۶۱۶۷)، هدایۃ الرواۃ (۶۱۲۵) اور صحیح الموارد (۱۹۴۰)۔

(۱) صحیح البخاري [۴۱۰۴]، کتاب المغازي، باب آخر ما تکلم النبي ﷺ۔ (۲) صحیح۔ صحیح ابن ماجہ [۱۶۰۷]۔

٤٠٩٠) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِساً إِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَّالعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَا: يَا أُسَامَةُ! اِسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ وَّالعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَ: ((أَتَدْرِي مَا جَاءَ بِهِمَا؟)) قُلْتُ: لَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لٰكِنِّي أَدْرِي ائْذِنْ لَهُمَا))، فَدَخَلَا فَقَالَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ أَيُّ أَهْلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ)) قَالَا: مَاجِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ قَالَ: ((أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ))، قَالَا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ آخِرَهُمْ؟ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا قَدْ سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ)).

**ضعیف**

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں (ایک بار) میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما آئے' انہوں نے مجھ سے کہا اسامہ! رسول اللہ ﷺ سے ہمارے لئے اندر آنے کی اجازت طلب کرو، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! علی وعباس اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے یہ دونوں کس لئے آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے معلوم ہے انہیں اندر آنے دو، وہ دونوں اندر آ گئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اہل بیت میں سے آپ کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ بنت محمد سے، انہوں نے عرض کیا ہم صرف آپ کے اہل وعیال کے بارے میں نہیں پوچھ رہے (بلکہ آپ کے گھرانہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں مجھے وہ زیادہ پسند ہے جس پر اللہ نے بھی انعام فرمایا اور میں نے بھی انعام کیا وہ اسامہ بن زید ہیں، عرض کیا پھر انکے بعد کون محبوب ہے؟ فرمایا: علی بن ابی طالب، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے اپنے چچا کو آخر میں کر دیا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی نے آپ سے پہلے ہجرت کی ہے''۔

**فائدہ**: ''مجھے معلوم ہے یہ کس لئے آئے ہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی ایسی بات بتاتے ہیں جو بظاہر غیب کی بات لگتی ہے وہ حقیقت میں علم غیب نہیں ہوتا بلکہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتا دیتا ہے

(۴۰۹۰) یہ حدیث **ضعیف** ہے، الضعیفۃ (۱۸۴۴) [کے تحت شیخ البانی ؒ نے راوی ''عمر بن ابی سلمہ'' کو ضعیف کہا ہے]، المشکاۃ (۶۱۶۸)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۱۲۶)] اور ضعیف جامع صغیر (۱۶۷-۱۶۸) مختصراً۔

کیونکہ غیب جاننے والا صرف اللہ ہے۔ مزید صفحہ (372 اور 377) پر دیکھئے۔

اللہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ پر یہ انعام فرمایا کہ ہدایت، ایمان واسلام سے نوازا اور نبی علیہ السلام نے یہ انعام کیا کہ انہیں آزاد کیا اور بیٹا بنا کر رکھا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے اس وجہ سے انہیں یہ شرف ملا۔ محبت اور درجہ کو سمجھنے کیلئے پیچھے صفحہ (249) پر ملاحظہ فرمائیں۔

## مَنَاقِبُ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ رضي الله عنه

## حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کے فضائل

''بجلی'' ایک قبیلے کا نام ہے اسی طرف انکی نسبت ہے' یہ اپنے قبیلے کے سردار تھے (۱)، ۹ھ یا ۱۰ھ میں (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے کچھ عرصہ قبل اسلام لائے (۳)، جب یہ مسجد نبوی میں پہنچے اس وقت نبی علیہ السلام خطبہ ارشاد فرمارہے تھے' صحابہ انہیں غور سے دیکھنے لگے' تو برابر میں بیٹھے صحابی نے انہیں بتایا ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت فرمائی تھی کہ عنقریب اس دروازے سے یمن کا سب سے بہترین آدمی داخل ہوگا' اس کا چہرا فرشتے کی طرح خوبصورت ہوگا (۴)، حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں خوبصورتی میں اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے (۵)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر انہوں نے یمن کا بت خانہ جسے کعبۃ الیمانیہ (یمنی کعبہ) کہا جاتا تھا اپنے (۱۵۰) گھڑسواروں کیساتھ توڑ کر جلا ڈالا' نبی علیہ السلام نے ان لوگوں کیلئے پانچ بار دعا فرمائی (۶)۔

**صحیح**

۴۰۹۱) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ إِلَّا ضَحِكَ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سے میں مسلمان ہوا ہوں رسول اللہ ﷺ نے مجھے کبھی اپنے پاس آنے سے منع نہیں فرمایا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی (میرا استقبال کرتے ہوئے) مجھے دیکھتے تو (مسکراتے) ہنستے۔

(۴۰۹۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، ابن ماجہ (۱۵۹) اور [مختصر الشمائل (۱۹۶)]۔

(۱) حسن لغیرہ۔ ابن سعد [۲/ ۳۸۷]، محقق شیخ عبدالسلام بن محسن آل عیسیٰ نے دراسۃ نقدیۃ فی المرویات الواردۃ فی شخصیۃ عمر بن خطاب وسیاسۃ الإداریۃ رضی اللہ عنہ، [۱/ ۳۱۵] میں اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔ (۲) تفصیل کے لئے دیکھئے، الإصابۃ [۱/۲۴۲]، فتح الباري لابن حجر رحمہ اللہ [۷/۱۳۲]، إرواء الغليل للألباني رحمہ اللہ [۱/ ۱۳۹]، تحفۃ الأحوذی لمبارکفوری رحمہ اللہ [۱۰/ ۲۱۹]، فقہ السنۃ لسید سابق رحمہ اللہ [۱/ ۵۸]، مشکل الآثار للطحاوي رحمہ اللہ [۶/ ۲۹۹]۔ (۳) صحیح۔ سنن النسائی [۱۱۸] کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، تحقیق: شیخ البانیؒ۔

(۴) صحیح۔ صحیح ابن خزیمۃ [۱۷۹۸]، شیخ البانیؒ نے الصحیحہ [۳۱۹۳] کے تحت اس حدیث کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ (۵) رجالہ ثقات۔ الإصابۃ لابن حجرؒ [۲/ ۷۷]، سیر أعلام النبلاء [۲/۵۳۴] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔ (۶) صحیح البخاري [۴۰۰۸]، کتاب المغازي، باب غزوۃ ذي الخلصۃ۔

۴۰۹۲) عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ.

**صحیح**

دوسری سند سے یہ حدیث حضرت جریرؓ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی زیارت سے (یا کسی عطاء سے) محروم نہیں فرمایا' اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم (میرا استقبال کرتے ہوئے) مجھے دیکھتے تو مسکراتے' تبسم فرماتے۔

**فائدہ:** مَا حَجَبَنِيْ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی بھی اپنی ملاقات سے نہیں روکا بلکہ ہمیشہ مجھ سے اہمیت ومحبت کیساتھ ملاقات فرماتے اور مجھے دیکھ کر مسکراتے خوشی کا اظہار فرماتے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے''(۱)، اس سے آنے والے کے دل میں خوشی ہوتی ہے اسکی دلجوئی ہوتی ہے، اللہ ہمیں بھی اس سنت پر عمل کرنے والا بنادے۔ (آمین)

## مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ابو عباس ہے(۲)، یہ ''عبادلہ اربعہ'' میں سے ہیں(۳)' بہت خوبصورت اور نہایت پُرکشش تھے(۴)، یہ نبی علیہ السلام کے سگھے چچا کے بیٹے تھے، ہجرت سے تین سال پہلے شعب ابی طالب (بنی ہاشم) میں پیدا ہوئے(۵)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام رکھا' انہیں اپنے لعابِ دہن کی گھٹی دی (سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی وہ لعابِ رسول ہے) اور ان کی والدہ سے فرمایا: تم اسے عقلمند پاؤ گی(۶)' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اس وقت ان کی عمر صرف تیرہ (۱۳) سال تھی(۷) اس کے باوجود انہوں نے امت مسلمہ کیلئے نبی علیہ السلام کی (۱۶۶۰) احادیث جمع کیں(۸)، نبی علیہ السلام نے انکے

(۴۰۹۲) شیخ البانیؒ کہتے ہیں یہ حدیث بھی **صحیح** ہے، اور یہ تبسم کا لفظ زیادہ راجح ہے، [بخاری، مسلم، ابن ماجہ (۱۵۹) اور المشکاۃ (۶۲۴۶)]۔

(۱) صحیح۔صحیح الترمذي[۱۹۵۶]۔ (۲) صحیح البخاري[۳۴۱۴]، کتاب تفسیر القرآن، باب تفسیر سورۃ ھود۔ (۳) **محدثین کی اصطلاح میں عبادلہ سے مراد وہ صحابہ کرام ہیں جن کا نام عبداللہ ہے جبکہ عبادلہ أربعہ سے وہ چار صحابہ مراد ہیں جن کی روایات، آثار، اور فتاویٰ کثرت سے مشہور ہوئے، یعنی' عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن عباسؓ' عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم۔** (معجم اصطلاحات حدیث[۲۴۲]، مصنف: ڈاکٹر سہیل حسن) (۴) حسن۔سنن أبي داود[۳۵۱۹]، کتاب اللباس، باب لباس الغلیظ، تحقیق: شیخ البانیؒ۔

(۵) صحیح۔الإستیعاب لابن عبدالبر[۱/۲۸۴] حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباري[۱۱/۹۳] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۶) حسن۔طبراني في الکبیر[۱۰۵۸۰]، الصحیحۃ[۱۰۴۱]۔ (۷) ابن عبدالبرؒ اور ابن حجرؒ کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہی سب سے صحیح بات ہے، [الإستیعاب لإبن عبدالبر[۱/۲۸۴]، فتح الباري لإبن حجر[۱۱/۹۳]۔ (۸) سیر أعلام النبلاء[۳/۳۵۹]۔

لئے دعا فرمائی تھی کہ قرآن وحدیث کا علم وفہم انہیں نصیب ہو(۱)' یہی وجہ ہے کہ صرف پندرہ سال کی عمر میں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ کیساتھ مشورہ کرتے وقت انہیں بھی شریک رکھتے تھے اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے مقرب تھے(۲)، انہیں "حِبْـرُ الْأُمَّة" یعنی امت کے بڑے اسکالر (بڑے عالم) کہا جاتا ہے(۳) اور امت میں سب سے بڑے مفسر قرآن اور سب سے پہلے نبی علیہ السلام کی سیرت کو جمع کرنے والے یہی ہیں(۴)، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابن عباس قرآن کے بہترین ترجمان (مفسر) ہیں اگر ابن عباس ہماری عمر تک پہنچے تو ہم میں سے ایک شخص (کا علم) ان کے (علم کے) دسویں حصہ کے برابر بھی نہ ہوگا(۵)' امام طاؤسؒ کہتے ہیں ستّر صحابہ کی صحبت میں بیٹھا ہوں جب ان میں کوئی تبادلہ خیال ہوتا تو وہ آخر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف ہی رجوع کرتے(۶)' انکا انتقال طائف میں ہوا اور محمد بن حنفیہؒ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور فرمایا آج اس اُمت کے عالمِ ربانی فوت ہوگئے ہیں(۷)۔

۴۰۹۳) عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ أَنَّهُ رَآى جِبْرِيْلَ مَـرَّتَيْـنِ، وَدَعَـا لَـهُ النَّبِـيُّ ﷺ مَـرَّتَيْنِ.

**ضعیف**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں انہوں نے جبریلِ امین کو دوبار دیکھا اور نبی ﷺ نے دوبار انکے لئے دعا فرمائی۔

**فائدہ:** صحیح روایت میں موجود ہے کہ خاص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے **جبریل علیہ السلام** کو اس حال میں دیکھا کہ وہ انسانی صورت میں ہونے کے باوجود **کسی بھی دوسرے صحابی کو نظر نہیں آرہے تھے**(۸)۔

۴۰۹۴) عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَـالَ: دَعَـا لِـيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّـؤْتِيَنِيَ

**صحیح**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے دوبار یہ دعا فرمائی

(۴۰۹۳) شیخ البانیؒ کہتے ہیں اسکی اسناد **ضعیف** ہے، [المشكاة (٦١٥٠) اور هداية الرواة (٦١٠٨)، اس حدیث کی سند منقطع ہے' امام ترمذیؒ کہتے ہیں ''ابو جھضم موسی بن سالم'' کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کرنا ثابت نہیں ہے، اس حدیث میں راوی ''لیث بن ابی سلیم'' ہیں شیخ البانیؒ نے الضعیفة (۴۶۷۹) کے تحت ان کو ضعیف کہا ہے، مزید دیکھئے: تقریب التهذیب (۵۶۸۵) لامام ابن حجر، الکاشف (۴۶۹۲) لامام ذہبی]۔

(۴۰۹۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، الروض النضير (۳۹۵)، [المشكاة (٦١٥١) اور هداية الرواة (٦١٠٩)]۔

(۱) صحیح۔صحیح ابن ماجہ [۱۳۶]۔ (۲) صحيح البخاري [۴۵۸۸]، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ ﴿فسبح بحمد ربک واستغفرہ إنہ کان توابا﴾ (۳) صحیح۔فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبلؒ [۱۸۹۸]، تحقیق: د۔وصي الله عباس۔ (۴) صحیح۔سنن دارمي [۵۷۰]، تحقیق: شیخ حسین سلیم أسد، السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلیہ دراسة تحليلية [۲۰] مصنف: د۔مہدی رزق اللہ احمد۔ (۵) صحیح۔فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبلؒ [۱۸۶۳]، حافظ أبي خيثمہ کی کتاب ''العلم'' [ح-۴۸] کی تحقیق میں شیخ البانی نے اس کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے (۶) صحیح۔ابن سعد [۲/۳۷۲]، فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبلؒ [۱۸۹۲]، تحقیق: د۔وصي الله عباس۔ (۷) صحیح۔فضائل الصحابة لإمام أحمد بن حنبلؒ [۱۸۷۶-۸۱۵۵]، تحقیق: د۔وصي الله عباس۔ (۸) صحیح۔حافظ بوصیریؒ نے إتحاف الخيرة [۶۸۶۱]، شیخ أحمد شاکر نے مسند أحمد [۴/۲۳۶]، شیخ وادعی نے الصحیح المسند [۶۲۳] اور د۔وصي الله عباس نے فضائل الصحابہ [۱۸۱۷، ۱۸۵۴] میں اسے صحیح کہا ہے۔

اللّٰهُ الْحُكْمَ مَرَّتَيْنَ. | کہ اللہ مجھے حکمت (قرآن وحدیث کا فہم) عطاء فرمائے۔

۴۰۹۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ضَمَّنِي إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ)).

**صحیح**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے سینے سے لگا کر یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ اسے حکمت (قرآن کی سمجھ) عطاء فرمادے''۔

**فائدہ:** احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان کیلئے یہ دعائیں دو الگ مجلسوں میں فرمائیں:

۱) ایک مرتبہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وضو کا پانی رکھا تو آپ نے انکے لئے دعا فرمائی: ((اللھم فقھه فی الدین، و علمه التأویل)) یعنی پہلی دعا یہ فرمائی کہ یا اللہ انہیں دین کی سمجھ (سنت کا علم) عطا فرما، اور دوسری دعا فرمائی کہ انہیں (قرآن) کی تفسیر سکھا دے(۱)۔

۲) دوسری مرتبہ انہیں اپنے سینے سے لگا کر یہی دونوں دعائیں فرمائی کہ انہیں قرآن کی تفسیر اور حدیث کا علم عطاء فرمادے(۲)۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کی اکثر تفسیر انہی سے مروی ہے اور انہیں اس امت کا امام المفسرین کہا جاتا ہے۔

## مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

## حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے(۳)، یہ ''عبادلہ اربعہ'' میں سے ہیں(۴)' غزوہ احد شوال ۳ھ میں(۵) ان کی عمر (۱۴) سال تھی اس لئے انہیں اس غزوہ میں شریک نہیں کیا گیا' سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے غزوہ خندق ہے' اس وقت ان کی عمر (۱۵) سال تھی(۶)' اس لحاظ سے انکی پیدائش نبوت سے (۲) سال پہلے ہوئی ہے(۷) اپنے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ ہجرت کی(۸)'

(۴۰۹۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، الروض النضیر (۳۹۵) [ابن ماجہ (۱۶۶) اور المشکاۃ (۶۱۳۸)]۔

(۱) صحیح۔مسند أحمد[۱/۲۶۶/۳۱۴]، الصحیحہ[۲۵۸۹]۔ (۲) صحیح۔صحیح ابن ماجہ[۱۳۶]۔ (۳) صحیح البخاري[۳۴۵۴]، کتاب المناقب، باب ذکر أسامة بن زید۔ (۴) **عبادلہ أربعہ کی تعریف پیچھے صفحہ(255) کی شرح میں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے تعرف میں ملاحظہ فرمائیں۔** (۵) صحیح السیرة النبویة[۱۹۲]، للشیخ الألباني، د۔مہدی رزق اللہ احمد اپنی کتاب السیرة النبویة في ضوء المصادر الأصلیة دراسة تحلیلیة[۳۷۹] میں کہتے ہیں اس بات پر تمام اہل المغازی والسیر کا اتفاق ہے۔ (۶) صحیح البخاري[۲۴۷۰]، کتاب الشھادات، باب بلوغ الصبیات وشھاداتھم۔ (۷) دراسة نقدیة فی المرویات الواردة فی شخصیة عمر بن خطاب وسیاسته الإداریة رضی اللہ عنه(۱/۱۲۶) لشیخ عبدالسلام بن محسن آل عیسی۔ (۸) صحیح البخاري[۳۶۲۵]، کتاب المناقب، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلی المدینة۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور تمام مؤمنوں کے ماموں ہیں(۱)' یہ بدعات کے بہت خلاف تھے اوران کا لقب متبع رسول تھا' جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے وہاں یہ بھی بیٹھتے ایک مرتبہ نبی علیہ السلام ایک بیری کے درخت کے نیچے بیٹھے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس بیری کے درخت کو تازہ رکھنے کیلئے پانی دیتے تھے(۲)' نبی علیہ السلام سے محبت کا یہ حال تھا کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو رو پڑتے(۳)' انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (۲۶۳۰) احادیث روایت کی ہیں(۴)' فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی بہادری کی تعریف فرمائی(۵)' اکثر غلاموں کو آزاد کرنے کی نیت سے خریدتے اور انہیں آزاد کردیتے(۶) یہاں تک کہ نافعؒ (ان کے شاگردِ خاص) کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک ہزار سے بھی زیادہ غلاموں کو آزاد کیا ہے(۷)۔ اسی طرح میمون بن مہرانؒ ان کی تعریف میں کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ کسی کو پرہیزگار اور معاملات میں احتیاط کرنے والا نہیں دیکھا(۸)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج بن یوسف کو نصیحت کی تو اسے برا لگا اور انتقاماً انکے پیر میں زہریلا نیزہ چبھوا دیا' اسکے زہر سے بیمار ہوگئے اور اسی میں انتقال ہوگیا(۹)۔

**صحیح**

۴۰۹۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ فِيُ الْمَنَامِ كَأَنَّمَا فِيُ يَدِيُ قِطْعَةُ إِسْتَبْرَقٍ وَّلَا أُشِيْرُ بِهَا إِلٰى مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِيُ إِلَيْهِ، فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (( **إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ** )) أَوْ (( **إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ** )).

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے خواب دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے' اس کپڑے سے میں جنت کی جس طرف بھی اشارہ کرتا ہوں وہ مجھے اڑا کر وہاں جنت میں لے جاتا ہے، میں نے یہ خواب (اپنی بہن ام المؤمنین) حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا' انہوں نے اسے نبی علیہ السلام کے سامنے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **''تمہارے بھائی نیک آدمی ہیں''** یا فرمایا: **''عبداللہ نیک آدمی ہیں''**۔

(۴۰۹۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم، [المشکاۃ (۶۱۸۷)]۔

(۱) صحیح۔السنۃ للخلال[۶۵۷]، تحقیق: د۔عطیۃ الزھرانی۔ (۲) صحیح۔صحیح ابن حبان[۷۰۷۴]، صحیح الموارد[۱۸۹۹]، للشیخ الألبانی۔ (۳) صحیح۔سنن دارمی[۸۶]، تحقیق: شیخ حسین سلیم أسد۔ (۴) جوامع السیرۃ لابن حزم[۲۷۵]۔ (۵) صحیح۔مسند أحمد[۴۶۰۰]، تحقیق: شیخ شعیب ارناؤوط۔ (۶) رجالہ ثقات۔سنن بیہقی الکبری[۲۲۲۷۹]، رجالہ ثقات' سیر اعلام النبلاء[۳/۲۱۷]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۷) صحیح۔الحلیۃ[۱/۲۹۶] سیر أعلام النبلاء[۳/۲۱۷]، امام ذہبیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ (۸) رجالہ ثقات۔إتحاف الخیرۃ المھرۃ[۶۸۵۶]، حافظ بوصیریؒ کہتے ہیں اس کے رجال ثقات ہیں۔ (۹) صحیح البخاری[۹۱۳]، کتاب الجمعۃ، باب ما یکرہ من حمل السلاح فی العید والحرم، تذکرۃ الحفاظ للذہبی[۱/۳۱]، رجالہ ثقات' سیر اعلام النبلاء[۳/۲۳۰]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔

**فائدہ** : بخاری میں ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خواہش تھی کہ انہیں کوئی خواب آئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر بتائیں ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب سنکر تعبیر بتائی کہ عبداللہ نیک صالح آدمی ہیں اگر وہ رات کو تہجد کی نماز پڑھیں (تو کتنا اچھا ہو)۔ سالمؒ کہتے ہیں اس فرمان کے بعد حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہما رات کو بہت کم سویا کرتے تھے(۱)۔ ''صالح'' اسے کہتے ہیں جو اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے' گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے جنتی ہونے کی بشارت فرمائی، اور ریشمی کپڑے کا مطلب ہے کہ انہیں دین اور علم کی دولت سے نوازا جائیگا(۲)۔

## مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

## حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل

حسن

۴۰۹۷) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَآی فِيْ بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحاً فَقَالَ: **((يَا عَائِشَةُ مَا أُرٰی أَسْمَاءَ إِلَّا قَدْ نُفِسَتْ، فَلَا تُسَمُّوْهُ حَتّٰی أُسَمِّيَهُ))** فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی ﷺ نے حضرت زبیر ؓ کے گھر میں چراغ (جلتا ہوا) دیکھ کر فرمایا: ''اے عائشہ! میرا خیال ہے (تمہاری بہن) اسماء کے ہاں ولادت ہوئی ہے' **تم لوگ اس بچے کا نام نہ رکھنا میں خود اس کا نام رکھوں گا''** چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کا نام عبداللہ رکھا اور کھجور چبا کر بچے کے منہ میں (گھٹی یعنی پہلی غذا) دی۔

**فائدہ** : حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کنیت ابوخبیب ہے' یہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے' نوافل ادا کرنے والے اور صلہ رحمی کرنے والے تھے(۳)' یہ ''عبادلہ اربعہ'' میں سے ہیں(۴)' ۱ھ میں ان کی ولادت ہوئی(۵)' بخاری مسلم میں ہے جب انکی ولادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں لیا کھجور چبا کر (اس کا جوس) ان کے منہ میں ڈال دیا' تو پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں پہنچی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب

(۴۰۹۷) یہ حدیث **حسن** ہے، بخاری (۳۹۰۹-۳۹۱۰) [اسی کے ہم معنی حدیث بخاری ومسلم میں موجود ہے، المشکاۃ (۴۱۵۱-۶۲۳۴)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۴۵۷]، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ۔ (۲) شرح صحیح البخاري لإبن بطال [۲۰]۔ (۳) صحیح مسلم [۲۶۱۷]، کتاب فضائل الصحابة، باب ذکر کذاب ثقیف ومبیرھا۔ (۴) **عبادلہ أربعہ کی تعریف پیچھے صفحہ (255) کی شرح میں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے تعرف میں ملاحظہ فرمائیں۔** (۵) صحیح۔ حاکم [۴۲۸۶]، امام حاکمؒ نے اس کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

تھا، پھر وہ کھجور ان کے تالو میں لگا دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور ان کیلئے دعا فرمائی اور (خاص طور سے) برکت کی دعا فرمائی۔ (مہاجرین کے ہاں ہجرت کے بعد) اسلام میں سب سے پہلے لڑکے یہی پیدا ہوئے، مسلمان انکی پیدائش سے بڑے خوش تھے کیونکہ لوگوں نے مشہور کر دیا تھا کہ ان (مسلمانوں) پر یہودیوں نے جادو کر دیا ہے اب ان کے ہاں (نرینہ) اولاد نہیں ہوگی(۱)۔ سات یا آٹھ سال کی عمر میں نبی علیہ السلام سے بیعت کرنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر مسکرائے (کیونکہ یہ کم سن تھے) اور ان سے بیعت کی(۲)۔

**حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا خاندان بڑا ہی مبارک تھا** انکے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے حواری تھے، انکے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غار کے ساتھی تھے، انکی والدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما ''ذات النطاقین'' (نبی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیلئے سفرِ ہجرت میں کھانا لانے والی)، انکی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، اور ان کی دادی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

یہ قرآن کے بہترین قاری تھے(۳)، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جب قرآن کو کتاب اور ایک قرأت پر جمع کرایا تو اس کمیٹی میں یہ بھی شامل تھے(۴)۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ انہیں پسند فرماتی تھیں(۵) اور نبی علیہ السلام نے **ام المؤمنین کی کنیت بھی ان کے بھانجے کے نام پر ام عبداللہ رکھی تھی**(۶)، حجاج بن یوسف نے ۷۳ھ میں مکہ میں انہیں سولی پر لٹکا کے شہید کروا دیا(۷)۔ ان کی مزید فضیلت صفحہ (86) پر ملاحظہ فرمائیں۔

## مَنَاقِبُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ ہے(۸)، انکی والدہ ام سُلیم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت

(۱) صحيح البخاري [۵۰۴۷]، كتاب العقيقة، باب تسمية المولود...... (۲) صحيح مسلم [۳۹۹۸]، كتاب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته...... (۳) صحيح البخاري [۴۲۹۷] كتاب تفسير القرآن، باب قوله ﴿ثاني اثنين إذ هما في الغار......﴾ (الآية)۔ (۴) صحيح البخاري [۴۶۰۴]، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن۔ (۵) صحيح البخاري [۳۲۴۳] كتاب المناقب، باب مناقب قريش۔ (۶) صحيح۔ صحيح أبي داود [۴۹۷۰]۔

(۷) صحيح مسلم [۴۶۱۷]، كتاب فضائل الصحابة، باب ذكر كذاب ثقيف ومبيرها۔ صحيح۔ مسند أحمد [۲۷۰۱۹]، تحقيق: شيخ شعيب أرناؤوط۔ سنن أبي داود [۲۳۲۱]، كتاب الجهاد، باب في التفريق بين السبي۔ (۸) صحيح البخاري [۵۳۰۱]، كتاب الطب، باب رقية النبي صلى الله عليه وسلم۔ (۹) صحيح البخاري [۳۴۳۰]، كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

کی بشارت فرمائی تھی(۹)' جب نبی علیہ السلام مدینہ تشریف لائے تو یہ دس سال کے تھے انکی والدہ نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا کہ یہ آپ کے خادم ہیں' بڑے عقلمند ہیں اور انہیں (پڑھنا) لکھنا بھی آتا ہے، نبی علیہ السلام نے انہیں قبول فرمایا(۱)' دس سال نبی علیہ السلام کی تربیت میں ہی رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہے' کہتے ہیں ان دس سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی اُف بھی نہیں کہا یعنی بہت ہی شفقت سے رکھا' نبی علیہ السلام کے انتقال کے وقت ان کی عمر بیس سال تھی(۲)' یہ نبی علیہ السلام کے رازداں بھی تھے(۳)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے چار دعائیں فرمائیں: ''اے اللہ انکا مال، و اولاد زیادہ کردے، انکی عمر لمبی کردے، اور انکے گناہ بخش دے مغفرت فرمادے''(۴)۔

۹۰ھ میں تقریبا (۱۰۰) سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا(۵) انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (۲۲۸۶) احادیث روایت کی ہیں(۶)۔

مزید تفصیل کیلئے آنے والی احادیث کی شرح ملاحظہ فرمائیں۔

**صحیح**

۴۰۹۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ فَقَالَتْ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُنَيْسٌ، قَالَ: فَدَعَا لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ قَدْ رَأَيْتُ مِنْهُنَّ اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْآخِرَةِ.

حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک بار گزر رہے تھے' میری والدہ ام سُلیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یہ اُنَیس ہے، پھر نبی علیہ السلام نے میرے لئے تین دعائیں فرمائیں ان میں سے دو دعائیں تو میں نے دنیا میں دیکھ لیں (کہ وہ قبول ہوگئیں) اور تیسری دعا کا آخرت میں امیدوار ہوں۔

**فائدہ:** یہ اُنَیس ہے: ان کا نام تو انس ہی ہے' انکی والدہ نے پیار میں اُنیس کہا یعنی یہ چھوٹے سے انس ہیں' یہ دو دعائیں مال اور اولاد میں اضافہ کی تھیں جیسا کہ آگے حدیث میں آرہا ہے' اور تیسری دعا مغفرت کی تھی(۷)۔

(۴۰۹۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری و مسلم۔

(۱) صحیح۔حافظ عراقیؒ نے ''الأربعون العشارية'' [۱۶۰] میں اور امام سخاویؒ نے ''البلدانیات'' [۲۱۱] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۲) صحیح البخاري [۴۷۶۸]، کتاب النکاح، باب الولیمة حق، [۵۵۷۸]، کتاب الأدب، باب حسن الخلق والسخاء وما یکرہ من البخل۔ (۳) صحیح مسلم [۴۵۳۳]، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أنس بن مالک رضی اللہ عنہ۔ (۴) صحیح۔ابن سعد[۷/۱۹]، صحیح الأدب المفرد للألباني[۵۰۹]۔ (۵) رجالہ ثقات۔طبراني في الكبير[۷۱۸]، حافظ ھیثمیؒ مجمع الزوائد[۱۵۸۰۲] میں کہتے ہیں اس حدیث کے راوی ثقات ہیں، فتح الباري[۶/۲۵۸]۔ (۶) سیر أعلام النبلاء للذھبي[۳/۴۰۶]۔ (۷) صحیح۔ابن سعد[۷/۱۹]، صحیح الأدب المفرد للألباني[۵۰۹]۔

صحیح

۴۰۹۹) عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ خَادِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ)).

حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس ﷺ کی والدہ) بیان کرتی ہیں میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ انس بن مالک آپ کے خادم ہیں ان کیلئے دعا فرما دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ان کو خوب مال واولاد عطاء فرما اور جو کچھ انہیں نعمتیں دی ہیں ان میں برکت عطاء فرما''۔

**فائدہ**: ابن سعد کی روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے چار دعائیں فرمائیں: ''اے اللہ ان کا مال، واولاد زیادہ کردے، انکی عمر لمبی کردے، اور انکے گناہ بخش دے مغفرت فرمادے''(۱)۔

(۱) اللہ نے انکے مال و دولت میں بہت برکت ڈالی تھی' انصار میں سب سے زیادہ مالدار یہی تھے(۲)، ان کے باغ میں ہر سال دوبار پھل آتا تھا(۳)۔

(۲) اولاد میں اتنی برکت ہوئی کہ جب حجاج بصرہ میں آیا اس وقت تک انکے (۱۲۰) بیٹے اور بیٹیاں دفنائے جاچکے تھے(۴)' اور زندہ حیات (۱۰۰) سے بھی زیادہ تھے(۵)۔

(۳) انکی عمر تقریبا (۱۰۰) سال تھی(۶)، خود کہتے ہیں کہ میں نے اتنی لمبی عمر پائی کہ دو قبلوں میں نماز پڑھنے والے صحابہ میں اب صرف میں ہی باقی ہوں(۷)۔

(۴) اور آخری دعا جو میری مغفرت کی تھی اس کے قبول ہونے کی بھی امید ہے(۸)۔

## کیا عمر اور روزی میں برکت کیلئے دعا مانگنا درست ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں عمر کی برکت کیلئے دعا کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ عمر تو تقدیر میں لکھی جا چکی ہے۔

**راجح رائے**: لیکن انکی بات وزنی نہیں کیونکہ اس حدیث میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر میں برکت کیلئے دعا فرمائی جو قبول بھی ہوئی' یہ ایسا ہی ہے جیسے بندہ اپنی شِفاء' دشمن

(۴۰۹۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، الصحیحہ (۲۲۴۶)، تخریج مشکلۃ الفقر (۱۲)، [المشکاۃ (۶۱۹۹)، صحیح الأدب المفرد (۶۵) اور الصحیحہ (۱۴۰۔۱۴۱۔۲۲۴۱۔۲۵۴۱)]۔

(۱) صحیح۔ابن سعد [۷/ ۱۹]، صحیح الأدب المفرد للألبانی [۵۰۹]۔ (۲) صحیح البخاري [۱۸۴۶]، کتاب الصوم، باب من زار قوما فلم یفطر عندہم۔ (۳) صحیح۔صحیح الترمذی [۳۰۱۰]۔

(۴) صحیح البخاري [۱۸۴۶]، کتاب الصوم، باب من زار قوما فلم یفطر عندہم۔ (۵) صحیح مسلم [۴۵۳۱]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل أنس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

(۶) رجالہ ثقات۔طبراني في الکبیر [۷۱۸]، مجمع الزوائد [۱۵۸۰۲] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس حدیث کے راوی ثقات ہیں، فتح الباري [۶/ ۲۵۸]۔ (۷) صحیح البخاري [۴۱۲۹]، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ: ﴿ قد نری تقلب وجھک ...... ﴾۔ (۸) صحیح۔ابن سعد [۷/ ۱۹]، صحیح الأدب المفرد للألبانی [۵۰۹]۔

پر مد، رزق میں برکت یا اولاد کے حصول کیلئے دعا کرتا ہے حالانکہ یہ سب باتیں بھی آسمان وزمین کی پیدائش سے (۵۰,۰۰۰) سال پہلے ہی تقدیر میں لکھ دی جا چکی ہیں(۱)، لیکن پھر بھی ہم اللہ سے ان چیزوں کی دعائیں کرتے ہیں۔

لہٰذا اگر مال و اولاد کی کثرت کی دعا برکت کیساتھ کی جائے اور لمبی عمر کی دعا نیک اعمال اور اللہ کی اطاعت کیلئے کی جائے تو یہ بہت اچھی بات ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بندے کی تعریف فرمائی ہے جس کی عمر نیک اعمال کے ساتھ لمبی ہو(۲)۔

۴۱۰۰) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَنَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ أَجْتَنِيهَا.

**ضعیف**

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک جڑی بوٹی توڑتے ہوئے دیکھا، تو اسی کے نام پر میری کنیت رکھ دی۔

**فائدہ :** بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حمزہ تھی(۳)، اور عربی لغت میں ''حمزہ'' کے معنیٰ ''شیر'' کے اور ''جڑی بوٹی'' کے بھی ہیں(۴)۔

۴۱۰۱) عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: يَا ثَابِتُ! خُذْ عَنِّي، فَإِنَّكَ لَنْ تَأْخُذَ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّي، إِنِّي أَخَذْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ جِبْرَائِيلَ، وَأَخَذَهُ جِبْرَائِيلُ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

**ضعیف**

ثابت بُنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ثابت! مجھ سے دین کا علم حاصل کرلو کیونکہ تمہیں مجھ سے زیادہ قابلِ اعتماد شخص نہیں ملے گا، اس لئے کہ میں نے نبی ﷺ سے علم حاصل کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے اور انہوں نے اللہ عزوجل سے یہ علم لیا ہے۔

**۴۱۰۲) یہ حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ نبی ﷺ نے یہ علم جبریل علیہ السلام**

(۴۱۰۰) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ [دوسری تحقیق کے مطابق] (۴۷۷۳)، [شیخ البانی رحمہ اللہ ھدایۃ الرواۃ (۴۶۹۹) میں کہتے ہیں اس حدیث میں راوی ''جابر بن یزید الجعفی'' متروک ہے۔ **(متروک: اس راوی کو کہتے ہیں جس پر جھوٹے ہونے کی تہمت ہو اور اسے چھوڑ دیا گیا ہو)**]۔

(۴۱۰۱، ۴۱۰۲) ان احادیث کی اسناد **ضعیف** ہیں، [اس حدیث کی سند میں راوی ''میمون ابوعبداللہ'' ہیں، شیخ البانی نے الضعیفہ (۴۹۳۹) کے تحت انہیں ضعیف کہا ہے، مزید دیکھئے: تقریب التھذیب (۷۰۵۱) لامام ابن حجر، الکاشف (۵۷۶۶) لامام ذہبی]۔

(۱) صحیح مسلم[۶۷۹۷]، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی علیہما السلام۔ (۲) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۳۲۹]، **اس مسئلہ کی مذید تفصیل کے لئے دیکھئے:** (شرح نووی[۸/ ۲۴۵]، فتح الباری[۶/ ۲۵۸]، الصحیحہ [۱۴۱-۲۲۴۱] کے تحت، دروس وفتاوی الحرم المدنی لابن عثیمین [۱۵۶]، الدعاء ویلیہ العلاج بالرقی من الکتاب والسنۃ لسعید بن علی بن وھب القحطانی [۱۴])۔

(۳) صحیح البخاري[۵۳۰۱]، کتاب الطب، باب رقیۃ النبي ﷺ۔ (۴) القاموس المحیط للفیروز آبادي[۱/ ۶۵۴]۔

سے حاصل کیا ہے۔

(۴۱۰۳) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رُبَّمَا قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ)).

**صحیح**

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے (پیار و محبت میں کبھی) **''اے دو کانوں والے''** کہہ کر مخاطب کیا کرتے۔

ابوسلمہؒ کہتے ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مذاق میں یہ الفاظ فرماتے۔

**فائدہ**: آپ ﷺ مذاق اور دلجوئی کیلئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ((يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ)) فرماتے کہ اے دو کانوں والے! کیونکہ یہ آپ ﷺ کے فرامین کو بہت غور اور توجہ سے سنتے تھے' حق بات سننے کے نہایت شوقین تھے۔

(۴۱۰۴) عَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ : سَمِعَ أَنَسٌ مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ، وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَّحْمِلُ فِي السَّنَةِ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيهَا رَيْحَانٌ يَّجِدُ مِنْهُ رِيْحَ الْمِسْكِ.

**صحیح**

ابوخلدہؒ بیان کرتے ہیں میں نے ابوالعالیہؒ سے پوچھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے (بلا واسطہ ڈائرکٹ) حدیثیں سنی ہیں؟ ابوالعالیہؒ نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال نبی علیہ السلام کی خدمت کی ہے اور آپ ﷺ نے ان کیلئے (برکت کی) دعا بھی فرمائی (یہی وجہ ہے کہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جس میں ہر سال دو بار پھل آتا' اس باغ میں ریحان پھول کا ایک پودا بھی تھا جس سے مشک (کستوری) کی خوشبو آیا کرتی تھی۔

**فائدہ**: ابن سعد میں وضاحت ہے کہ یہ باغ انگور کا تھا(۱)۔ ابوالعالیہؒ کا مقصد یہ تھا کہ جس نے دس برس نبی علیہ السلام کی خدمت کی ہو اس نے یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ (ڈائرکٹ) حدیثیں بھی سنی ہونگی۔

---

(۴۱۰۳) یہ حدیث **صحیح** ہے اور پہلے (۲۰۷۶) میں گزر چکی ہے، [صحیح أبی داود (۵۰۰۲)، المشکاۃ (۴۸۸۷)، مختصر الشمائل (۲۰۰) اور صحیح الجامع (۷۹۰۹)]۔

(۴۱۰۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحۃ (۲۲۴۱)[کے تحت شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں اور تمام رجال بخاری کے ہی ہیں ، [المشکاۃ (۵۹۵۲) اور صحیح الأدب المفرد (۵۰۹)]۔

(۱) صحیح۔ابن سعد [۷/۲۰]، الصحیحۃ [۲۲۴۱] کے تحت شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

## مَنَاقِبُ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

**نام وکنیت:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں' قبولِ اسلام سے پہلے ان کا نام عبدالشمس تھا پھر اسلام لانے کہ بعد عبداللہ یا عبدالرحمٰن رکھ دیا گیا' اکثر علماء کے نزدیک ان کا نام عبدالرحمٰن بن صخر دَوسی ہے (۱)، ابو ہریرہ کا مطلب ہے بلّی والا' انہیں بلی پسند تھی۔ ان کا گورا سفید رنگ تھا' خوش مزاج نرم دل تھے' سرخ رنگ کا خضاب یعنی مہندی لگاتے تھے اور کاٹن کا کُھردرا' پھٹا ہوا لباس پہنتے تھے (۲)۔

**خدمتِ حدیث:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقہائے صحابہ میں سے بڑے جلیل القدر صحابی ہیں' ۷ھ (۳) فتح خیبر کے موقع پر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے (۴) اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہی جڑے رہے (۵) جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاتے یہ بھی ساتھ جاتے' چار (۴) سال تک نبی علیہ السلام سے خوب علم حاصل کیا (۶) یہی وجہ ہے کہ صحابہ میں سب سے زیادہ احادیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ہی یاد تھیں اسی لئے انہیں حافظ الصحابہ کہا جاتا ہے (۷)' انہوں نے (۵۳۷۴) حدیثیں بیان کیں (۸) امام ذہبیؒ فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حفظِ حدیث اور ادائے حدیث میں سب سے فائق تھے (۹)، امام بخاریؒ کہتے ہیں آٹھ سو سے زیادہ افراد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیثیں بیان کی ہیں جن میں حضرت ابن عباس، ابن عمر، جابر اور انس رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ بھی موجود ہیں (۱۰)۔

**مؤمنوں کی محبت:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم ہر مؤمن جو میرے بارے میں سن لیتا ہے' مجھ سے محبت کرتا ہے، اور پوچھنے پر بتایا کہ نبی علیہ السلام نے ان کیلئے دعا فرمائی تھی ''اے اللہ اپنے اس بندے اور اس کی والدہ کو مومنوں کا محبوب بنا دے اور ان کے دل میں مومنوں کی محبت ڈال دے'' (۱۱)۔

---

(۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الإصابہ [۴/۲۰۳] میں اس روایت کو حسن کہا ہے جس میں قبول اسلام سے پہلے ان کا نام ''عبدالشمس'' اور اسلام لانے کہ بعد ''عبداللہ'' کا ذکر ہے' اسی طرح شیخ البانیؒ نے بھی اس اثر کو حسن کہا ہے جس میں ان کا نام ''عبداللہ'' بتایا گیا ہے۔ صحیح الأدب المفرد [۱۱]، امام بخاریؒ اور ابن ھشامؒ نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔ (الإستیعاب [۲/۷۰]، سیرۃ ابن ھشام [۱/۷۸])، جبکہ امام نوویؒ نے تھذیب الأسماء واللغات [۲/۲۰۷] میں' امام ذھبیؒ نے سیراعلام النبلاء [۲/۵۷۸] میں اور امام سیوطیؒ نے تدریب الراوی [۲/۲۸۳] میں ''عبدالرحمٰن بن صخر'' کو ہی راجح قرار دیا ہے، اس اختلاف کی وجہ سے علامہ ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں: بہتر یہی ہے کہ ان کو ان کے نام کے بجائے کنیت سے یاد کیا جائے، دیکھئے: الإستیعاب [۲/۷۰]۔

(۲) صحیح۔ طبقات ابن سعد [۴/۳۳۳-۳۳۴]، حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابۃ صحیح احادیث کی روشنی میں'' [۱۲۱] اسے صحیح کہا ہے۔ (۳) حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباري [۱۲/۱۶] اور تلخیص الحبیر [۱۸۲۶] میں، امام ذہبیؒ نے سیر أعلام النبلاء [۲/۵۸۶-۵۸۹-۵۹۰] میں اور شیخ البانیؒ نے صحیح أبي داود [۱۱۲۶] کے تحت اور صحیح السیرۃ النبویۃ [۳۰] میں اسے ہی راجح قرار دیا ہے۔

(۴) صحیح البخاري [۳۸۸۲]، کتاب المغازي، باب غزوۃ خیبر۔ (۵) صحیح۔ صحیح الترمذي [۳۰۱۳]۔ (۶) صحیح۔ صحیح أبي داود [۲۲]۔

(۷) تقریب التھذیب لابن حجر [۸۴۲۶]۔ (۸) سیر أعلام النبلاء [۲/۶۳۲]۔ (۹) سیر أعلام النبلاء [۲/۶۱۹]۔

(۱۰) الإستیعاب [۲/۷۱]۔ (۱۱) صحیح مسلم [۴۵۴۶]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل أبي ہریرۃ الدوسي رضی اللہ عنہ۔

**زہداورورع:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت متواضع تھے' اپنے دورِ امارت میں اپنے گھر والوں کیلئے خود لکڑیاں اُٹھا کر بازار سے گزرتے تھے(۱)۔ رات کے قیام (تہجد پڑھنے) کیلئے انہوں نے تین حصے مقرر کر رکھے تھے' رات کے ایک تہائی حصے میں خود قیام کرتے اور دوسرے حصہ میں انکی زوجہ محترمہ(۲) اور تیسرے حصہ میں ان کا بیٹا قیام کرتا' ہر شخص باری باری نوافل پڑھتا رہتا اوران کا گھر ساری رات عبادت سے معمور رہتا(۳)۔

**بچوں کی تربیت:** اپنے بچوں کی بڑی اچھی تربیت کی اپنے بیٹے ''مُحررؒ '' کو علمی تربیت دی یہاں تک کہ وہ کبار اور ثقات راویوں (حدیث کو بیان کرنے والے بڑے علماء) میں شمار ہوتے ہیں، امام شعبیؒ' امام زہریؒ' عطاءؒ اور عکرمہؒ جیسے پائے کے محدثین نے ''محررؒ '' سے علمِ حدیث حاصل کیا ہے(۴)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو زہد کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: سونا نہ پہنو کیونکہ مجھے تم پر (آگ کے) شعلوں کا ڈر ہے(۵)۔

**حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور انکی والدہ کیلئے دعا:** ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ِخاص محمد بن سیرینؒ اپنے شاگردوں سے بیان کرنے لگے کہ ہم مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دعا مانگنے لگے ''اے اللہ! ابو ہریرہ (یعنی میری) اور میری والدہ کی مغفرت فرمادے اور جو ان دونوں کی مغفرت کی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرمادے''۔ ابن سیرین کہتے ہیں: تو ہم بھی ان دونوں کیلئے مغفرت کی دعا کر لیتے ہیں تاکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا میں شریک ہو جائیں(۶)۔

ہم بھی اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اوران کی والدہ کی مغفرت فرمادے' اور ہمارے دل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ' تابعین اور اہلِ ایمان کی محبت سے بھر دے۔ آمین

**صحیح**

(۴۱۰۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَلَا أَحْفَظُهَا، قَالَ: ((اُبْسُطْ رِدَائَکَ)) فَبَسَطْتُهُ فَحَدَّثَ حَدِيثاً كَثِيراً، فَمَا نَسِيتُ شَيْئاً حَدَّثَنِي بِهِ.

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ سے جو (حدیثیں) سنتا ہوں وہ مجھے یاد نہیں رہتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی چادر بچھاؤ'' میں نے چادر بچھا دی، پھر آپ ﷺ

(۴۱۰۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [المشکاۃ (۵۸۹۶)، العلم لأبي خيثمة (۹۶) اور الضعيفة (۶۸۰۴) کے تحت]۔

(۱) رجالہ ثقات۔ حلیۃ الأولیاء [۱/۳۸۴]، سیر أعلام النبلاء [۲/۶۱۴] کی تحقیق میں شیخ شعیب اُرناؤوط کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔ (۲) **انکی بیوی کا نام بُسرۃ بنت غزوان تھا جو کہ ایک مالدار عورت تھیں۔** (صحیح۔ صحیح الموارد [۱۹۱۳]، تحقیق: شیخ البانیؒ)۔ (۳) صحیح۔ کتاب الزہد لأحمد بن حنبل [۱۷۷]، الزہد لأبي داود [۲۸۵]، حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابۃ صحیح احادیث کی روشنی میں' [۱۲۰] اسے صحیح کہا ہے۔ (۴) تھذیب الکمال [۸۵۰۱] للمزي، إرواء الغلیل [۴/۳۰۱] للالباني۔ (۵) صحیح۔ مصنف عبدالرزاق [۱۹۹۳۵]، شیخ البانیؒ نے آداب الزفاف [۱۷۲] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۶) صحیح۔ صحیح الأدب المفرد۔ للألباني [۲۸]۔

نے بہت سی حدیثیں بیان فرمائیں میں ان میں سے کچھ بھی نہیں بھولا۔

(۴۱۰۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَسَطْتُ ثَوْبِي عِنْدَهُ، ثُمَّ أَخَذَهُ فَجَمَعَهُ عَلَى قَلْبِي، قَالَ: فَمَا نَسِيتُ بَعْدَهُ.

**صحیح**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی چادر بچھادی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چادر کو اکھٹا کر کے میرے دل پر رکھ دیا' اسکے بعد میں کچھ نہیں بھولا۔

**فائدہ**: بخاری میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ نبی علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چلّو بنایا اور فرمایا اب چادر کو اپنے اوپر لپیٹ لو' (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے لپیٹ لیا' اسکے بعد میں کچھ نہیں بھولا(۱)۔

بخاری کی اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب چادر کو اپنے اوپر لپیٹ لو' جبکہ حدیث الباب میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے خود انکے سینے پر چادر لگائی، تو دونوں حدیثوں میں تطبیق یوں ہوگی کہ چادر بچھانے اور لپیٹنے والے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں پھر انہوں نے چادر اٹھا کر نبی علیہ السلام کو دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے سینے پر چادر رکھدی۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے اور اس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ہے(۲)۔

(۴۱۰۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنْتَ كُنْتَ أَلْزَمَنَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَحْفَظَنَا لِحَدِيثِهِ.

**صحیح**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ ہم صحابہ میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ نے ہی نبی علیہ السلام سے سب سے زیادہ حدیثیں یاد کی ہیں۔

**فائدہ**: حالانکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ھ(۳) فتح خیبر والے سال(۴) یعنی دیر سے اسلام میں داخل ہوئے اسکے باوجود انہوں نے سب سے زیادہ احادیث یاد کیں کیونکہ یہ اکثر و بیشتر آپ ﷺ کیساتھ رہتے تھے۔

(۴۱۰۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، اور اسکی اسناد حسن ہے۔

(۴۱۰۷) اسکی اسناد **صحیح** ہے، [أحكام الجنائز (۸۹)]۔

(۱) صحیح البخاری [۱۱۶]، کتاب العلم، باب حفظ العلم۔ مع فتح الباری [۱/۲۰۲]۔ (۲) **نبی علیہ السلام کے تبرکات کے بارے میں مزید شرح حدیث (۳۹۰۵) صفحہ (85) پر ملاحظہ فرمائیں۔**

(۳) حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباري [۱۲/۱۶] اور تلخیص الحبیر [۱۸۲۶] میں' امام ذہبیؒ نے سیر أعلام النبلاء [۲/۵۸۶-۵۸۹-۵۹۰] میں اور شیخ البانیؒ نے صحیح أبي داود [۱۱۲۶] کے تحت اور صحیح السیرة النبویة [۳۰] میں اسے ہی راجح قرار دیا ہے۔ (۴) صحیح البخاري [۳۸۸۲]، کتاب المغازي، باب غزوة خیبر۔

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ کے مالک تھے

اللہ تعالی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کے چادر والے معجزے (۱) کی وجہ سے عظیم حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ مروان بن حکم الاموی نے ان سے کچھ حدیثیں لکھوائیں اور اگلے سال کہا کہ وہ کتاب گم ہوگئی ہے، وہی حدیثیں دوبارہ لکھوادیں، انہوں نے وہی حدیثیں دوبارہ لکھوادیں، جب دونوں کتابوں کو ملایا گیا تو ایک حرف کا بھی فرق نہیں تھا (۲)۔

امام شافعیؒ نے فرمایا: پوری دنیا میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے (۳)۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں آٹھ سو سے زیادہ تابعین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے علم حدیث حاصل کیا ہے، یہ خصوصیت کسی اور صحابی کیساتھ نہیں (۴)۔

(۴۱۰۸) عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! أَرَأَيْتَ هٰذَا الْيَمَانِيَّ ـ يَعْنِي: أَبَا هُرَيْرَةَ ـ أَهُوَ أَعْلَمُ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكُمْ، نَسْمَعُ مِنْهُ مَا لَا نَسْمَعُ مِنْكُمْ، أَوْ يَقُولُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ؟! قَالَ: أَمَّا أَنْ يَكُونَ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ نَسْمَعْ عَنْهُ وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ مِسْكِينًا لَا شَيْءَ لَهُ، ضَيْفًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَدُهُ مَعَ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَكُنَّا نَحْنُ أَهْلَ بُيُوتَاتٍ وَغِنًى، وَكُنَّا نَأْتِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ، لَا أَشُكُّ إِلَّا أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ

**ضعیف**

مالک بن ابی عامرؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابو محمد! ذرا بتائیے تو سہی کہ آپ لوگوں میں کوئی اس یمنی (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے زیادہ بھی حدیثیں جاننے والا ہے؟ کیونکہ ہم ان سے وہ حدیثیں بھی سنتے ہیں جو آپ لوگوں سے نہیں سنتے یا یہ رسول اللہ ﷺ کیطرف ان احادیث کی ایسے ہی نسبت کردیتے ہیں؟! حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (یقیناً) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیثیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں' اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غریب و مسکین آدمی تھے انکے پاس کچھ مال وغیرہ نہیں تھا' وہ آپ ﷺ کے مہمان تھے اور آپ ﷺ ہی کیساتھ رہتے

(۴۱۰۸) اسکی اسناد ضعیف ہے، [اس حدیث کی اسناد میں ''محمد بن اسحاق بن یسار مدنی'' ہیں، حافظ ابن حجرؒ نے التقریب میں (۵۷۲۵) انہیں مدلس کہا ہے اور اس روایت کو انہوں نے عنعنہ سے بیان کیا ہے، مزید دیکھئے: ضعیف أبي داود (۱۵۲/۲) للالبانی]۔

(۱) **چادر والا معجزہ پیچھے حدیث (۴۱۰۵) کی شرح میں صفحہ (266) پر ملاحظہ فرمائیں۔** (۲) صحیح۔ حاکم [۶۱۶۴]، امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے۔

(۳) صحیح۔ تاریخ دمشق لابن عساکر [۲۵۳/۱۷] حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابۃ صحیح احادیث کی روشنی میں'' [۱۲۲] اسے صحیح کہا ہے۔ (۴) فتح الباري شرح صحيح البخاري [۱۸۱/۱]۔

رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ نَسْمَعْ، وَلَا تَجِدُ أَحَداً فِيْهِ خَيْرٌ يَّقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ.

اور کھاتے پیتے تھے جبکہ ہم لوگ گھر بار والے تھے اور مالدار بھی' (اس لئے) ہم صبح شام ہی نبی علیہ السلام کی خدمت میں آتے لہٰذا جتنی زیادہ حدیثیں انہوں نے آپ ﷺ سے سنی ہیں ہم نے نہیں سنیں، اور تم کسی نیک صالح آدمی کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات کی نسبت کرتے ہوئے نہیں دیکھو گے جو نبی علیہ السلام نے نہیں فرمائی۔

## حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اللہ سے ڈرنا

**فائدہ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب حدیثیں بیان کرنا شروع کرتے تو سب سے پہلے فرماتے: ابوالقاسم الصادق المصدوق (ﷺ) نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ میں بنالے۔ پھر حدیث بیان کرتے (۱)، لہٰذا جو صحابی اللہ سے اس قدر ڈرنے والے ہوں اور حدیث بیان کرنے سے پہلے ہی جھوٹی حدیث کی سخت وعید بتانے والے ہوں! ان کے بارے میں کیسے شک کیا جا سکتا ہے۔

۴۱۰۹) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِمَّنْ أَنْتَ؟)) قُلْتُ: مِنْ دَوْسٍ. قَالَ: ((مَا كُنْتُ أَرٰى أَنَّ فِيْ دَوْسٍ أَحَداً فِيْهِ خَيْرٌ)).

**صحیح**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: **''تم کس قبیلہ کے ہو؟''** میں نے عرض کیا قبیلہ دَوس سے ہوں' آپ ﷺ نے (تعجب کرتے ہوئے) فرمایا: **''میں نہیں سمجھتا تھا کہ قبیلہ دَوس میں بھی کوئی خیر و بھلائی والا آدمی ہوگا''۔**

**فائدہ:** دوس یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے' اس حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اگر یہ اس قبیلے سے نہ ہوتے تو اس میں بھلائی نہ ہوتی، یہ وہی قبیلہ دَوس ہے جس کے لوگوں نے اسلام لانے سے انکار کر دیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے، صحابہ سمجھے کہ نبی علیہ السلام ان کیلئے بددعا کریں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ہدایت کیلئے دعا فرمائی (۲)۔

---

(۴۱۰۹) اسکی اسناد **صحیح** ہے، [المشکاۃ (۵۹۸۸) اور ھدایۃ الرواۃ (۵۹۴۳)]۔

(۱) إسنادہ قوی۔ مسند أحمد [۹۳۳۹] شیخ شعیب أرناؤوط نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے **(قوی: یعنی صحیح اور حسن کے درمیان کا رتبہ ہے)**۔

(۲) صحیح البخاري [۵۹۱۸]، کتاب الدعوات، باب الدعاء للمشرکین۔

**صحیح**

(۴۱۱۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِتَمَرَاتٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ، ثُمَّ دَعَا لِي فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ لِي: **((خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِي مِزْوَدِكَ هٰذَا ۔ أَوْ فِي هٰذَا الْمِزْوَدِ ۔ كُلَّمَا أَرَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئاً فَأَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْراً))** فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذَالِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَّسْقٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ، وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حِقْوِيْ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ.

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں ایک بار میں نبی ﷺ کی خدمت میں چند کھجوریں لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ان (کھجوروں) میں برکت کی دعا فرما دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اکٹھا فرمایا اور میرے لئے ان کھجوروں میں برکت کی دعا کی' پھر فرمایا: **''انہیں اٹھالو اور اپنے تھیلے میں رکھ لو، جب تمہیں کھجوروں کی ضرورت ہو تو اس تھیلے میں ہاتھ ڈال کرلے لیا کرنا اور تھیلے کو (ساری کھجوریں نکال کر) جھاڑ نا نہیں''**، (حضرت ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں) پھر (ان کھجوروں میں ایسی برکت ہوئی کہ) اس میں سے بہت سے وسق (ٹوکرے) میں نے اللہ کی راہ میں خرچ کرے، ہم خود بھی ان کھجوروں میں سے کھاتے اور دوسرے لوگوں کو بھی کھلاتے' وہ تھیلا ہر وقت میری کمر سے بندھا رہتا تھا' پھر جس دن حضرت عثمان ﷺ کی شہادت ہوئی تو وہ تھیلا میری کمر سے (گر کر) پھٹ گیا (اور ساری کھجوریں گر گئیں)۔

**فائدہ**: دوسری روایت میں وضاحت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس تھیلے میں سے (۵۰) وسق (ٹوکرے) اللہ کی راہ میں خرچ کئے (۱)۔ ایک وسق کا ٹوکرا (۱۵۰) کلو کا ہوتا ہے (۲)' اس لحاظ سے انہوں نے اس تھیلے سے تقریبا (۷۵۰۰) کلو کھجوریں اللہ کی راہ میں صدقہ کریں اور اس کے علاوہ ان کھجوروں میں سے خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے' یہ سلسلہ تقریبا (۲۵) سال تک چلتا رہا (۳)، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ ان کھجوروں میں اتنی برکت ہوئی (۴)۔

(۴۱۱۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، اور اسکی اسناد حسن ہے، [المشکاۃ (۵۹۳۳)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحۃ (۲۹۳۶) کے تحت اسے صحیح کہا ہے، مزید دیکھئے: ھدایۃ الرواۃ (۵۸۷۶)، تراجع العلامۃ الالبانی (۲۲۷) اور الإعلام بآخر أحکام الألبانی الإمام (ص۔۱۳۶) لمحمد بن کمال خالد السیوطی]۔

(۱) إسنادہ جید۔ دلائل النبوۃ للبیھقي [۶/۹۰۱]، شیخ البانی ؒ نے الصحیحۃ [۲۹۳۶] کے تحت شواہد میں اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے، مزید دیکھئے الصحیحۃ [۳۶۳۴] تلخیص وترتیب: شیخ مشہور بن حسن۔

**(۲) کیونکہ ایک وسق میں (۶۰) صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا ہوتا ہے۔** نیز ناپ تول اور ماپ کے پیمانوں کے لئے علامہ فاروق اصغر صارم ؒ کی بہترین کتاب ''اسلامی اوزان'' کا مطالعہ فرمائیں۔ **(۳) کیونکہ عثمان رضی اللہ کو ۱۸/ذی الحجہ ۳۵ھ میں شہید کیا گیا تھا۔** (رجالہ ثقات۔ طبرانی فی الکبیر [۱۰۷]، مجمع الزوائد [۱۴۵۷۳]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس اسناد کے روات ثقات ہیں)۔ (۴) **نبی علیہ السلام کے تبرکاتی معجزات کے بارے میں مزید شرح حدیث (۳۹۰۵) صفحہ (85) پر ملاحظہ فرمائیں۔**

۴۱۱۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: لِمَ كُنِّيتَ أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: أَمَا تَفْرَقُ مِنِّي؟ قُلْتُ: بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَهَابُكَ، قَالَ: كُنْتُ أَرْعٰى غَنَمَ أَهْلِي، وَكَانَتْ لِي هُرَيْرَةٌ صَغِيرَةٌ فَكُنْتُ أَضَعُهَا بِاللَّيْلِ فِي شَجَرَةٍ، فَإِذَا كَانَ النَّهَارُ ذَهَبْتُ بِهَا مَعِي فَلَعِبْتُ بِهَا فَكَنَّوْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ.

**حسن**

عبداللہ بن رافع ؒ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کی کنیت ابوہریرہ کیسے مشہور ہوئی؟ انہوں نے کہا کیا تمہیں مجھ سے (یہ بات پوچھتے ہوئے جھجک اور) گھبراہٹ نہیں ہورہی؟ میں نے عرض کیا: جی! اللہ کی قسم (کچھ گھبراہٹ تو ہورہی ہے آپ کے رعب کی وجہ سے) آپ سے ڈرتا ہوں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی، میں رات کے وقت اسے ایک درخت پر چھوڑ دیتا اور دن میں اپنے ساتھ رکھتا اور اسکے ساتھ کھیلتا، اسلئے لوگ مجھے ابوہریرہ کہنے لگے (اور یہی کنیت مشہور ہوگئی)۔

**فائدہ**: ھُریرہ: چھوٹی بلی کو کہتے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ان کے نام پر اس طرح غالب آگئی کہ گویا نام رکھا ہی نہیں گیا۔

**تم مجھ سے ڈرتے نہیں:** مطلب یہ ہے کہ تم مجھ سے چھوٹے ہو، میں تم سے بڑا ہوں پھر بھی کس بے تکلفی سے یہ بات پوچھ رہے ہو! یہ ایک شفقت اور مذاق والا انداز تھا۔

۴۱۱۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّي إِلَّا عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ.

**صحیح**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) کے علاوہ کسی اور کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث نہیں ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

**فائدہ**: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے پاس احادیث کا سب سے بڑا ذخیرہ لکھا ہوا تھا، لیکن کثرت سے عبادت میں مشغول اور مدینہ سے باہر جہاد میں مصروف رہنے کی وجہ سے ان سے

(۴۱۱۱) اس حدیث کی اسناد **حسن** ہے۔

(۴۱۱۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری اور پہلے (۲۸۱۸) میں بھی گزر چکی ہے۔

صرف سات سو (۷۰۰) احادیث مروی ہیں(۱)۔

## کچھ حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں

حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد ہے(۲)' یہ ''عبادلہ اربعہ'' میں سے ہیں(۳)' اور بہت بڑے عابد' حافظ' عالم اور مطالعہ کرنے والے تھے' ہر ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے اور ہر تین دن میں پورا قرآن مجید پڑھتے تھے(۴)' تمام صحابہ میں احادیث کا سب سے بڑا مجموعہ ان ہی کے پاس لکھا ہوا تھا(۵)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی سنتے اسے لکھ لیتے تھے(۶)، ۶۵ھ مصر میں اس دارِفانی سے انتقال فرما گئے(۷)۔

## دیگر صحابہ کے مقابلہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی سب سے زیادہ مرویات کیوں ہیں؟

**۱) قوی حافظہ اور اشاعتِ حدیث کا شوق:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور صحابہ بھی نبی علیہ السلام کی صحبت میں رہتے اور حدیثیں سنتے تھے جیسے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما لیکن یہ احتیاطاً زیادہ حدیثیں بیان نہیں کرتے تھے(۸) جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دنیا کو چھوڑا ہوا تھا نہ تجارت نہ کام نہ گھر بار نہ بیوی بچے بس ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہی رہتے تھے' خود فرماتے ہیں: میرے مہاجرین بھائی بازار میں اور انصار بھائی اپنے اموال (اور زمین) کی حفاظت میں مصروف رہتے تھے جبکہ میں مسکین آدمی تھا، اپنا پیٹ بھرنے پر اکتفا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگا رہتا اور ایسے اوقات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر رہتا جب لوگ حاضر نہ ہوتے اور وہ باتیں یاد کر لیتا جو دوسرے لوگ یاد نہ کرتے تھے(۹)۔ یہ صحابہ میں سب سے زیادہ قوی الحفظ اور سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے والے ہیں۔ انکے حافظہ کے بارے میں مزید صفحہ (268) پر ملاحظہ فرمائیں۔

**۲) جرأت مند:** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (نبی علیہ السلام سے علم حاصل کرنے میں) جرأت مند تھے (کبھی شرماتے نہیں تھے) جبکہ ہم اتنے جرأت مند نہیں تھے(۱۰)۔

**۳) علمِ حدیث کا شوق:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم حاصل کرنے کا انتہائی شوق تھا یہی وجہ ہے کہ جب

(۱) سیر اعلام النبلاء [۲/۵۹۹-۳/۸۰]۔ (۲) صحیح مسلم [۵۲۹۱]، کتاب الزہد والرقائق۔ (۳) **عبادلہ أربعہ کی تعریف پیچھے صفحہ (255) کی شرح میں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے تعرف میں ملاحظہ فرمائیں۔** (۴) صحیح البخاري [۱۸۴۲]، کتاب الصوم، باب صوم یوم وإفطار یوم۔ (۵) صحیح البخاري [۱۱۰]، کتاب العلم، باب کتابة العلم۔

(۶) صحیح۔سنن أبي داود [۳۶۴۶]، کتاب العلم، باب في کتاب العلم، تحقیق: شیخ البانیؒ۔ (۷) صحیح۔''الولاة''للکندي [۶۴۵]، سیر أعلام النبلاء [۳/۹۴] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط نے اسے صحیح کہا ہے۔ (۸) اسماء الصحابة الرواة۔لابن حزم [۵۷]، تلقیح فهوم أهل الأثر۔لابن الجوزی [۳۶۴]۔ (۹) صحیح البخاري [۲۱۷۹]، کتاب المزارعة، باب ماجاء في الغرس۔

(۱۰) صحیح۔صحیح أبي داود [۱۱۲۳]۔

انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا علمِ حدیث حاصل کرنے کا جذبہ دیکھ کر مجھے یقین تھا کہ یہ سوال تم سے پہلے کوئی اور نہیں کریگا(۱)۔

اس کے باوجود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہوئے ہمیشہ اللہ سے بہت ڈرتے تھے پہلے فرماتے ابوالقاسم الصادق المصدوق (ﷺ) نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنالے۔ پھر حدیث بیان کرتے تھے(۲)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ احادیث حفظ اور روایت کرنے کیساتھ ساتھ بہت بڑے فقیہ بھی تھے اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی مجلس میں ان سے فتوی دلوایا(۳)۔

## مَنَاقِبُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ

## حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے فضائل

**نام وصفات:** امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے(۴) یہ بڑے خوبصورت' گورے اور قدآور تھے(۵)، امام احمدؒ فرماتے ہیں یہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں اس لئے تمام مؤمنوں کے ماموں ہیں(۶)، ۸ھ(۷) فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور فتح مکہ کے دن اپنے اسلام لانے کا اظہار کیا(۸)۔

**فضائل:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے رمضان میں سَحری کے وقت دعا فرمائی: اے اللہ! معاویہ کو کتاب وحساب کا علم سکھا اور انہیں عذاب سے محفوظ فرمالے(۹)۔ یہ بات تاریخ اسلام میں بڑی معروف ہے کہ یہ معزز صحابی کاتب وحی تھے(۱۰)، حلم وبردباری، معافی اور درگزری کی صفات سے خوب مزین تھے(۱۱)، انہیں دنیائے اسلام کے عبقری (غیر معمولی ذہین وسمجھدار) لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے' یہ بہت زیادہ غزوات میں شریک

(۱) صحیح البخاری [۹۷]، کتاب العلم، باب حرص علی الحدیث۔ (۲) إسناده قوي۔ مسند أحمد [۹۳۳۹] شیخ شعیب أرناؤوط نے اس کی سند کو' قوی' کہا ہے (قوی: صحیح اور حسن کے درمیان کا رتبہ ہے)۔ (۳) صحیح۔ مسند الشافعي [۲/ ۳۷۵]، شیخ شعیب أرناؤوط نے سیر اعلام النبلاء [۲/ ۶۰۷] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۴) إسناده جید۔ مسند أبي یعلی [۷۳۵۱]، شیخ حسین سلیم أسد کہتے ہیں اس کی إسناد جید ہے۔ (۵) رجاله رجال الصحیح غیر مسلم بن جندب وھو ثقة۔ طبراني في الکبیر [۱۹/ ۳۰۵]، مجمع الزوائد [۹/ ۳۵۸] میں حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کے سب راوی صحیح بخاری کے ہیں 'سوائے مسلم بن جندب کے اور وہ ثقہ ہیں۔ (۶) صحیح۔ السنة للخلال [۶۵۷]، تحقیق: د۔ عطیة الزهراني۔ **(معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں اس لیے ہیں کیونکہ یہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں اور ازواج مطہرات حرمت وتکریم کی بنا پر مومنوں کی مائیں ہیں)** مشاجرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف کا موقف [۲۹] لشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ۔ (۷) تلخیص الحبیر [۱۸۲۶] کے تحت حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: یہ متفق علیہ بات ہے۔ (۸) فتح الباري [۳/ ۵۶۵] میں حافظ ابن حجرؒ نے مختلف احادیث کو جمع کر کے یہ بات بیان کی ہے، نیز دیکھئے تاریخ الاسلام [۴/ ۳۰۸] لإمام ذھبی رحمہ اللہ۔ (۹) حسن۔ صحیح ابن خزیمة [۱۹۳۸]، الصحیحة [۳۲۲۷]، تراجع العلامة الألباني [۵۴۷]۔ (۱۰) إسناده قوي۔ دلائل النبوة للبیهقي [۲۵۰۶]، شیخ شعیب أرناؤوط نے سیر اعلام النبلاء [۳/ ۱۲۳] کی تحقیق میں اس کی سند کو'' قوی'' کہا ہے۔ (قوی: صحیح اور حسن کے درمیان کا رتبہ ہے۔) (۱۱) صحیح۔ السنة للخلال [۶۷۸]، تحقیق: د۔ عطیة الزهراني۔

رہتے تھے اور ان کے دور خلافت میں کئی فتوحات ہوئیں(۱) اور یہ اس بحری جنگ میں بھی شریک تھے جس کے بارے میں نبی علیہ السلام نے بشارت فرمائی تھی کہ میری امت کا پہلا لشکر جو سمندری جہاد کریگا ان کیلئے (جنت) واجب ہے۔ یہ ان کی بہت بڑی فضیلت ہے(۲)۔

**علم وفقاہت:** ان سے (۱۶۳) احادیث مروی ہیں(۳)۔ جن میں ایسی احادیث بھی ہیں جن پر کثرت سے عمل کیا جاتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ صحابی تھے' انہوں نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھا' جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات بیان کی گئی تو انہوں فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحیح کیا ہے وہ فقیہ ہیں(۴)۔ رجب ۶۰ھ میں یہ دار فانی سے انتقال کر گئے،اس وقت ان کی عمر (۷۰) سے زیادہ تھی(۵)۔

صحابہ کرام کے درمیان اجتہادی وجوہات سے جو جنگیں ہوئیں ان میں وہ معذور وماجور ہیں اور اس بارے میں ہمیں مکمل خاموشی اختیار کرنی چاہئے،عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کبھی کسی انسان کو نہیں مارا' صرف ایک مرتبہ اس شخص کو کوئی کوڑے مارے جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا باتیں بولی تھیں(۶)۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو تمام صحابہ کی محبت سے بھر دے اور ان کی توہین وتنقیص سے بچالے، آمین(۷)۔

۴۱۱۳) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِياً مَّهْدِيًّا، وَاهْدِ بِهٖ)).

**صحیح**

صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے یہ دعا فرمائی: **''اے اللہ! انہیں ہدایت کی رہنمائی کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنادے' اور انکے ذریعہ لوگوں کو ہدایت نصیب فرما''۔**

---

**(۴۱۱۳) یہ حدیث صحیح ہے، المشکاۃ (۶۲۳۵)، الصحیحہ (۱۹۶۹)[ کے تحت علامہ البانی رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا ثابت کیا ہے اور مزید فرماتے ہیں: اس کے سب رجال مسلم کے ثقہ راوی ہیں، اس لئے اس حدیث کا حق یہی ہے کے اسے صحیح کہا جائے]۔**

(۱) صحیح۔مسند أحمد[۱۶۷۶۹] شیخ شعیب أرناؤوط نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ (۲) صحیح البخاري[۲۵۹۰]،[۲۷۰۷]، کتاب الجهاد والسیر، باب فضل من یصرع في سبیل الله فمات فهو منهم، باب ما قیل في قتال الروم۔ (۳) سیر أعلام النبلاء للذهبي[۳/۱۲۶]۔ (۴) صحیح البخاري[۳۷۶۵]، کتاب المناقب، باب ذکر معاویة رضی اللہ عنہ۔ (۵) رجاله ثقات۔طبراني في الکبیر[۱۹/۳۰۴]، مجمع الزوائد[۱۵۹۳۲] میں حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ (۶) صحیح۔تاریخ دمشق[۶۲/۴۱۵]، حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابة صحیح احادیث کی روشنی میں''[۱۲۹] اسے صحیح کہا ہے۔ (۷) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے چند ایک کتب: أ۔ امیر المؤمنین معاویة بن أبي سفیان، لشیخ محمد مال اللہؒ، ب۔ الاحادیث النبویة في فضائل معاویه بن أبي سفیان، لشیخ محمد امین الشنقیطیؒ، ج۔ من فضائل وأخبار معاویة بن أبي سفیان دراسة حدیثیة، لشیخ محمد زیاد بن عمر التکلة، د۔ فضائل معاویة بن أبي سفیان وثناء السلف علیه، لشیخ سعد بن ضیدان السبیعي، وغیرہ۔

**فائدہ**: اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے تین دعائیں فرمائیں:

(۱) هَادِيًا: ان کو لوگوں کیلئے ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والا بنادے۔

(۲) مَهْدِيًّا: خود ان کو بھی ہدایت یافتہ بنادے۔

(۳) وَاهْدِ بِهِ: (اور جب یہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائیں) تو ان کے ذریعے دوسروں کو ہدایت عطاء بھی فرمادے، لوگ ان کی بات کو قبول کرلیں۔

(۴۱۱۴) عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصَ وَلّٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ النَّاسُ: عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلّٰى مُعَاوِيَةَ !؟. فَقَالَ عُمَيْرٌ: لَا تَذْكُرُوْا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ بِهِ)).

**صحیح**

ابوادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب (شام کے علاقہ) حمص سے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم مقرر فرمایا تو اس پر لوگ کہنے لگے کہ عمیر کو ہٹا کر معاویہ کو گورنر بنادیا!! حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھی سوچ ہی رکھو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا ہے: **''اے اللہ! ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے''**۔

**فائدہ**: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امارت کی بشارت فرمائی کہ معاویہ اگر تمھیں امیر بنادیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا(۱)۔ یہ اُن بارہ خلفاء میں سے ہیں جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اسلام بارہ خلفاء تک غالب رہے گا(۲)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے (خلفائے راشدین کے بعد) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ حکومت کیلئے کوئی اور مناسب نہیں دیکھا(۳)۔

---

(۴۱۱۴) یہ حدیث **صحیح** ہے ، شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں سابقہ حدیث کی متابعت اور شاہد کی بناپر یہ صحیح ہے۔

(۱) صحیح۔مسند أحمد [۱۶۹۷۵]، المشکاۃ [۳۶۴۲]، للشیخ الألباني۔ (۲) صحیح مسلم [۳۳۹۵]، کتاب الإمارۃ، باب الناس تبع لقریش والخلافۃ في قریش، نیز دیکھئے: ''مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم'' [۱۴۲]، لشیخ ارشادالحق اثری۔ (۳) صحیح۔مصنف عبدالرزاق [۲۰۹۸۵]، حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابۃ صحیح احادیث کی روشنی میں'' [۱۲۸] اسے صحیح کہا ہے۔

## مَنَاقِبُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ

## حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے (۱)' یہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے تھے (۲)' تمام عرب میں انکی ذہانت ودانائی اور حرب وضرب کی صلاحیتوں کو تسلیم کیا جاتا ہے' انہی خوبیوں کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جنگی معاملات میں ہمیشہ مقدم رکھتے (۳)، اوران کے اسلام لانے کے چند ماہ بعد ہی انہیں ''سریہ ذات السلاسل'' کا سپہ سالار مقرر فرمایا' جس میں حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسے اکابر صحابہ بھی شامل تھے (۴)، یہ فاتح مصر (۵) وشام ہیں (۶)۔ انکے اسلام لانے کے بارے میں آنے والی احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

**وفات:** ۴۳ھ عید الفطر کی چاند رات کو مصر میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے اس وقت ان کی عمر تقریبا (۱۰۰) سال تھی (۷)' آخری لمحات میں لا إله إلا الله پڑھتے رہے یہاں تک کہ روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی (۸)۔

۴۱۱۵) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أَسْلَمَ النَّاسُ، وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ)).**

حسن

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''لوگ اسلام لائے ہیں جبکہ عَمرو بن عاص ایمان لائے ہیں''۔**

**فائدہ:** ایمان کا اسلام سے زیادہ اونچا درجہ ہے (۹)، یعنی یہ تہ دل سے پختہ مسلمان ہیں' اس حدیث میں حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی بڑی عظیم فضیلت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے مؤمن ہونے کی شہادت وبشارت فرمائی ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا: ''عاص کے دونوں بیٹے ہشام اور عمرو مؤمن ہیں'' (۱۰) اوران بشارتوں کا لازمی نتیجہ جنت ہے کیونکہ بخاری ومسلم کی بڑی مشہور حدیث ہے کہ ''جنت میں مؤمن ہی جائے گا'' (۱۱)۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ دل کی گہرائیوں کیساتھ بڑی رغبت ومحبت سے اسلام میں داخل ہوئے،

(۴۱۱۵) یہ حدیث **حسن** ہے، الصحيحة (۱۵۵)، المشكاة (۶۲۳۶)، [هداية الرواة (۶۱۹۷)، صحيح الجامع (۹۷۱) اور الإيمان لابن تيمية (۳۰۳)]۔

(۱) صحیح۔مسند أحمد [۱۷۸۱۶]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۲) صحیح۔مسند أحمد [۱۷۸۰۶]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۳) رجالہ ثقات۔شیخ حسین سلیم أسد مسند أبي یعلی [۷۳۴۷] کی تحقیق میں کہتے ہیں اس کے رجال ثقات ہیں۔ (۴) صحیح۔حاکم [۴۳۵۷]، امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے۔ (۵) حسن۔صحیح ابن حبان [۶۵۶۴]، صحیح الموارد [۱۴۲۹]، للشیخ الألباني۔ (۶) صحیح۔مسند أحمد [۱۷۸۱۵]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۷) رجالہ ثقات۔معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني [۴۴۵۱] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں مجمع الزوائد [۱۵۹۰۱]۔ (۸) إسنادہ قوي۔طبقات ابن سعد [۴/۲۶۰]، حافظ ابن حجرؒ الفتوحات الربانية [۴/۸۶] میں کہتے ہیں اس کی اسناد قوی ہے۔ (۹) اسلام اور ایمان کے فرق کی مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ''الإیمان'' لابن تیمیہ جو کہ اس موضوع پر سب سے بہترین کتاب لکھی گئی ہے، نیز دیکھئے تعظیم قدر الصلاة للمروزی [۱/۳۵۶]۔
(۱۰) حسن۔مسند أحمد [۲/۳۵۴]، الصحیحۃ [۱۵۶]۔ (۱۱) صحیح البخاری [۶۶۰۶]، کتاب القدر، باب العمل بالخواتیم۔

پہلے حبشہ میں نجاشی کے اسلام لانے سے متاثر ہوئے' ایمان انکے دل میں خوب جم گیا، اورنجاشی کے ہاتھ پر ہی اسلام لے آئے پھر فتح مکہ سے پہلے مدینہ ہجرت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام کا اظہار کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آمد پر بڑے خوش ہوئے (۱)۔

(۴۱۱۶) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِي قُرَيْشٍ)).

**صحیح**

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمرو بن عاص قریش کے نیک وصالح لوگوں میں سے ہیں''۔

**فائدہ :** صالح کا معنی ہے اللہ اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے والا' یہ ان کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ زبانِ نبوت سے ان کیلئے صالح ہونے کی ضمانت دی گئی۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صالحیت کو یوں نمایاں کیا' فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایک لشکر کا سربراہ بنا کر بھیجوں جس میں فتح یابی ہوگی اور مال غنیمت بھی حاصل ہوگا، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے مال کیلئے اسلام قبول نہیں کیا' میرے اسلام لانے کا مقصد تو یہی ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور مجھے رسول اللہ کا ساتھ نصیب ہو جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرو! اچھا مال اچھے انسان کو زیب دیتا ہے (۲)۔

## مَنَاقِبُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہ

## حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوسلیمان ہے (۳)' ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ ہیں (۴)' یہ اپنے قبیلے (قریش) کے بہترین نوجوان تھے (۵)' فتح مکہ سے پہلے مدینہ ہجرت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لے آئے (۶) اور فتوحاتِ اسلام کے سب سے زیادہ شہرت یافتہ سپہ سالار رہے،

(۴۱۱۶) یہ حدیث صحیح ہے، [ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ''الصحیحۃ'' (۶۵۳) میں اسے صحیح کہا ہے، کہتے ہیں اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں' اس کے شواہد بھی موجود ہیں اور دوسرے طرق سے یہ موصولا بھی روایت کی گئی ہے، مزید دیکھئے: صحیح الجامع (۴۰۹۵) ]۔

(۱) حسن۔ مسند أحمد [۱۷۸۱۲]، شیخ البانیؒ ''الإرواء'' [۵/۱۲۳] میں کہتے ہیں یہ حسن یا حسن سے قریب ہے۔ (۲) صحیح۔ مسند أحمد [۱۷۸۳۵]، صحیح الموارد [۱۹۳۴]، للشیخ الألباني۔

(۳) صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب ما یکره من النیاحة علی المیت۔ (۴) صحیح البخاري [۴۹۷۲]، کتاب الأطعمة، باب ما کان النبي ﷺ لا یأکل حتی یسمی له فیعلم ما هو۔

(۵) صحیح۔ مسند أحمد [۱۶۸۶۹]، المشکاة [۶۲۴۸]۔ (۶) حسن۔ مسند أحمد [۱۷۸۱۲]، شیخ البانیؒ ''الإرواء'' [۵/۱۲۳] میں کہتے ہیں یہ حسن یا حسن سے قریب ہے۔

انکی جنگی تدابیر، بہترین منصوبہ سازی، دلیری اور بہادری جیسی خوبیوں کی وجہ سے نبی علیہ السلام نے ہمیشہ انہیں جنگی معاملات میں مقدم رکھا(۱) اور ''سیف اللہ'' اللہ کی تلوار کا لقب دیا(۲)، ۲۱ھ میں (۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں (۴) اپنے بستر پر ہی ان کا انتقال ہوا اور اللہ نے کسی کافر کو یہ موقع نہیں دیا کہ وہ اللہ کی تلوار کو شہید کرے (۵)۔

۴۱۱۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَنْزِلًا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّونَ، فَيَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَنْ هٰذَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ؟**)) فَأَقُولُ: فُلَانٌ، فَيَقُولُ: ((**نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا**)). وَيَقُولُ: ((**مَنْ هٰذَا؟**)) فَأَقُولُ: فُلَانٌ، فَيَقُولُ: ((**بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا**)) حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ: ((**مَنْ هٰذَا ؟**)) قُلْتُ: هٰذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: ((**نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، سَيْفٌ مِّنْ سُيُوفِ اللّٰهِ**)).

**صحیح**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (ایک سفر) میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جگہ پر اترے، لوگ گزرنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے دریافت فرماتے: ''**ابو ہریرہ! یہ کون ہے؟**'' میں بتاتا کہ یہ فلاں آدمی ہے، آپ ﷺ (کسی پر) فرماتے ''**یہ اللہ کا نیک بندہ ہے**'' اور کسی پر فرماتے ''**یہ اللہ کا بُرا بندہ ہے**''، پھر جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''**یہ کون ہیں؟**'' میں نے عرض کیا یہ خالد بن ولید ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''**خالد بن ولید اللہ کے کتنے اچھے بندے ہیں، یہ تو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں**''۔

**فائدہ:** کسی کی برائی کا ذکر کئے بغیر اس کے بارے میں اجمالاً خبردار کر دینا کہ یہ بُرا بندہ ہے تاکہ لوگ اس کی شرارتوں سے محفوظ رہ سکیں، جائز ہے، اس کو غیبت نہیں کہا جائے گا (۶)۔

صحیح بخاری کی حدیث میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اللہ کی تلوار فرمایا ہے جب غزوہ موتہ کے موقع پر حضرت زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا اٹھا لیا ہے، پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

(۴۱۱۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ [دوسری تحقیق کے مطابق] (۶۲۵۳)، الصحیحۃ (۱۲۳۷)، أحکام الجنائز (۱۶۶)، [صحیح الجامع (۶۷۷۶) اور تراجع العلامۃ الألبانی (۵۹۹)]۔

(۱) رجالہ ثقات۔ شیخ حسین سلیم أسد مسند أبی یعلی [۷۳۴۷] کی تحقیق میں کہتے ہیں اس کے رجال ثقات ہیں۔ (۲) صحیح البخاري [۳۷۴۷]، کتاب المناقب، باب مناقب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ۔

(۳) حافظ ابن کثیرؒ البدایۃ والنہایۃ [۳۶۶/۵] میں اس تاریخ کو زیادہ صحیح کہتے ہیں اور تاریخ دمشق لابن عساکر کے محقق: شیخ علی شیری نے اس بات پر اتفاق ذکر کیا ہے [۲۶۴/۵]۔

(۴) صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت۔ (۵) حسن۔ المجالسۃ وجواہر العلم لدینوري [۸۳۶] کی تحقیق میں شیخ مشہور بن حسن نے اسے حسن کہا ہے۔

(۶) مجموع فتاوی۔ لإمام ابن تیمیہ [۲۸۵/۱۵]۔ (۷) صحیح البخاري [۳۷۴۷]، کتاب المناقب، باب مناقب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ۔

کے ہاتھوں اللہ نے فتح دی(۷)' اس دن یہ اتنی بہادری سے لڑے کہ (۹) تلواریں کفار پر توڑ ڈالیں(۱)۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اللہ نے میدانِ جنگ کا منظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا' اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علمِ غیب جاننے والے تھے بلکہ یہ تو نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے جو اللہ نے عطاء فرمایا ہے۔

سَيْفٌ مِّنْ سُيُوفِ اللّٰه: سے مراد ہے کہ یہ اللہ کے اور اسلام کے دشمنوں کیلئے اللہ کی ایک تلوار ہیں' اللہ نے دشمنوں پر حملہ کرنے کیلئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان پر مسلط فرمادیا' یہ جب جب کفار سے مقابلہ کرتے تو انہیں مارتے' ہراتے' بھگا دیتے اور اللہ انہیں فتح عطاء فرماتا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں' اللہ نے انہیں مشرکین پر مسلط کر رکھا ہے(۲)۔

## مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ

## حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعَمرو ہے(۳)، یہ بڑے قدآور اور عزت دار تھے(۴)' اور مدینہ کے ایک بڑے قبیلہ اَوس کے سردار تھے(۵)' جب نبی علیہ السلام نے اپنی ہجرت سے قبل حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ بھیجا تاکہ وہ دعوت وتبلیغ کا کام کریں تو یہ ان کے ہاتھوں مسلمان ہوئے' جب قبیلہ (برادری) والوں نے دیکھا تو پورا قبیلہ بھی مسلمان ہوگیا(۶)، یہ بدر' احد اور خندق میں شریک ہوئے، ۵ھ (۷) خندق میں ان کی شہ رگ پر تیر لگا اور اسی تکلیف میں انتقال کر گئے(۸) جس وقت ان کا انتقال ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سر اپنی گود میں رکھا ہوا تھا اور دعا فرمارہے تھے: ''اے اللہ! انہوں نے تیری راہ میں جہاد کیا' تیرے رسول کی تصدیق کی اور اپنا پورا حق ادا کر دیا ہے' تو ان کی روح کا بہترین استقبال فرما(۹)'' ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مسلمانوں کیلئے اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کے

(۱) صحيح البخاري[۳۹۳۲]، كتاب المغازي، باب غزوة مؤتة من أرض الشام۔ (۲) صحيح۔ابن عساكر[۲۵/۴۶۱]،صحيح الجامع[۳۲۰۷]۔ (۳) صحيح مسلم[۱۷۰]، كتاب الإيمان، باب مخافة المؤمن أن يحبط عمله۔ (۴) حسن۔سنن الترمذی[۱۷۲۳]، كتاب اللباس، باب ماجاء في الرخصة في لبس الحرير في الحرب، الصحيحة[۷۶]۔ (۵) رجالہ ثقات۔ابن سعد[۳/۲/۹]، سیر أعلام النبلاء[۱/۲۸۸] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط اور شیخ حسین أسد کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔ (۶) حسن مرسل۔ابن ھشام[۱/۴۳۷]، الثقات لابن حبان[۱/۹۸]، د۔مہدی رزق اللہ احمد نے السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلية دراسة تحليلية[۲۴۷] میں اس کی اسناد کو''حسن مرسل'' کہا ہے۔ (۷) رجالہ ثقات۔طبرانی فی الکبیر[۵۳۴۹]، مجمع الزوائد[۱۰۱۷۱]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔ (۸) صحيح البخاري[۴۴۳]، كتاب الصلاة، باب الخيمة في المسجد للمرضى وغيرهم۔ (۹) صحيح۔الطبقات الكبرىٰ لابن سعد[۳/۴۲۷]،فضائل الصحابة لامام أحمد[۱۴۹۹]، تحقيق: د۔وصي الله بن محمد عباس۔

صدمے کے بعد سب سے بڑا صدمہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی جدائی کا تھا(۱)۔ ام المؤمنین ہی دوسری روایت میں فرماتی ہیں (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے انتقال پر) میں اپنے حجرے میں بیٹھی ہوئی حضرت عمر اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز پہچان رہی تھی(۲)۔ امام ابن قیمؒ کہتے ہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل دیکھتے ہوئے یہ بات کہنا لائق ہے کہ مہاجرین میں جو مقام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تھا وہی مقام انصار میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا تھا(۳)۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو تمام صحابہ کی محبت سے بھر دے‘ ہمارے اعمال تو ان جیسے نہیں ہو سکتے، ان سے محبت کی وجہ سے ہی ہمیں ان سے ملا دے۔ آمین۔

(۴۱۱۸) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبُ حَرِيْرٍ، فَجَعَلُوْا يَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا !؟ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا**)).

**صحیح**

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشم کا لباس (جبہ) تحفے میں بھیجا گیا صحابہ کرام کپڑے کے اتنے نرم و ملائم ہونے پر تعجب کرنے لگے‘ نبی علیہ السلام نے فرمایا: **”کیا تمہیں اس (کی نرمی) پر تعجب ہو رہا ہے؟ جنت میں تو سعد بن معاذ کے رومال اس سے (بھی) زیادہ اچھے و عمدہ ہیں“۔**

**فائدہ:** یہ جبہ ریشم کے حرام ہونے سے پہلے ”اُکَیدِر دومہ“ (ایک نصرانی بادشاہ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بطور تحفہ بھیجا تھا۔(۴)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ: (۱) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں رومال اس لئے فرمایا کیونکہ رومال سب کپڑوں میں کم تر ہوتا ہے، اس سے منہ پونچھا جاتا ہے‘ تو جب رومال اتنا قیمتی ہوگا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے جنت کا لباس کتنا بہترین ہوگا۔

(۳) ہدیہ لینا سنت ہے اگرچہ غیر مسلم کا ہو‘ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تحفے قبول فرمائیں ہیں(۵)۔

(۴۱۱۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم، [نسائی (۵۳۰۲)، ابن ماجہ (۱۵۷)، المشکاۃ (۶۱۹۸)، الصحیحہ (۳۳۴۶)، صحیح الجامع (۷۰۵۹) اور صحیح الموارد (۱۹۱۰)]۔

(۱) حسن۔ ابن سعد [۳/۴۳۳] فضائل الصحابۃ لامام أحمد تحقیق: د۔ وصي اللہ بن محمد عباس [۱۴۹۳]۔ (۲) حسن۔ مسند أحمد [۶/۱۴۱-۱۴۲]، الصحیحۃ [۶۷]۔ (۳) حادي الأرواح۔ لإمام ابن القیم [۱۴۰]۔ (۴) إسنادہ جید۔ مسند البزار [۳/۳۵۷]، الصحیحۃ [۳۳۴۶] علی شرط مسلم۔ (۵) صحیح البخاري [۲۴۲۳]، کتاب الھبۃ، باب قبول الھدیۃ من المشرکین۔

(۴) دنیا کی چاہے جتنی بھی قیمتی چیز ہو اس کا جنت کی کسی کم تر چیز سے بھی مقابلہ نہیں ہے۔

**صحیح**

۴۱۱۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ: ((**اِهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ**)).

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا ہوا تھا اس موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''**سعد کے انتقال پر رحمٰن تبارک وتعالیٰ کا عرش (خوشی میں) ہل گیا**''۔

**فائدہ**: اللہ کے عرش کی عظمت اور بڑائی:

اللہ کی کرسی اتنی بڑی اور وسیع ہے کہ ساتوں آسمان بھی اس کے مقابلے میں بہت چھوٹے ہیں جیسے صحراء میں کوئی (چھوٹی سی انگوٹھی) چھلا پڑا ہو، اور پھر اللہ کا عرش' کرسی سے اتنا ہی بڑا ہے جیسے صحراء میں (چھوٹی سی انگوٹھی) چھلا پڑا ہو(۱)۔

تو غور کریں کہ اتنا عظیم عرش حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی موت پر' انکی روح کی آمد کی خوشی میں جھوم اٹھا ہلنے لگا کیونکہ شہداء کی ارواح عرشِ رحمان کے نیچے رہتی ہیں(۲)۔ امام نوویؒ کہتے ہیں حقیقت میں اللہ کا عرش ہی ہلا تھا۔ اور پھر جس طرح اللہ اپنی قدرت سے اُحد پہاڑ کو نبی علیہ السلام سے محبت کا احساس دلا سکتا ہے(۳) اسی طرح اللہ اپنے عرش میں بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی محبت کا احساس پیدا فرما سکتا ہے(۳)۔ صحیح حدیث میں موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سعد بن معاذ کی موت پر رب تبارک وتعالی (محبت میں) خوش ہوئے تو عرش جھومنے لگا(۴)۔

**صحیح**

۴۱۲۰) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ: مَا أَخَفَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین کہنے لگے تعجب

(۴۱۱۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، الإرواء(۳/۱۶۶)، ظلال الجنۃ(۵۵۲-۵۶۳) ابن ماجہ(۱۵۸)، [المشکاۃ(۶۱۹۷)، الصحیحۃ(۱۲۸۸)، صحیح الجامع(۲۵۲۱)، مختصر الشمائل(۱۶) اور مختصر العلو(۷۵)]۔

(۴۱۲۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ(۶۲۲۸)، [ھدایۃ الرواۃ(۶۱۸۹)، الصحیحۃ(۳۳۴۷) اور صحیح الموارد(۱۹۱۲)]۔

(۱) صحیح۔''کتاب العرش'' لابن ابی شیبۃ[۵۸]، الصحیحۃ[۱۰۹]۔ (۲) صحیح مسلم[۳۵۰۰] کتاب الإمارۃ، باب بیان أن أرواح الشہداء في الجنۃ وأنہم أحیاء عند ربہم یرزقون۔

(۳) شرح مسلم للنووي[۲۲/۱۶]، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: شرح السنۃ[۱۸۰/۱۴]، سیر أعلام النبلاء[۲۹۷/۱] اور مجموع الفتاوی[۵۵۴/۶]۔ **أحد پہاڑ کو نبی علیہ السلام سے محبت**: صحیح البخاري[۳۷۷۴]، کتاب المغازي، باب أحد یحبنا ونحبہ۔ (۴) صحیح۔رواہ تمام فی ''الفوائد''[۲/۳]، الصحیحۃ[۱۲۸۸]۔

جَنَـازَتَـهُ! وَذَالِكَ لِـحُكْمِهِ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ. فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَـقَالَ: ((إِنَّ الْـمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ)).

ہے انکا جنازہ کس قدر ہلکا پھلکا ہے یہ بات ان لوگوں نے اسلئے کہی کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بنوقریظہ کا فیصلہ کیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ان کا جنازہ اس لئے ہلکا پھلکا تھا کیونکہ) **''فرشتے (بھی) ان کے جنازے کو اٹھائے ہوئے تھے''۔**

**فائدہ:** غزوۂ خندق کے موقع پر قبیلہ بنوقریظہ نے عہد شکنی کی اور کفار کے لشکر سے جا ملے، جب آندھیوں کی وجہ سے دشمنانِ اسلام بھاگنے پر مجبور ہو گئے تو بنوقُریظہ کے یہودی قلعہ بند ہو گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ ہم سعد بن معاذ کے فیصلے پر راضی ہیں (بنوقریظہ جاہلیت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قبیلہ اَوس کے دوست اور حلیف تھے)، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے، اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فیصلے کو پسند کرتے ہوئے فرمایا: تم نے تو وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا(۱)۔ اس فیصلے کی وجہ سے بنوقریظہ کے منافقین نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جنازے کو ہلکا' کم وزن والا کہا اور ان میں عیب نکالنے کی کوشش کی حالانکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مضبوط جسم والے قدآور اور بھاری بھرکم تھے(۲)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تعریف فرمائی کہ انکی عظمت و نیکی کا حال تو یہ ہے کہ لوگوں کیساتھ فرشتے بھی ان (کی چارپائی) اٹھانے میں (مدد کر رہے تھے)، ان کیلئے تو رحمٰن کا عرش لہلہانے لگ گیا(۳)' (ان کی آمد پر) آسمان کے دروازے کھول دئے گئے اور (۷۰) ہزار فرشتے انکے جنازے میں شریک ہوئے(۴)' جبکہ آج سے پہلے فرشتے اتنی بڑی تعداد میں (کسی کے جنازے میں) شریک نہیں ہوئے(۵)۔

## مَنَاقِبُ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

## حضرت قَیس بن سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

حضرت قَیس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور خدمت کرتے کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ بن گئے(۶)، نبی علیہ السلام کے سفر میں (انصار کا) پرچم ان ہی کے ہاتھ میں ہوتا، یہ اور ان سے پہلے

(۱) صحیح البخاري[۲۶۳۴]، کتاب الجھاد والسیر، باب فضل الطلیعۃ، [۳۵۲۰]، کتاب المناقب، باب مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، الصحیحۃ[۶۷]۔ (۲) حسن۔سنن الترمذی[۱۷۲۳]، الصحیحۃ[۶۷]اور ابن سعد[۳/۴۳۰]، الصحیحۃ[۳۳۴۷] کے تحت شیخ البانیؒ نے اسے شواہد میں ذکر کرتے ہوئے اس کی اسناد کو''صحیح مرسل'' کہا ہے۔ (۳) حسن۔ابن حبان[۷۰۳۲]، الصحیحۃ[۳۳۴۷]۔ (۴) صحیح۔صحیح النسائی[۲۰۵۴]۔ (۵) صحیح۔ابن سعد[۳/ ۴۲۷-۴۲۸]، الصحیحۃ[۱۱۵۸]۔ (۶) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۸۳۴]، [۳۰۲۵]۔

ان کے والد حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ انصار کے ایک بڑے قبیلہ ''خزرج'' کے سردار تھے(۱)، یہ جلیل القدر، فضلاء، صاحبِ رائے اور جنگی معاملات میں صاحب تدبیر لوگوں میں شمار ہوتے ہیں(۲)۔

۴۱۲۱) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيرِ. قَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَعْنِي مِمَّا يَلِي مِنْ أُمُوْرِهِ.

**صحیح**

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کے ہاں حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کا مقام ایسا تھا جیسے کسی امیر (بادشاہ) کے ہاں محافظ (گارڈ) کا ہوتا ہے۔

۴۱۲۲) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ:** حضرت قیس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شُرطہ محافظ تھے، بادشاہ سے پہلے آگے جو محافظ ہوتے ہیں انہیں شُرطہ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے، آج کل عرب ممالک میں پولیس کو بھی شرطہ کہا جاتا ہے، شُرطہ کا اصل معنی تو ہے خاص علامت والے، خاص محافظ، پھر یہ لفظ عام پولیس پر بھی بولا جانے لگا بہر حال حضرت قیس رضی اللہ عنہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بطور محافظ رہتے تھے۔

## مَنَاقِبُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

## حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

**نام وفضائل:** حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما انصاری سُلَمی ہیں، انکی کنیت ابوعبداللہ ہے(۳)، یہ لیلۃ العَقَبَہ(۴) اور بیعتِ رضوان میں بھی شامل تھے جن صحابہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: آج تمام زمین والوں میں تم بہترین ہو(۵)، انہوں نے نبی علیہ السلام کیساتھ (۱۹) غزوات میں شرکت کی، بدر اور اُحد کے علاوہ کوئی ایسا غزوہ نہیں تھا جس میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ شرکت نہ کی ہو(۶)۔

(۴۱۲۱ اور ۴۱۲۲) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، بخاری(۷۱۵۵) اور [المشکاۃ(۳۶۹۲)]۔

(۱) صحیح البخاري[۲۷۵۲]، کتاب الجهاد والسیر، باب ما قیل في لواء النبی ﷺ، مع الفتح[۸۳۲۶]، کتاب المغازي، باب حدیث الأفک۔ (۲) حسن۔ابن عدي في ''الکامل''، سیر أعلام النبلاء[۳/۱۰۸] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔ (۳) صحیح البخاري[۳۵۷]، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ بغیر رداء۔ (۴) صحیح البخاري[۳۶۰۲]، کتاب المناقب، باب وفود الأنصار إلی النبي ﷺ بمکة وبیعة العقبة۔ **(العَقَبَہ: منیٰ کے پاس ایک جگہ کا نام ہے جہاں انصار کے چندلوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف داری اور اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کرنے آئے تھے، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں لیلۃ العقبہ پر جنگ بدر کو ہرگز ترجیح نہیں دونگا اگر چہ لوگوں میں بدر کی فضیلت زیادہ مشہور ہے۔**( صحیح البخاري[۴۰۶۶]، کتاب المغازي، باب حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔) (۵) صحیح البخاري[۳۸۳۹]، کتاب المغازي، باب غزوۃ الحدیبیة۔ **(بیعت رضوان میں شریک صحابہ کی فضیلت صفحہ(296) پر دیکھیئے۔)**

(۶) صحیح مسلم[۳۳۸۳]، کتاب الجهاد والسیر، باب عدد غزوات النبي ﷺ۔ **مختلف روایات کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدر میں لڑنے والوں میں سے تو نہیں تھے البتہ مجاہدین کو پانی پلا رہے تھے۔**( صحیح أبي داود[۲۷۳۱])، مزید دیکھئے: الإستیعاب لابن عبدالبر[۶۵]، الإصابة لابن حجر[۱۰۲۷] أسد الغابة لابن الأثیر[۱۳]۔

**فرمانبردار بیٹے:** حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے بڑے فرمانبردار تھے، ان کے والد نے انتقال سے پہلے انہیں اپنا قرض ادا کرنے اور اپنی (۹) بیٹیوں کا خیال رکھنے کی وصیت کی تھی، انہوں نے بڑی کوششوں سے اپنے والد کا قرض ادا کیا اور والد کی وصیت کے احترام میں اپنی بہنوں کی تربیت اور ان کا خیال رکھنے کی خاطر کم عمر کنواری کے بجائے بیوہ یا مطلقہ سے شادی کی، جب نبی علیہ السلام کو ان کی شادی کا علم ہوا تو ان کیلئے برکت کی دعا کی اور فرمایا تم نے صحیح فیصلہ کیا ہے (۱)۔

**حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ** کے بڑے فضائل ہیں یہ سب سے پہلے صحابی تھے جو غزوہ اُحد میں شہید ہوئے (۲)، شہادت کے بعد یہ جب تک اُحد کے میدان میں رہے فرشتے مستقل ان پر اپنے پروں سے سایہ کئے رہے (۳)، ان کی شہادت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص سے پردے کے پیچھے سے بات کی لیکن صرف تمہارے والد کو زندہ کر کے آمنے سامنے گفتگو کی ہے (۴)، ان کی شہادت کے (۴۶) سال بعد جب سیلاب کی وجہ سے انہیں دوسری جگہ منتقل کرنے کیلئے ان کی قبر کھولی گئی تو ان کا جسم بالکل صحیح سالم تھا گویا کل ہی شہید کئے گئے ہوں (۵)۔

**علمِ حدیث:** حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا احادیثِ رسول سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک حدیث کو سننے کیلئے مہینے بھر کا سفر طے کیا (۶)، انہیں کثرت سے احادیث روایت کرنے والے صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے انہوں نے نبی علیہ السلام سے (۱۵۴۰) احادیث بیان کی ہیں (۷)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی قربت اور ان کی علمیت کا اندازہ حجۃ الوداع کی اس ایک حدیث سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے بیان کی ہے، جس کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔

**وفات:** آخری عمر میں ان کی بینائی چلی گئی تھی، ۷۸ھ میں امت مسلمہ کیلئے علمِ کثیر چھوڑ کر انتقال فرما گئے، اس وقت ان کی عمر (۹۴) سال تھی، ابان بن عثمانؒ (۸) نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جو اس وقت مدینہ کے والی تھے (۹)۔

(۱) صحيح البخاري [۱۲٦۴]، كتاب الجنائز، هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة ـ [۳۷۴٦] كتاب المغازي، باب ﴿إذ همت طائفتان منكم أن تفشلا ......﴾ ـ [۴۹۴۸]، كتاب النفقات، باب عون المرأة زوجها في ولده ـ (۲) صحيح البخاري [۱۲٦۴]، كتاب الجنائز، باب هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة ـ (۳) صحيح البخاري [۱۷۷۱]، كتاب الجهاد والسير، باب ظل الملائكة على الشهيد ـ (۴) حسن ـ صحيح الترمذي [۲۴۰۸] ـ (۵) صحیح ـ مؤطا امام مالک [۸۹۳]، ابن سعد [۳/۵٦۲]، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری [۳/۱۷۳] میں اسے صحیح کہا ہے۔
(٦) حسن ـ صحيح الأدب المفرد [۷۵۰] ـ (۷) سير أعلام النبلاء للذهبي [۳/۱۹۴] ـ (۸) **عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، اور اپنے وقت کے فقہاء میں شمار ہوتے ہیں** (الکاشف للذھبی [۱/۲۰٦]) ـ (۹) رجالہ ثقات ـ طبراني في الكبير [۱۷۳۳]، مجمع الزوائد [۱٦۳۰۳-۱٦۳۰۴] میں حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

۴۱۲۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: جَاءَ نِيُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَّلَا بِرْذَوْنٍ.

**صحیح**

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ (میری عیادت کیلئے پیدل) تشریف لائے اور آپ کسی خچر (جیسی کم تر) یا تُرکی گھوڑے (جیسی عمدہ سواری) پرسوار نہیں تھے۔

**فائدہ:** یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم متواضع اور سادہ تھے کثرت سے پیدل چلا کرتے تھے امراء کی طرح ٹھاٹ باٹ اور سواری کے عادی نہیں تھے' اس حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی فضیلت واعزاز بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دور ان کے گھر پیدل چل کر انکی مزاج پُرسی اور طبیعت پوچھنے کیلئے تشریف لائے، بخاری میں اس عیادت کا قصہ ذرا تفصیل سے ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوگیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں پیدل میری عیادت کیلئے تشریف لائے' میں (تقریباً) بے ہوش پڑا ہوا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا' مجھے افاقہ ہوگیا' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنے ترکہ (وراثت) کے متعلق سوال کیا جس پر میراث کی آیت نازل ہوئی(۱)۔

۴۱۲۴) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اِسْتَغْفَرَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْبَعِيْرِ خَمْساً وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً.

**ضعیف**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ والی رات میں میرے لئے پچیس بار دعائے مغفرت فرمائی۔

امام ترمذیؒ کہتے ہیں اونٹ والی رات کا واقعہ کئی سندوں سے مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ایک سفر میں نبی علیہ السلام کے ہمراہ تھے انہوں نے اپنا اونٹ نبی علیہ السلام کو فروخت کردیا اور کہا کہ بس مدینہ تک میں اس پرسواری کرونگا تو اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (۲۵) بار مغفرت کی دعا سے نوازا۔ دراصل انکے والد حضرت عبداللہ بن عَمرو بن حرام رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں شہید ہوگئے تھے اور اپنے پیچھے کئی بیٹیاں چھوڑ گئے تھے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی اپنی بہنوں کے سرپرست اور ان پر خرچ کرنے والے تھے اسلئے

---

(۴۱۲۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، مختصر الشمائل (۲۹۱)، بخاری میں بھی اس کے ہم معنی حدیث ہے اور [سنن ابی داود (۳۰۹۶)]۔

(۴۱۲۴) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۲۳۸)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۱۹۹) میں شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس کی سند تو مسلم کی شرط پر ہے لیکن ابوزبیر جو کہ مدلس راوی ہیں' اس روایت کو انہوں نے عنعنہ سے بیان کیا ہے]۔

(۱) صحیح البخاري [۵۲۱۹]، کتاب المرضی، باب عیادۃ المغمی علیہ۔

نبی علیہ السلام خاص طور سے ان کیساتھ بہت اچھا سلوک اور تعاون فرماتے تھے اور انہیں دعائیں بھی دیتے تھے۔

**فائدہ :** یہ واقعہ غزوہ ذات الرقاع کا ہے(۱)، دوسری صحیح حدیث میں اس کی یوں تفصیل ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک جہاد میں نبی علیہ السلام کیساتھ تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا: تم ایک دینار کے بدلے اپنا اُونٹ بیچتے ہو؟ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے، میں نے عرض کیا' اللہ کے رسول (خرید نے کی کیا ضرورت ہے) یہ آپ کا ہی اُونٹ ہے بس میں مدینہ تک اس پر سواری کر لیتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا دو دینار میں بیچتے ہو؟ اللہ تمہاری بخشش فرمائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ایک ایک دینار بڑھاتے رہے اور ہر بار یہ فرماتے اللہ تمہاری مغفرت فرمائے یہاں تک کہ بیس دینار تک پہنچ گئے (یعنی بیس باران کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی)، پھر جب میں مدینہ پہنچا تو اونٹ نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیس دینار دلوائے اور فرمایا اپنا اونٹ بھی اپنے گھر والوں کے پاس لے جاؤ(۲)۔ نبی علیہ السلام نے ان کیساتھ تعاون فرمایا، کتاب البیوع میں علماء نے اس حدیث پر تفصیلی بحث کی ہے اور بہت سے مسائل نکالے ہیں۔

## مَنَاقِبُ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رضي الله عنه

## حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ قریشی اور بدری صحابی ہیں، یہ اسلام کے سب سے پہلے سفیر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل ان کو تبلیغ کیلئے مدینہ طیبہ بھیجا(۳) اور مدینہ میں سب سے پہلے انہوں نے ہی خطبہ جمعہ قائم کیا(۴)' ان کی سچی تبلیغ کی دعوت سے قبیلہ اَوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہما مسلمان ہو گئے' حضرت سعد بن معاذ کے اسلام لاتے ہی انکے پورے قبیلے والے بھی مسلمان ہو گئے' پورے مدینہ میں اسلام پھیل گیا اور انصار کا کوئی گھر ایسا باقی نہ رہا جو مسلمان نہ ہوا ہو(۵)۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ(۶) میں سے ہیں کہتے ہیں حضرت مُصعب رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ بہتر تھے اور پھر ان کے زہد کو بیان کرتے ہوئے رو پڑے(۷)، حضرت مُصعب رضی اللہ عنہ ان صحابہ

(۱) صحیح۔ مسند أحمد[۱۵۰۶۸]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۲) صحیح۔ صحیح ابن ماجہ[۱۷۹۱]۔ (۳) صحیح البخاري[۳۶۳۲]، کتاب المناقب، باب مقدم النبي ﷺ وأصحابہ المدینۃ۔

(۴) حسن۔ طبرانی فی الأوسط[۱/۵۱/۲]، الإرواء[۳/۶۸] میں شیخ البانیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔ (۵) حسن مرسل۔ ابن هشام[۱/۴۳۷]، الثقات لابن حبان[۱/۹۸]، د۔ مہدی رزق اللہ احمد نے السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلية دراسة تحليلية[۲۳۷] میں اس کی اسناد کو ''حسن مرسل'' کہا ہے۔ (۶) **عشرہ مبشرہ کون ہیں ان کی تفصیل پیچھے صفحہ (188) پر ملاحظہ فرمائیں۔**

(۷) صحیح البخاري[۱۱۹۶]، کتاب الجنائز، باب إذا لم یوجد إلا ثوب واحد۔

میں شامل ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾(۱) کہ صحابہ میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا(۲)، یہ جلیل القدر صحابی غزوہ اُحد میں شہید ہوئے(۳)، اس دن مہاجرین کا پرچم ان ہی کے ہاتھوں میں تھا(۴)۔

**صحیح**

۴۱۲۵) عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئاً، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا، وَإِنَّ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا ثَوْباً، كَانُوا إِذَا غَطُّوا بِهِ رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطُّوا بِهِ رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((غَطُّوا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ)).**

حضرت خبّاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے نبی ﷺ کیساتھ ہجرت کی تاکہ ہم اللہ کی رضا مندی کو حاصل کرلیں، اور پھر ہمارا (آخرت کا) اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہوگیا، ہمارے کچھ (مہاجرین) ساتھی تو (دنیاوی) اجر وفائدے سے قبل ہی دنیا سے رخصت ہوگئے اور بعض ایسے بھی ہیں جن کی محنت کے پھل خوب پک گئے (یعنی ہجرت سے دنیاوی فائدہ بھی ہوا) اور وہ اپنی محنت کا پھل کھا رہے ہیں، حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اس (غربت کی) حالت میں فوت ہوئے کہ انکے پاس صرف ایک کپڑے کے علاوہ کچھ نہ تھا، (وہ بھی اتنا چھوٹا کہ) اگر انکا سر ڈھانپتے تو پاؤں دکھائی دینے لگتے اور پیر چھپاتے تو سر دکھائی دینے لگتا! نبی علیہ السلام نے فرمایا: **''ان کا سر ڈھانپ دو اور انکے پاؤں پر اِذخر گھانس رکھ دو''۔**

**۴۱۲۶)** یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ:** حضرت مُصعب رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کے حکم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی مکہ سے مدینہ ہجرت کی تھی اسلئے انہوں نے ہجرت کا پورا ثواب حاصل کیا اور آخرت کے سارے فائدے بھی حاصل کر لئے۔(۵)

---

(۴۱۲۵ اور ۴۱۲۶) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، بخاری، مسلم، احکام الجنائز (۵۷)، [سنن أبي داود (۲۸۷۶)، سنن النسائي (۱۹۰۳)، المشكاة (۶۱۹۶) اور صحیح الترغیب (۳۳۱۳)]۔

(۱) سورۃ الاحزاب [۲۳]۔ (۲) صحیح۔ حاکم [۴۹۰۵]، امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے۔ (۳) صحیح البخاري [۴۰۴۱]، کتاب المغازي، باب غزوۃ أحد۔ (۴) صحیح مرسل۔ کتاب الجہاد، لابن مبارک [۹۵]، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری [۷/۳۵۳] میں اسے صحیح مرسل کہا۔ (۵) صحیح البخاري [۳۶۳۲]، کتاب المناقب، باب مقدم النبي ﷺ وأصحابه المدينة۔

اِذخر: گھانس کی ایک قسم ہے جو خوشبودار ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں **حدیث میں صحابہ کی زندگیوں کی دو مثالیں پیش کی گئیں ہیں:**

(۱) حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسے بعض صحابہ فتوحات سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے اور دنیاوی فائدے نہیں اٹھائے اسی طرح بعض صحابہ فتوحات کے بعد بھی اپنی پہلی غربت والی ہی حالت پر رہے جیسے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ وغیرہ' ان لوگوں نے سب کچھ آخرت کیلئے ہی رکھدیا۔

(۲) اور بعض صحابہ کو فتوحات کے بعد دنیاوی نعمتیں اور فوائد بھی ملے انہوں نے اسلامی طور طریقہ کو اپناتے ہوئے مالی فوائد بھی حاصل کئے لونڈیاں بھی رکھیں جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ' بعض تجارت وغیرہ کے حقوق ادا کرتے ہوئے اس میں بھی مصروف ہو گئے جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ وغیرہ، لیکن دونوں زندگیوں میں کچھ فرق تو ہوگا کیونکہ جنہوں نے دنیاوی فوائد حاصل نہیں کئے وہ اس حساب وکتاب سے بچ گئے اور انہیں آخرت میں پورا پورا ثواب ملے گا اسی رغبت کے پیش نظر سلف صالحین زہد کی زندگی گزارتے تھے(۱) (ملخصاً)

## مَنَاقِبُ الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

## حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں(۲)، یہ بڑے دلیر' پہلوان صحابی تھے' جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذّاب کے دیوقامت پہلوان کو بڑی عقلمندی اور بہاردی سے ایک ہی وار میں ڈھیر کردیا(۳)، ایک غزوہ میں بڑی شجاعت سے اپنے بھائی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھتی ہوئی گرم لوہے کی زنجیر کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا ہاتھوں کا سارا گوشت ہڈّی تک جل گیا اور اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حفاظت فرمالی(۴)، حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (۱۰۰) مشہور کافر اور مشرکوں کو اکیلے ہی بغیر کسی ساتھی کے مارا ہے(۵)، یہ بہترین شاعر بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں شعر سنایا کرتے تھے تاکہ سفر آسانی سے کٹ جائے(۶)۔

---

(۱) فتح الباری[۱۱/ ۲۷۸]۔ (۲) صحیح ۔شرح المعانی للطحاوي[۲/۱۳۲]، شیخ البانی نے الإرواء[۵/ ۵۷] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۳) صحیح ۔سنن البیھقي الکبری[۱۷۷۹۴]، امام ذہبیؒ نے المھذب[۷/ ۳۵۸۵] میں اسے بخاری ومسلم کی شرط پر کہا ہے۔ (۴) حسن ۔طبرانی فی الکبیر[۱۱۲۸]، مجمع الزوائد[۱۵۷۹۶]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔

(۵) صحیح ۔حاکم[۳/۲۹۱]، شیخ البانیؒ نے ''تحریم الآلات الطرب''[ص ۔۱۲۷-۱۲۸] میں اسے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، طبرانی فی الکبیر[۶۹۲]، مجمع الزوائد[۱۵۷۹۵]، حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال بخاری کے ہیں۔ (۶) صحیح ۔صحیح الأدب المفرد[۱۹۹]۔

(۴۱۲۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَمْ مِنْ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لا يُؤْبَهُ لَهُ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ)).

صحیح

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتنے بکھرے ہوئے بالوں والے، غبار آلودہ، پھٹے پرانے کپڑوں والے ایسے ہیں جنکی طرف لوگ کوئی توجہ بھی نہیں دیتے (لیکن وہ اللہ کے ہاں ایسے عزت والے ہیں کہ) اگر کسی بات پر اللہ کا بھروسہ کر کے قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ انکی قسم پوری اور سچی فرما دیتا ہے، براء بن مالک بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں''۔

**فائدہ**: حضرت براء رضی اللہ عنہ بڑے متواضع اور سادہ تھے اتنی اہم فضیلت ''مستجاب الدعوۃ'' ہونے کے باوجود شہرت سے دور رہتے تھے لیکن جب میدانِ جنگ میں مشرکین سے سامنہ ہوتا تو یہ مسلمانوں کی فتح کی قسم کھا لیتے تھے اور اللہ فتح یابی دیتا تھا' تب اللہ کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی دلیری اور بہادری کا نظارہ سب لوگ دیکھتے تھے (۱)۔

عام طور پر تو لوگ ایسے توحید پرست غریب لوگوں کو اہمیت نہیں دیتے ظاہری خستہ حالت دیکھ کر انکی کوئی قدر نہیں کی جاتی لیکن اگر یہ غریب بندہ موحد اور متبع سنت ہو تو اللہ کے ہاں ایسے مسلمانوں کی بہت عزت ہوتی ہے اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھالیں کہ میں نے یہ کام اللہ سے کرانا ہے تو اللہ تعالیٰ انکا کام پورا فرما دیتا ہے انکی قسم سچی ہو جاتی ہے انکی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کا اللہ سے بڑا مضبوط تعلق ہوتا ہے یہ اللہ کے مقرب بندے ہوتے ہیں، حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی اللہ کے مقرب بندوں میں سے تھے۔ لیکن یہاں یہ بات سمجھنی بھی بہت ضروری ہے کہ آجکل جو سڑکوں' مزاروں' آستانوں اور درگاہوں پر اس قسم کے لوگ نظر آتے ہیں جو اپنی ظاہری حالت کو بگاڑ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اپنے آپ کو بابا' اور ملنگ کہلواتے ہیں! اس حدیث سے ایسے لوگ ہرگز مراد نہیں ہیں کیونکہ اللہ اور رسول کی محبت حاصل کرنے کیلئے اور اللہ کے ہاں اپنی بات کو پورا کرانے اور اپنی دعائیں قبول کرانے کیلئے اسلامی تعلیمات کو اپنانا لازمی اور ضروری ہے، اللہ کے قریب صرف

---

(۴۱۲۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشكاة (۶۲۳۹)، تخريج مشكلة الفقر (۱۲۵)، [الصحيحة (۲۶۴۳) کے تحت (۶/ ۲۹۷)، صحيح الترغيب (۲۰۸۳)، صحيح الجامع (۴۵۷۳) اور التنبيهات المليحة على ما تراجع عنه العلامة المحدث الألباني من الأحاديث الضعيفة أو الصحيحة [ص ۔۱۱۴] لعبد الباسط بن يوسف الغريب]۔

(۱) صحیح ۔ حاکم [۵۲۷۴]، امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

وہی بندے ہوتے ہیں جو اللہ کی عبادت میں مخلص ہوں اور اسکی صفات میں کسی کو شریک نہ کریں اور اپنی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر گزاریں، اور اگر ایسا نہیں ہے تو دنیا و آخرت میں ان کی کوئی عزت نہیں اور نہ ہی کوئی عمل قبول ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلم کی حدیث ہے: "مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" کہ جو عمل بھی میرے بتائے ہوئے طریقہ اور تعلیم کے مطابق نہیں ہوگا (سنت کے خلاف ہوگا) تو وہ (اللہ کے ہاں) قابلِ قبول نہیں ہے (اور نہ ہی اس کا ہمارے دین سے کوئی تعلق ہے)(۱)۔

## مَنَاقِبُ أَبِي مُوسٰى الْأَشْعَرِيِّ ﷛

## حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛ کے فضائل

**نام وصفات:** حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن قیس ہے' یہ یمنی ہیں(۲)' ان کا شمار مشہور قراءِ صحابہ میں ہوتا ہے اور یہ بہت اچھی آواز سے قرآن کی تلاوت کرتے تھے' ہلکے پھلکے جسم والے(۳) ہونے کے باوجود نہایت بہادر اور بردبار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا ''یہ بہت نرم مزاج اور بردبار ہیں''(۴)، یمن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ تشریف لائے اور اسلام قبول کیا' پھر حبشہ ہجرت کی اور خیبر والے سال حبشہ سے واپس آئے' اس طرح انہوں نے (۳) ہجرتیں کیں(۵)، نبی علیہ السلام نے ان کیلئے دعا فرمائی تھی ''اے اللہ! عبداللہ بن قیس کی مغفرت فرما دے اور قیامت کے دن انہیں باعزت جگہ (جنت میں) داخل فرما''(۶)۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ مفتیانِ صحابہ(۷) اور اس امت کے بہترین قاضیوں میں سے تھے(۸)' اللہ نے علم سے اتنا نوازا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں گویا ان کو علم میں ڈبو کر نکالا گیا ہے(۹)، یہ بڑے باحیاء تھے(۱۰)، ہر معاملہ میں آخرت کو مقدم رکھتے(۱۱)' میدانِ جنگ میں نہایت بہادری سے لڑتے تھے(۱۲)، فاتح ایران

(۱) صحیح مسلم[۳۲۴۳]، کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور۔ (۲) صحیح البخاري[۳۹۹۹] كتاب المغازي، باب بعث أبي موسى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع۔
(۳) صحیح۔إتحاف المهرة[۷/۳۶۶] میں حافظ بوصیریؒ نے اسے صحیح کیا ہے۔ (۴) رجاله رجال الصحيح غير رجاء بن أبي رجاء وقد وثقه ابن حبان۔طبراني في الكبير[۷۰۴]، مجمع الزوائد[۱۵۹۳۹] میں حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس کے سب راوی صحیح بخاری کے ہیں' سوائے رجاء بن ابی رجاء کے اور انہیں ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ (۵) صحیح البخاري[۳۹۰۵] كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، مسند احمد[۴۴۰۰] تحقیق: شیخ احمد شاکرؒ، صحیح سیرة النبوية[۱۶۵] للشیخ الألبانيؒ، فتح الباري[۷/۱۸۹]، البداية والنهاية[۳/۷۷]۔ (۶) صحیح البخاري[۳۹۷۹] كتاب المغازي، باب غزوة أوطاس۔ (۷) صحیح۔تاریخ دمشق[۱۹۲۲] لابی زرعہؒ، سیر أعلام النبلاء[۲/۳۳۳] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ (۸) صحیح۔تاریخ دمشق ابن عساکر[۵۰۰]، سیر أعلام النبلاء[۲/۳۸۸] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ (۹) رجاله ثقات۔القسوي في تاريخه[۲/۵۴۰]، سیر أعلام النبلاء[۲/۳۸۸] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔ (۱۰) صحیح۔حافظ ابن حجرؒ نے ''الإصابة''[۲/۳۶۰] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۱۱) رجاله ثقات۔ابن سعد[۴/۱۱۳]، سیر أعلام النبلاء[۲/۴۰۱] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔ (۱۲) رجاله ثقات۔ابن سعد[۴/۱۱۲]، سیر أعلام النبلاء[۲/۴۰۱] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔

ہیں انہوں نے ایران کے شہر اھواز کو فتح کیا(۱)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن میں بطور قاضی اور معلم بنا کر بھیجا(۲)، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بصرہ کے گورنر رہے(۳) اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیا(۴)' ہمیشہ واضح اور بہت ٹھوس بات کرتے تھے(۵)' حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف کو دور کرنے کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حَکم بنائے گئے(۶)۔

۴۱۲۸) عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((**يَا أَبَا مُوسٰى لَقَدْ أُعْطِيتَ مِزْمَاراً مِنْ مَّزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ**)).

**صحیح**

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**اے ابوموسیٰ! تمھیں (اللہ کی طرف سے) داؤد علیہ السلام کی خوش الحان وسریلی آوازوں میں سے خوبصورت آواز عطاء کی گئی ہے**''۔

**فائدہ:** مِزمَار: گانے بجانے کے آلے بانسری وغیرہ کو کہتے ہیں، لیکن یہاں سُر اور خوبصورت آواز مراد ہے۔

''آل داود'' سے حضرت داؤد علیہ السلام ہی مراد ہیں ان کی نہایت خوبصورت آواز تھی جب یہ اپنی پُرسوز آواز سے تسبیح بیان کرتے تو اسے سن کر اُڑتے پرندے ہوا میں ہی جمع ہو جاتے، ٹھہر جاتے اور پرندے و پتھر کے ٹھوس پہاڑ بھی ان کے ساتھ تسبیح بیان کرنے لگتے(۷)، نبی علیہ السلام نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز کو حضرت داؤد علیہ السلام کی اس بہترین خوش الحانی سے مثال دی ہے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت انکے قرآن پڑھنے کی آواز سنی(۸)' ازواج مطہرات بھی انکی آواز سن کر اٹھ گئیں جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو عرض کیا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ سب میری قرأت سن رہے ہیں تو میں اور زیادہ اچھی آواز سے پڑھتا(۹)۔ کیونکہ قرآن کو اچھی آواز میں پڑھنے کا حکم ہے یہاں دکھلاوہ مقصود نہیں تھا بلکہ سننے والوں کی رغبت' شوق وخوشی کو بڑھانا مقصد تھا۔

---

۴۱۲۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری (۵۰۳۸)، مسلم (۱۹۳/۲)، [الصحیحہ (۳۵۳۲)، صحیح الجامع (۷۸۳۱)، النسائي (۱۰۲۰)، ابن ماجہ (۱۳۴۱)، صحیح الموارد (۱۹۱۷)، صحیح الأدب المفرد (۶۲۲)، صفۃ الصلاۃ (۱۲۷)، المشکاۃ (۶۱۹۴)، أصل صفۃ الصلاۃ (۵۹۱/۲) اور تحقیق ریاض صالحین (۱۰۱۲)]۔

(۱) صحیح البخاري، کتاب الجمعۃ، باب الصلاۃ عند مناھضۃ الحصون ولقاء العدو، مع الفتح[۴۳۵/۲]۔ (۲) صحیح مسلم[۳۷۳۰]، کتاب الأشربۃ، باب بیان أن کل مسکر خمر وأن کل خمر حرام۔

(۳) رجالہ ثقات۔ ابن سعد[۱۰۹/۴]، سیر أعلام النبلاء[۳۸۹/۲] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔ (۴) صحیح مسلم[۵۱۵۱]، کتاب الفتن وأشراط الساعۃ، باب في الفتنۃ التي تموج کموج البحر مع شرح النووي۔ (۵) رجالہ ثقات۔ ابن سعد[۱۱۱/۴]، سیر أعلام النبلاء[۳۹۸/۲] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔

(۶) حسن۔ أنساب الأشراف للبلاذري[۱۵۷/۲]، عصر الخلافۃ الراشدۃ کے مؤلف: د۔ اکرم ضیاء العمري نے اسے حسن کہا ہے۔ (۷) سورۃ صٓ[۱۹]۔ (۸) صحیح مسلم[۱۳۲۲]، کتاب صلاۃ المسافر وقصرھا، باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن۔ (۹) صحیح۔ ابن سعد[۱۰۸/۴]، شیخ البانیؒ نے اسے مسلم کی شرط پر کہا ہے، اصل صفۃ الصلاۃ[۵۹۴/۲]۔

**قرآن مجید کو اچھی آواز سے تلاوت کرنا:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے کا حکم دیا ہے(۱)' اور اس کیساتھ ہمیں قرآن کے نزول کا اصل مقصد بھی سمجھنا چاہیے کہ ''اہل قرآن'' تقوی وہدایت' علم وعمل اور خوفِ خدا جیسی صفات سے متصف ہوں' اور فہم قرآن پر توجہ دیں اور اپنی زندگی میں اس کو عملی طور پر اپنانے کی کوشش کریں، ایسا نہ ہو کہ حافظ قرآن اچھی آواز سے تو قرآن پڑھے لیکن قرآن کی غرض وغایت اور علم وفقاہت سے محروم ہو اور قرآنی احکام وقواعد پر عمل کرنے سے کوسوں دور ہو، نبی علیہ السلام نے قیامت کی نشانیوں میں گنوایا ہے کہ لوگ قرآن تو بڑی اچھی آوازوں سے پڑھیں گے لیکن عمل سے خالی ہونگے(۲)' لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم فہم قرآن پر توجہ دیں' قران پر عمل کریں اور ساتھ ساتھ آواز میں حسن پیدا کرنے کی بھی کوشش کریں۔

## مَنَاقِبُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ
## حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ساعدی' انصاری ہیں، انکی کنیت ابوعباس ہے(۳)' جب نبی علیہ السلام کا انتقال ہوا تو انکی عمر پندرہ سال تھی(۴)' یہ سب سے آخری صحابی ہیں جن کا مدینہ میں انتقال ہوا(۵)۔

۴۱۲۹) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ فَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ:
**(( اَللّٰهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ )).**

**صحیح**

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (غزوہ خندق کے موقع پر) جب رسول اللہ ﷺ خندق کھود رہے تھے تو ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھے' اور ہم لوگ مٹی نکال رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے تو یہ دعا فرمائی:
**''اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمادے''۔**

---

(۴۱۲۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم، [صحیح الجامع (۱۳۰۴)، المشکاۃ (۴۷۹۳)]۔

(۱) صحیح۔صحیح أبي داود[۱۳۲۰]۔ (۲) صحیح۔مسند أحمد[۳/۴۹۴]،الصحیحہ[۹۷۹]۔ (۳) صحیح البخاري[۳۴۲۷]،کتاب المناقب،باب مناقب علي بن أبي طالب۔

(۴) صحیح۔مسند أحمد[۲۱۱۴۱]،تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۵) صحیح البخاري[۴۸۴۷]،کتاب النکاح،باب ولا یبدین زینتھن إلا لبعولتھن الآیۃ۔

(۴۱۳۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ:

**صحیح**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (غزوہ خندق کے موقع پر) فرمایا:

(( اَللّٰهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ ، فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ )).

''اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، لہٰذا انصار اور مہاجرین کو عزت عطاء فرما''۔

**فائدہ:** خندق کھودتے ہوئے نبی علیہ السلام کیساتھ کام کرنا یہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے حق میں یہ دعا فرمائی، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ درست مفہوم پر مشتمل اشعار پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس انداز کی دعا سے صحابہ کی حوصلہ افزائی وہمت بڑھانا اور انہیں اس کام میں جوش وخروش دلانا بھی مقصد تھا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَصَحِبَهُ

## نبی ﷺ کو دیکھنے والے اور آپ ﷺ سے ملاقات کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہیں جنہوں نے اسلام کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شریک ہوئے اور اسلام کی حالت میں ہی وفات پائی(۱)' نبی علیہ السلام کے بعد صحابہ ہی ہیں جن کے ذریعہ اللہ نے اس دین کو اور قرآن وحدیث کو امت تک پہنچایا اور سمجھایا' اللہ تعالیٰ نے انہیں ''خیر امت'' اور ''امت وسط'' کے لقب سے نوازا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں میں بہترین دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا' اور اسے اپنے لئے چن لیا اور اپنی رسالت کیساتھ مبعوث کیا، پھر تمام لوگوں کے دلوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا دل بہترین پایا اور انہیں اپنے نبی کا وزیر بنادیا(۲)۔

(۴۱۳۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم۔

(۱) نخبۃ الفکر۔لابن حجر[۱۷۶]۔ (۲) حسن موقوف۔مسند أحمد[۳۶۰۰]،شرح العقیدۃ الطحاویۃ[۵۳۰]،تحقیق: شیخ البانیؒ۔

**حسن**

۴۱۳۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِماً رَآنِيْ أَوْ رَآى مَنْ رَآنِيْ)).

قَالَ طَلْحَةُ: فَقَدْ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَقَالَ مُوْسٰى: وَقَدْ رَأَيْتُ طَلْحَةَ، قَالَ يَحْيٰى: وَقَالَ لِيْ مُوْسٰى: وَقَدْ رَأَيْتَنِيْ وَنَحْنُ نَرْجُوْ اللّٰهَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا میرے صحابی کو دیکھا اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

طلحہؒ کہتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما (صحابی) کو دیکھا ہے، اور موسیٰؒ کہتے ہیں میں نے طلحہؒ کو دیکھا ہے، یحییٰؒ کہتے ہیں مجھ سے موسیٰؒ نے کہا تم نے مجھے دیکھا ہے ہم سب اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث میں صرف صحابہ اور تابعین کا ذکر ہے، دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت یوں بیان فرمائی ہے: جس نے مجھے دیکھا اس کیلئے خوشخبری ہے' جس نے میرے صحابی کو دیکھا اس کیلئے خوشخبری ہے اور جس نے میرے صحابی کو دیکھنے والے (یعنی تابعی) کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کیلئے بھی خوشخبری ہے(۱)۔

معلوم ہوا کہ صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کا ایسا بڑا مرتبہ ہے کہ ایمان کی حالت میں ان کی صورت دیکھنے سے بھی خوشخبری مل جاتی ہے۔

**صحیح**

۴۱۳۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمٌ بَعْدَ ذَالِكَ تَسْبِقُ أَيْمَانُهُمْ شَهَادَاتِهِمْ أَوْ شَهَادَاتُهُمْ أَيْمَانُهُمْ)).**

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**سب سے بہترین لوگ** میرے زمانہ کے ہیں (یعنی صحابہ کرام)، **پھر وہ جو ان کے** بعد آئیں گے (یعنی تابعین)، **پھر وہ جو ان کے بعد آئیں** گے (یعنی تبع تابعین) **پھر ایسے لوگ منظرِ عام پر آئیں گے**

(۴۱۳۱) یہ حدیث **حسن** ہے، المشکاۃ (۶۰۰۴)، [پہلے شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف الجامع (۶۲۷۷) میں ضعیف کہا تھا' پھر ھدایۃ الرواۃ (۵۹۵۸) میں راوی ''موسی بن ابراہیم انصاری'' پر بحث کرنے کے بعد کہتے ہیں: ان شاء اللہ اس کی اسناد حسن ہے۔ (''تخریج ھدایۃ الرواۃ'' شیخ البانیؒ کی آخری تحقیق شمار کی جاتی ہے)، مزید دیکھیں: الإعلام بآخر أحکام الألبانی الإمام (ص۔۱۶۵) لمحمد بن کمال خالد السیوطی]۔

(۴۱۳۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، ابن ماجہ (۲۳۶۲)، [المشکاۃ (۳۷۶۷)، صحیح الجامع (۳۲۹۵)، الصحیحۃ (۷۰۰)]۔

(۱) حسن۔ حاکم [۳/۸۶]، الصحیحۃ [۱۲۵۴]۔

**جن کی گواہی انکی قسموں سے پہلے ہوگی اور انکی قسمیں انکی گواہی سے پہلے ہونگی'' ۔** (یعنی ان سے قسم اور گواہی طلب نہیں کی جائیگی، اور وہ مطالبے سے پہلے ہی جھوٹی شہادتیں اور قسمیں دینے میں جلد بازی سے کام لیں گے )۔

**فائدہ**: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت امت میں سب سے زیادہ ہے کیونکہ انہوں نے نبی علیہ السلام کے ایک ایک عمل کو براہِ راست دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت وتربیت میں رہے' اس لئے یہ ایمان اور عمل میں سب سے زیادہ پختہ تھے' پھر انکے بعد آنے والے تابعین اور تبع تابعین میں بھی ایمان خوب رچا ہوا تھا کیونکہ ان کے عمل وایمان کی شمع بھی صحبتِ صحابہ سے ہی روشن ہوئیں تھیں یہ تینوں مبارک دورتقریباً ۲۲۰ھ تک رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے آخری صحابی کے فوت ہونے تک یعنی تقریباً ۱۲۰ھ تک صحابہ کا زمانہ رہا، تابعین کا زمانہ ۱۰۰ھ سے ۱۷۰ھ تک جاری رہا اور تبع تابعین کا دور ۱۷۰ھ سے ۲۲۰ھ تک جاری رہا(۱)۔

## بدعت کیا ہوتی ہے؟ ہم نے بدعت سے بچنا ہے

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس بات کی بھی اہمیت دلائی ہے کہ ہمارے اسلاف یعنی صحابہ تابعین وتبع تابعین نے جو عمل کیا ہے اور دین کو سمجھا ہے تو ہم نے بھی ایسے ہی عمل کرنا ہے کیونکہ انہوں نے احادیثِ رسول کو خوب سمجھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی تعریف وفضیلت بھی بیان فرمائی ہے اور **جو عمل ان اسلاف نے نہیں کیا اور انکے بعد والوں نے دین میں کوئی بھی عمل اللہ سے ثواب یا جنت کی امید کرتے ہوئے کیا جو قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے تو وہ ہمارے لئے قُدوہ اور طریقہ نہیں ہے بلکہ یہ عمل تو بدعت بن جاتا ہے چاہے وہ کوئی معمولی عمل ہی کیوں نہ ہو وہ گمراہی ہے کیونکہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے**(۲)۔

(۱) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے مرقاۃ المفاتیح[۱۰/۳۶۰]۔ (۲) صحیح۔سنن نسائی[۱۵۷۸]، کتاب صلاۃ العیدین، باب کیف الخطبۃ، تحقیق: شیخ البانیؒ ۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

## بیعتِ رضوان میں شریک صحابہ ﷺ کی فضیلت

بیعتِ رضوان ذی قعدہ(۱) ٦ ھ(۲) میں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم (۱۴۰۰)(۳) صحابہ کے ہمراہ عمرہ کے ارادہ سے مکہ کیلئے نکلے‘ ابھی مکہ کے قریب ہی پہنچے تھے کہ معلوم ہوا کفار کا لڑنے کا ارادہ ہے(۴)‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف سفیر بنا کر بھیجا اور فرمایا: قریش سے کہہ دو کہ ہم لڑنے کیلئے نہیں‘ عمرہ کرنے کیلئے آئے ہیں‘ پھر مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے‘ تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیری کے درخت کے نیچے(۱۱) مسلمانوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے اور نہ بھاگنے کی بیعت لی (وعدہ لیا)(۵)‘ نبی علیہ السلام نے اپنے داہنے ہاتھ کے بارے میں فرمایا **”یہ عثمان کا ہاتھ ہے“** پھر اسے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا **”یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے(۶)“** اسے بیعتِ رضوان کہتے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے ان صحابہ کیلئے ایک امتحان تھا کیونکہ بیعتِ رضوان میں لڑائی نہیں ہوئی بلکہ صلح اور معاہدہ ہوگیا جسے صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے لیکن بیعت کرنے والے تمام صحابہ کی شان بلند ہوگئی اور انہیں یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اللہ نے ان سے رضا مندی کا اعلان فرمایا(۷) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے فرمایا: آج کے دن روئے زمین پر بسنے والوں میں تم سب سے بہتر ہو(۸) اور جہنم سے آزادی(۹) اور سارے گناہ معاف ہو جانے کی خوشخبری بھی دی(۱۰)۔

---

(۱) صحیح البخاري[۳۸۳۳]، کتاب المغازي، باب غزوة الحدیبیة۔ (۲) حسن مرسل۔ دلائل النبوة للبیهقي[۳/۹۰-۹۱]، د۔مہدی رزق اللہ احمد نے السیرة النبویة في ضوء المصادر الأصلیه دراسة تحلیلیة[۴۸۱] میں اس کی اسناد کو ”حسن مرسل“ کہا ہے، اسیطرح امام نوویؒ نے ”المجموع شرح المهذب“[۷/۸۷] میں، حافظ ابن کثیرؒ نے ”البدایة والنهایة“[۴/۱٦۴] میں، حافظ ابن حجرؒ نے ”تلخیص الحبیر“[۴/۹۰] میں اور شیخ البانیؒ نے بھی ”جلباب المرأة المسلمة“[۷۵] میں اس بات کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۳) **صحیحین کی روایات[صحیح البخاري[۳۸۳۵]، [۳۸۳۷]، [۳۸۳۹]، کتاب المغازي، باب غزوة الحدیبیة] میں (۱۳۰۰)‘ (۱۴۰۰) اور (۱۵۰۰) کی تعداد ذکر ہے‘ راجح یہی کہ (۱۴۰۰) کے قریب تعداد تھی کیونکہ اس تعداد پر پانچ ایسے صحابہ متفق ہیں جو بیعتِ رضوان میں خود موجود تھے،** تفصیل کے لئے دیکھئے: السیرة النبویة في ضوء المصادر الأصلیه دراسة تحلیلیة[۴۸۲]، مصنف: د۔مہدی رزق اللہ احمد، فتح الباري[۱٦/۱۴]لابن حجر، شرح نووي[۱۳/۲]۔ (۴) صحیح البخاري[۳۸٦۰]، کتاب المغازي، باب غزوة الحدیبیة۔ (۵) حسن۔ مسند أحمد[۱۸۹۳۰] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔ (٦) صحیح البخاري[۳۴۲۲]، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضی اللہ عنہ۔ (۷) سورة الفتح[۱۸]۔
(۸) صحیح البخاري[۳۸۳۹]، کتاب المغازي، باب غزوة الحدیبیة۔ (۹) صحیح۔ صحیح الترمذی[۳۰۳۳]۔ (۱۰) صحیح مسلم[۴۹۸٦]، کتاب صفات المنافقین وأحکامهم۔

۴۱۳۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِّمَّنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ)).

**صحیح**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعتِ (رضوان) کی ہے ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائیگا**''

**فائدہ**: اس حدیث میں یہ کلیہ بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ کی نیکیاں وحسنات ان کے بشری تقاضوں پر بھاری ہیں، مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ بیعت بیری کے درخت کے نیچے لی گئی(۱)۔

## فِیْمَنْ سَبَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ

## نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنے والوں کی مذمت

تمام سلف اور محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ " الصحابة كلهم عدول" یعنی تمام صحابہ کرام قابلِ اعتماد ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں صحابہ کرام ہی سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار فرمایا ہے کہ جو میرے صحابہ کو بُرا کہے گا اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے(۲)، اور فرمایا: لوگو! میری وجہ سے میرے صحابہ کا خیال رکھو، ان کی رعایت ولحاظ کرو(۳)، میرے صحابہ کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ(۴)، اگر میرے صحابہ کے بارے میں کوئی (نازیبا) بات ہو تو خاموش رہنا (ان کی برائی کرنے میں تم شریک نہ ہونا)(۵)، اسی لئے یہ ہمارے اسلام میں بہت اہم اور عقیدہ کا مسئلہ ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان اختلاف ومشاجرت پر اپنی زبانوں کی حفاظت کریں' اسے معمولی نہ سمجھیں اور ایسی باتیں کرنے سے بچیں جو کل ہمارے لئے افسوس کا ذریعہ نہ بن جائیں! کیونکہ یہ وہ مبارک لوگ ہیں جن کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ان کا گزارا ہوا ایک لمحہ بھی تمہاری پوری زندگی کے اعمال سے بہتر ہے(۶)۔

**لہٰذا ہم ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت اور فرمان کو یاد رکھیں کہ میرے صحابہ کی نیکیوں**

(۴۱۳۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم، ظلال الجنة (۸۶۰)، الصحيحة (۲۱۶۰)، [سنن أبي داود (۴۶۵۳)، ابن ماجہ (۴۲۸۱)، المشكاة (۶۲۱۸)، صحيح الجامع (۷۶۸۰)، صحيح الترغيب (۳۶۲۸)، شرح الطحاوية (۵۳۰) اور الآيات البينات (۲۳)]۔

(۱) صحیح مسلم[۳۳۲۴]، کتاب الجهاد والسیر، باب في غزوة حنین۔ (۲) حسن۔طبراني في الكبير[۳/۱۷۴/۱]، الصحيحة[۲۳۴۰]۔ (۳) صحیح۔صحیح ابن ماجہ[۱۹۱۳]۔

(۴) صحیح۔مسند احمد[۱/۱۷۷]، الصحيحة[۴۳۰]۔ (۵) صحیح۔طبراني في الكبير[۲/۷۸/۲]، الصحيحة[۳۴]۔ (۶) حسن۔صحیح ابن ماجہ[۱۳۳]۔

**اوراچھائیوں کا اعتراف کرو انہیں بیان کرواوران کی برائیوں کونظرانداز کردو**(۱)۔

جمہور علماء کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بُری اور ناگوار بات کرنے والا گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے یہ توبہ کریگا اور سزا کے طور پر اسے کوڑے مارے جائیں گے (۲)۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کبھی کسی انسان کو نہیں مارا' ہاں! ایک شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا باتیں بولی تھیں، انہوں نے اسے کئی کوڑے مارے (۳)۔

اے اللہ ہمارے دلوں میں تمام صحابہ کرام کی محبت خوب زیادہ کردے اور آخرت میں ان ہی کیساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت و پڑوس بھی عطاء فرمادے۔ آمین

**صحیح**

۴۱۳۴) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيفَهُ)).**

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''میرے صحابہ کو بُرا مت کہو' اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کردے تب بھی صحابہ کے ایک مُد بلکہ آدھے مُد (خرچ کرنے) کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔**

**۴۱۳۵)** یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہر روز کا بھی ذکر ہے کہ اگر کوئی روزانہ بھی احد پہاڑ کے برابر سونا...... (۴)

صحابہ کرام نے دین کی خاطر بڑی پریشانیاں اٹھائیں' ہر موقع پر اپنی جان و مال اسلام کے خاطر لُٹانے پر تیار رہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے ہر وقت حاضر رہتے تھے، جہاد و اطاعت والے کاموں میں خوب شوق سے حصہ لیتے تھے' آپس میں شفقت و محبت' تواضع و ایثار کی یہ ایک روشن مثال ہیں اور نیکی کے میدان کے شاہ سوار ہیں اسلئے صحابہ کرام کی بہت فضیلت ہے، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

(۴۱۳۴ اور ۴۱۳۵) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، بخاری، مسلم، الظلال (۹۸۸)، [سنن ابی داؤد (۴۶۵۸)، ابن ماجہ (۱۶۱)، صحیح الجامع (۷۳۱۰)، تخریج الطحاویہ (۵۲۹)، الروض (۹۹۸)، المشکاۃ (۵۹۹۸)]۔

(۱) صحیح البخاری [۳۵۱۷]، کتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ: اقبلوا من محسنھم وتجوزوا عن مسیئھم۔ (۲) فتح الباری [۷/۳۶]، شرح النووی [۱۶/۳۲۶]۔

(۳) صحیح ۔ تاریخ دمشق [۶۲/ ۴۱۵]، حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابہ صحیح احادیث کی روشنی میں'' [۱۲۹] اسے صحیح کہا ہے۔

(۴) حسن ۔ البرقاني في متخرجه علی الصحیح، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری [۷/۳۴] میں اسے حسن کہا ہے، اور ابن العربیؒ نے أحکام القرآن [۲/ ۲۲۸] میں اسے صحیح کہتے ہیں۔

ایک لمحہ کی ملاقات بھی اتنی فضیلت والی ہے کہ یہ دنیا کی ساری چیزیں خرچ کر دینے سے بھی حاصل نہیں ہوسکتی۔

**احد:** مدینہ کے ایک بہت ضخیم بڑے پہاڑ کا نام ہے اور بڑا مشہور ہے۔

**مُد:** ایک پیمانے کا نام ہے یعنی دونوں ہاتھوں کو بھر کر ان میں جتنا اناج وغیرہ آ جائے' مزید حاشیہ میں دیکھیں(۱)۔

**نَصِيفُ:** کا مطلب ہے آدھا، یہ نصف سے ہے۔

**۴۱۳۶)** عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِي أَصْحَابِي ! لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضاً بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ، وَمَنْ آذَى اللّٰهَ يُوْشِكُ أَنْ يَّأْخُذَهُ)).

**ضعیف**

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا' میرے بعد انہیں نشانہ ملامت وایذا نہ بنانا کیونکہ جو ان سے محبت کرے گا تو اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض دشمنی رکھی اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے انکے ساتھ دشمنی رکھی، جس نے صحابہ کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ کو ایذا پہنچائی تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اسے سزا دیگا''۔

**فائدہ :** یعنی میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچانا میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ صحابہ کی عزت وتوقیر کرنا' انکو اپنی بُری باتوں کا نشانہ نہ بنانا کیونکہ اس سے دل بہت دکھتا ہے لیکن لوگ اس بُرے کام سے باز نہیں آتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ پر بہت شفیق تھے۔

خاص انصار صحابہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ: جس نے انصار سے محبت کی' تو یہ مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ہے اور جس نے ان سے بغض (دشمنی) کی' اس نے مجھ سے دشمنی کرتے ہوئے ان سے دشمنی کی ہے(۲)۔

---

(۴۱۳۶) یہ حدیث **ضعیف** ہے، تخریج الطحاویہ(۴۷۱)[۲۷۳]، ضعیف الجامع (۱۱۶۰)، [ظلال الجنۃ (۹۹۲)، ضعیف الموارد(۲۸۷)، المشکاۃ (۶۰۰۵)] اور شیخ البانیؒ الضعیفہ (۲۹۰۱) کے تحت کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''عبدالرحمٰن بن زیاد'' مجہول ہیں۔

(۱) **اور اس کا وزن ربع صاع کے برابر ہے اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا ہوتا ہے، نیز ناپ تول اور ماپ کے پیمانوں کے لئے علامہ فاروق اصغر صارمؒ کی بہترین کتاب ''اسلامی اوزان'' کا مطالعہ فرمائیں۔** (۲) رجالہ رجال الصحیح غیر أحمد بن حاتم وھو ثقۃ ۔طبراني في الأوسط[۹۹۹]، حافظ ھیثمیؒ مجمع الزوائد[۱۶۵۲۰] اور شیخ البانیؒ الصحیحۃ[۹۹۱] کے تحت فرماتے ہیں اس کے سب راوی بخاری کے ہیں سوائے احمد بن حاتم کے اور وہ بھی ثقہ ہیں۔

۴۱۳۷) عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ)).

**ضعیف**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت (رضوان) کی وہ سب جنت میں جائیں گے، ہاں! سرخ اونٹ والا جنت میں نہیں جائیگا''۔

**فائدہ:** صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم چلتا ہے کہ یہ سرخ اونٹ والا منافق اس مبارک سفر میں تو موجود تھا لیکن بیعتِ رضوان سے محروم رہا' اس بیعت میں شامل ہی نہیں ہوا' ورنہ بیعتِ رضوان میں موجود تمام صحابہ جنتی ہیں' (بیعتِ رضوان سے پہلے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرخ اونٹ والے کے علاوہ تم سب کو معاف کر دیا گیا ہے (۱)۔ صحیح مسلم کی ہی دوسری حدیث میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی مگر جد بن قیس انصاری نے بیعت نہیں کی وہ اپنے اونٹ کے پیچھے چھپا رہا (۲)، لہٰذا بیعتِ رضوان کرنے والے سب کے سب صحابہ جنتی ہیں' بیعت رضوان میں شریک صحابہ کی فضیلت صفحہ (296) پر ملاحظہ فرمائیں۔

۴۱۳۸) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْداً لِحَاطِبٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَشْكُو حَاطِباً فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ، فَقَالَ: ((**كَذَبْتَ، لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْراً وَالْحُدَيْبِيَّةَ**)).

**صحیح**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے غلام نے رسول اللہ ﷺ سے حاطب کی شکایت کی اور کہا: اللہ کے رسول! حاطب جہنم میں جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: **''تم جھوٹ (غلط) بولتے ہو، وہ جہنم میں نہیں جائیں گے کیونکہ وہ غزوہ بدر اور حدیبیہ (بیعتِ رضوان) میں شریک ہوئے تھے''۔**

**فائدہ:** غلام کو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے کچھ تکلیف پہنچی ہوگی تو انہوں نے غصہ میں آ کر نبی علیہ السلام

(۴۱۳۷) یہ حدیث **ضعیف** ہے، ضعیف جامع صغیر (۴۸۷۳)، شیخ البانیؒ الصحیحہ (۲۱۶۰) کے تحت کہتے ہیں راوی ''خِداش بن عَیاش'' نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے ثقات کی مخالفت کی ہے جو کہ لین الحدیث ہیں، اس لئے اس حدیث میں استثناء بیان کرنا منکر ہے۔

(۴۱۳۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم، [الصحیحہ (۲۵۱۹)، تخریج شرح طحاویۃ (۵۵۱)، فقہ السیرۃ (۳۲۸) اور المشکاۃ (۶۲۴۳)]۔

(۱) صحیح مسلم [۳۴۵۱]، کتاب الإمارۃ، باب استحباب مبایعۃ الإمام الجیش عند إرادۃ القتال وبیان بیعۃ الرضوان تحت الشجرۃ۔ (۲) صحیح مسلم [۴۹۸۶]، کتاب صفات المنافقین وأحکامھم، مزید دیکھئے: مجموع الفتاوی [۱۶۶/۲۸] لإمام ابن تیمیہؒ، مرویات غزوۃ حدیبیۃ [ح ۹۵-۹۶] لحافظ الحکمیؒ۔

سے شکایت کر دی اور سخت جملہ کہہ دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی اصلاح فرمادی اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی بتادی کہ جو ان دو بڑے موقعوں پر موجود تھا وہ جنتی ہے یعنی بدر یا صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ سے اگر کوئی گناہ یا غلطی ہوئی بھی ہو تو قیامت میں ان کی کوئی پکڑ نہیں ہے۔

۴۱۳۹) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِيْ يَمُوْتُ بِأَرْضٍ، إِلَّا بُعِثَ قَائِداً وَّنُوراً لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

**ضعیف**

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ میں سے جو جس جگہ فوت ہوگا وہ قیامت والے دن اس علاقے کے لوگوں کا سربراہ اور روشنی کا ذریعہ بنے گا''۔

۴۱۴۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ)).

**ضعیف جدا**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم صحابہ کرام کو برا کہنے والوں کو دیکھو تو ان سے کہہ دو تمہارے اس شر و برائی پر اللہ کی لعنت ہو''۔

## مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

## صاحبزادی رسول ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

**فضائل وصفات:** حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (اپنے زمانے میں) سب سے نیک' سچی' انتہائی تقوے والی(۱) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وصورت' عادات اور اخلاق میں سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والی خاتون ہیں(۲)' دنیا کی سب سے بہترین عورتوں میں سے ایک اور آخرت میں تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں(۳)، نبی علیہ السلام اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی اور محبوب ترین بیٹی(۴) اور

(۴۱۳۹) یہ حدیث **ضعیف** ہے، ضعیف جامع صغیر (۵۱۳۸)، [المشکاۃ (۶۰۰۷)]، شیخ البانیؒ الضعیفہ (۴۴۶۸) کے تحت کہتے ہیں یہ حدیث راوی ''عبداللہ بن مسلم ابوطیبہ'' کی وجہ سے ضعیف ہے ان کے بارے میں حافظ (ابن حجرؒ) کہتے ہیں ''صدوق یھم'' (سچے ہیں لیکن حدیث بیان کرنے میں انہیں وھم ہو جاتا ہے)۔

(۴۱۴۰) یہ حدیث **ضعیف جداً** (بہت ضعیف) ہے، ضعیف جامع صغیر (۵۱۳)، المشکاۃ [دوسری تحقیق کے مطابق] (۶۰۰۸)، شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں ''نضر بن حماد'' اور ''سیف بن عمر'' دونوں ضعیف ہیں، اور المشکاۃ میں کہتے ہیں یہ بات بڑی معروف ہے کہ ''سیف بن عمر'' بہت ضعیف ہے۔

(۱) صحیح۔صحیح الترمذي [۳۰۵۳]۔ (۲) صحیح۔صحیح الترمذي [۳۰۳۹]۔ (۳) صحیح البخاري [۳۳۵۳] کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ في الإسلام۔

(۴) رجالہ رجال الصحیح۔طبراني في الکبیر [۹۸۶]، حافظ ھیثمیؒ ''مجمع الزوائد'' [۱۵۲۲۴] میں اور امام شوکانیؒ ''در السحابۃ'' [۲۱۷] میں کہتے ہیں اس کی سند کے رجال بخاری کے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کا ٹکڑا ہیں(۱)، انہی کی اولاد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے اور امام مہدی بھی انہی کی اولاد میں سے ہونگے(۲)' یہ اہل بیت کی رونق اور حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں' ۲ ہجری میں ان کی شادی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی(۳)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ سچا کسی اور کونہیں پایا(۴)۔

**نبی علیہ السلام کی محبت:** یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں جنکی تکلیف کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تکلیف فرمایا' جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی کہ اگر دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو پہلے فاطمہ کو طلاق دیں(۵)، انکی ایک اہم فضیلت نبی علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی کہ فاطمہ! میں' تم' یہ دونوں (یعنی حسن وحسین) اور یہ سونے والے (یعنی علی) قیامت کے دن ایک ہی مقام میں ہوں گے(۶)۔

**وفات:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے اور انکے انتقال کی خبر بھی اللہ کے حکم سے پہلے ہی دیدی تھی(۷) کیونکہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم عطاء فرمایا تھا اور پھر ایسا ہی ہوا نبی علیہ السلام کے انتقال کے چھ مہینے بعد ۱۱ھ میں تقریباً (۲۸) سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہوئیں(۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو غسل دیا(۹)' ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور رات کو ان کی تدفین ہوئی(۱۰)۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دل آل بیت' تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی محبت سے بھردے۔ آمین(۱۱)

**صحیح**

(۴۱۴۱) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے: ''بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے یہ اجازت مانگی ہے کہ وہ

(۴۱۴۱) یہ حدیث **صحیح** ہے ، بخاری، مسلم، ابن ماجہ(۱۹۹۸)، [سنن ابی داود (۲۰۷۱)، المشکاۃ (۶۱۳۰)، صحیح الجامع (۲۰۴۶)، الارواء (ح۔۲۶۷۶) اور الصحیحۃ (۳۵۳۴) کے تحت]۔

(۱) صحیح البخاري[۳۴۳۷]، کتاب المناقب، مناقب فاطمۃ علیہا السلام۔ (۲) صحیح۔صحیح أبي داود[۴۲۸۴]۔ (۳) امام مناویؒ نے ''اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب''[۳۸] میں اس پر اتفاق ذکر کیا ہے۔ (۴) صحیح۔حاکم[۴۷۵۶]، امام حاکمؒ نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ (۵) صحیح البخاري[۴۸۲۹] کتاب النکاح، باب ذب الرجل عن ابنتہ فی الغیرۃ والإنصاف۔ (۶) صحیح۔ابوداود الطیالسی[۱۹۰]، الصحیحۃ[۳۳۱۹]۔ (۷) صحیح البخاري[۳۳۵۴] کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ في الإسلام۔ (۸) رجالہ ثقات۔طبراني في الکبیر[۹۹۸]، حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال ثقات ہیں مجمع الزوائد[۱۵۲۲۲]، سیر أعلام النبلاء[۲/۱۲۸] للذھبیؒ، تاریخ دمشق[۳/۱۶۱] لابن عساکرؒ۔ (۹) حسن۔حاکم[۳/۱۶۳]، إرواء الغلیل[ح۔۷۰۱] للألبانيؒ۔ (۱۰) صحیح مسلم[۳۳۰۴]، کتاب الجهاد والسیر، باب قول النبي ﷺ: لانورث ماترکنا فھو صدقۃ۔ (۱۱) **حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزید فضائل کیلئے دیکھئے: اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب لإمام مناوي۔**

يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيِّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلاَ آذَنُ، ثُمَّ لاَ آذَنُ، ثُمَّ لاَ آذَنُ، إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّهَا بَضْعَةٌ مِّنِّي، يُرِيبُنِي مَا رَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا)).

اپنی لڑکی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کرادیں، لیکن میں انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا اور کبھی اس کی اجازت نہیں دونگا، بالکل اجازت نہیں دونگا! ہاں اگر (علی) ابن ابی طالب یہ نکاح کرنا چاہتے ہیں تو پہلے میری بیٹی (فاطمہ) کو طلاق دیں اور پھر انکی بیٹی سے نکاح کرلیں! کیونکہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں، اگر کوئی بات انہیں (فاطمہ کو) دکھ پہنچائے تو مجھے بھی اس سے دکھ ہوتا ہے اور ان کی تکلیف میرے لئے بھی تکلیف دہ ہے''۔

**فائدہ**: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی کیلئے اسکے چچا کو نکاح کا پیغام دیا(۱) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کی اجازت کو نامنظور فرمادیا' اس کی کئی وجوہات ہیں:

۱) بخاری کی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ میں ڈرتا ہوں کہیں (فاطمہ اس سے) دین کے معاملہ میں کسی فتنہ میں نہ پڑ جائیں(۲)۔

۲) اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سوکن سے تکلیف ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیف ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف اللہ کی ناراضگی کا سبب بنتی اسلئے نبی علیہ السلام نے یہ بات پسند نہیں فرمائی اور اس طرح منع کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما دونوں پر شفقت فرمائی(۳)۔

۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت والد اپنی بیٹی کی غیرت وحمیت کی وجہ سے اجازت نہیں دی کیونکہ شرعی قوانین کی روشنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا حلال تھا کیونکہ وہ مسلمان تھیں(۴)، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شادی کو ناجائز نہیں فرمایا بلکہ یہ بات پسند نہیں فرمائی کہ ''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسرا نکاح کریں'' کیونکہ طلاق سے تو صرف وقتی طور پر تکلیف ہوتی ہے اور بعد میں جب دوسری جگہ نکاح ہوجاتا ہے تو ذرا مرہم لگ جاتا ہے جبکہ سوکن کا مسئلہ مستقل دردِ سر بنا رہتا ہے، لہٰذا معلوم ہوا عورت کائنات کی جتنی بھی عظیم ہستی ہو دوسری شادی سے پریشان ہوجانا ایک قدرتی معاملہ ہے۔

(۱) صحیح۔فضائل الصحابۃ [۱۳۲۳] تحقیق: د۔وصی اللہ محمد عباس۔
(۲) صحیح البخاري [۲۸۷۹] کتاب فرض الخمس، باب ماذکرمن درع النبي ﷺ وعصاہ وسیفہ۔
(۳) شرح نووی [۱۶/۳]۔
(۴) الثقات لابن حبان [۲۶/۳]۔

**فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں:** حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں نبی علیہ السلام کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے افضل ترین صاحبزادی ہیں (۱)۔

(۴۱۴۲) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةُ، وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ.

**منکر**

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبت عورتوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھی اور مردوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔

ابراہیمؒ کہتے ہیں اسکا مطلب ہے کہ اپنے گھرانہ میں (ان دونوں سے زیادہ محبت تھی)۔

**فائدہ:** صحیح اثر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ''بیٹیوں'' میں سب سے زیادہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت تھی (۲) اور بخاری میں ہے کہ نبی علیہ السلام کو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ محبت تھی اور مردوں میں انکے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے (۳)۔ **مطلب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ حضرت ابوبکر تھے، بیویوں میں حضرت عائشہ، بیٹیوں میں حضرت فاطمہ اور داماد میں حضرت علی محبوب ترین تھے، رضی اللہ عنہم** (۴)۔

(۴۱۴۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: **((إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِيْنِي مَا آذَاهَا، وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا)).**

**صحیح**

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے (نکاح کیلئے) بات چلائی، نبی ﷺ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: **''فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہیں جس چیز سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے، جس بات سے انہیں پریشانی ہوتی ہے میرے لئے بھی وہ**

---

(۴۱۴۲) یہ حدیث **منکر** ہے، نقد الکتانی (۲۹)، [شیخ البانیؒ الضعیفۃ (۱۱۲۴) کے تحت اس حدیث کو ''باطل'' (بے اصل) قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ حدیث معنی کے لحاظ سے بے اصل ہے، اور اس کی سند میں راوی ''عبداللہ بن عطاء'' ہیں جن کے بارے میں امام نسائیؒ فرماتے ہیں ''لیس بالقوی'' اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں یہ سچے ہیں لیکن حدیث بیان کرنے میں غلطی کر جاتے ہیں اور تدلیس بھی کرتے ہیں، میں کہتا ہوں اس حدیث میں تو عنعنہ بھی کیا گیا ہے، اور دوسرے راوی ''جعفر بن زیاد الاحمر'' بھی مختلف فیہ ہیں۔

(۴۱۴۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، الإرواء (۸/۲۹۴)، [شیخ البانیؒ نے ''الإرواء (۸/۲۹۴)'' میں اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، صحیح الجامع (۲۳۶۶)]۔

(۱) فتح الباری [۷/۱۰۵]۔ (۲) صحيح البخاري [۳۴۳۷]، کتاب المناقب، مناقب فاطمة عليها السلام مع فتح الباري [۷/۱۰۵]۔ (۳) صحيح البخاري [۳۳۸۹] کتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ: لو كنت متخذ أخليلا۔ (۴) عارضة الأحوذي [۱۳/ ۲۴۷، ۲۴۸]، عقيدة أهل البيت [ص ۱۳۷]۔

بات پریشانی کا سبب بنتی ہے''۔

**فائدہ** : اسکی شرح دو حدیثیں پہلے (۴۱۴۱) صفحہ(302) پر گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۱۴۴) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ: ((أَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبْتُمْ، وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمْتُمْ)).

**ضعیف**

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے (مخاطب) ہوکر فرمایا: ''جن لوگوں سے تم لڑو گے میں بھی ان سے لڑونگا اور جن لوگوں سے تم صلح کرو گے میں بھی ان سے صلح کرونگا''۔

۴۱۴۵) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَّلَ عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ كِسَاءً ثُمَّ قَالَ: **((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي، أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا))**. فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: **((إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ))**.

**صحیح**

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی ﷺ نے حضرت حسن ، حضرت حسین، حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کو ایک چادر اُڑھائی اور دعا فرمائی: **''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت (گھر والے) ہیں اور میرے خاص ومقرب پسندیدہ ہیں ان سے ناپاکی کو دور رکھ اور انہیں خوب اچھی طرح پاک صاف فرمادے''** حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں بھی انکے ساتھ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **''تم اپنی جگہ رہو تم خیر و بھلائی پر ہی ہو''۔**

**فائدہ** : یعنی ام سلمہ تم تو پہلے سے ہی اہل بیت میں شامل ہو اس لئے خیر پر ہو اور انہیں بھی ہم اہل بیت میں شامل کررہے ہیں، ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چادر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے اور وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کیلئے غیر محرم تھے اس لئے انہیں چادر میں نہیں لیا اور پھر انہیں الگ سے وہ چادر اوڑھائی جیسا کہ بیہقی کی صحیح حدیث میں ہے کہ

---

(۴۱۴۴) یہ حدیث **ضعیف** ہے، امام ترمذیؒ نے بھی اسے غریب کہا ہے، ابن ماجہ (۱۴۵)، المشکاۃ (۶۱۴۵)، [ضعیف الموارد (۲۷۷)، پہلے شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح الجامع (۱۴۶۲) میں ''حسن'' کہا تھا، پھر الضعیفۃ (۶۰۲۸) کے تحت اسے ضعیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں ام سلمہؓ کے غلام ''صُبیح'' غیر معروف ہیں، تراجع العلامۃ الألبانیؒ (۵۱)۔

(۴۱۴۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، الروض النضیر (۱۱۹۰،۹۷۶)، مسلم مختصراً، اور پہلے حدیث (۳۴۳۵) اور حدیث (۴۰۵۷) میں بھی گزر چکی ہے، [الصحیحۃ (۱۹۰۴) کے تحت]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی الگ سے وہ چادر اوڑھائی(۱)، دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں، اسکی تفصیلی شرح حدیث (۴۰۵۷) صفحہ (222) پر گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

صحیح

أ-۴۱۴۶) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَشْبَهَ سَمْتاً وَّ دَلًّا وَّ هَدْياً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ قِيَامِهَا وَقُعُوْدِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. قَالَتْ: وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَ أَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَّجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا، فَلَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ فَأَكَبَّتْ عَلَيْهِ فَقَبَّلَتْهُ، ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَبَكَتْ، ثُمَّ أَكَبَّتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنَّ هٰذِهٖ مِنْ أَعْقَلِ نِسَائِنَا فَإِذَا هِيَ مِنَ النِّسَاءِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ لَهَا: أَرَأَيْتِ حِيْنَ أَكْبَبْتِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَفَعْتِ رَأْسَكِ فَبَكَيْتِ، ثُمَّ أَكْبَبْتِ عَلَيْهِ فَرَفَعْتِ رَأْسَكِ فَضَحِكْتِ مَا حَمَلَكِ عَلٰى ذَالِكَ؟ قَالَتْ إِنِّيْ إِذاً لَبَذِرَةٌ، أَخْبَرَنِيْ أَنَّهٗ مَيِّتٌ مِنْ وَّجَعِهٖ هٰذَا فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَسْرَعُ أَهْلِهٖ لُحُوْقاً بِهٖ فَذَالِكَ حِيْنَ ضَحِكْتُ)).

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عادت' خصلت' طور طریقے' اٹھنے بیٹھنے کی باوقار کیفیت اور سیرت میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی اور کو آپ ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا' جب یہ آتیں تو نبی ﷺ (انکے استقبال کیلئے) کھڑے ہوتے، انکا بوسہ لیتے اور انہیں اپنی جگہ بٹھاتے' اسی طرح جب نبی ﷺ انکے ہاں تشریف لیکر جاتے تو وہ بھی (آپ ﷺ کا استقبال کرنے کیلئے) کھڑی ہوتیں آپ ﷺ کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں، جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں اور کافی قریب ہوئیں (نبی علیہ السلام نے انہیں راز کی کوئی بات بتائی) انہوں نے آپ ﷺ کا بوسہ لیا اور سر اٹھایا تو رونے لگیں، پھر دوبارہ آپ ﷺ کے کافی قریب ہوئیں (نبی علیہ السلام نے انہیں راز کی کوئی اور بات بتائی) تو سر اٹھا کر ہنسنے لگیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں تو سمجھتی تھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہماری سب عورتوں میں سب سے زیادہ سمجھدار اور عقلمند ہیں لیکن (یہ منظر دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا) آخر یہ بھی عورت ہی ہیں،

---

(۴۱۴۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، نقد الکتانی (۴۴)، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہنسنے اور رونے کا واقعہ بخاری و مسلم میں موجود ہے، [سنن ابی داود (۵۲۱۷)، الأدب المفرد (۹۴۷)، المشکاۃ (۴۶۸۹)، ھدایۃ الرواۃ (۴۶۱۵) اور صحیح الموارد (۱۸۷۱)]۔

(۱) حسن۔فضائل الصحابۃ لامام أحمد تحقیق: د۔وصي اللہ بن محمد عباس [۱۱۷۰]۔

پھر نبی ﷺ کے انتقال کے بعد میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یہ تو بتایئے کہ آپ جب نبی ﷺ پر پہلے جھکیں تو سر اٹھا کر رو رہی تھیں اور پھر جب دوبارہ جھکیں تو سر اٹھا کر ہنس رہی تھیں اسکی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا اب میں یہ راز کھولتی ہوں، نبی علیہ السلام نے پہلے مجھے یہ بتایا کہ اس بیماری میں وہ وفات پائیں گے' تو میں رو پڑی' دوسری بار بتایا کہ میرے گھرانے میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی اس پر میں (خوشی میں) مسکرانے لگی۔

**فائدہ** : نبی علیہ السلام سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے مردوں میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ تھے اور خواتین میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں (۱)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور انکی بہت عزت بھی کرتے تھے ان کو دیکھ کر استقبال کیلئے کھڑے ہوجاتے' ان کا بوسہ لیتے' اپنی جگہ بٹھاتے اور انہیں توجہ دیتے تھے اور جب نبی علیہ السلام انکے ہاں تشریف لے جاتے تو یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ہی اکرام کرتی تھیں، اس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عظیم فضیلت ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رونے اور ہنسنے سے اندازہ لگایا کہ عام عورتیں بھی جلد ناراض وغمگین ہوجاتی ہیں اور جلد ہی خوش وراضی ہوجاتی ہیں (۲) اور یہ بھی اسی طرح کر رہی ہیں، لیکن جب ان سے وجہ پوچھی تو پتہ چلا یہ تو ایک راز تھا۔

إِذاً لَبَـذِرَةٌ: یہ ایک اصطلاح ہے کہ میں راز کو فاش کرنے والی نہیں ہوں، یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو بتانا نہیں چاہا، پھر نبی علیہ السلام کے انتقال کے بعد انہوں نے رونے اور ہنسنے کی وجہ بتائی (۳)۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دنیا کی کوئی فکر نہیں تھی آخرت کی فکر تھی اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلد ملاقات کی خبر سن کر خوش ہوگئیں۔

اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ آپ اس بیماری میں دنیا سے رخصت ہوجائیں گے یہ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے انہیں پہلے سے آگاہ کر دیا جاتا ہے (۴) اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ غیب کا علم تو کسی کے بتائے بغیر ہی معلوم ہوتا ہے، یقیناً ہر قسم کا علمِ غیب صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے پھر جب اللہ چاہتا ہے تو اس غیب کو کھول دیتا ہے بتا دیتا ہے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ باتیں بتا دیں۔

(۱) صحیح۔ مسند أحمد [۱۲۶۹۶] شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔
(۲) صحیح۔ شیخ البانیؒ نے ''صحیح الأدب المفرد'' [۷۲۹] میں اسے صحیح کہا ہے۔
(۳) صحیح البخاري [۳۳۵۳] کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ في الإسلام۔
(۴) صحیح البخاري [۳۳۸۹] کتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاتہ۔

ب۔٤١٤٦) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ، ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ : فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا، قَالَتْ: أَخْبَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : أَنَّهُ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ.

**صحیح**

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلا کر انکے کان میں آہستہ سے کچھ فرمایا تو وہ رونے لگیں' پھر دوبارہ کان میں کچھ فرمایا تو وہ مسکرانے لگیں، (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں جب نبی علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوگئے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت رونے اور مسکرانے کی وجہ پوچھی، انہوں نے بتایا کہ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ وہ بہت جلد دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں یہ بات سن کر میں رونے لگی' پھر بتایا کہ حضرت مریم بنت عمران کے علاوہ میں باقی تمام جنتی عورتوں کی سردار وملکہ ہوں گی یہ (خوشخبری) سن کر میں مسکرانے لگی۔

**فائدہ** : یہ حدیث آگے (٤١٦٧) صفحہ (324) میں آرہی ہے وہاں اسکی شرح ملاحظہ فرمائیں۔

٤١٤٧) عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلٰى عَائِشَةَ فَسُئِلَتْ: أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: فَاطِمَةُ، فَقِيْلَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ: زَوْجُهَا، إِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّاماً قَوَّاماً)).

**منکر**

جُمَیع بن عُمَیر تیمیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کیساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ کس سے محبت تھی؟ ام المؤمنین نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے، پھر پوچھا گیا آپ ﷺ کو مردوں میں کس سے زیادہ محبت تھی؟ جواب میں فرمایا: انکے شوہر (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے' مجھے معلوم ہے کہ وہ خوب روزے رکھتے تھے اور رات کو بکثرت نماز پڑھتے تھے۔

---

(ب۔٤١٤٦) یہ حدیث شیخ البانیؒ نے اپنے نسخہ میں شامل نہیں کی جبکہ استاد ابراہیم عوضؒ کے جامع الترمذی کے نسخہ میں اس مقام پر یہ حدیث [٣٨٧٣] موجود ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے، شیخ البانیؒ نے بھی آگے صفحہ (234) حدیث (٤١٦٧) میں اس حدیث کو **صحیح** کہا ہے۔ دیکھئے ضعیف سنن الترمذی [٥٤٣] مشرف: زہیر الشاویش، مطبوعہ: المکتب الاسلامی۔

(٤١٤٧) یہ حدیث **منکر** ہے۔ نقد الکتانی (ص۔٢٠)، [شیخ البانیؒ الضعیفۃ (١١٢٤) کے تحت اس حدیث کو ''باطل'' (بے اصل) قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: جُمَیع بن عُمَیر تیمی جھوٹا ہے]۔

**فائدہ** : یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ اسکی شرح پیچھے حدیث (۴۱۴۲) کی شرح میں صفحہ (304) پر گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

## مِنْ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

## ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

**نام ونسب:** ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ ہے (۱)، یہ صدیقہ بنت صدیق ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، ان کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ہیں (۲)، ام المؤمنین ہجرت سے تقریباً (۸) سال پہلے پیدا ہوئیں (۳)۔

**محبوب ترین زوجہ محترمہ:** ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پسندیدہ زوجہ محترمہ (۴) اور دنیا وآخرت کی بیوی ہیں (۵)، شادی سے پہلے تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی تصویر دکھائی گئی اور بتایا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں (۶)، انکے علاوہ نبی علیہ السلام نے کسی اور کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی (۷)، ہجرت سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا تھا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، اور پھر شوال کے مہینہ میں ہی (۹) سال کی عمر میں ان کی رخصتی ہوئی اور نبی علیہ السلام کے گھر تشریف لائیں (۸)، پھر (۹) سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ رہیں (۹)، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکی عمر (۱۸) سال تھی (۱۰)، نبی علیہ السلام چاہتے تھے کہ اپنے آخری ایام انکے گھر میں گزاریں (۱۱)، ان سے فرمایا: میں جنت میں تمہیں اپنی بیوی دیکھ رہا ہوں اسلئے مجھ پر موت کی سختیاں آسان ہو رہی ہیں (۱۲)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات انکی باری میں، انکے گھر میں اور انکی گود میں ہوئی (۱۳)، اور انکے گھر میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہوئی (۱۴)، نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ انہی سے محبت تھی (۱۵)

---

(۱) **انکی کوئی اولاد نہیں تھی، آپ نے ان کی کنیت ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیر سے رکھی تھی۔** (صحیح۔سنن أبي داود [۴۹۷۰]، کتاب الأدب، باب في المرأة تكنى، تحقیق: شیخ البانی ؒ)۔ (۲) صحیح البخاري [۳۸۲۸]، کتاب المغازي، باب حديث الإفك۔ (۳) فتح الباري [۷/ ۱۰۷]، **صحیح احادیث سے اگر ان کی عمر کا اندازہ لگایا جائے تو یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔** (۴) صحیح البخاري [۳۳۸۹]، کتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ: لوكنت متخذا خليلا۔ (۵) صحیح البخاري [۳۴۸۸]، کتاب المناقب، باب فضل عائشة رضي الله عنها۔ (۶) صحیح مسلم [۴۴۶۸]، کتاب فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله عنها۔ (۷) صحیح البخاري [۴۶۸۷]، کتاب النكاح، باب نكاح الأبكار۔ (۸) صحیح البخاري [۳۶۰۷]، کتاب المناقب، باب تزويج النبي ﷺ عائشة، صحیح مسلم [۲۱۱۵]، کتاب النكاح، باب استحباب التزوج والتزويج في شوال واستحباب الدخول فيه۔ (۹) صحیح البخاري [۴۷۳۸]، کتاب النكاح، باب من بنى بامرأة وهي بنت تسع سنين۔ (۱۰) صحیح مسلم [۲۵۵۰]، کتاب النكاح، باب تزويج الأب البكر الصغيرة۔ (۱۱) صحیح البخاري [۱۳۰۰]، کتاب الجنائز، باب ماجاء في قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما۔ (۱۲) حسن۔ ''زوائد الزہد'' لحسين المروزي [۲/ ۲۰۷]، شیخ البانی ؒ نے الصحیحۃ [۲۸۶۷] میں اسے حسن کہا ہے۔ (۱۳) صحیح البخاري [۴۰۹۴]، کتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته۔ (۱۴) صحیح البخاري [۱۳۰۰]، کتاب الجنائز، باب ماجاء في قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما۔ (۱۵) صحیح البخاري [۳۳۸۹]، کتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ: لوكنت متخذا خليلا۔

اور محبت میں انہیں ''عائش'' (۱) اور ''حُمیراء'' کہ کر مخاطب فرماتے تھے (۲)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں کبھی وحی نازل نہیں ہوئی، جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو سلام کہلوایا (۳)، صحابہ بھی نبی علیہ السلام کو تحفہ بھیجنے کیلئے ان کی باری کا انتظار کرتے تھے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ خوشی ملے (۴)، باقی ازواج مطہرات اکثر ان کی پیروی کرتی تھیں (۵)۔

**علم وعمل:** خواتین میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **سب سے زیادہ حدیثیں روایت کرنے والی**، امت کی تمام عورتوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی (۶)، عالمہ، فاضلہ اور فقیہہ تھیں، امت کو ایسا علم دیا جو ان کے علاوہ کسی اور سے حاصل نہیں ہوسکا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی صحابہ کو دینی مسائل سمجھاتیں، فتوے دیتیں (۷)، ان سے (۲۲۱۰) احادیث مروی ہیں (۸)، عرب کی تاریخ، اشعار، میراث اور علمِ طب کی زبردست ماہر تھیں (۹)، بڑی عابدہ زاہدہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی (۱۰)، اللہ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرنے والی تھیں ایک مرتبہ ان کے پاس ایک لاکھ درہم آئے، شام ہونے سے پہلے ہی اس پورے مال کو تقسیم کردیا (۱۱)۔

**تواضع وانکساری:** تواضع اتنی تھی کہ ان کے مرض الموت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: نبی علیہ السلام کو بیویوں میں سب سے زیادہ آپ سے ہی محبت تھی، آپ کی براءت و پاکیزگی ساتوں آسمان سے نازل ہوئی، جس کی تلاوت ہر مسجد میں کی جاتی ہے، آپ کے ہار گم ہونے کی وجہ سے تیمّم کی آیت نازل ہوئی اور آپ کی وجہ سے لوگوں کو تیمّم کی رخصت ملی، آپ تو اس امت کیلئے بہت ہی بابرکت ہیں، تو (یہ سب کچھ سننے کے بعد) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: رہنے دو ابن عباس، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تو چاہتی ہوں کہ میں گمنام بھولی ہوئی ہوتی (۱۲)۔

**وفات:** یہ مدینہ میں تقریباً (۶۳) سال کی عمر میں (۱۳) **۵۷ھ** کو اس دار فانی سے **رخصت ہوئیں** (۱۴)،

(۱) صحیح البخاري [۳۴۸۴]، کتاب المناقب، باب فضل عائشة رضي الله عنها۔ (۲) صحیح۔سنن النسائي الکبری [۸۹۵۱/۵/۳۰۷]، شیخ البانیؒ نے الصحیحۃ [۳۲۷۷] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۳) صحیح البخاري [۳۴۹۱]، [۳۴۸۴]، کتاب المناقب، باب فضل عائشة رضي الله عنها۔ (۴) صحیح البخاري [۲۳۹۳]، [۲۳۸۶]، کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها، باب من أهدى إلى صاحبه وتحرى بعض نسائه دون بعض۔ (۵) صحیح البخاري [۴۷۹۲]، کتاب النکاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها۔ (۶) صحیح۔حاکم [۶۷۳۴]، امام حاکمؒ نے اس کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ (۷) صحیح۔صحیح الترمذي [۳۰۴۴]۔ (۸) سیر اعلام النبلاء [۱۳۹/۲]۔ (۹) صحیح۔مسند أحمد [۲۴۴۲۵]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط، صحیح۔سنن دارمي [۲۸۵۹]، تحقیق: شیخ حسین سلیم اسد۔ (۱۰) صحیح۔سنن البیهقي الکبری [۸۷۴۶]، امام نوویؒ نے ''المجموع'' [۳۹۰/۶] میں اسے صحیح کہا ہے۔ (۱۱) رجاله ثقات۔ابن سعد [۶۷/۸]، سیر أعلام النبلاء [۱۸۷/۲] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔ (۱۲) صحیح لغیرہ۔صحیح الموارد [۱۸۹۳]، لشیخ البانیؒ۔ (۱۳) سیر أعلام النبلاء للذهبي [۱۹۳/۲]، صحیح احادیث سے اگر ان کی عمر کا اندازہ لگایا جائے تو یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (۱۴) حافظ بن حجرؒ ''التقریب التهذیب'' [۶۰۶/۲] میں کہتے ہیں یہی صحیح قول ہے۔

ان کی وصیت کے مطابق انہیں دوسری ازواج مطہرات کیساتھ ''بقیع'' قبرستان میں دفن کیا گیا(۱) اور ان کی نمازِ جنازہ امیر المؤمنین فی الحدیث' الامام الفقیہ' المجتہد المطلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی(۲)۔

اے اللہ ہمارے دلوں کو اپنے پیارے نبی کریم ﷺ، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی محبت سے بھر دے اور اس محبت کو اور زیادہ کر دے۔ آمین (۳)

**صحیح**

۴۱۴۸) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبَاتِي إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُ عَائِشَةُ، فَقُولِي لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرِ النَّاسَ يُهْدُونَ إِلَيْهِ أَيْنَ مَا كَانَ، فَذَكَرَتْ ذَالِكَ أُمُّ سَلَمَةَ فَأَعْرَضَ عَنْهَا، ثُمَّ عَادَ إِلَيْهَا فَأَعَادَةِ الْكَلَامَ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ صَوَاحِبَاتِي قَدْ ذَكَرْنَ أَنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأْمُرِ النَّاسَ يُهْدُونَ أَيْنَمَا كُنْتَ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَتْ ذَالِكَ، قَالَ: **((يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ الْوَحْيَ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا))**.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں صحابہ کرام (نبی ﷺ کو) تحفے تحائف بھیجنے کیلئے عائشہ کی (یعنی میری) باری کا انتظار کیا کرتے تھے (تاکہ میرے ہاں نبی علیہ السلام کو ہدیہ بھیجیں)، ایک دن میری سوکنیں (ازواج مطہرات) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئیں اور ان سے کہنے لگیں ام سلمہ! نبی علیہ السلام کو تحفے بھیجنے کیلئے لوگ عائشہ کی باری کا انتظار کرتے ہیں جبکہ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح عائشہ کے ہاں یہ خیر وبھلائی ہے ہمارے ہاں بھی ہو (یعنی لوگ ہمارے ہاں بھی تحفے بھیجیں) لہٰذا رسول اللہ ﷺ سے گزارش کریں کہ لوگوں سے فرمادیں میں جس گھر میں ہوا کروں وہیں تحفہ بھیج دیا کریں، جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے یہ بات عرض کی تو آپ ﷺ نے اپنا رُخ پھیرلیا' انہوں نے پھر یہی عرض کیا تو آپ ﷺ نے پھر اپنا چہرہ مبارک دوسری جانب پھیرلیا' جب انہوں نے تیسری بار عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **''ام سلمہ! تم مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ عائشہ کے علاوہ تم میں سے کسی اور کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی''۔**

(۴۱۴۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم، [سنن نسائی (۳۹۵۰)، المشکاۃ (۶۱۸۰)]۔

(۱) صحیح البخاري [۱۳۰۴]، کتاب الجنائز، باب ما جاء في قبر النبي ﷺ وأبي بکر وعمر رضي اللہ عنہما۔ (۲) صحیح۔ تاریخ الصغیر [۱/ ۱۲۸، ۱۲۹]، حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابۃ صحیح احادیث کی روشنی میں'' [ص: ۸۹] اسے صحیح کہا ہے۔ (۳) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مزید فضائل کیلئے دیکھئے: الإجابۃ لإیراد ما استدرکتہ عائشۃ علی الصحابۃ، لإمام زرکشي، تعلیق وتحقیق: د۔ عصمت اللہ۔

**فائدہ:** بخاری کی حدیث میں ہے کہ ازواج مطہرات کے دو گروپ بنے ہوئے تھے ایک میں امہات المؤمنین عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں اور دوسرے میں امہات المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں' اور صحابہ کرام کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت فرماتے ہیں' اسلئے وہ نبی علیہ السلام کی خوشی حاصل کرنے کیلئے انتظار میں رہتے تھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہونگے تو تحفہ بھیجیں گے' ...... نبی علیہ السلام کا جواب سن کر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول میں اللہ سے توبہ کرتی ہوں' میں آپ کو کبھی ایسی تکلیف نہیں دونگی، پھر ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی! جس سے مجھے محبت ہے کیا تمہیں اس سے محبت نہیں؟ انہوں نے کہا جی ضرور محبت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر تم عائشہ سے محبت کرو(۱)۔ نبی علیہ السلام نے تحفہ دینے والوں سے بات نہیں کی کیونکہ یہ کمالِ اخلاق کے خلاف ہے اور پھر یہ تحفہ دینے والے کا اختیار ہوتا ہے(۲)۔ یہاں نبی علیہ السلام کے ارشاد کا یہ مقصد تھا کہ جب عائشہ کی موجودگی میں اللہ وحی کا تحفہ بھیج دیتا ہے تو تم ان دنیاوی معمولی تحفوں کو کیوں اتنی اہمیت دیتی ہو، آج ان تحفوں کو منع کروگی تو پھر کیا یہ بھی اعتراض ہوگا کہ عائشہ کی موجودگی میں جبریل علیہ السلام قرآن کی وحی کا تحفہ کیوں لیکر آتے ہیں! ﴿ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ﴾ یہ تو اللہ کا فضل ہے اللہ جسے چاہے نوازے۔

(۴۱۴۹) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جِبْرَئِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

**صحیح**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ایک بار جبریل علیہ السلام سبز رنگ کے ریشمی کپڑے میں میری تصویر لیکر نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: دنیا وآخرت میں یہ آپ کی بیوی ہیں۔

**فائدہ:** مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین رات خواب میں فرشتے کے ذریعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر دکھائی گئی اور بتایا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۴۱۴۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، امام بخاری نے اس حدیث کو کئی جگہ (۵۱۲۵، ۷۰۱۱ اور ۷۰۱۲) ذکر کیا ہے، امام مسلم نے (۷/۱۳۴) میں لفظ "وَالآخِرَةِ" کے علاوہ اسے روایت کیا ہے، [الصحیحۃ (۳۹۸۷)، صحیح الجامع (۹۱۵) اور المشکاۃ (۶۱۷۹)، (۶۱۸۲)]۔

(۱) صحيح البخاري [۲۳۹۳]، [۲۳۸۶]، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب من أهدى إلى صاحبه وتحرى بعض نساءه دون بعض، صحيح مسلم [۴۴۶۸]، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله عنها۔ (۲) فتح الباری [۵/۲۰۸]۔

اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو یہ خواب ضرور پورا ہو کر رہے گا(۱)۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں نبی علیہ السلام کی بیوی ہیں یہ ان کی بہت واضح اور عظیم فضیلت ہے۔

۴۱۵۰) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ**))، قَالَتْ: قُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرٰى مَا لَا نَرٰى.

**صحیح**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''**اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام تمہیں سلام کررہے ہیں**''، میں نے جواب میں کہا ''وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ'' کہ ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں ہوں، اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتا۔

۴۱۵۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنَّ جِبْرَئِيْلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ**))، فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

**صحیح**

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**یہ جبریل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں**، میں نے جواب میں کہا: ''وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ'' کہ ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمتیں ہوں''۔

**فائدہ**: حضرت جبریل علیہ السلام کا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہلوانا واقعی ام المؤمنین کی عظمت اور شان کو دوبالا کرتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم چلا کہ **کسی کو سلام کہلوانا** یا لکھ کر سلام بھجوانا جائز ہے' اور جسے سلام کہلوایا گیا ہے اسے چاہئے کہ اس کا ضرور جواب دے' سلام کہلوانے والے اور پہنچانے والے دونوں پر سلام بھیجے' اس طرح کہے "وَعَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ" جیسا کہ دوسری صحیح روایت میں ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جبریل علیہ السلام کے جواب میں فرمایا ''عَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ" یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اور جبریل علیہ السلام پر بھی سلام ہو(۲) کیونکہ یہی سنت طریقہ ہے جب صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہلواتے

---

(۴۱۵۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری (۳۷۶۸)، [مسلم (۶۴۵۴)، سنن أبي داود (۵۲۳۲)، سنن نسائي (۳۹۵۳)، ابن ماجہ (۳۶۹۶)، صحیح الجامع (۷۹۱۵)، المشکاۃ (۶۱۷۸) اور الأدب المفرد (۸۲۷)]۔

(۴۱۵۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، اور پہلے (۲۸۴۶) میں گزر چکی ہے، [سابقہ حوالہ کی طرف رجوع کریں]۔

(۱) صحیح مسلم [۶۲۶۸]، کتاب فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله عنها۔ (۲) صحیح۔ مسند أحمد [۶/ ۱۱۷]، شیخ البانیؒ نے ''صحیح الأدب المفرد'' [ح: ۶۳۸] کے حاشیہ میں اسے صحیح کہا ہے۔

تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جواب میں دونوں پر سلام بھیجتے تھے (۱)۔

اسی طرح اگر کوئی سلام کرے تو اس کے جواب میں '' وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ '' کے بعد ''وَ مَغْفِرَتُه وَطِيْبَ صَلَوٰتُه '' کا کہنا بھی صحیح اثرِ صحابی سے ثابت ہے (۲)۔

**ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں ہم نہیں دیکھتے:** یعنی فرشتے نور سے اور جنات آگ سے بنے ہیں (۳) یہ دونوں انسان کو' خاکی مخلوق کو نظر نہیں آتے (۴)، البتہ یہ نبی علیہ السلام کی خصوصیت اور معجزہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم '' بشر اور خاکی مخلوق '' تھے علم غیب نہیں جانتے تھے پھر بھی جب اللہ چاہتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کو دیکھتے تھے، لہٰذا یہ اور اس طرح کے دوسرے معجزات جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں ہم ان پر یقین رکھیں اور حد سے آگے نہ بڑھیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو '' سب سے افضل انسان ہیں'' اور علمِ غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے وہ خاص اللہ کی صفت ہے (۵)۔

(۴۱۵۲) عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْماً.

**صحیح**

حضرت ابوموسیٰ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم صحابہ کو (کبھی بھی) کسی حدیث کے بارے میں کچھ سمجھنا ہوتا تو ہم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے بارے میں پوچھ لیتے تھے انہیں اس حدیث کے بارے میں علم ہوتا تھا (وہ وضاحت فرما دیتیں تھیں)۔

**فائدہ** : صحابہ کو کوئی بھی مسئلہ درپیش ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اسکا حل موجود ہوتا تھا' یا تو اس بارے میں انکے پاس حدیث ہوتی تھی' یا پھر حدیث کی تفسیر وتوضیح' یا اجتہاد سے مسئلہ حل فرما دیتی تھیں، بہت بڑی عالمہ تھیں امام زہریؒ فرماتے ہیں اگر امت اسلامیہ کی تمام خواتین کے علم کو جمع کر لیا جائے اور پھر ان کیساتھ ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے علم کو بھی جمع کر لیا جائے پھر بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سب سے زیادہ وسیع علم والی ہونگی (۶)۔ اور مسروقؒ (۷) قسم کھا کر کہتے ہیں میں نے دیکھا ہے بڑے بڑے صحابہ کرام علم فرائض (میراث) کے مسائل ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کرتے تھے (۸)۔

(۴۱۵۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۱۸۵)۔

(۱) حسن۔سنن أبي داود [۵۲۳۱]، کتاب الأدب، باب فی الرجل یقول فلان یقرئک السلام، تحقیق: شیخ البانیؒ۔ (۲) صحیح۔صحیح الأدب المفرد [۸۶۵]۔ (۳) صحیح مسلم [۵۳۱۴]، کتاب الزہد والرقائق، باب في أحادیث متفرقۃ۔ (۴) سورۃ الاعراف۔[۲۷]، صحیح البخاري [۲۹۷۸]، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ۔ (۵) مزید دیکھئے الصحیحۃ [۱۵۹] کے تحت۔

(۶) صحیح۔حاکم [۶۷۳۴]، امام حاکمؒ نے اس کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ (۷) مسروق رحمہ اللہ: ثقہ اور کبار تابعین میں سے ہیں۔

(۸) صحیح۔سنن دارمي [۲۸۵۹]، تحقیق: شیخ حسین سلیم اسد۔

۴۱۵۳) عَنْ مُوْسٰی بْنُ طَلْحَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ .

**صحیح**

موسیٰ بن طلحہؒ بیان کرتے ہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر میں نے کسی کو فصیح (بہترین گفتگو کرنے والا) نہیں دیکھا۔

**فائدہ** : **فصاحت و بلاغت**: فصاحت کا مطلب ہے کہ بات مختصر، جامع و مانع اور سادہ الفاظ میں بہت واضح ہو تاکہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہ ہو اور جلد ذہن نشین ہو جائے' اس میں غیر مانوس الفاظ استعمال نہیں کیے جاتے جبکہ بلاغت کے ذریعہ جملہ وکلام کی ترکیب سے خوبصورتی حاصل ہوتی ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت فصیح اللسان اور صاف صاف' بہت اچھے انداز میں گفتگو کرنے والی تھیں اور صحابہ کرام کو دین کی باتیں سکھاتی تھیں، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح ''آیات کی شانِ نزول' فرائض وسنن' اشعار' عرب کی تاریخ' علمِ انساب اور علمِ طب (حکمت)'' کا اتنا زبردست ماہر کسی اور کو نہیں دیکھا(۱)۔

۴۱۵۴-۴۱۵۵) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: (( **عَائِشَةُ** )) ، قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: (( **أَبُوْهَا** )).

**صحیح**

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں (لشکر) جیش ''ذات السلاسل'' کا امیر مقرر فرمایا' کہتے ہیں میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا: اللہ کے رسول! آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **''عائشہ سے''** میں نے عرض کیا اور مردوں میں؟ فرمایا: **''انکے والد (ابوبکر) سے''**۔

**فائدہ** : یہاں حضرت ابوبکر اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے اور طبرانی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ''بیٹیوں'' میں سب سے زیادہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت تھی(۲) **مطلب یہ ہے**

---

(۴۱۵۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۱۸۶)۔

(۴۱۵۴-۴۱۵۵) یہ حدیثیں **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [ابن ماجہ (۱۰۱)، المشکاۃ (۶۰۱۴)، ظلال الجنۃ (۱۲۳۳) اور شرح الطحاویۃ (ص-۵۳۶)]۔

(۱) رجالہ ثقات ـ الحلیۃ ـ لأبي نعیم [۲/ ۴۹]، سیر أعلام النبلاء [۲/۱۸۳] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں۔ (۲) رجالہ رجال الصحیح ـ طبراني في الکبیر [۹۸۶]، حافظ ہیثمیؒ ''مجمع الزوائد'' [۱۵۲۲۴] میں اور امام شوکانیؒ ''ردالسحابۃ'' [۲۱۷] میں کہتے ہیں اس کی سند کے رجال بخاری کے ہیں۔

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ حضرت ابوبکر تھے' بیویوں میں حضرت عائشہ، بیٹیوں میں حضرت فاطمہ اور داماد میں حضرت علی محبوب ترین تھے، رضی اللہ عنہم (۱)۔

**صحیح**

(۴۱۵۶) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ، كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ)).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے**''۔

**فائدہ**: ثرید: روٹی کے ٹکڑوں کو گوشت کے شوربے میں بھگو دیں تو اسے ثرید کہتے ہیں' یہ ایک بابرکت اور عرب میں محبوب و پسندیدہ کھانا ہے' اس میں لذت بھی ہے' قوت اور غذا بھی ہے' زود ہضم ہے' چبانے میں سہولت و آسانی ہوتی ہے اور جلدی تیار ہونے والا کھانا ہے' لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ثرید کیساتھ تشبیہ دی کیونکہ ان میں بھی بہت ساری خوبیاں اور اچھی صفات جمع تھیں' اپنے شوہر محترم نبی علیہ السلام کو محبوب تھیں' نہایت سمجھدار' عقلمند' بہت اچھی رائے دینے والی' نہایت بلند اخلاق والی اور بہت سی اچھی صفات کا مجموعہ تھیں۔

**ضعیف**

(۴۱۵۷) عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ أَنَّ رَجُلاً نَالَ مِنْ عَائِشَةَ عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَقَالَ: أَغْرِبْ مَقْبُوْحاً مَنْبُوْحاً، أَتُؤْذِيْ حَبِيْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

عمرو بن غالب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی شخص نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نامناسب بات کہی، انہوں نے (سخت غصہ میں) اس شخص سے کہا مردود اور بکواس آدمی تو (یہاں سے فوراً) دفع ہو جا تو رسول اللہ ﷺ کی سب سے محبوب زوجہ محترمہ کو (نازیبا الفاظ کہہ کر) تکلیف پہنچاتا ہے۔

---

(۴۱۵۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، ابن ماجہ (۳۲۸۱)، [سنن نسائی (۳۹۴۷)، الصحیحہ (۳۵۳۵)، صحیح الجامع (۲۱۱۷)، المشکاۃ (۵۷۴۲) اور مختصر الشمائل (ص۔۹۸)]۔

(۴۱۵۷) شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اسکی اسناد **ضعیف** ہے، [اس حدیث کی سند میں راوی ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ مدلّس ہیں' انہوں نے اس روایت کو عنعنہ سے بیان کیا ہے اور آخری عمر میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا، دیکھئے: التقریب (۵۰۶۵) لابن حجر، ضعیف أبی داود (۲۴۲) اور الضعیفہ (۵۷۱۰) کے تحت۔

(۱) عارضۃ الأحوذي [۱۳/ ۲۴۷، ۲۴۸]، عقیدۃ أھل البیت [ص۔۱۳۷]۔

۴۱۵۸) عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: هِيَ زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - يَعْنِي عَائِشَةَ .

**صحیح**

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت دونوں جہاں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔

۴۱۵۹) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((**عَائِشَةُ**))، قَالَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((**أَبُوهَا**)).

**صحیح**

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا' اللہ کے رسول! لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ کون پسند و محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ (پسند ہیں)'' پھر عرض کیا گیا کہ اچھا مردوں میں کون زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: ''**عائشہ کے والد**''۔

**فائدہ** : اس کی شرح حدیث (۴۱۵۵) صفحہ (315) میں گزر چکی ہے۔

## فَضْلُ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

## ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

**نام اور اولاد:** ام المؤمنین خدیجہ بنت خُویلد رضی اللہ عنہا قریشی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ محترمہ ہیں(۱) جب تک یہ حیات رہیں نبی علیہ السلام نے ان کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا(۲)، انکے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت و بعثت سے پہلے ہی ان کا نکاح کرایا تھا(۳)' اس وقت ان کی عمر (۴۰) سال اور نبی علیہ السلام کی عمر (۲۵) سال تھی(۴)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے: قاسم اور طاہر اور چاروں بیٹیاں: زینب' رقیہ' ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم یعنی تقریباً ساری اولاد - سوائے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کے - ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی(۵) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل قیامت تک انہی سے باقی رہے گی'

---

(۴۱۵۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری مسلم میں بھی اس حدیث کی طرح مروی ہے، [الصحیحہ (۱۱۴۲) کے تحت اور صحیح الموارد (۱۸۷۶)]۔

(۴۱۵۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری و مسلم اور [مزید حدیث (۴۱۵۵) کی تخریج میں دیکھئے]۔

(۱) حسن۔ دلائل النبوۃ للبیہقی [۲/ ۶۹]' حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابۃ صحیح احادیث کی روشنی میں'' [۸۴] امام زہریؒ کے اس قول کو حسن کہا ہے۔ (۲) صحیح مسلم [۴۴۶۶]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل خدیجۃ أم المؤمنین رضي الله عنها۔ (۳) حسن۔ دلائل النبوۃ للبیہقی [۲/ ۶۹]' حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابۃ صحیح احادیث کی روشنی میں'' [۸۴] امام زہریؒ کے اس قول کو حسن کہا ہے۔ (۴) صحیح۔ ابن سعد [۱/ ۱۳۲]، سیر أعلام النبلاء [۲/ ۱۱۱] تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط، حافظ ابن حجرؒ ''فتح الباری'' [۱۴/ ۲۸۶۔ ۲۹۵] میں کہتے ہیں: جمہور کا یہی قول ہے۔

(۵) حسن۔ دلائل النبوۃ للبیہقی [۲/ ۶۹]' حافظ زبیر علی زئی نے ''فضائل الصحابۃ صحیح احادیث کی روشنی میں'' [۸۴] امام زہریؒ کے اس قول کو حسن کہا ہے۔

امام مہدی بھی انہی کی نسل سے ہونگے(۱)' اور صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ ام المؤمنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے(۲)۔

**فضائل:** ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لانے والی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہنے والی خاتون ہیں' اس وقت نہ مردوں میں سے کوئی ایمان لایا تھا نہ ہی عورتوں میں سے(۳)' یہ دنیا کی سب سے بہترین عورتوں میں سے(۴) اور جنت کی سب سے افضل چار خواتین میں سے ایک ہیں(۵) اور اس امت کی سب سے افضل ترین خاتون ہیں(۶)، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹوں اور پریشانیوں میں سہارا بننے والی(۷)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا سرمایا لٹا دینے والی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ہیں(۸)' اللہ نے انکی قربانیوں کی اتنی قدر کی کہ انہیں جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سلام کہلوایا اور جنت میں موتیوں سے بنے گھر کی بشارت فرمائی(۹)۔

**وفات:** یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت ونکاح میں (۲۵) سال رہیں اور نبوت کے (۱۰) سال گزرنے کے بعد(۱۰)' ہجرت سے (۳) سال پہلے(۱۱) تقریباً (۶۵) سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔

**صحیح**

(۴۱۶۰) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحِدٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، وَمَا بِي أَنْ أَكُونَ أَدْرَكْتُهَا وَمَا ذَالِكَ إِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَهَا، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهُنَّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جتنا رشک مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر ہوا اتنا رشک نبی ﷺ کی کسی اور زوجہ محترمہ پر نہیں ہوا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں ہے، ان پر رشک کرنے کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ اکثر ان کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے اسکے علاوہ جب آپ ﷺ کوئی بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ڈھونڈ کر انکے ہاں بطور تحفہ گوشت بھیجا کرتے تھے۔

**فائدہ:** دوسری حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب

(۴۱۶۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، ابن ماجہ (۱۹۹۷)، [المشکاۃ (۶۱۷۷) اور صحیح السیرۃ (ص۔۳۸)]۔

(۱) صحیح۔صحیح أبي داود [۴۲۸۴]۔ (۲) إسنادہ جید۔الضیاء في ''المختارۃ'' [۱/۲۴۷]، الصحیحۃ [۱۹۰۴]، مزید دیکھئے: محلّی [۹/۱۸] لابن حزم۔ (۳) صحیح البخاري [۶۴۶۷]، کتاب التعبیر، باب أول مابدء بہ رسول اللہ ﷺ من الوحي الرؤیا الصالحۃ، مع الفتح، مسند البزار [۳۸۷۲]، مجمع الزوائد [۱۵۲۵۸]، حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد کے رجال بخاری کے ہیں، مزید دیکھئے: صحیح سیرۃ النبویۃ [۱۱۹] للالبانیؒ۔ (۴) صحیح۔طبراني في الکبیر [۱۰۰۴]، صحیح الجامع [۳۳۲۸]۔ (۵) صحیح۔مسند أحمد [۱/۲۹۳]، الصحیحۃ [۱۵۰۸]۔ (۶) حسن۔مسند البزار [۱۴۲۷]، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری [۷/۱۶۸] میں اسے حسن کہا ہے۔ (۷) صحیح البخاري [۶۴۶۷]، کتاب التعبیر، باب أول مابدء بہ رسول اللہ ﷺ من الوحي الرؤیا الصالحۃ، مع الفتح۔

(۸) حسن۔مسند أحمد [۲۳۷۱۹] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط نے اسے صحیح کہا ہے، حافظ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد [۱۵۲۸۱] میں اور امام شوکانیؒ نے ''ردالسحابۃ'' [۲۴۹] میں اسے حسن کہا ہے۔

(۹) صحیح البخاري [۳۵۳۶]، کتاب المناقب، باب تزویج النبي ﷺ خدیجۃ وفضلہا رضي اللہ عنہا۔ (۱۰) حافظ ابن حجرؒ ''فتح الباری'' [۱۴/۲۸۶۔۲۹۵] میں کہتے ہیں یہ صحیح قول ہے۔

(۱۱) صحیح البخاري [۳۶۰۷]، کتاب المناقب، باب تزویج النبي ﷺ عائشۃ وقدومہا المدینۃ وبناءہ بہا۔

حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا ذکر کرتے تو بہت دیر تک ان کی تعریفیں اور ان کیلئے مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے تھے' ایک دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں کیں تو مجھے غیرت آ گئی میں نے کہا کہ آپ ان عمر رسیدہ کو یاد کرتے رہتے ہیں! اللہ نے تو آپ کو ان کے بدلے ایک نوعمر بیوی عطا کر دی ہے، فرماتی ہیں میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے غصہ میں تھے' میں ڈر گئی اور دل میں دعا کی: یا اللہ تو اپنے نبی کے غصہ کو ختم کر دے میں کبھی بھی خدیجہ کو برے لفظوں میں یاد نہیں کروں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا: تم نے ایسی بات کیسے کہہ دی؟ اللہ کی قسم! وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا تھا' انہوں نے مجھے اس وقت جگہ دی جب لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا تھا' ان سے مجھے اولاد کی نعمت میسر آئی، پھر ایک مہینہ تک نبی علیہ السلام پر اس بات کا اثر رہا(۱)۔

۴۱۶۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا حَسَدْتُ إِمْرَأَةً، مَا حَسَدْتُ خَدِيْجَةَ، وَمَا تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا بَعْدَ مَا مَاتَتْ، وَذَالِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِيْ الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

**صحیح**

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جتنا رشک مجھے خدیجہ پر ہوا کسی اور عورت پر نہیں ہوا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے انکی وفات کے بعد مجھ سے شادی کی تھی، ان پر رشک کرنے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جنت میں ایسے گھر (خوبصورت محل) کی خوشخبری دی تھی جو یاقوت کے موتیوں سے بنا ہوا ہے وہاں نہ کوئی شور شرابہ ہوگا اور نہ کوئی تکلیف وغم۔

**فائدہ**: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اتنی محبت تھی کہ اتنا وقت گزر جانے کے بعد بھی ان کی اتنی تعریفیں اور اچھائیاں بیان فرماتے ہیں اور انکی سہیلیوں کو تلاش کر کے بطور ہدیہ گوشت بھیجتے ہیں کہ یہ میری چہیتی بیوی کی سہیلیاں ہیں' اور مجھے ابھی یہ باتیں برداشت نہیں ہو رہیں تو اگر میں ان کی موجودگی میں ہوتی تو میری کیا حالت ہوتی! پھر اصل رشک کی وجہ بھی خود بتاتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایسے بہترین محل کی خوشخبری دی تھی جس میں انتہائی سکون ہوگا کسی قسم کی تھکن یا اکتاہٹ نہیں ہوگی اور یہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عظیم فضیلت اور بہت بڑا اعزاز

(۴۱۶۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری مسلم میں بھی اسیطرح مروی ہے، [الصحیحۃ (۱۵۵۴)، صحیح الجامع (۲۸۲۶)، المشکاۃ (۶۱۷۶)، صحیح السیرۃ (ص۔۱۱۳) اور فقہ السیرۃ (ص۔۸۸)]۔

(۱) حسن۔الإصابۃ [۱۲/ ۲۱۸] لابن حجرؒ، اتحاف الخیرۃ [۶۷۷۵] للبوصیریؒ، الذریۃ الطاہرۃ لدولابي، سیر أعلام النبلاء [۲/۱۱۲] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہے۔

ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سوکنوں میں غیرت ہوتی ہے کیونکہ یہ عورت کی فطرت ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سمجھدار، عقلمند، عالمہ، فقیہہ، نبی علیہ السلام کی سب سے محبوب زوجہ محترمہ ہونے کے باوجود اپنی سوکن کی تعریف برداشت نہیں کرتی تھیں اور یہاں اپنی غیرت کا ذکر فرما رہی ہیں۔

صحیح

۴۱۶۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ)).

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''**خدیجہ بنت خُوَیلد سب عورتوں میں سب سے اچھی عورت ہیں اور مریم بنت عمران (بھی) سب عورتوں میں سب سے اچھی تھیں**''۔

**فائدہ:** صحیح حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مریم بنت عمران اپنے وقت کی سب سے افضل خاتون ہیں اور خدیجہ اپنے زمانہ کی سب سے افضل خاتون ہیں(۱)، اور دوسری حدیث میں فرمایا خدیجہ کی فضیلت اس امت کی عورتوں پر ایسی ہے جیسے مریم کو پوری کائنات کی عورتوں پر فضیلت حاصل ہے(۲) اور پھر دوسری احادیث میں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام وغیرہا کیلئے بھی ایسی فضیلت آئی ہے(۳) تو مطلب یہی ہے کہ یہ سب اپنے اپنے زمانہ کی افضل وفضیلت والی عورتیں ہیں اسی لئے حدیث الباب میں دونوں کیلئے الگ الگ ضمیریں لائی گئی ہیں، امام نوویؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے اسی کی تائید کی ہے(۴)، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قیامت تک کی تمام خواتین میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ترین ہیں اور آخرت میں بھی یہ جنت کی سب سے افضل چار خواتین میں سے ایک ہیں(۵)۔

صحیح

۴۱۶۳) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، بوَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَّفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَّآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''**سارے جہاں کی عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ) اور آسیہ فرعون کی بیوی نیکی میں تمہارے لئے نمونہ کافی ہیں**''۔

(۴۱۶۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم، [صحیح الجامع (۳۳۳۱) اور المشکاۃ (۶۱۷۵)]۔

(۴۱۶۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۱۸۱)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۱۴۱)، صحیح الجامع (۳۱۴۳) اور الصحیحۃ (۱۵۰۸) کے تحت]۔

(۱) صحیح۔مسند أبي یعلی [۵۲۲]، تحقیق: شیخ حسین سلیم أسد۔ (۲) حسن۔مسند البزار [۱۴۲۷]، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری [۷/ ۱۶۸] میں اسے حسن کہا ہے۔ (۳) صحیح۔طبراني في الکبیر [۱۰۰۴]، صحیح الجامع [۳۳۲۸]۔ (۴) شرح نووي [۵۱/ ۱۹۸]، فتح الباري [۷/ ۱۳۵]۔ (۵) صحیح۔مسند أحمد [۱/ ۲۹۳]، الصحیحۃ [۱۵۰۸]۔

**فائدہ** : یہ چاروں دنیا کی عورتوں میں کمال درجہ رکھنے والی اور جنت کی افضل ترین عورتیں ہیں (۱) لہٰذا خواتین کیلئے انکی اقتداء کرنا کافی وافی ہے، اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بھی بہت ہیں اور وہ علم کے لحاظ سے بھی بہت افضل ہیں۔

## فِي فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ

## نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کی فضیلت

امام ترمذیؒ نے تعمیم بعد التخصیص کو اپنایا ہے اور یہ اچھا ہے کہ جن کی فضیلت زیادہ ہو انہیں مقدم ہونا چاہئے چنانچہ پہلے نبی علیہ السلام کی فضیلت والی احادیث لائے کیونکہ پہلے بُنیاد رکھنے والے کی فضیلت ومقام ہوتا ہے' پھر خلفائے اربعہ پھر عشرہ مبشرہ' پھر بعض دوسرے صحابہ جن کی خاص فضیلت ہے' پھر خاص ازواج مطہرات کو ذکر کیا' پھر عام ازواج مطہرات کی فضیلت والی احادیث لائے ہیں۔

صحابہ کرام امہات المؤمنین کی بڑی عزت وتعظیم کرتے تھے ان کی قدر ومنزلت کو جانتے تھے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ساتھی اور دنیا وآخرت میں نبی علیہ السلام کی بیویاں ہیں (۲)' یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد انہیں شادی کرنے کی اجازت نہیں تھی (۳) کیونکہ یہ مؤمن مسلمانوں کی مائیں ہیں (۴)' اللہ نے قرآن مجید میں ان کا ذکر فرما کر انہیں فضیلت ومقام عطاء فرمایا اور ان کیلئے خاص احکام بیان فرمائے۔ (۵)

'' امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن '' کی تعداد گیارہ (۱۱) ہے:

۱) خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا (۶)
۲) سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (۷)
۳) عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا (۸)
۴) حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا (۹)
۵) زینب بنت خزیمہ ام المساکین رضی اللہ عنہا (۱۰)
۶) ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا (۱۱)

(۱) صحیح۔ مسند أحمد [۱/۲۹۳]، الصحیحۃ [۱۵۰۸]۔ (۲) صحیح۔ حاکم [۴/۱۳]، شیخ البانیؒ نے الصحیحۃ [ح۔۱۱۴۲/ ج۔۳/ص۔۱۳۳] کے تحت اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ (۳) سورۃ الأحزاب [۵۳]۔ (۴) سورۃ الأحزاب [۶]۔ (۵) سورۃ الأحزاب [۲۸۔۳۴]۔ (۶) صحیح البخاري [۳۵۳۲]، کتاب المناقب، باب تزویج النبي ﷺ خدیجۃ وفضلها رضي الله عنها۔ (۷) صحیح البخاري [۱۷۵۷]، کتاب الإستئذان، باب آیۃ الحجاب۔ (۸) صحیح البخاري [۳۶۰۵]، کتاب المناقب، باب تزویج النبي ﷺ عائشۃ وقدومها المدینۃ وبناءہ بها۔ (۹) صحیح البخاري [۴۷۸۲]، کتاب النکاح، باب عرض الإنسان ابنتہ أو أختہ علی أهل الخیر۔ (۱۰) رجالہ ثقات۔ طبراني في الکبیر [۱۴۸]، حافظ هیثمیؒ مجمع الزوائد [۱۵۳۵۷] میں کہتے ہیں اس کے رجال ثقات ہیں۔ (۱۱) صحیح مسلم [۱۵۲۶]، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبۃ۔

۷) جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (۱)
۸) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (۲)
۹) ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا (۳)
۱۰) میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (۴)
۱۱) صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا۔ (۵)

جب نبی علیہ السلام کا انتقال ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (۹) بیویاں تھیں (۶)، حضرت خدیجہ بنت خویلد (۷) اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا (۸)۔

۴۱۶۴) عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مَاتَتْ فُلَانَةُ، لِبَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَجَدَ، قِيْلَ لَهُ: أَتَسْجُدُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: **((إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوْا))** فَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ؟

**حسن**

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فجر کی نماز کے بعد بتایا گیا کہ نبی ﷺ کی فلاں زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گیا (یہ سن کر) وہ فوراً سجدہ میں گر گئے، ان سے کہا گیا کہ آپ اس موقع پر سجدہ کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں ہے کہ **''جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کیا کرو''** پھر نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے انتقال سے بڑھ کر اور کیا نشانی ہو گی؟

**فائدہ:** حدیثِ مذکور میں جن زوجہ محترمہ کے انتقال کا ذکر ہے یہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں (۹)، امہات المؤمنین کی موجودگی امت کیلئے فائدے مند اور امن و امان و برکت کا ذریعہ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ میری امت کیلئے امن و امان کا سبب ہیں، جب (انکا انتقال ہو جائے گا اور) یہ چلے جائیں گے تو امت ان (فتنوں اور بدعات) میں مبتلا ہو جائے گی جن کا وعدہ ان سے کیا گیا ہے (۱۰)۔ اور پھر ازواج مطہرات تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ ہونے کے ساتھ ساتھ نبی علیہ السلام کی بیویاں بھی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۴۱۶۴) یہ حدیث **حسن** ہے، صحیح ابی داؤد (۱۰۸۱)، المشکاۃ (۱۴۹۱)، [ھدایۃ الرواۃ (۱۴۳۶)، صحیح الجامع (۵۶۴)]۔

(۱) صحیح البخاري [۲۵۳۴]، کتاب الوصایا، باب الوصایا۔ (۲) صحیح البخاري [۶۸۷۰]، کتاب التوحید، باب قولہ وکان عرشہ علی الماء۔ (۳) صحیح۔ صحیح أبي داود [۱۸۳۵]، کتاب النکاح، باب في الولي۔ (۴) صحیح البخاري [۱۷۰۶]، کتاب الحج، باب تزویج المحرم۔ (۵) صحیح البخاري [۳۸۸۹]، کتاب المغازي، باب غزوۃ خیبر۔ (۶) صحیح۔ سنن النسائی [۳۱۹۷]، کتاب النکاح، ذکر أمر رسول اللہ ﷺ في النکاح وأزواجہ۔ (۷) صحیح البخاري [۳۵۳۲]، کتاب المناقب، باب تزویج النبي ﷺ خدیجۃ وفضلھا رضي اللہ عنھا۔ (۸) رجالہ ثقات۔ طبراني في الکبیر [۱۴۸]، حافظ ھیثمیؒ مجمع الزوائد [۱۵۳۵۷] میں کہتے ہیں اس کے رجال ثقات ہیں۔ (۹) حسن۔ شرح السنۃ للإمام البغوي [۴/۳۹۷]، شیخ شعیب أرناؤوط شرح السنۃ کی تحقیق میں کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ (۱۰) صحیح مسلم [۵۹۶]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب بیان أن بقاء النبي ﷺ أمان لأصحابہ وبقاء أصحابہ أمان للأمۃ۔

کے بہت قریب رہا کرتی تھیں اسلئے ازواج مطہرات کا انتقال بہت بڑا صدمہ اور چاند سورج کے گرہن کی طرح اللہ کی ایک بڑی نشانی تھی اور ایک انداز میں خبردار کرنا بھی تھا کہ اب یہ برکت ختم ہوگئی! گویا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی خبر سنتے ہی خوف اور گھبراہٹ میں فوراً سجدہ کر کے اللہ کو راضی کیا اور مدد مانگی تاکہ اللہ نے ان کے ذریعہ سے امت کو جو امن وامان کی نعمت سے نوازا ہوا تھا اب بھی یہ نعمت باقی رہے اور یہ برکت ختم نہ ہو (۱)۔

**ضعیف**

(۴۱۶۵) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ بَلَغَنِيْ عَنْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ كَلَامٌ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ: ((أَلَا قُلْتِ: وَكَيْفَ تَكُوْنَانِ خَيْراً مِّنِّيْ وَزَوْجِيْ مُحَمَّدٌ، وَّأَبِيْ هَارُوْنُ، وَعَمِّيْ مُوْسٰى؟)). وَكَانَ الَّذِيْ بَلَغَهَا أَنَّهُمْ قَالُوْا : نَحْنُ أَكْرَمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا، وَقَالُوْا: نَحْنُ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ وَبَنَاتُ عَمِّهٖ.

ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حُیَی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے معلوم چلا (میری سوکنیں) حفصہ اور عائشہ نے کہا ہے کہ ہم (صفیہ) سے زیادہ قدر ومنزلت والی ہیں کیونکہ ہم آپ ﷺ کی بیوی بھی ہیں اور رشتہ دار بھی! پھر جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے یہ بات بتائی' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ان سے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم مجھ سے بہتر کیسے ہوسکتی ہو' مجھے تو یہ فضیلت حاصل ہے کہ میرے شوہر محمد (ﷺ) ہیں' اور میرے والد ہارون اور چچا موسیٰ علیہما السلام ہیں''۔

**صحیح**

(۴۱۶۶) عَنْ أَنَسٍ قَالَ : بَلَغَ صَفِيَّةَ أَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ : بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ، فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِيْ، فَقَالَ ((مَا يُبْكِيْكِ؟)) فَقَالَتْ قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ إِنِّيْ بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((وَإِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی کہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے' یہ سنکر وہ رونے لگیں' نبی ﷺ انکے ہاں تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں' آپ ﷺ نے فرمایا کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا

(۴۱۶۵) اس حدیث کی اسناد **ضعیف** ہے، امام ترمذیؒ نے بھی اسے غریب کہا ہے، الرد علی الحبشي (۳۵۔۳۸) اور [شیخ البانیؒ ''الضعیفة'' (۴۹۶۳) کے تحت کہتے ہیں: حافظ ابن حجرؒ نے ''التقریب'' میں راوی ''ہاشم بن سعید الکوفی'' کو ضعیف کہا ہے، حقوق النساء في الإسلام (۱۰۶) لشیخ الالبانی رحمہ اللہ]۔

(۴۱۶۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۱۸۳)، [ھدایۃ الرواۃ (۶۱۴۳)، صحیح الموارد (۱۸۹۵) اور حقوق النساء في الإسلام (۱۰۷) لشیخ الالبانی]۔

(۱) شرح سنن أبي داود [ص۔۱۴۸] للشیخ عبدالمحسن العباد، فیض القدیر [ص۔۳۶۰] للمناویؒ۔

وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ، فَفِيمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((اِتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ)).

حفصہ نے مجھے یہودی کی بیٹی کہا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو ایک نبی (ہارون) کی بیٹی ہو، تمہارے چچا بھی ایک نبی (موسیٰ) ہیں اور نبی (ﷺ) کی ہی بیوی ہو' پھر حفصہ تم پر کیسے فخر کر رہی ہیں'' پھر فرمایا: ''حفصہ! اللہ سے ڈرو'' (یعنی دکھ تکلیف پہنچانے والی بات نہ کرو)''۔

**فائدہ :** یعنی تمہیں تو اتنا شرف حاصل ہے کہ تمہارے جداعلیٰ بھی نبی تھے اور شوہر بھی نبی ہیں' پھر حفصہ تمہارے مقابلہ میں کیسے فخر کر سکتی ہیں؟ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر شفقت ومحبت اور دلجوئی کا انداز تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مشفقانہ انداز میں ازواج مطہرات کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔

**صحیح**

۴۱۶۷) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ، فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ، ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ : فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا، قَالَتْ: أَخْبَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : أَنَّهُ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ.

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی ﷺ نے فتح مکہ والے سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلا کر انکے کان میں آہستہ سے کچھ فرمایا تو وہ رونے لگیں' پھر دوبارہ کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں، (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہوگئے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت رونے اور ہنسنے کی وجہ پوچھی، انہوں نے فرمایا پہلے تو آپ ﷺ نے مجھے بتایا کہ وہ بہت جلد دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں یہ بات سن کر میں رونے لگی' پھر آپ ﷺ نے بتایا کہ مریم بنت عمران کے علاوہ میں باقی تمام جنتی عورتوں کی سردار وملکہ ہوں گی یہ (خوشخبری) سن کر میں ہنسنے لگی۔

**فائدہ :** دراصل یہ واقعہ عام الفتح کا نہیں (۱) بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے ذرا پہلے کا ہے جو پیچھے حدیث (۴۱۴۶) صفحہ (308) میں بھی ذکر ہوا ہے وہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہنسنے کی وجہ نبی علیہ السلام سے جلدی ملاقات کرنی بتائی ہے اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں جنت کی سردار ہونا

---

(۴۱۶۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۱۸۴)، الصحیحۃ (۲/۴۳۹) اور [ہدایۃ الرواۃ (۶۱۴۴)]۔

(۱) فتح مکہ کا ذکر کرنا کسی راوی کا وہم ہے' مزید دیکھئے: مرقاۃ المفاتیح [۱۱/۳۳۷]، تنقیح الرواۃ [۴/۲۵۰]۔

بتائی ہے' اس میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ دوسری صحیح حدیث میں ان کیلئے یہ دونوں فضیلتیں ہی ذکر ہیں (۱)۔

## جنت میں جنتی مرد اور عورتوں کے سردار کون ہیں؟

جنت میں آدمیوں کے (٦) سردار ہونگے:

۱-۲) **حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما** جنت میں اگلے پچھلے سب لوگوں میں انبیاء ومرسلین کے علاوہ تمام ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہیں (۲)۔ یعنی جن کا جوانی کے بعد ادھیڑ عمر میں انتقال ہوا تھا کیونکہ جنت میں اللہ سب کو جوانی کی عمر ہی دیگا۔ (۳)

**۳-۴-۵-٦) حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما اور حضرت عیسیٰ بن مریم وحضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام** یہ چاروں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے (۴)۔ یعنی جن کا جوانی میں انتقال ہوا تھا۔ (۵)

اسی طرح جنتی عورتوں کی چار سردار ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مریم بنت عمران** کے بعد جنتی عورتوں کی سردار یہ (تین عورتیں ہیں:) **فاطمہ' خدیجہ اور آسیہ' جو فرعون کی بیوی تھیں** (٦)۔ کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام کی سرداری وفضیلت تو سب عورتوں پر ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریم کو پوری کائنات کی عورتوں پر فضیلت حاصل ہے (۷)۔

**صحیح**

۴۱٦۸) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ))**.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''تم میں اچھا وبہتر وہی ہے جو اپنے گھر والوں (بیوی) کیساتھ اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کیساتھ تم سب میں اچھا وبہتر ہوں، اور جب تمہارے کسی (مسلمان) ساتھی کا انتقال ہو جائے تو اس کی برائیاں بیان نہ کرو''۔**

---

(۴۱٦۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحہ (۲۸۵) [کے تحت شیخ البانیؒ نے اسے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، المشکاۃ (۳۲۵۲)، ھدایۃ الرواۃ (۳۱۸۹)، صحیح الموارد (۱۰۹۴) اور آداب الزفاف (ص-۲٦۹)۔

(۱) حسن-صحیح ابن حبان [٦۹۱۵]، شیخ البانیؒ نے ''الصحیحہ [ح-۲۹۴۸/ج-٦/ص-۱۰۸۵]'' کے تحت اسے حسن کہا ہے۔ (۲) صحیح-صحیح الترمذي [۲۸۹۷]۔ (۳) حسن-سنن الترمذي [۲۵۴۵]، باب ما جاء في سن أهل الجنة، کتاب صفة الجنة عن رسول اللہ ﷺ۔ (۴) صحیح-صحیح ابن حبان [٦۹۵۹]، صحیح الجامع [۳۱۸۱]۔ (۵) صحیح-صحیح الترمذي [۲۹٦۵]۔
(٦) صحیح-طبراني في الکبیر [۳/۱۵۰/۲]، الصحیحۃ [۱۴۲۴]۔ (۷) حسن-مسند البزار [۱۴۲۷]، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری [۷/ ۱٦۸] میں اسے حسن کہا ہے۔

**فائدہ** : اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں :

(۱) تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کیلئے بہتر ہے اور آپ **صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کیساتھ سب سے اچھا و بہتر سلوک کرنے والے تھے** کیونکہ بیویاں خیر کی مستحق ہوتی ہیں کہ شوہر انکے ساتھ بھلائی و خیر ہی کرے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے' ان کے کاموں میں مدد کرے' ان کی دلجوئی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر ان پر کام کی زیادتی ہو تو ان کی مدد کر دیا کرو(۱) بیویاں تو ان سے کئی درجہ افضل ہیں، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں" کان فی مهنة أهله" آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کیساتھ تعاون کرتے تھے(۲)، قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وعاشروهن بالمعروف"(۳) کہ ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو یعنی شوہر انہیں اپنے ساتھ کھانا کھلائے' کپڑے دے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھے۔

شادی کے بعد آدمی کا سب سے زیادہ تعلق اپنی بیوی سے ہوتا ہے' میاں بیوی دونوں ایک خاندان کی بنیاد بنا رہے ہوتے ہیں' اور ان کے آپس کے تعلقات سے اولاد بہت متاثر ہوتی ہے، اسلئے شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کیساتھ انتہائی حسنِ سلوک سے پیش آئے اور اس میں یہ صلاحیت پیدا کرے کہ وہ اس کے ساتھ اچھی زندگی گزارے۔

(۲) اور اگر تمہارے گھر والوں میں سے بیوی یا شوہر یا کسی رشتہ دار یا کسی بھی مسلمان کا انتقال ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس کی برائی نہ کریں صرف اچھائیاں بتائیں کیونکہ کسی کی برائی کرنے سے ہمارا ہی نقصان ہے ہمارا نامہ اعمال خراب ہوگا' ہاں! اگر میت میں کوئی مہلک برائی ہو جیسے شرک یا بدعتی کام وغیرہ تو انہیں بیان کرنا لوگوں کیلئے نصیحت و فائدے مند ہوگا(۴)۔

نبی علیہ السلام لقب ''رحمۃ للعالمین'' کا پورا حق ادا کرنے والے تھے زندہ لوگوں کے بارے میں تو تعلیمات و فرمان امت کو سکھائے ہی ہیں اس کے ساتھ ساتھ اگر کوئی انتقال کر جائے تو اس کے ساتھ بھی برا سلوک نہیں کرنا یہ بھی سکھا دیا' یہ حسنِ خلق کی عظیم مثال ہے۔

---

(۱) صحیح البخاري [۲۳۵۹]، کتاب العتق، باب قول النبي ﷺ: العبید إخوانکم فأطعموهم مما تأکلون۔
(۲) صحیح البخاري [۵۵۷۹]، کتاب الأدب، باب کیف یکون الرجل في أهله۔
(۳) سورة النساء [۱۹]۔
(۴) شرح سنن أبي داود [۵۵۹]، للشیخ: عبدالمحسن العباد۔

(۴۱۶۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِّنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي شَيْئاً فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ وَأَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ)).

**ضعیف**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی شخص میرے سامنے میرے کسی صحابی کو برا نہ کہے کیونکہ میں چاہتا ہوں جب ان سے ملوں تو میرا دل انکے بارے میں صاف اور خوش ہو''

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَانْتَهَيْتُ إِلٰى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ وَهُمَا يَقُوْلَانِ: وَاللّٰهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِقِسْمَتِهِ الَّتِي قَسَمَهَا وَجْهَ اللّٰهِ، وَلَا الدَّارَ الْآخِرَةَ، فَتَثَبَّتُّ حِيْنَ سَمِعْتُهُمَا فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَاحْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ: ((دَعْنِي عَنْكَ **فَقَدْ أُوْذِيَ مُوْسٰى بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ**)).

**صحیح**

حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک بار رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال لایا گیا آپ ﷺ نے اسے لوگوں میں تقسیم فرما دیا، میں دو آدمیوں کے پاس گیا تو وہ بیٹھے آپس میں یہ غلط بات کر رہے تھے کہ اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) کو اس مال کی تقسیم میں نہ اللہ کی خوشنودی مطلوب ہے اور نہ آخرت!!! مجھے اس بات سے بہت رنج ہوا میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات بتائی آپ ﷺ کا چہرہ انور (غصہ کے مارے) سرخ ہو گیا پھر فرمایا: ''چھوڑو (ان باتوں کو کیونکہ) **موسیٰ علیہ السلام کو تو اس سے بھی زیادہ اذیت و تکلیف پہنچائی گئی پھر بھی انہوں نے صبر کیا**''۔

(۴۱۷۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ شَيْئاً)).

**ضعیف**

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی میرے سامنے کسی دوسرے (صحابی) کی برائی نہ کرے''۔

**فائدہ:** (۱) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں اگر امام وقت، حاکم، عالم اور اہل فضل وعہدے دار لوگوں کے بارے میں غلط باتیں کی جا رہی ہوں یا افواہیں پھلائی جا رہی ہوں تو انہیں یہ باتیں نصیحت کے طور پر بتائی جا سکتی

(۴۱۶۹) اسکی اسناد **ضعیف** ہے' لیکن اس حدیث کا دوسرا حصہ جو مال کی تقسیم کے بارے میں ہے وہ **صحیح** ہے، [ضعیف اسناد کے بارے میں شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''زید بن زائد'' مجہول ہیں، ھدایۃ الرواۃ (۴۷۸۰)، ریاض الصالحین (۱۵۴۷)، المشکاۃ (۴۸۵۲)[دوسری تحقیق کے مطابق]، ضعیف أبي داود (۱۰۳۵)، ضعیف جامع صغیر (۶۳۲۲) اور [التنبیھات الملیحۃ علی ما تراجع عنہ العلامۃ المحدث الألبانی [ص-۱۳۱] لعبد الباسط بن یوسف الغریب]، اور حدیث کا دوسرا حصہ جو ''مال کی تقسیم کے بارے میں ہے'' صحیح ہے، بخاری (۶۱۰۰ ، ۶۳۳۶) جبکہ ''چھوڑو ان باتوں کو'' کے الفاظ ضعیف ہیں۔

(۴۱۷۰) یہ حدیث بھی **ضعیف** ہے، [سابقہ حوالہ کی طرف رجوع کریں]۔

ہیں تا کہ وہ ان کے شر سے اپنا بچاؤ کر سکیں یہ مذموم غیبت وچغلی میں شمار نہیں کی جائے گی(۱)' کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں کہ ابن مسعود مجھے چھوڑ دو یہ باتیں مجھے نہیں بتایا کرو' امام بخاریؒ نے بھی یہی باب باندھا ہے کہ ''اگر کسی کے بارے میں غلط باتیں کی جائیں تو اسے بتانا''۔

۲) اسی طرح اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی ضرورت مند کو یا خاص مصلحت کی وجہ سے کسی کو زیادہ دینا جائز ہے(۱)۔

۳) ان دو منافقوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم کو غیر منصفانہ کہا تھا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر صبر کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صبر کو یاد فرمایا اور قرآن کی اس آیت پر عمل فرمایا: ﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْن﴾ (۲) کہ آپ ناسمجھ لوگوں سے دور رہیں، یعنی ان کے جھگڑوں اور حماقتوں کا جواب نہ دیں۔

## فَضْلُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ

## حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت

اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ انصاری خزرجی صحابی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''ابو مُنذر''(۳) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''ابوطفیل'' کی کنیت سے خطاب فرمایا(۴)' ان کا لقب سید المسلمین تھا(۵)' یہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کا نام لیکر اللہ نے نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ ان کو قرآن سنائیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خاص طور سے قرآن سنایا(۶) یہ اہم فضیلت کسی اور صحابی کو حاصل نہیں ہوئی، یہ صحابہ کرام میں سب سے اچھا قرآن پڑھنے والے قاری(۷)' اور نبی علیہ السلام کے زمانے کے چار عظیم حفاظِ قرآن میں سے ایک ہیں(۸) اور اس کے علاوہ یہ اُن چار افضل صحابہ میں سے بھی ہیں جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے قرآن سیکھو(۹)' انہیں یہ شرف بھی حاصل ہے کہ یہ فقیہ اور مفتی صحابی ہیں(۱۰)' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک یہ علمِ قرآن کا دیا روشن رہا اور ۲۳ھ میں اپنے شہر مدینہ میں ہی ان کا انتقال ہوا(۱۱)۔

(۱) فتح الباری[۸/ ۶۹۔۱۰/۵۱۲] للحافظ ابن حجرؒ، کچھ تصرف کے ساتھ۔ (۲) سورۃ الأعراف۔[۱۹۹]۔ (۳) صحیح مسلم[۱۳۴۳]، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل سورۃ الکھف وآیۃ الکرسي۔ (۴) صحیح مسلم[۴۰۱۰]، کتاب الآداب، باب الإستئذان۔ (۵) صحیح۔حاکم[۲۸۹۲]، امام حاکمؒ نے اس کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ (۶) صحیح البخاري[۳۵۲۵]، کتاب المناقب، باب مناقب أبيّ بن کعبؓ۔ (۷) صحیح البخاري[۴۱۲۱]، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ﴿ما ننسخ من آیۃ أو ننسھا نأت بخیر منھا﴾۔ (۸) صحیح البخاري[۴۶۱۹]، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۹) صحیح البخاري[۳۵۲۴]، کتاب المناقب، باب مناقب أبيّ بن کعبؓ۔

(۱۰) رجالہ رجال الصحیح۔طبراني في الکبیر[۵۲۸]، مجمع الزوائد[۱۵۷۲۳] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کی سند کے رجال بخاری کے ہیں۔ (۱۱) حسن۔حاکم[۵۳۱۸، ۵۳۲۱]، مسند أحمد[۲۱۱۲۱] کی تحقیق میں شیخ شعیب أرناؤوط نے اسے حسن کہا ہے، مزید دیکھئے: الإصابۃ[۱/ ۲۷]۔

(۴۱۷۱) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)) فَقَرَأَ عَلَيْهِ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ وَقَرَأَ فِيْهَا: إِنَّ ذَاتَ الدِّيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ لاَ الْيَهُوْدِيَّةُ وَلاَ النَّصْرَانِيَّةُ وَلاَ الْمَجُوْسِيَّةُ مَنْ يَّعْمَلْ خَيْراً فَلَنْ يُّكْفَرَهُ ﴾،

حسن

حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''**اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کروں**'' پھر آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورۃ ﴿**لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا**﴾ (۱) کی تلاوت فرمائی اور اس میں یہ بھی پڑھا کہ ﴿**اللہ کے ہاں سچا اور سیدھا مذہب' دینِ اسلام ہی ہے' یہودی' نصرانی یا مجوسی مذہب معتبر نہیں ہے اور جو شخص نیکی کریگا اس کیساتھ ناانصافی نہیں ہوگی ( بلکہ اسے اچھا بدلہ ملے گا )**﴾۔

وَقَرَأَ عَلَيْهِ: لَوْ أَنَّ لاِبْنِ آدَمَ وَادِياً مِّنْ مَّالٍ لاَبْتَغٰى إِلَيْهِ ثَانِياً، وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِياً لاَبْتَغٰى إِلَيْهِ ثَلاَثاً، وَلاَ يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا تُرَابٌ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ)).

صحیح

پھر یہ تلاوت فرمائی کہ ﴿**اگر ابن آدم ( انسان ) کے پاس مال کی ایک وادی ( بڑا خزانہ ) ہو تب بھی اسکی آرزو ہوگی کہ ایک وادی اور مل جائے اور اگر دو وادیاں ہوں تب بھی تیسری وادی کی خواہش کریگا' ابن آدم کا پیٹ تو مٹی ہی بھر سکتی ہے' اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے**﴾۔

یہ حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے کہ حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''**اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کروں**''

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''**اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کروں**''۔

**فائدہ**: اس حدیث سے یہ معلوم چلتا ہے کہ قرآن مجید کا دور کرنا یعنی ایک دوسرے کو سنانا اور اس طرح اسے سیکھنا اور سیکھانا بڑی اچھی بات ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبَی رضی اللہ عنہ کو قرآن سنایا تاکہ حضرت اُبَی رضی اللہ عنہ قرأت میں اور ماہر ہو جائیں' یہ اہم فضیلت انکے علاوہ کسی بھی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں

(۴۱۷۱) **یہ حدیث حسن ہے اور اس کا آخری حصہ ''اگر ابن آدم ......'' صحیح ہے** اور بخاری و مسلم میں بھی موجود ہے، تخریج المشکاۃ (۱۴)، [الصحیحۃ (۲۹۰۸) اور صحیح الموارد (۲۱۰۵)]۔

(۱) سورۃ البیّنۃ [۱]۔

ہوئی۔ اس حدیث کی مزید شرح حدیث (۴۰۶۲) صفحہ (228) پر گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

لَوُ أَنَّ لِا بُنِ آدَمَ وَادِياً ...... : یہ آیات پہلے قرآن مجید کا حصہ تھیں (۱) اور نماز میں بھی ان کی تلاوت کی جاتی تھی (۲)، پھر یہ منسوخ ہوگئیں لیکن ان کا حکم ابھی تک باقی ہے (۳)۔

یہاں لالچ اور طمع کی مذمت فرمائی گئی ہے کہ اکثر لوگ یہی چاہتے ہیں کہ یہاں سے بھی مال آجائے یہاں سے بھی کچھ مل جائے پھر مرنے کے بعد قبر میں ہی ان کا پیٹ بھرتا ہے! لیکن جو لالچ سے توبہ کرلے اور مال کو صرف جمع کرنے کے بجائے اس سے اللہ کا حق بھی ادا کرے زکوٰۃ، صدقہ وغیرہ کا اہتمام کرے تو اللہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

## فِيُ فَضُلِ أَنُصَارِ وَقُرَيُشٍ
## انصار اور قریش کی فضیلت

### انصار کون ہیں؟ اور ان کے مختصر فضائل:

مدینہ میں رہنے والے دو بڑے قبیلے ''اوس اور خزرج'' میں سے جو مسلمان تھے انہیں انصار کہتے ہیں (۳)، انصار کا معنی ہے مدد کرنے والے، انہوں نے پہلے نبی علیہ السلام کو اپنے شہر میں جگہ دی اچھا استقبال کیا پھر ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد وحفاظت کی اور مدینہ آنے والے تمام مہاجرین کی بھی خوب تواضع کی، انہیں خوش آمدید کہا اور اپنا سب کچھ ان کی خدمت میں پیش کردیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

- انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض نفاق کی علامت ہے (۴)۔
- خوب سمجھ لو! ہر انسان کی میراث اور جائیداد ہوتی ہے اور میری میراث وجائیداد انصار ہیں، اب ان کے بارے میں میرا خیال کرنا (۵)۔
- جس نے انصار کو ڈرایا، اس نے میرے دل کو خوفزدہ کردیا (۶)۔

(۱) صحیح مسلم [۱۰۴۸]، کتاب الزکاۃ، باب لو أن لإبن آدم وادیان لابتغی ثالثا۔ (۲) إسنادہ جید۔ مسند البزار [۴/۲۴۴/۳۶۳۴]، الصحیحۃ [۲۹۱۱]۔ (۳) فتح الباري۔ لحافظ ابن حجر [۱۱/۲۵۸]۔ (۳) صحیح۔ مسند أحمد [۲۳۶۶۸۔۵۸۳۶]، فقہ السیرۃ [ص۔۱۴۶]، تحقیق: شیخ البانیؒ۔ (۴) صحیح البخاري [۱۶]، کتاب الإیمان، باب علامۃ الإیمان حب الأنصار۔
(۵) صحیح۔ طبراني في الأوسط [۵۳۹۸]، الصحیحۃ [۳۵۶۰]۔ (۶) حسن۔ فضائل الصحابۃ لإمام أحمد [۱۴۲۱]، الصحیحۃ [۳۴۳۳]۔

- اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے انصاریوں کو جزائے خیر دے(۱)۔
- جو آدمی اللہ سے ملاقات کرنے تک انصار سے محبت کرتا رہا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے محبت کرنے والا ہوگا(۲)۔

### قریش کون ہیں(۳)؟ اور ان کے مختصر فضائل:

قریش خاندان کے لوگ مکہ میں رہتے تھے' یہ نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں(۴)' قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے(۵) اور پھر وہ جانباز صحابہ بھی قریش میں سے ہی تھے جنہوں نے جان ومال کی پرواہ کئے بغیر نبی علیہ السلام کو نبوت ملتے ہی سچا کہا(۶)' وحی اور معجزوں پر فوراً یقین کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد وتائید کی(۷) اور اس کے بدلے میں انہیں اپنے ہی خاندانِ قریش اور گھر والوں سے بہت تکلیفیں اور صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں پھر بھی اللہ نے خاندانِ قریش کو بڑی عزت دی' قریش سے نبی علیہ السلام کیلئے دنیا وآخرت کے وزیر منتخب فرمائے' جنت کے سردار قریشی بھی ہونگے(۸)' عشرہ مبشرہ بھی قریشی ہیں(۹)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت اور امارت کا سلسلہ بھی انہیں سے چلا(۱۰)' اللہ نے قریشیوں کو ڈبل عقل دی(۱۱)' نبی علیہ السلام نے ان کیلئے خاص طور سے دعائیں فرمائیں(۱۲)' انہیں امانت دار فرمایا(۱۳)' قیامت تک آنے والے مسلمانوں کیلئے اچھے بُرے وقت میں ان کا سردار مقرر فرمایا(۱۴) اور انہیں مال غنیمت وغیرہ میں سے خاص طور سے عنایت کیا(۱۵)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

- قریش قیامت تک لوگوں کے خیر وشر (اچھے وبُرے وقت) میں حکمران رہیں گے(۱۶)۔
- ایک قریشی عقلمندی اور عمدہ رائے میں دو عام آدمیوں کے برابر ہوتا ہے(۱۷)۔
- اللہ تعالیٰ نے قریشیوں کو سات (۷) خصوصیات کی وجہ سے فضیلت دی ہے: (۱) صرف قریشیوں نے

---

(۱) صحیح۔حاکم[۷۰۹۹]،الصحیحۃ[۴۶۱]۔ (۲) حسن۔مسند أحمد[۳/۴۲۹]،الصحیحۃ[۱۶۷۲]۔ (۳) قریش خاندان کی مزید تفصیل کیلئے حدیث(۳۸۶۶) کے تحت صفحہ(35) پر دیکھئے۔ (۴) حسن۔صحیح ابن ماجہ[۲۱۱۵]، امام ابن قیمؒ، حافظ ابن حجرؒ اور جمہور کی یہی رائے ہے، دیکھئے: زاد المعاد[۳/۵۳۹]، فتح الباری[۳/۴۵۳]اور تحفۃ الاحوذی[۱۰/۲۷۳]۔ (۵) صحیح مسلم[۴۲۲۱]،کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبي ﷺ وتسلیم الحجر علیہ قبل النبوۃ۔ (۶) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۸۹۸]۔ (۷) صحیح۔حاکم،[۴۴۰۷]،الصحیحۃ[۳۰۶]۔ (۸) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۸۹۷]،صحیح ابن حبان[۶۹۵۹]،صحیح الجامع[۳۱۸۱]۔ (۹) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۹۴۶]۔ (۱۰) صحیح۔مسند أحمد[۱۸]،الصحیحۃ[۱۱۵۶]۔ (۱۱) صحیح۔مسند أحمد[۴/۸۱]،الصحیحۃ[۱۶۹۷]۔ (۱۲) صحیح۔صحیح الترمذي[۴۱۸۳]۔ (۱۳) صحیح۔صحیح الأدب المفرد[۵۵]۔ (۱۴) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۲۲۷]،کتاب الفتن عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء أن الخلفاء من قریش إلی أن تقوم الساعۃ۔ (۱۵) صحیح البخاري[۳۹۸۶]،کتاب المغازي، باب غزوۃ الطائف۔ (۱۶) صحیح۔صحیح الترمذي[۲۲۲۷]، کتاب الفتن عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء أن الخلفاء من قریش إلی أن تقوم الساعۃ۔ (۱۷) صحیح۔مسند أحمد[۴/۸۱]،الصحیحۃ[۱۶۹۷]۔

دس سال تک اللہ کی عبادت کی، (۲) اللہ نے ہاتھیوں والے لشکر کے دن انکی مدد کی' حالانکہ یہ مشرک تھے، (۳) ان کے بارے میں قرآن مجید کی ایک مکمل سورت ﴿ لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ﴾ نازل فرمائی اور اس میں کسی دوسرے کا ذکر نہیں کیا، (۴) انہیں فضیلت دی کیونکہ ان میں نبوت، (۵) خلافت، (۶) محافظت ونگرانی (۷) اور حاجیوں کو پانی پلانا ہے(۱)۔

۴۱۷۲) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((**لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ**)).

حسن صحیح

حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ہوتا**''۔

**فائدہ**: یعنی اللہ کے ہاں ہجرت کی قدر ومنزلت اور فضیلت واہمیت کے پیش نظر میں نے ایسا نہیں کیا ورنہ میں اپنے آپ کو انصاری کہلواتا، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی دلجوئی اور انصار سے محبت کی وجہ سے فرمائی تاکہ معلوم ہو جائے کہ انصار ومہاجرین دونوں ہی بہت فضیلت والے ہیں(۲)۔

## آپ ﷺ انصار سے اتنی محبت کیوں کرتے تھے؟

نبی علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں دین کی تبلیغ شروع کی' مسلسل توحید وسنت کی دعوت دیتے رہے لیکن لوگ شرک وبدعت پر ڈٹے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کا کام کرنے سے روکنے کی کوششیں کرتے رہے، انصاری صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں (خلاصہ یہ ہے کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تقریباً دس سال تک لوگوں کے گھروں میں اور عکاس ومجنہ کی مارکیٹوں میں جا کر حق سمجھاتے رہے، حج کے موقع پر منیٰ میں فرماتے کوئی ہے جو میرا ساتھ دے میری مدد کرے؟ تاکہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں؟ (جو ایسا کریگا) اسے جنت ملے گی ...... پھر اللہ نے ہم انصار کو یثرب (یعنی مدینہ) سے بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جگہ کا انتظام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا کہا' ہم ایک ایک کر کے نبی علیہ السلام کے پاس آتے اسلام قبول کرتے' قرآن سنتے اور پھر اپنے گھر والوں کو بھی مسلمان کرتے یہاں تک کہ انصاریوں کی ایک بڑی تعداد مسلمان ہوگئی' بلاآخر ہم نے مشورہ کیا کہ اللہ کے

(۴۱۷۲) یہ حدیث **حسن صحیح** ہے، بخاری، مسلم، الصحیحہ (۱۷۶۸)، [ابن ماجہ (۱۶۴)، المشکاۃ (۶۲۰۹)، صحیح الجامع (۵۳۱۱)، صحیح الموارد (۱۹۵۱) اور فقہ السیرۃ (ص۔۳۹۷)]۔

(۱) حسن۔ تاریخ الکبیر للبخاری [۱/۱/۳۴۱]، الصحیحۃ [۱۹۴۴]۔ (۲) فتح الباری [۸/۵۱]۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کب تک مکہ کے پہاڑوں میں اور مشرکوں میں اس طرح رہیں گے! چنانچہ ہم (۷۰) انصاری حج کے موقع پر نبی علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور مدینہ میں تشریف لانے کی دعوت دی(۱)۔

یہ انصار صحابہ ہی تھے جو اسلام اور مسلمانوں کا سہارا بنے اور سارے عرب سے اعلانِ جنگ کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور جاں نثار مہاجرین صحابہ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار انصار صحابہ نے ایمانی محبت والفت سے انکی تائید و مدد کی اور اخوت و بھائی چارگی کی مثال قائم کردی' پھر انصار دس سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو بنے رہے، اسی لئے نبی علیہ السلام انصار سے اتنی محبت کرتے تھے۔

۴۱۷۳) وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: **((لَوْ سَلَكَ الْأَنْصَارُ وَادِياً أَوْ شِعْباً لَكُنْتُ مَعَ الْأَنْصَارِ)).**

حسن صحیح

اسی سند سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: **''اگر انصار کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انصار کیساتھ چلوں گا''۔**

**فائدہ:** اس کا یہ مطلب نہیں کہ نبی علیہ السلام انصار کے طریقے پر چلیں گے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انصار اور تمام مسلمانوں کو ہدایت کا راستہ دیکھایا ہے' پوری امت کیلئے دین میں نبی علیہ السلام کی اطاعت کرنا ہی واجب ہے' یہاں مطلب ہے کہ دنیاوی کاموں میں اور ہر لمحات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کی خاطر داری منظور ہے(۲)۔

۴۱۷۴) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْأَنْصَارِ: **((لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ فَأَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَأَبْغَضَهُ اللّٰهُ))** فَقُلْتُ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ؟ فَقَالَ: إِيَّايَ حَدَّثَ.

صحیح

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے انصار کے بارے میں فرمایا: **''انصار سے صرف مؤمن ہی محبت کرتے ہیں اور منافق ان سے بغض رکھتے ہیں، جو انصار سے محبت کرتا ہے اللہ بھی اس سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض دشمنی رکھتا ہے اللہ بھی اس سے بغض رکھتا ہے''۔**

شعبہؒ کہتے ہیں میں نے عدی بن ثابتؒ سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے

(۴۱۷۳) یہ حدیث بھی **حسن صحیح** ہے، تخریج ماقبل۔

(۴۱۷۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، ابن ماجہ (۱۶۳)، [الصحیحہ (۱۹۷۵) اور المشکاۃ (۶۲۰۷)]۔

(۱) صحیح۔ مسند احمد [۱۴۴۹۶]، الصحیحہ [۶۳]۔ (۲) فتح الباری [۱۱۲/۷]۔

سنی ہے؟ انہوں نے کہا جی میں نے یہ حدیث ان سے ہی سنی ہے۔

## انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے ...... انصار کیلئے اتنی بڑی فضیلت کی کیا وجہ ہے؟

**فائدہ** : انصار نے بڑے مشکل وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، نبی علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا، اپنی جان و مال کی پرواہ کیے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ میں خوش آمدید کہا، اپنے شہر کو اسلام کا مرکز بنایا، مہاجرین کو اپنے گھر اور جائیداد میں حصہ دار بنا دیا(۱)، سارا عرب ان کا دشمن بن گیا، حتی کہ منافقین مدینہ بھی جو کبھی انکے ساتھی تھے ان سے بغض رکھنے لگے اسلئے ان معزز اور وفادار لوگوں سے محبت کرنے کو ایمان سے جوڑ دیا اور جو اسلام کے ان رکھوالوں سے بغض و دشمنی رکھے گا تو گویا اسکی ایمان کیساتھ دشمنی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار سے اتنی محبت کرتے تھے کہ انصار اور ان کی آنے والی نسلوں کیلئے بھی مغفرت کی دعائیں فرمائیں(۲)۔

**صحیح**

۴۱۷۵) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاساً مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: **((هَلُمَّ هَلْ فِيْكُمْ أَحَدٌ مِّنْ غَيْرِكُمْ؟))** فَقَالُوْا : لا، إِلَّا ابْنَ أُخْتٍ لَّنَا، فَقَالَ: **((اِبْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ))** ثُمَّ قَالَ: **((إِنَّ قُرَيْشاً حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيْبَةٍ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى بُيُوْتِكُمْ؟))** قَالُوْا : بَلٰى، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : **((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِياً أَوْ شِعْباً وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِياً أَوْ شِعْباً لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْشِعْبَهُمْ))**.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کچھ انصار کے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا: **''تمہارے درمیان کوئی اور تو نہیں ہے؟''** انہوں نے کہا (ہم ہی ہیں) ہاں! ہمارا ایک بھانجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: **''بھانجا بھی اپنے لوگوں میں سے ہی ہوتا ہے''**، پھر فرمایا: **''قریش جاہلیت چھوڑ کر نئے مسلمان ہوئے ہیں اور پھر انہوں نے (قید و بند و ہجرت کی) تکالیف بھی اٹھائی ہیں، میں چاہتا ہوں کہ انکی قربانیوں کا کچھ بدلہ دوں (مال غنیمت سے انہیں کچھ دوں) انکی دلجوئی کروں، (اے انصار!) کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ مال لیکر اپنے گھروں کو جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کیساتھ اپنے گھروں کو**

(۴۱۷۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، الصحیحہ (۷۷٦) کے تحت، الروض النضیر (۹٦۱) اور [صحیح الجامع (۲۱۴۰)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۴۹۷]، کتاب المناقب، باب إخاء النبي ﷺ بین المهاجرین والأنصار۔ (۲) صحیح مسلم [٦۵۷۰]، فضائل الصحابة، باب من فضائل الأنصار رضي الله عنه۔

جاؤ؟'' انہوں نے عرض کیا: جی کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: **''اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں اور انصار کسی دوسری وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کیساتھ ہی چلوں گا''۔**

**فائدہ:** اس حدیث میں ایک قصہ کی طرف اشارہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک قریشی کو (۱۰۰، ۱۰۰) اونٹ تقسیم فرمارہے تھے کہ انصار میں سے بعض نے کہا نبی علیہ السلام ہمیں اونٹ نہیں دے رہے! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب انصار کو ایک چمڑے کے خیمے میں جمع کیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے آپ لوگوں کی طرف سے یہ بات پہنچی ہے، انصار نے کہا پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سمجھدار لوگوں میں سے کسی نے یہ بات نہیں کہی بلکہ کم عمر لڑکوں نے کہی ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا میں کسی کی دلجوئی اور نئے نئے مسلمان ہونے کی وجہ سے کچھ مال دیتا ہوں، کیا تمہیں پسند نہیں کہ لوگ اپنے گھروں میں مال و دولت لیکر جائیں اور تم رسول اللہ کو لیکر جاؤ؟(۱)

صحیح

۴۱۷۶) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ : أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُعَزِّيهِ فِيمَنْ أُصِيبَ مِنْ أَهْلِهِ وَبَنِي عَمِّهِ يَوْمَ الحَرَّةِ ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنِّي أُبَشِّرُكَ بِبُشْرَى مِنَ اللَّهِ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: (( **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِذَرَارِيِّ الْأَنْصَارِ، وَلِذَرَارِيِّ ذَرَارِيهِمْ** )).

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حرّہ کے واقعہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کچھ رشتہ دار اور چچازاد بھائی بھی شہید ہوئے میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو تعزیت کا خط بھیجا اس میں لکھا کہ میں آپ کو اللہ کی طرف سے (یعنی اللہ کی رحمت کی) خوشخبری دیتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ دعا فرماتے سنا ہے: **''اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، انکی اولاد اور انکی اولاد کی اولاد کی بھی مغفرت فرمادے''۔**

**فائدہ:** اس حدیث میں انصار کیلئے بہت عظیم فضیلت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی اولاد اور نسل جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے ان کیلئے بھی مغفرت کی دعا فرمائی' یہ نبی علیہ السلام کی انصار سے محبت اور اپنائیت ہے۔

حرّہ: مدینہ کا ایک پتھریلا علاقہ ہے جہاں کے پتھر سخت گرمی و تپش کی وجہ سے کالے ہو گئے تھے۔

۶۳ھ میں جب شامیوں نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا تھا تو مدینہ والوں نے مقام حرّہ میں ان کا مقابلہ کیا،

(۴۱۷۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری (۴۹۰۶)، مسلم، [اور صحیح الموارد۔۱۹۵۴]۔

(۱) صحیح البخاري[۳۹۸۶]، کتاب المغازي، باب غزوۃ الطائف۔

اس واقعہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کچھ رشتہ دار اور چچازاد بھائی بھی شہید ہوئے تھے(۱)۔

۴۱۷۷) عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: قَالَ لِيُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقْرِئْ قَوْمَكَ السَّلَامَ، **فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ**)).

**ضعیف** — حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اپنی قوم والوں کو میرا اسلام کہنا'

**صحیح** — **جہاں تک مجھے معلوم ہے انصار کے لوگ بہت پرہیزگار' (قناعت پسند اور خودّار ہیں) اور صبر کرنے والے ہیں''۔**

**فائدہ:** انصار بہت عفیف ہیں یعنی محرمات سے دور رہتے ہیں اور قناعت پسند ہوتے ہیں' مشکل وقت میں بھی کسی سے مانگتے نہیں ہیں بلکہ ہر حال میں بڑا صبر کرنے والے ہیں(۲)۔

۴۱۷۸) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلَا إِنَّ عَيْبَتِي الَّتِي آوِي إِلَيْهَا أَهْلُ بَيْتِي، **وَإِنَّ كَرِشِيَ الْأَنْصَارُ، فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ، وَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ**)).

**منکر** — حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رازداں، جن سے میں آرام وراحت حاصل کرتا ہوں میرے اہل بیت ہیں اور:

**''انصار میری جماعت کے قابل اعتماد لوگ ہیں لہٰذا انکی غلطیوں پر انہیں معاف کرو اور انکے نیک لوگوں سے اچھا سلوک کرو''۔**

۴۱۷۹) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((اَلْأَنْصَارُ كَرِشِيْ**

**صحیح** — حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''انصار میرے مخلص وقابلِ اعتماد اور**

(۴۱۷۷) شیخ البانی کہتے ہیں اس حدیث کا **پہلا جملہ ضعیف** ہے البتہ دوسرا جملہ **(جہاں تک مجھے معلوم ہے انصار......)** **صحیح** ہے، المشکاۃ (۶۲۴۲)، [تراجع العلامۃ الألبانی (۵۴۵)، الصحیحہ (۳۰۹۶) کے تحت اور صحیح الموارد (۱۹۴۹)]۔

(۴۱۷۸) شیخ البانی کہتے ہیں اہل بیت کے ذکر کیساتھ یہ حدیث **منکر** ہے، اور المشکاۃ (۶۲۴۰) [میں کہتے ہیں: اس میں عطیہ عوفی ضعیف راوی ہیں] اور ضعیف جامع صغیر (۲۱۷۵)۔

(۴۱۷۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری (۳۸۰۱)، مسلم (۷/۱۷۴)، [المشکاۃ (۲۱۳۷)، الصحیحہ (۳۶۰۶)، صحیح الجامع (۲۷۹۲) اور الإرواء (۳/۷۶)]۔

(۱) صحیح۔المعرفۃ والتاریخ [۳/۳۲۷] لیعقوب بن سفیان، حافظ ابن کثیر نے ''البدایۃ والنہایۃ'' [۶/۲۳۸] میں اور حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' [۱۳/۷۶] میں اسے صحیح کہا ہے۔

(۲) مزید دیکھئے: صحیح۔ابن حبان [۷۲۷۷]، الصحیحۃ [۳۰۹۶]۔

**وَعَيْبَتِي، وَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ، فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ)).**

رازداں ہیں، لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی جائیگی اور انصار کم ہوجائینگے لہٰذا انکے نیک لوگوں کو عزت دو اور انکی برائیوں سے درگزر کرو"۔

**فائدہ:** اس حدیث میں انصار کی وفاداری اور اچھائیوں کی انتہائی قدر کی گئی ہے۔

**کَرِشیٌّ:** مطلب یہ ہے کہ یہ میرے خاص لوگ اور خصوصی ساتھی ہیں لہٰذا انکی جن غلطیوں میں لوگوں کے حق نہ مارے جارہے ہوں اور کوئی حدود بھی نہ ہو انہیں معاف کردینا' اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ اور خاص طور سے انصار کے بارے میں یہ واضح قاعدہ بتادیا کہ ہمیشہ ان سب کی انتہائی عزت کرنی ہے اور اگر کسی میں بشری تقاضوں کی وجہ سے کوئی عیب نظر بھی آئے تو ہم نے اس کو موضوعِ بحث نہیں بنانا بلکہ اللہ کے سپرد کرکے اپنی زبانوں کی حفاظت کرنی ہے کیونکہ ان کی نیکیوں اور اچھائیوں کے سمندر میں بشری لغزشوں کے معمولی قطرے کوئی معنی نہیں رکھتے۔

**انصار کم ہوجائیں گے:** دوسری حدیث میں فرمایا انصار کی تعداد کم ہوجائیگی یہاں تک کہ ان کی تعداد کھانے میں نمک کے برابر رہ جائے گی (۱)۔ یہ خبر دینا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے نبی علیہ السلام کو یہ اللہ کی طرف سے بتادیا گیا تھا کیونکہ ہر قسم کا غیب صرف اللہ رب العالمین ہی جانتا ہے...... مزید صفحہ (372 اور 377) پر دیکھئے، ابن حجرؒ کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ دنیا میں بہت لوگ اور دوسری قومیں بھی مسلمان ہوجائیں گی اور انکے مقابلہ میں انصار کی تعداد کم ہونے لگے گی یعنی انصار نسبتاً کم لگیں گے یا پھر انصار کی تعداد ہی زیادہ نہیں ہوگی (۲)۔ اور پھر حقیقت میں قبیلہ اوس وخزرج کی تعداد بعد میں نہیں بڑی ان میں سے بہت سے اسلام کی راہ میں شہید ہوگئے۔

## قریش کے بارے میں صرف بُرا سوچنے کا نتیجہ!

**صحیح**

۴۱۸۰) عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((مَنْ يُرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ أَهَانَهُ اللّٰهُ)).**

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"جو قریش کی بے عزتی کرنا چاہے گا اللہ**

(۴۱۸۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، الصحیحہ (۱۱۷۸)، [صحیح الجامع (۶۶۱۳)، المشکاۃ (۵۹۷۹)، اور صحیح الموارد (۱۹۴۷)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۵۱۶]، کتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ: اقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم۔ (۲) فتح الباري [۱۲۲/۷]۔

اسے بے عزت وذلیل کردیگا''۔

۴۱۸۱) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ:** قریشی مسلمانوں کیساتھ اللہ کی خاص تائیداور مدد ہے کہ جو ان پر ٹیڑھی نگاہ ڈالے گا یا صرف ارادہ ہی کرے گا اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کردیگا اور یہ خاص فضیلت اسلیئے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں سے تھے' لیکن اس حدیث میں پاک و ہند اور بنگلہ دیش وغیرہ کے نام نہاد قریشی وسید مراد نہیں ہیں بلکہ حقیقی اور اصلی قریشی مراد ہیں۔

۴۱۸۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: **((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ)).**

صحیح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: **''جو بھی اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ آدمی انصار سے بغض ودشمنی نہیں رکھ سکتا''۔**

**فائدہ:** کیونکہ نبی علیہ السلام نے انصار اور انکی اولاد اور انکی اولاد کی اولاد جو ابھی اس دنیا میں آئے بھی نہیں سب کیلیئے دعائے مغفرت فرمائی(۱)' یہ انکے لئے بہت بڑا اعزاز ہے لہٰذا انکے ساتھ کوئی مسلمان بغض نہیں رکھ سکتا، اس کی مزید شرح پیچھے حدیث (۴۱۷۴) کی شرح میں صفحہ (334) پر ملاحظہ فرمائیں۔

۴۱۸۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: **((اَللّٰهُمَّ أَذَقْتَ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالاً، فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالاً)).**

حسن صحیح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''اے اللہ! تونے پہلے قریش کو (قید وبند اور قتل کی) آزمائش کا مزہ چکھایا' اب انہیں اپنی نعمتوں ورحمتوں کا مزہ چکھا''۔**

۴۱۸۴) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

---

(۴۱۸۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، تخریج ماقبل۔

(۴۱۸۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم میں یہ حدیث ابوہریرہؓ وابوسعیدؓ سے مروی ہے، الصحیحۃ (۱۲۳۴)، [صحیح الجامع (۷۵۹۲)، المشکاۃ (۶۲۴۱)، ھدایۃ الرواۃ (۶۲۰۲)، الإیمان لابن تیمیہ (۳۸)، تراجع الألبانی (۳۹۲) اور التنبیہات الملیحۃ [ص-۷۵] لعبدالباسط بن یوسف الغریب]۔

(۴۱۸۳ اور ۴۱۸۴) یہ حدیثیں **حسن صحیح** ہیں، شیخ البانیؒ نے الضعیفۃ (۳۹۸) کے تحت انہیں حسن صحیح کہا ہے، [المشکاۃ (۵۹۸۰)]۔

(۱) صحیح مسلم [۶۵۷۰]، فضائل الصحابۃ، باب من فضائل الأنصار رضي الله عنه۔

(۴۱۸۵) عَـنْ أَنَـسٍ أَنَّ النَّبِـيَّ ﷺ قَـالَ: ((اَللّٰهُـمَّ اغْـفِـرْ لِلْأَنْـصَـارِ، وَلِأَبْنَـاءِ الْأَنْـصَـارِ، وَلِأَبْـنَـاءِ أَبْنَـاءِ الْأَنْـصَارِ، وَلِنِسَاءِ الْأَنْصَارِ)).

صحیح

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اے اللہ انصار کی مغفرت فرما' انصار کے بیٹوں' انصار کے پوتوں اور انکی عورتوں کی بھی مغفرت فرمادے''۔

**فائدہ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار سے بڑی اپنائیت ومحبت تھی اور یہ کسی ذاتی وجہ سے نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کیساتھ انکی وفاداری اورقربانیوں کا نتیجہ تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھروں میں تشریف لاتے' ان کی زیارت کرتے' ان کے بچوں کوسلام کرتے' دعائیں دیتے اور انکے سروں پر (شفقت سے) ہاتھ پھیرتے (۱)۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَيِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ ؟

## انصار کے کونسے گھرانے زیادہ فضیلت والے ہیں؟

(۴۱۸۶) عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَـالِكٍ قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْـصَـارِ، أَوْ بِـخَيْـرِ الْأَنْصَارِ؟)) قَـالُـوْا: بَلٰى يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: ((بَـنُـوْ الـنَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَـلُوْنَهُمْ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُم بَنُوْ الْـحَارِثِ بْـنِ الْـخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ سَـاعِدَةَ)) ثُـمَّ قَـالَ بِيَـدَيْـهِ فَـقَبَـضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُـنَّ كَـالـرَّامِيْ بِيَدَيْـهِ قَـالَ: ((وَفِيْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ كُلِّهَا خَيْرٌ)).

صحیح

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں انصار کے بہترین گھرانے یا انصار کے اچھے لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کیا اللہ کے رسول ضرور بتائیے، فرمایا: ''بنونجار (کا قبیلہ سب سے بہتر ہے)، پھران کے بعد بنوعبد الاشھل، پھران کے بعد بنو حارث بن خزرج، پھران کے بعد بنوساعدة (قبیلے بہترین ہیں)''، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو بند کیا اور انگلیوں کی مُٹھی کو کھولا جیسے کوئی چیز پھینک رہے ہیں اور فرمایا: ''انصار کے سب ہی

---

(۴۱۸۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم (۱۷۳/۷) اور [المشکاۃ (۶۲۱۴)]۔

(۴۱۸۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم، [الصحیحۃ (۳۴۵۹)، صحیح الجامع (۲۶۰۲) اور المشکاۃ (۶۲۱۵)]۔

(۱) صحیح۔سنن نسائی الکبری[۸۳۴۹]، آداب الزفاف[۹۷] میں شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔

گھرانوں میں خیر و بہتری ہے‘‘۔

**فائدہ** : دُوْرِ الأَنصَار: ہر قبیلہ اپنے ایک محلّہ میں رہتا تھا‘ اس محلّہ کا نام دار فلان ہوتا کہ فلاں قبیلے والوں کا یہ محلّہ اور علاقہ ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو دوسرے پر فضیلت دینا جائز ہے جبکہ نفسی خواہشات کا اس میں دخل نہ ہو اور نہ ہی اسے غیبت میں شمار کیا جائے گا(۱)۔

ان کی یہ فضیلت اسلام میں سبقت و قربانیوں اور اچھے اخلاق کی وجہ سے ہے اور ان چاروں قبیلوں کے بعض صحابہ ان انصار میں شامل تھے جنہوں نے ہجرت سے پہلے ہی مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا(۲)۔

**بنونجار:** قبیلہ خزرج سے ہیں‘ نجار کا نام تیم اللہ تھا‘ اس نے ایک آدمی کو بڑھئی (کارپینٹر) کے اوزار سے کاٹ کر زخمی کر دیا تھا اس لئے یہ ’’نجار‘‘ سے مشہور ہو گیا‘ اور نجار بڑھئی کو کہتے ہیں(۳)۔

مدینہ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونجار کے ہاں قیام فرمایا‘ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب(۴) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ کے ننھیالی تھے(۵)۔

بنونجار نے ہی مسجد نبوی کیلئے اپنا باغ وقف کیا‘ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کیساتھ مل کر مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی(۶)۔ نبی علیہ السلام نے بنونجار کے بارے میں فرمایا میں چاہتا ہوں کہ (قیامت کے دن) آبِ کوثر سے سب سے زیادہ سیراب ہونے والا تمہارا ہی قبیلہ ہو(۷)۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونجار کی بچیوں سے فرمایا: اللہ جانتا ہے میں تم سے محبت کرتا ہوں(۸)۔

حضرت اُبَی بن کعب‘ ابوطلحہ انصاری‘ ابوایوب انصاری‘ حارثہ بن نعمان‘ حسان بن ثابت‘ انس بن مالک‘ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم یہ سب جلیل القدر صحابہ بنونجار سے ہیں(۹)۔

---

(۱) شرح النووي[۱۶/ ۶۹]۔ (۲) رجالہ ثقات۔طبراني في الکبیر[۲/ ۲۶۷۴۔۱۲۲۲۔۵۳۵۳۔۶۳۲۴]، مجمع الزوائد[۱۵۱۵۳] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں ان احادیث کے راوۃ ثقات ہیں۔
(۳) فتح الباري[۷/ ۱۱۵]، تحفۃ الأحوذي[۱۰/ ۲۸۱]، جمھرۃ أنساب العرب[۲/ ۳۴۶]۔لابن حزم۔ (۴) صحیح مسلم[۵۳۲۹]، کتاب الزھد والرقائق، باب في حدیث الھجرۃ۔
(۵) صحیح۔حاکم[۴۳۵۹]، امام حاکمؒ نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے، **(جبکہ آپ ﷺ کی والدہ بنوزُہرہ کی ہیں‘ جو کہ قریش کا قبیلہ ہے‘** (صحیح۔سنن الترمذي[۳۷۵۲]، کتاب المناقب، باب مناقب سعد بن أبي وقاص رضي اللہ عنہ۔تحقیق: الشیخ الألبانيؒ، مع تحفۃ الأحوذي[۱۰/ ۱۷۴]۔) (۶) صحیح البخاري[۳۶۳۹]، کتاب المناقب، باب مقدم النبي ﷺ وأصحابہ المدینۃ۔ (۷) صحیح۔مسند أحمد[۲۷۳۵۷] ظلال الجنۃ[۷۰۵]۔للألبانيؒ۔ (۸) صحیح۔صحیح ابن ماجۃ[۱۵۴۱]۔ (۹) (صحیح البخاري، کتاب الوصایا، إذا وقف أو أوصی لأقاربہ ومن الأقارب)، (صحیح البخاري[۳۶۳۹]، کتاب المناقب، باب مقدم النبي ﷺ وأصحابہ المدینۃ)، (رجالہ ثقات۔طبراني في الکبیر[۳۲۲۳]، مجمع الزوائد[۱۵۱۵۳] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس حدیث کے راوی ثقات ہیں)، (صحیح البخاري، کتاب الوصایا، إذا وقف أو أوصی لأقاربہ ومن الأقارب)، (حسن۔مسند أحمد[۲۱۶۵۸]، تحقیق: للشیخ شعیب أرناؤوط)۔

**بنوعبدالاشہل :** قبیلہ اوس سے ہیں(۱)، یہ انصار کا وہ افضل اور خاص قبیلہ ہے جو اپنے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر فوراً ایک ہی وقت میں پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا(۲)۔

ان کا محلّہ مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا(۳)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد ان کے ہاں تشریف لیکر جاتے اور مغرب سے پہلے تک ان کے حال احوال لیتے رہتے تھے(۴)، اور کبھی مغرب بھی وہیں پڑھا دیتے تھے(۵)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں (۱) سعد بن معاذ (۲) اسید بن حُضیر اور (۳) عبّاد بن بشر رضی اللہ عنہم سے زیادہ (انصاری صحابہ میں) کسی اور کو افضل نہیں سمجھتی اور یہ تینوں ہی بنوعبدالاشہل میں سے ہیں(۶)۔

**بنوحارث بن خزرج :** یہ بھی اوس قبیلہ سے ہیں(۷)، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ آئیں تو انکے ہاں قیام فرمایا اور پھر اس قیام کے دوران، اسی محلّہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی(۸)۔

حضرت براء ابن عازب محمد بن مسلمہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم یہ جلیل القدر صحابہ بنوحارث بن خزرج سے ہیں(۹)۔

**بنوساعدہ**(۱۰) : خزرج قبیلہ سے ہیں(۱۱)، حضرت سعد بن عُبادہ، ابودُجانہ، ابو اُسید الساعدی، ابوحُمید الساعدی، اور سھل بن عبادہ الساعدی رضی اللہ عنہم یہ سب جلیل القدر صحابہ بنوساعدہ سے ہیں(۱۲)۔

مدینہ میں انصار صحابہ کے بہت سے محلے تھے اور ان سب نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی لیکن جن لوگوں نے زیادہ جاں نثاری پیش کی ان کے نام خاص طور سے ذکر فرمائے اور آخر میں سب انصار کے بارے میں عام خیر و بھلائی کی خوشخبری دیدی کہ ان سب میں ہی خیر ہے۔

(۱) صحیح البخاري[۳۸۲۶]، کتاب المغازي، باب حدیث الإ فک۔ (۲) حسن مرسل۔ابن ھشام[۱/ ۴۳۷]، الثقات لابن حبان[۱/ ۹۸]، د۔مہدی رزق اللہ احمد نے السیرۃ النبویۃ في ضوء المصادر الأصلیہ دراسۃ تحلیلیۃ [۲۴۷] میں اس کی اسناد کو ''حسن مرسل'' کہا ہے۔ (۳) حسن۔ابن أبي شیبۃ [۱/ ۱۲۶/ ۱]، الإ رواء[۱/ ۲۷۸]، للشیخ الأ لبانيؒ۔ (۴) حسن۔سنن النسائي [۸۶۲]، تحقیق: الشیخ الأ لبانيؒ۔ (۵) صحیح۔سنن النسائي [۱۵۸۲]، تحقیق: الشیخ الأ لبانيؒ۔ (۶) صحیح۔حاکم [۵۰۱۶]، امام حاکمؒ نے اس کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ (۷) فتح الباري[۷/ ۱۲۳]، جامع الأ صول في أحادیث الرسول[۱۲/ ۳۳۳] لابن الأ ثیر۔ (۸) صحیح البخاري[۳۶۳۹]، کتاب المناقب، باب تزویج النبي ﷺ عائشۃ وقدومھا المدینۃ وبناۂ بھا۔ (۹) (رجالہ ثقات۔طبراني في الکبیر [۴۹۶]، مجمع الزوائد [۱۵۷۷۲] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس کے راوی ثقات ہیں)۔ (الإ صابہ [۲/ ۴۳۶]، ابن حبان[۴۶۰۵] کے تحت)۔ (تھذیب الأ سماء واللغات [۱/ ۱۴۶] للنووي، أسد الغابۃ [۱/ ۱۰۷] لإ بن الأ ثیر)۔ (۱۰) **مدینہ کا مشہور کنؤاں ''بئرِ بضاعہ'' جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دھن ڈالنے سے معجزہ ظاہر ہوا تھا، یہ بنوساعدہ کے محلّہ میں تھا،** (صحیح۔مسند أحمد[۱۱۸۳۳]، تحقیق: للشیخ شعیب أرناؤوط)۔ (رجالہ ثقات۔طبراني في الکبیر [۵۸۵]، مجمع الزوائد [۵۹۰۶] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس حدیث کے راوی ثقات ہیں)۔ (۱۱) صحیح البخاري [۳۸۲۶]، کتاب المغازي، باب حدیث الإ فک۔ (۱۲) (صحیح البخاري[۳۵۲۳]، کتاب المناقب، باب منقبۃ سعد بن عبادۃؓ)۔ (رجالہ ثقات۔طبراني في الکبیر [۶۵۰۵]، مجمع الزوائد [۱۰۳۹۷] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس حدیث کے راوی ثقات ہیں)۔ (حسن۔صحیح ابن خزیمۃ [۶۸۱]، تحقیق: الأ عظمي)۔ (صحیح البخاري[۶۶۳۲]، کتاب الأ حکام، باب من قضی ولاعن في المسجد)۔

۴۱۸۷) عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ دُوْرُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دُوْرُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)) قَالَ سَعْدٌ: مَا رَآى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا، فَقِيْلَ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ.

صحیح

حضرت ابواُسید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''انصار کا بہترین گھرانہ (خاندان) بنونجار کا ہے، پھر بنوعبدالاشہل، پھر بنو حارث بن خزرج اور پھر بنو ساعدہ کا اور انصار کے تو سب ہی گھرانوں میں خیر ہی خیر ہے''** حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے (میرا خیال ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے ہم پر دوسروں کو فضیلت دیدی ہے' ان سے کہا گیا: تمہارے گھرانے کو بھی تو بہت سوں پر فضیلت دی ہے۔

**فائدہ** : حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اُن دنوں بنی ساعدہ کے سردار تھے' فضیلت میں چونکہ اس قبیلے کا ذکر بعد میں آیا اسلئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ ہمارے اوپر دوسروں کو فضیلت دی گئی ہے یعنی ہمیں چوتھے نمبر پر کر دیا، انکے بھتیجے حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں بھی بہت سے لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے الحمد للہ چوتھا نمبر آ گیا یہ کیا ہمارے لئے کم اعزاز ہے؟(۱)

۴۱۸۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ دِيَارِ الْأَنْصَارِ بَنُوْ النَّجَّارِ)).

صحیح

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''انصار کے گھرانوں میں سے بہترین گھرانہ بنونجار کا ہے''۔**

۴۱۸۹) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ الْأَنْصَارِ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ)).

صحیح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''انصار کے بہترین لوگوں میں بنوعبدالاشہل بھی ہیں''۔**

---

(۴۱۸۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم۔

(۴۱۸۸) یہ حدیث بھی **صحیح** ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں سابقہ حدیث کی متابعت اور شاہد کی بنا پر یہ صحیح ہے، [صحیح الجامع (۳۳۰۶)]۔

(۴۱۸۹) یہ حدیث بھی **صحیح** ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں سابقہ حدیث کی متابعت اور شاہد کی بنا پر یہ صحیح ہے، [صحیح الجامع (۳۳۰۷)]۔

(۱) صحیح مسلم [۶۵۸۱]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب في خير دور الأنصار۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيُ فَضُلِ الُمَدِيُنَةِ

## مدینہ طیبہ کی فضیلت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کا نام ''طَیِّبَہ'' رکھا(۱) اور اس شہر کو حرمت والا قرار دیا، حرمِ مدنی کے درخت کاٹنا' وہاں شکار کرنا(۲) لڑائی کیلئے اسلحہ اٹھانا حرام ہے(۳)' حتی کہ مدینہ والوں کو ڈرانے دھمکانے والے پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے اور ایسے بندے کی فرضی نفلی کوئی عبادت قبول نہیں کی جائے گی(۴)، نبی علیہ السلام مدینہ سے محبت کرتے تھے اور مکہ سے بھی زیادہ مدینہ سے محبت کی دعا کرتے(۵)، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ' وہاں کے پھل فروٹ اور ناپنے تولنے کے برتنوں کیلئے مکہ مکرمہ کی نسبت دوگنی یعنی ڈبل برکت کی دعا فرمائی(۶)، جب نبی علیہ السلام سفر سے واپس آتے اور مدینہ طیبہ کے قریب پہنچتے تو اس شہر سے محبت کی وجہ سے سواری کو تیز چلاتے تھے(۷)، مدینہ کی اہم فضیلتیں یہ بھی ہیں کہ مدینہ کے راستوں (باڈر) پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں جو طاعون اور دجّال کو مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے(۸)، اور مدینہ اپنے رہنے والوں کو برائیوں سے ایسے پاک کردیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو ختم کردیتی ہے(۹)، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی ''عجوہ کھجور'' کے بارے میں فرمایا: عجوہ کھجور جنت کے پھلوں میں سے ہے(۱۰)' اور فرمایا: جو صبح نہار منہ سات (۷) عجوہ کھجوریں کھالے اسے رات تک کوئی بھی زہر اور کسی قسم کا جادو نقصان نہیں پہنچائے گا(۱۱)' اور جو شام کو کھائے گا وہ صبح تک محفوظ رہیگا(۱۲)۔

**صحیح**

۴۱۹۰) عَنُ عَلِيٍّ بُنِ أَبِيُ طَالِبٍ قَالَ: خَرَجُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِحَرَّةِ السُّقُيَا الَّتِيُ كَانَتُ لِسَعُدِ بُنِ أَبِيُ وَقَّاصٍ،

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ نکلے اور چلتے ہوئے حرّہ کی سنگلاخ زمین میں مقامِ سُقیا پر پہنچے' یہ حضرت سعد بن

(۴۱۹۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، التعلیق الرغیب(۲/۱۴۴) اور [صحیح الجامع (۱۲۷۲)]۔

(۱) صحیح۔طبراني في الكبير[۱۹۸۷]، صحیح الجامع[۱۷۳۲]۔ (۲) صحیح مسلم[۲۴۲۵]، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ۔ (۳) صحیح مسلم[۲۴۳۹]، کتاب الحج، باب الترغیب في سکن المدینۃ والصبر علی لأوائہا۔ (۴) صحیح۔طبراني في الكبير[۳۵۸۹]، الصحیحۃ[۳۵۱]۔ (۵) صحیح البخاری[۳۶۳۳]، کتاب المناقب باب مقدم النبي ﷺ وأصحابہ في المدینۃ۔
(۶) صحیح مسلم[۲۴۳۷]، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ۔ (۷) صحیح البخاری[۱۶۱۵]، کتاب الحج، باب من أسرع ناقتہ إذا بلغ المدینۃ۔ (۸) صحیح البخاری[۱۷۴۷]، کتاب الحج، باب لا یدخل الدجال المدینۃ۔ (۹) صحیح البخاری[۱۷۳۸]، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ وأنہا تنفي الناس۔ (۱۰) صحیح۔صحیح ابن ماجۃ[۲۷۸۳]۔ (۱۱) صحیح البخاري[۵۳۲۷]، کتاب الطب، باب الدواء بالعجوۃ للسحر۔ (۱۲) **مسند احمد میں صبح کے ساتھ شام کو کھانے کا بھی ذکر ہے۔** (إسنادہ جید۔مسند أحمد[۱۴۴۲]، شیخ البانیؒ الصحیحۃ[۲۰۰۰] کے تحت کہتے ہیں یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر ہے اور شواہد میں اس کی اسناد جید ہے، مزید دیکھئے: الفجر الساطع علی الصحیح الجامع[۸/۸۶] للشبیہیؒ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِئْتُوْنِيْ بِوُضُوْءٍ))، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ كَانَ عَبْدَكَ وَخَلِيْلَكَ وَدَعَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ، وَأَنَا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ أَدْعُوْكَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ مِثْلَيْ مَا بَارَكْتَ لِأَهْلِ مَكَّةَ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ)).

ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی زمین تھی، نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''میرے لئے وضو کا پانی لاؤ'' آپ ﷺ نے وضو کیا پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور خلیل (دوست) تھے انہوں نے مکہ والوں کیلئے برکت کی دعا فرمائی تھی' میں بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں اور تجھ سے مدینہ والوں کیلئے دعا گو ہوں کہ مدینہ والوں کے مُد اور صاع میں اس سے ڈبل برکت عطاء فرما جتنی تو نے مکہ والوں کو عطاء فرمائی تھی، (یعنی) ہر برکت کے ساتھ دو برکتیں عطاء فرما''۔

**فائدہ** : نبی علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کا خلیل اور خود کو رسول فرمایا اس میں تواضع ہے اور بڑوں کی' اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عزت و ادب بھی ہے حالانکہ دوسری صحیح احادیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی اللہ کا خلیل ہونا ثابت ہے (۱)۔

**صاع اور مُد** : تولنے اور ناپنے کے برتن و پیمانے کے نام ہیں' مطلب یہ ہے کہ ٹوکریوں اور پیٹیوں میں جو پھل فروٹ اور اناج غلہ ہو ان میں خوب برکت ہو جائے ، اناج غلہ خوب ہو اور اس کی تجارت بھی خوب ہو تاکہ سب لوگ کھائیں پئیں' خوش حال ہو جائیں' بھوکے نہ رہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کیلئے مکہ مکرمہ کی بہ نسبت ڈبل دوگنی برکت کی دعا فرمائی ہے اور ان دونوں شہروں میں رہنے والا شخص برکت کے اس فرق کو واضح طور پر محسوس کرتا ہے۔

اس حدیث میں دعا کے آداب بھی سکھائے ہیں کہ پہلے وضو کیا جائے پھر قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی جائے (۲)۔

۴۱۹۱، أ۔۴۱۹۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَّأَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

**حسن صحیح**

حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۴۱۹۱ اور أ۔۴۱۹۲) یہ حدیثیں **حسن صحیح** ہیں، بخاری، مسلم، ظلال الجنۃ (۷۳۱)، الروض النضیر (۱۱۱۵)، [سنن نسائی (۷۹۵)، المشکاۃ (۶۹۴)، صحیح الجامع (۵۵۸۶)، الثمر المستطاب (ص۔۵۲۷) اور تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد (ص۔۱۸۱)]۔

(۱) صحیح مسلم [۲۳۸۳] کتاب فضائل الصحابۃ رضي اللہ عنہم، باب من فضائل ابي بکر الصدیق رضي اللہ عنہ۔

(۲) مزید دیکھئے: (صحیح البخاري [۵۹۰۴]، [۵۸۶۷]، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الوضوء، باب الدعاء مستقبل القبلۃ۔

((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)). ''میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''۔

**فائدہ:** مَا بَيْنَ بَيْتِي: گھر سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے' جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہوئی(۱)' نبی علیہ السلام کی قبر اور منبر کے درمیان چند گز کا فاصلہ ہے۔

## کیا مسجد نبوی کا یہ حصہ ''ریاض الجنۃ'' حقیقت میں جنت کا ایک باغ ہے یا یہ صرف مثال کے طور پر فرمایا گیا ہے؟

(۱) یہ حصہ جنت سے آیا ہے جیسے حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت سے آئے ہیں(۲)' یا قیامت کے دن اس حصہ کو بھی جنت میں منتقل کر دیا جائیگا اور اتنی جگہ اٹھ کر جنت میں ایک باغ بن جائے گی، یہ حقیقی معنی ہے۔

(۲) اور مجازی معنی یہ ہے کہ اس حصہ میں عبادت کرنے والے کو جنت میں داخل کیا جائیگا اور جنت کا باغ عطاء کیا جائیگا۔

(۳) یا اس حصہ میں اللہ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں گویا بندہ جنت میں ہی بیٹھا ہوا ہے۔

یہ سب معنی ہی درست ہیں لیکن یہ بات زیادہ راجح وصحیح ہے کہ رحمت وبرکت اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اس ٹکڑے کو جنت کے باغ کیساتھ مثال دی گئی ہے کہ جو اس میں بیٹھ کر عبادت کریگا وہ جنت میں داخل ہو جائیگا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جنت تلواروں کے سائے تلے ہے(۳)'' ''جنت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے(۴)'' اور فرمایا: ''مریض کی تیمارداری کرنے والا جنت کے باغ میں ہوتا ہے(۵)'' مطلب یہی ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد' ماں کی خدمت اور مریض کی عیادت کر کے جنت حاصل کی جاسکتی ہے(۶)۔

بخاری ومسلم میں ہے یزید بن ابی عُبیدہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (مسجد نبوی میں) ڈھونڈ کر اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے جو مصحف کے قریب تھا' میں نے ان سے پوچھا کہ آپ خاص

(۱) حسن۔طبراني في الأوسط [۳۱۱۲]، حافظ ھیثمیؒ نے مجمع الزوائد [۵۸۸۸] میں اسے حسن کہا ہے، مزید دیکھئے: الثمر المستطاب [ص۔۵۳۵]، للشیخ الألبانی۔ (۲) صحیح۔سنن الترمذي [۸۷۷،۸۷۸]، کتاب الحج، باب ماجاء في فضل الحجر الأسود والرکن والمقام۔تحقیق: الشیخ الألبانیؒ۔ (۳) صحیح البخاري [۲۶۰۷]، کتاب الجهاد والسیر، باب الجنة تحت بارقة السیوف۔ (۴) حسن صحیح۔سنن النسائي [۳۰۵۳]، کتاب الجهاد، باب الرخصة في التخلف لمن له والدة، تحقیق: الشیخ البانیؒ۔ (۵) صحیح مسلم [۴۶۵۷]، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل عیادة المریض۔ (۶) امام ابن حزم نے ''المحلی'' [۲۸۳۔۲۸۵/۷]، میں اسی قول کو راجح قرار دیا ہے، مذید دیکھئے: ''التمهید'' لابن عبدالبر [۲/۲۸۷]، ''فتح الباری'' [۴/۱۰۰]، ''حاشیة السندهي علی النسائي'' [۶۹۵]۔

طور سے اسی ستون کے پاس نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ ڈھونڈ کر اسی ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے(۱)۔ اور یہ ستون ''ریاض الجنہ'' کے درمیان میں واقع ہے جو اُسطُوانۃ المھاجرین کے نام سے جانا جاتا ہے(۲)۔ **لہٰذا جو شخص اس مقام میں اخلاص اور سنت کے مطابق بغیر کسی کو تکلیف دیئے اور دوسروں کیلئے بھی موقع چھوڑتے ہوئے عبادت کرے' نفلی نمازیں' ذکر اللہ اور قرآن کی تلاوت کرے تو وہ یقیناً جنت کے باغوں میں جائیگا**(۳)۔

بخاری ومسلم میں حدیث الباب یوں مکمل ہوتی ہے: ((وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوضِيْ)) ''اور میرا منبر میرے حوض پر ہے(۴)''۔

(۱) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی موجودہ منبر جس پر نبی علیہ السلام کھڑے ہو کر یہ ارشاد فرما رہے تھے حوضِ کوثر پر رکھ دیا جائیگا' یہ حقیقی معنی ہے۔ (۲) یا قیامت کے دن ایک الگ منبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے رکھا جائیگا۔ (۳) یا منبر کے پاس عبادت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ حوضِ کوثر پر پہنچا دیگا اور اسکو مشروبِ کوثر عطاء فرمائیگا' یہ مجازی معنی ہے۔

پہلے قول کو اکثر علماء وفقہاء نے راجح قرار دیا ہے کہ موجودہ منبر ہی حوض کوثر پر رکھ دیا جائیگا(۵)' اور پھر اس کی تائید دوسری صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا ''یہ'' منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے(۶)' اور فرمایا: ''میرے منبر کے پائے جنت میں گڑے ہوئے ہیں''(۷)۔

## مسجد الحرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب کیا ہے؟

ب۔۴۱۹۲) وَبِهٰذَا الإِسْنَادِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( صَلاةٌ فِيْ

**حسن صحیح**

اسی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**مسجد حرام (بیت اللہ) کے علاوہ**

(ب۔۴۱۹۲) یہ حدیث **حسن صحیح** ہے، بخاری، مسلم، ابن ماجہ (۱۴۰۴، ۱۴۰۵)، [سنن نسائی (۶۹۴)، صحیح الجامع (۳۸۳۹)، الصحیحہ (۲۹۰۲)، المشکاۃ (۶۹۲)، صحیح الترغیب (۱۱۷۴)، الإرواء (ح۔۹۷۱)، الثمر المستطاب (۵۱۵)، صلاۃ العیدین (ص۔۳۴)، تحذیر الساجد (۱۱۱) اور مناسک الحج والعمرۃ (۴۲)]۔

(۱) صحیح البخاري [۴۷۲]، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ إلی الأسطوانۃ، صحیح مسلم [۷۸۸]، کتاب الصلاۃ، باب دنو المصلي من السترۃ۔ (۲) فتح الباري [۱/۵۷۷] لابن الحجر، مزید دیکھئے: ''نیل الأوطار'' [۳/۲۴۰] للشوکاني اور ''أصل صفۃ الصلاۃ'' [۱/۱۱۶] للألبانیؒ۔ (۳) فضل المدینۃ وآداب سکناھا وزیارتھا [ص۔۱۸] لشیخ عبدالمحسن العباد۔ (۴) صحیح البخاري [۶۱۰۰]، کتاب الرقائق، باب في الحوض۔ (۵) علامہ قاضی عیاض اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے اسے راجح کہا ہے، دیکھئے: الشفاء [۲/۹۲] لقاضی عیاض، فتح الباری [۴/۱۰۰]، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح [۷۰۰] لشیخ عبیداللہ مبارکفوری رحمہم اللہ۔ (۶) صحیح۔ مسند أحمد [۸۷۰۶]، الصحیحۃ [۲۳۶۳]۔ (۷) صحیح۔ سنن النسائي [۶۹۶]، کتاب المساجد، باب فضل مسجد النبي ﷺ والصلاۃ فیہ۔

مَسْـجِـدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَساجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)).

میری مسجد (نبوی) میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ہزار نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے''۔

**فائدہ:** یعنی مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہےاور دوسری حدیث میں فرمایا کہ مسجد حرام (مکہ) میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے (۱)' اور مسجد اقصی (بیت المقدس) میں ایک نماز کا ثواب مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے ربع ملتا ہے یعنی ڈھائی سو (۲۵۰) نمازوں کے برابر (۲)۔

اور یہ فضیلت قدیم وتوسیع شدہ مسجد میں (۳)' فرض ونفل سب کو شامل ہے (۴)۔

بعض ضعیف روایت میں مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ذکر کیا گیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے ضعیف ہے (۵)' البتہ یہ ''ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے بہتر'' والی حدیث صحیح ہے۔

**صحیح**

۴۱۹۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنِّيْ أَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا)).

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''**جس شخص سے یہ ہوسکے کہ مدینہ میں انتقال کرے تو اسے چاہیے کہ** (اس فضیلت کو حاصل کرنے کیلئے) **مدینہ میں ہی انتقال کرے کیونکہ مدینہ میں انتقال کرنے والوں کی میں شفاعت کراؤنگا**''۔

**فائدہ:** مَنِ اسْتَطَاعَ: انسان کو یہ تو نہیں معلوم کہ وہ کہاں مرے گا' ہاں! اسباب لے سکتا ہے' مدینہ میں مرنے کا مطلب یہ ہے کہ باقاعدہ اس میں رہائش اختیار کی جائے' مدینہ اور مدینہ والوں کا خیال کرتے ہوئے وہاں

---

(۴۱۹۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۳۱۱۲)، [شیخ البانیؒ نے الصحیحہ (۲۹۲۸) کے تحت اس حدیث کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، صحیح الجامع (۶۰۱۵)، الصحیحہ (۳۰۷۳) کے تحت، صحیح الترغیب (۱۱۹۳)، المشکاۃ (۲۷۵۰)، ھدایۃ الرواۃ (۲۶۸۱) صحیح الموادر (۸۵۹۔۲۶۰) اور دفاع عن الحدیث النبوي (ص۔۱۰۷)]۔

(۱) صحیح۔صحیح ابن ماجہ [۱۱۵۵]۔ (۲) صحیح۔البیھقي في ''الشعب'' [۳/۴۸۶/۴۱۴۵]، صحیح الترغیب [۱۱۷۹]، **شیخ البانیؒ ''الصحیحہ'' [۲۹۰۲] کے تحت کہتے ہیں: مسجد اقصی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں یہ سب سے صحیح حدیث ہے، مزید دیکھئے: الضعیفۃ [۵۳۵۵] کے تحت۔** (۳) **یہ بات سلف کے عمل سے ثابت ہے' سب سے پہلے مسجد نبوی کی توسیع حضرت عمر اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے کروائی** (صحیح البخاري [۴۲۷]، کتاب الصلاۃ، باب بنیان المسجد۔) **یہ توسیع قبلہ کی طرف سے کی گئی تھی' پانچوں نمازوں میں یہ دونوں خلفائے راشدین اور پہلی صف والے توسیع شدہ جگہ پر ہوتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے باہر کا حصہ تھا' لیکن کسی صحابی نے ان پر اعتراض نہیں کیا' اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں جگہ کا ایک ہی حکم ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ دونوں خلفائے راشدین مسجد نبوی کی توسیع** (آگے) **قبلہ کی طرف سے نہیں کرتے۔تفصیل کے لئے دیکھئے: الرد علي الأخنائي [ص۔۱۲۵۔۱۲۶] لإمام ابن تیمیہؒ، الثمر المستطاب [۵۲۲۔۵۲۵] للألبانیؒ، الضعیفۃ [۹۷۳] کے تحت، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ [۶/۲۲۵]۔** (۴) فتح الباري [۳/۶۸]، شرح النووي [۹/۱۶۶]، مجموع فتاوی العلامۃ عبدالعزیز بن بازؒ [۲۱/۳۰]۔

(۵) ضعیف۔مسند البزار [۴۲۲]، الضعیفۃ [۵۳۵۵]۔

اپنی زندگی گزاری جائے یہاں تک کہ وہیں انتقال ہو جائے جیسے فرمایا: ﴿فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُم مُّسْلِمُونَ﴾ (۱) یہاں بھی یہی مراد ہے کہ اپنی پوری زندگی اسلام پر گزارو یہاں تک کہ جب موت آئے تو اسلام پر ہی آئے اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ بس مرتے وقت مسلمان بن جاؤ اور باقی ساری زندگی اپنی مرضی سے گزاردو۔

فَإِنِّي أَشْفَعُ : پوری امت کیلئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن عام شفاعت کروائیں گے ہی (۲) یہاں مدینہ میں رہائش رکھنے والوں کی عزت افزائی کیلئے خاص شفاعت کا ذکر فرمایا ہے (۳)۔

تنبیہ: ہمیں یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ **آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کیلئے شرک سے پاک ہونا ضروری ہے** نبی علیہ السلام کا فرمان ہے: میری شفاعت صرف اس بندے کو حاصل ہوگی جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا ہوگا (۴)۔ لہٰذا **زمین چاہے جتنی بھی عزت دار ہو انسان صرف اللہ کی عبادت، اخلاص، نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق زندگی، سچی توبہ اور نیک اعمال سے ہی عزت دار اور پاکیزہ بنتا ہے** (۵)۔

ہم اللہ سے وہی دعا مانگتے ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی تھی (۶) یا اللہ ہمیں شہادت نصیب فرما اور ہمارا انتقال اپنے نبی کے شہر میں ہی فرما۔ آمین

صحیح

۴۱۹۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ مَوْلَاةً لَهُ أَتَتْهُ، فَقَالَتْ: اشْتَدَّ عَلَيَّ الزَّمَانُ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الْعِرَاقِ. قَالَ: فَهَلَّا إِلَى الشَّامِ أَرْضِ الْمَنْشَرِ؟ وَاصْبِرِي لَكَاعِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: **((مَنْ صَبَرَ عَلَى شِدَّتِهَا وَلَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيداً أَوْ شَفِيعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ))**.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انکے پاس انکی آزاد کردہ ایک لونڈی آئی اور کہنے لگی مجھ پر وقت بہت تنگ ہو گیا ہے (یعنی میں تنگ دستی کے حالات میں پریشان ہوں) اسلئے چاہتی ہوں کہ عراق چلی جاؤں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ملک شام کیوں نہیں چلی جاتیں وہ محشر ہے! ارے نادان! (یہیں مدینہ میں) صبر کیوں نہیں کرتیں! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ''**جو اس (مدینہ) کی سختی اور تنگ دستی وبھوک پر صبر کریگا، میں قیامت والے دن (اسکے بارے میں) گواہی دینے والا اور اسکا سفارشی ہونگا**''۔

(۴۱۹۴) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم، تخریج فقہ السیرۃ (۱۸۴)، [الصحیحۃ (۳۵۷۳)، صحیح الجامع (۲۱۷۷)، المشکاۃ (۲۷۳۰) اور صحیح الترغیب (۱۱۷۶)]۔

(۱) سورۃ البقرہ[۱۳۲]۔ (۲) صحیح البخاری[۵۸۲۹]، کتاب الدعوات، باب لکل نبی دعوۃ مستجابۃ۔ (۳) مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح[ح-۲۷۷۵]۔ (۴) صحیح مسلم[۲۹۶]، کتاب الإیمان، باب اختباء النبی ﷺ دعوۃ الشفاعۃ لأمتہ۔ (۵) مزید دیکھئے: التذکرۃ[۱/۳۱۰]، للقرطبیؒ۔ (۶) صحیح البخاری[۱۷۵۷]، کتاب الحج، کراہیۃ النبی ﷺ أن تعری المدینۃ۔

**فائدہ** : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہنے والوں اور وہاں کی شدت پر صبر کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے کہ انکی شفاعت فرمائیں گے۔

كُنْتُ لَهُ شَهِيْداً أَوْ شَفِيْعاً : اس حدیث میں "أو" کا معنیٰ ''اور'' ہے کیونکہ دوسری صحیح روایات میں صراحت کیساتھ آیا ہے " شَهِيْداً وَّ شَفِيْعاً "(۱) تو معنی ہوگا کہ میں مدینہ میں رہنے والوں کی گواہی بھی دونگا اور انکی شفاعت بھی کراؤنگا، اور اگر "أو" تقسیم کیلئے مانا جائے تو مطلب ہوگا کہ میں بعض مدینہ والوں کے حق میں گواہی دونگا اور بعض کی شفاعت کراؤنگا یا معنی ہوگا کہ گنہگاروں کی شفاعت کراؤنگا اور فرمانبرداروں کے حق میں گواہی دونگا یا اپنے دور میں موجود صحابہ کی گواہی دونگا اور بعد میں مدینہ میں رہنے والوں کی سفارش کراؤنگا، لیکن یہاں "أو" شک کیلئے نہیں ہے کیونکہ یہ روایت کئی صحابہ سے مروی ہے اور ان سب صحابہ کو شک نہیں ہوسکتا۔

**ضعیف**

۴۱۹۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((آخِرُ قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الْإِسْلَامِ خَرَاباً : الْمَدِيْنَةُ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کے شہروں میں مدینہ طیبہ سب سے آخر میں ویران ہوگا''۔

**فائدہ**: اہل مدینہ اسلام پر جمے رہیں گے اس لئے مدینہ میں خیر رہے گی' آخری زمانہ میں ایمان سمٹ کر مدینہ کی طرف آجائے گا(۲) اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں بگاڑ آجائیگی لہٰذا مدینہ والوں کو صحیح درست اسلام پر جمے رہنا چاہیے' اور پھر مدینہ طیبہ بھی آخری زمانہ میں' قیامت کے قریب ویران ہوجائے گا(۳)۔

**صحیح**

۴۱۹۶) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَأَصَابَهُ وَعَكٌ بِالْمَدِيْنَةِ، فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي. فَأَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک اعرابی (دیہاتی) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی، (لیکن) پھر اسے مدینہ میں بخار ہوگیا' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا میں نے جو آپ کے

(٦١٩٥) یہ حدیث **ضعیف** ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ ''الضعیفہ''(۱۳۰۰) کے تحت کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ''جُنادۃ بن سَلم'' ضعیف ہیں، ضعیف جامع صغیر(۴)، [المشکاۃ (۲۷۵۱) اور ضعیف الموارد (۱۲۳)]۔

(۴۱۹۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، [سنن النسائي (۴۱۸۵)، الصحیحۃ (۲۱۷)، صحیح الجامع (۲۳۳۱) اور المشکاۃ (۲۷۳۹)]۔

(۱) صحیح۔مسند أحمد[۷۸۵۲]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۲) صحیح البخاري[۱۷۴۳]، کتاب الحج، باب الإیمان یأرز إلی المدینۃ۔ (۳) صحیح البخاري[۱۷۴۱]، کتاب الحج، باب من رغب عن المدینۃ، مع الفتح[۹۱/۴]۔

الْأَعْرَابِيُّ، ثُمَّ جَاءَ هُ، فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى. فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتُنَصِّعُ طَيِّبَهَا**)).

ہاتھ پر بیعت کی ہے اسے واپس لے لیجئے آپ ﷺ نے (بیعت واپس لینے سے) انکار فرمایا' وہ چلا گیا پھر دوبارہ آ کر یہی کہنے لگا اپنی بیعت واپس لے لیجئے، آپ ﷺ نے پھر اسے منع فرمایا، پھر (بالآخر اجازت نہ ملنے کے باوجود) وہ مدینہ سے چلا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''مدینہ بھی بھٹی کی طرح ہے' میل کچیل کو نکال دیتا ہے اور اپنے اندر رہنے والے پاکیزہ لوگوں کو اور نکھار دیتا ہے''۔**

**فائدہ:** ایک اعرابی بدو (گاؤں کا) شخص اسلام لایا پھر مدینہ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہجرت کی بیعت کی لیکن اسے مدینہ کی آب وہوا موافق نہیں آئی؛ یہ اسلام کی بیعت نہیں توڑنا چاہتا تھا کیونکہ دوسری صحیح روایات میں صراحت آئی ہے "فبایعه على الهجرة" (۱) کہ مدینہ میں ہجرت کر کے نبی علیہ السلام کیساتھ رہنے پر بیعت کی تھی اور اب یہ اس بیعت کو توڑنا چاہتا تھا تاکہ مدینہ سے کہیں اور چلا جائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے بارے میں بہت عمدہ مثال دی کہ یہ بھٹی کی طرح میل کچیل کو ختم کر دیتا ہے جس میں خیر نہ ہو مدینہ اسے بھگا دیتا ہے اسے قبول نہیں کرتا اور جو اچھے مسلمان ہوتے ہیں انہیں مزید چمکا دیتا ہے جس طرح سونا چاندی پیتل وغیرہ کو بھٹی میں ڈالکر نکھارا جاتا ہے یہ بھی مسلمان کو تقوی وپرہیزگاری میں پختہ کر دیتا ہے' طیب پاکیزہ لوگ اس میں رہتے ہیں اور منافق وغیرہ چلے جاتے ہیں، لہٰذا مدینہ طیبہ میں آنے والوں اور وہاں رہنے والوں کو چاہئے کہ یہ شہر جب اتنا عظیم ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو عظیم تر ثابت کریں۔

مدینہ کی یہ فضیلت خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی نہیں تھی جیسا کہ قاضی عیاضؒ وغیرہ کا خیال ہے بلکہ آخری زمانے میں دجال کے وقت بھی یہی معاملہ ہوگا (۲) لیکن یہ معاملہ استمراراً نہیں تکراراً ہے (۳)۔

۴۱۹۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِيْنَةِ مَا ذَعَرْتُهَا. إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ**)).

**صحیح**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اگر میں مدینہ میں ہرن کو بھی چرتا ہوا دیکھ لوں تو اسے ڈراؤں گا نہیں (بھگاؤں گا نہیں) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: **''مدینہ طیبہ کی ان دو پہاڑیوں کا درمیانہ حصہ حرم ہے''۔**

(۴۱۹۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری (۱۸۷۳)، مسلم (۴/۱۱۶)۔

(۱) صحیح۔ مسند أحمد [۱۴۳۳۹]، شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں یہ بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے، مزید دیکھئے: اللمع في أسباب ورود الحديث [ص۔۵۴] للسيوطي، شرح النووي [۹/۱۵۵۔۱۵۶]۔

(۲) صحیح مسلم [۲۴۵۱]، کتاب الحج، باب المدينة تنفي شرارها۔ (۳) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: الصحیحہ [۲۱۸] کے تحت، فتح الباري [۴/۸۸]، فيض القدير [ص۔۵۶۲]۔

(۴۱۹۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ: ((هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)).

**صحیح**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا: **''یہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، اے اللہ! بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا تھا اور میں ان دوسخت پہاڑوں کے درمیانی حصہ کو (مدینہ کا) حرم قرار دیتا ہوں''۔**

**فائدہ:** مکہ کی طرح مدینہ میں بھی حرم ہے اور جمہور کے نزدیک ان دونوں حرم کی ویسی ہی عزت کی جائیگی جس طرح احادیث میں بتایا گیا ہے کہ حرم میں شکار کرنا یا شکار کو ڈرانا بھگانا' وہاں کے درخت کاٹنا اور لڑائی کیلئے اسلحہ اٹھانا حرام ہے' اسی طرح جانور کو حرم میں ڈرا بھگا کر اور حرم سے باہر لیجا کر شکار کرنا بھی درست نہیں ہے جیسا کہ حدیث الباب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں حالانکہ ہرن جنگلی جانور ہے لیکن حرم میں کسی بھی جانور کا شکار جائز نہیں ہے' ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کہیں باہر سے شکار کر کے حرم میں لایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جیسے حدیثِ ابو عمیر سے معلوم ہوتا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ((يَا أَبَا عُمَيْرُ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟)) یعنی اے ابو عمیر! تمہارے پرندے (بُلبل) کا کیا ہوا(۱)؟ اور غالب گمان یہی ہے کہ وہ یہ پرندہ باہر سے شکار کر کے حرم میں لائے ہوں گے(۲)۔

## مدینہ کے حرم کی حدود اور علاقہ کتنا ہے؟

لَابَتَيْهَا: یعنی مدینہ کی پتھریلی زمین نے جو دونوں جانب گھیرے ہوئے ہیں، صحیح مسلم میں حدیث الباب کے یہ الفاظ زیادہ ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اردگرد بارہ میلوں تک کے علاقہ کو ممنوع قرار دیا ہے(۳) اور ابوداود کی صحیح روایت میں فرمایا: مدینہ کو اس کے چاروں اطراف سے ایک ایک برید تک اس بات سے ممنوع قرار دیا ہے کہ وہاں کے درختوں کے پتے جھاڑے جائیں یا انہیں کاٹا جائے ...... (۴)

---

(۴۱۹۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم اور [المشکاۃ (۲۷۴۵)]۔

(۱) صحيح البخاري[۵۶۶۴]، كتاب الأدب، باب الانبساط إلى الناس، مزید دیکھئے: القاموس المحیط [ص۔۶۲۴] للفیروز آبادی۔ (۲) فتح الباري[۴/۸۳]، تحفة الأحوذي[۱۰/۲۹۱]۔

(۳) صحيح مسلم[۲۴۳۶]، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة وبيان تحريمها وتحريم صيدها وشجرها وبيان حدود حرمها۔ (۴) صحیح۔ صحيح أبي داود[۱۷۷۴م]، الصحيحة[۳۲۳۴]۔

ایک برید میں (۱۲) ہاشمی میل یعنی (۱۷) پاکستانی میل ہوتے ہیں جو تقریباً (۲۹) کلومیٹر بنتا ہے، ان دو احادیث میں حرمِ مدینہ کی حدود وضاحت سے بیان کی گئی ہے۔(۱)

**هٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا:** اُحد پہاڑ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا حقیقتاً ہے' اللہ اپنی قدرت ومشیت سے اُحد پہاڑ کو نبی علیہ السلام سے محبت کا احساس دلاسکتا ہے جیسے اللہ نے اپنے عرش میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی محبت کا احساس پیدا فرمایا(۲)، تو جس دل میں نبی علیہ السلام کی محبت نہیں وہ پتھر سے بھی سخت اور بدتر ہے۔

۴۱۹۹) عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰی إِلَيَّ؛ أَيَّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ نَزَلْتَ فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ: الْمَدِیْنَةَ، أَوِ الْبَحْرَیْنِ، أَوْ قِنَّسْرِیْنَ)).

**موضوع**

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر وحی نازل فرمائی کہ مدینہ طیبہ، بحرین اور قِنَّسرین' ان تین مقامات میں جہاں بھی آپ تشریف لے جائیں وہی آپ کا مقام ہجرت ہوگا۔

**فائدہ:** بخاری کی حدیث میں بڑی وضاحت ہے کہ نبی علیہ السلام کو خواب میں دکھا دیا گیا تھا کہ آپ ایسے علاقے میں ہجرت کر رہے ہیں جہاں کھجور کے درخت ہیں اور وہ مدینہ ہی تھا(۳) اور اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ بھی مقرر ہوگیا تھا کہ مدینہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ ہے(۴)۔

۴۲۰۰) عَنْ أَبِيْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: **((لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَأْوَاءِ الْمَدِیْنَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا أَوْ شَهِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ)).**

**صحیح**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''جو شخص مدینہ کی (تنگدستی و) بھوک (فقر وفاقہ) اور سختی کو برداشت کریگا میں قیامت والے دن اسکا سفارشی اور (اسکے ایمان وصبر پر) گواہی دینے والا ہونگا''۔**

(۴۱۹۹) یہ حدیث **موضوع** (من گھڑت) ہے، الرد علی الکتانی حدیث (ح۔۱)، ضعیف جامع صغیر (۱۵۷۳) اور [المشکاۃ (۲۷۵۲)، اس حدیث کی سند میں غیلان بن عبداللہ العامری راوی ہے جس کے بارے میں امام ذہبیؒ ''میزان الإعتدال'' (۶۶۷۷) میں کہتے ہیں: یہ ہجرت کے بارے میں منکر حدیث بیان کرتا ہے، مزید دیکھئے: الثقات (۷/۳۱۱) لابن حبان، البدایۃ والنہایۃ (۳/۲۰۷) لابن کثیر، تہذیب التہذیب (۸/۲۲۸) لابن حجر العسقلاني]۔

(۴۲۰۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم، تخریج فقہ السیرۃ (۱۸۴)، [الصحیحہ (۳۵۷۳)، صحیح الجامع (۷۷۲۱)، المشکاۃ (۲۷۳۰) اور صحیح الترغیب (۱۱۷۶)]۔

(۱) شرح سلسلہ احادیث صحیحہ [۲۶۰۲] (اُردو) للشیخین أبوالحسن عبدالمنان راسخ وأبومیمون محفوظ أحمد أعوان حفظہما اللہ تعالیٰ، مزید دیکھئے: عون المعبود شرح سنن أبي داود [۶/۱۶]، نیل الأوطار [۵/۸۵] للشوکانيؒ۔ (۲) شرح مسلم للنووي [۱۶/۲۲]، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: شرح السنۃ [۱۴/۱۸۰]، سیر أعلام النبلاء [۱/۲۹۷] اور مجموع الفتاوی [۶/۵۵۴]۔ (۳) صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب ہجرۃ النبي ﷺ وأصحابہ إلی المدینۃ۔ (۴) صحیح البخاري [۱۷۳۸]، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ وأنہا تنفي الناس۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح چھ حدیثیں پیچھے حدیث (۴۱۹۴) صفحہ (348) میں گزر چکی ہے۔

## فِيْ فَضْلِ مَكَّةَ

## مکہ مکرمہ کی فضیلت

اللہ نے قرآن میں مکہ کی عظمت کیلئے اس کی دو مرتبہ قسم کھائی ہے (۱)' یہ اللہ اور اس کے رسول کی سب سے محبوب ترین جگہ ہے (۲)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے ۵۳ سال مکہ میں گزرے ہیں (۳)' اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے ہی اس شہر کو حرمت والا بنایا ہے اور قیامت تک یہ حرمت والا شہر رہے گا'، یعنی اس سرزمین کے درخت' بلکہ درختوں کے کانٹے بھی نہیں کاٹے جاسکتے' وہاں شکار بھگانا' کسی کا خون بہانا (۴)' حتی کہ لڑائی کیلئے اسلحہ اٹھانا بھی حرام ہے (۵)' اسی طرح دنیا کی سب سے پہلی مسجد ''مسجد حرام'' (۶) اور تمام مسلمانوں کا قبلہ (۷)' اللہ کا سب سے عظیم گھر ''کعبہ'' بیت اللہ اور مقام ابراہیم بھی مکہ میں ہی ہے (۸)' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ اور مکہ والوں کیلئے دعا فرمائی ہے (۹)' اور نبی علیہ السلام نے مکہ کے رہائشیوں کو "أهل الله" ''اللہ والے'' فرمایا ہے (۱۰)' مکہ و مدینہ کی اہم فضیلتیں یہ بھی ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے راستوں (باڈر) پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں جو دجّال کو مکہ و مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے (۱۱) اور آخری زمانہ میں ایمان سمٹ کر مکہ اور مدینہ کی طرف آجائے گا (۱۲)۔

**صحیح**

۴۲۰۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَآءَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفاً عَلٰى

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمرآء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے مقام حَزْوَرَہ میں کھڑے

---

(۴۲۰۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، ابن ماجہ (۳۱۰۸)، [شیخ البانیؒ کہتے ہیں ''یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے'' المشكاة (۲۷۲۵)، هداية الرواة (۲۶۵۷)، صحیح الجامع (۷۰۸۹)، الثمر المستطاب (۱/۵۰۹) اور صحیح الموارد (۸۵۴)]۔

(۱) سورة البلد[۱]، سورة التين[۳]۔ (۲) صحیح ـ صحیح الترمذي[۳۰۸۲-۳۰۸۳]۔ (۳) صحیح البخاري[۳۵۶۲]، كتاب المناقب، باب مبعث النبي ﷺ۔ (۴) صحیح البخاري [۱۷۰۱-۱۷۰۳]، كتاب الحج، باب لا يحل القتال بمكة، باب لا يعضد شجر الحرم۔ (۵) صحیح مسلم[۲۴۱۶]، كتاب الحج، باب النهي عن حمل السلاح بمكة بلا حاجة۔ (۶) سورة آل عمران[۹۶]، صحیح البخاري[۳۱۱۵]، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلا﴾۔ (۷) سورة البقرة[۱۴۴]۔ (۸) سورة البقرة[۱۴۴]، صحیح ـ سنن الترمذي[۸۰۴]، كتاب الحج عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في فضل الحجر الأسود والركن والمقام۔ (۹) صحیح البخاري[۱۹۸۵]، كتاب البيوع، باب بركة صاع النبي ﷺ ومده۔ (۱۰) صحیح ـ أخرجه البغوي في ''حديث عيسى بن سالم الشاشي'' [ق ۱۰۸/۱]، الصحيحة [۱۲۱۲]۔ (۱۱) صحیح البخاری[۱۷۴۸]، كتاب الحج، باب لا يدخل الدجال المدينة۔ (۱۲) صحیح مسلم[۲۰۹]، كتاب الإيمان، باب بيان أن الإسلام بدأ غريبا وسيعود غريباً وأنه يأرز بين المسجدين۔

الْحَزْوَرَةِ، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ إِنَّکِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلٰی اللّٰهِ، وَلَوْلاَ أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْکِ مَا خَرَجْتُ)).

ہوئے دیکھا آپ ﷺ فرمارہے تھے: ''(اے مکہ کی زمین) اللہ کی قسم تو اللہ کی بہترین زمین ہے اور اللہ کو ساری زمینوں میں سب سے زیادہ تو ہی محبوب ترین وپسندیدہ ہے، اگر مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو میں (یہاں سے) کبھی نہ جاتا''۔

**فائدہ**: حَزْوَرَة: یعنی چھوٹا سا ٹیلا، یہ ٹیلا مکہ کے بازار میں تھا، اس لئے اس مقام کا نام یہی مشہور ہو گیا، مسجد حرام کی توسیع کے وقت یہ ٹیلا مسجد میں داخل کر لیا گیا تھا(۱)۔

اس حدیث کی بناء پر جمہور علماء یہی کہتے ہیں کہ سب سے افضل شہر مکہ ہے کیونکہ وہاں کعبہ مشرفہ بیت اللہ ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ نے مکہ کی سرزمین کو سننے اور سمجھنے کی صلاحیت دی ہے(۲)۔

## مکہ مکرمہ کی فضیلت مدینہ منورہ سے زیادہ کیوں ہے؟

۱) مکہ مکرمہ کا شرف اور فضیلت ذاتی ہے جب سے اللہ نے دنیا کو بنایا ہے مکہ کو فضیلت دی ہے(۳)، اور مدینہ طیبہ کی فضیلت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہاں رہائش کی وجہ سے ہے۔

۲) جن روایات میں مدینہ کی فضیلت مکہ سے زیادہ بیان ہوئی ہے وہ قابل عمل نہیں ہیں ان پر سخت کلام ہے(۴) اور اگر ان احادیث کو صحیح بھی مانا جائے تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مراد ہوگا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں (حیات) تشریف فرما تھے۔

۳) مکہ کی مسجد الحرام میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری عام مساجد کے مقابلے میں ایک لاکھ گنا زیادہ ملتا ہے جبکہ مسجد نبوی میں عام مساجد کے مقابلے میں ایک ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے(۵)۔

۴) مکہ کی نمایاں خصوصیات اور اہم فضائل کی وجہ سے: جیسے اللہ نے قرآن میں مکہ کی عظمت کیلئے اس کی دو مرتبہ قسم کھائی ہے(۶)، یہ اللہ اور اس کے رسول کی سب سے محبوب ترین جگہ ہے(۷)، یہاں کی بیری کاٹنے والے کو اللہ آگ میں جھکائے گا،(۸) اس میں دنیا کی سب سے پہلی مسجد ''مسجد حرام'' ہے(۹) جہاں دن رات میں کسی بھی وقت

(۱) معجم البلدان[۲/۲۵۵]۔ (۲) المرقاۃ[۵/۶۱۱]۔ (۳) صحيح البخاري[۱۷۰۳]، کتاب الحج، باب لا يحل القتال بمكة۔ (۴) دیکھئے: الضعيفة[۱۴۴۴-۱۴۴۵]۔
(۵) صحیح۔صحیح ابن ماجۃ[۱۱۵۵]۔ (۶) سورۃ البلد[۱]، سورۃ التین[۳]۔ (۷) صحیح۔صحیح الترمذي[۳۰۸۲-۳۰۸۳]۔ (۸) صحیح۔طبراني في الأوسط[۳/۵۰/۲۴۴۱]، الصحيحة[۶۱۴]۔ (۹) سورۃ آل عمران[۹۶]، صحيح البخاري[۳۱۱۵]، کتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلا﴾۔

نماز پڑھنا منع نہیں ہے،(۱) اسی مسجد حرام میں جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت ''مقامِ ابراھیم'' ہے (۲)، جنت کا پتھر حجرِ اسود بھی بیت اللہ میں ہی جڑا ہوا ہے اور تمام مسلمانوں کا قبلہ ''کعبہ'' بیت اللہ ہے (۳) کعبہ کا طواف مکہ کی ایسی خاص عبادت ہے جو کسی اور جگہ میں نہیں ہوسکتی (۴)، اسی شہر میں روئے زمین کا سب سے بہترین پانی ''زمزم'' ہے (۵) یہیں صفا مروہ جیسے اللہ کے شعائر ہیں، (۶) صاحبِ استطاعت کا عمر میں ایک مرتبہ مکہ میں حج (۷) کیلئے آنا فرض ہے (۸)۔

۴۲۰۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَكَّةَ: ((مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ، وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُوْنِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ)).

**صحیح**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''تو کتنا پاکیزہ (مبارک) شہر ہے، تو مجھے بہت محبوب و پیارا ہے، اگر میری قوم مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کرتی تو میں کبھی تیرے علاوہ کہیں اور نہ رہتا''۔

**فائدہ**: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا (۹)، پہلی حدیث میں ہے ''تو اللہ کی محبوب ترین زمین ہے'' اور اس حدیث میں ہے ''تو مجھے بہت محبوب و پیارا ہے'' یعنی مکہ اللہ اور اس کے رسول دونوں کی محبوب ترین جگہ ہے اس سے بھی مکہ کی افضلیت معلوم ہوتی ہے۔

---

(۴۲۰۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ (۲۷۲۴)، [ھدایۃ الرواۃ (۲۶۵۶)، صحیح جامع صغیر (۵۵۳۶) اور صحیح الموارد (۸۵۵)]۔

(۱) صحیح۔صحیح أبي داود [۱۶۵۵]۔ (۲) صحیح۔سنن الترمذي [۸۰۴]، کتاب الحج عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء في فضل الحجر الأسود والرکن والمقام۔ (۳) سورۃ البقرۃ [۱۴۴]، **اور پھر کعبہ تو اللہ کا اتنا عظیم و بہترین گھر ہے کہ اس میں رکنِ یمانی اور جنت سے اتارا گیا پتھر ''حجرِ اسود'' موجود ہیں،** (صحیح۔سنن الترمذي [۸۰۳]، کتاب الحج عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء في فضل الحجر الأسود والرکن والمقام۔) **جو ان دو پتھروں کو ہاتھ لگاتا ہے اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔** (صحیح۔مسند أحمد [۴۴۶۲]، صحیح الترغیب والترھیب [۱۱۳۹])۔

(۴) **جو شخص کعبہ کا طواف کرتا ہے یعنی اس کے سات چکر لگا کر پھر دو رکعت نماز پڑھتا ہے اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے، ہر قدم پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس بُرائیاں مٹادی جاتی ہیں اور دس درجے بلند کردئے جاتے ہیں۔** (صحیح۔مسند أحمد [۴۴۶۲]، صحیح الترغیب والترھیب [۱۱۳۹])۔ (۵) **جو کھانے کا کھانا اور بیماری سے شفا ہے۔** (حسن۔طبراني في الکبیر [۳/۱۱۲/۱]، الصحیحۃ [۱۰۵۶])۔ (۶) سورۃ البقرۃ [۱۵۸]، **اور بندہ جب اس فریضہ کو ادا کرتا ہے تو گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔** (صحیح البخاري [۱۴۲۴]، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور۔) **اور حج کا اجر و ثواب صرف جنت ہے۔** (صحیح البخاري [۱۶۵۰]، کتاب الحج، باب وجوب العمرۃ وفضلھا)۔ (۷) سورۃ آل عمران [۹۷]۔ (۸) **مکہ مکرمہ کی فضیلت مدینہ منورہ پر کیوں زیادہ ہے اس بارے میں مزید دیکھئے: مجموعہ فتاوی** [۲۷/۳۶]، المحلی [۷/۲۷۹] لابن حزم، القری [۱۶۰]، لمحب الطبري، نیل الأوطار [۵/۳۱] للشوکاني اور الثمر المستطاب [۵۰۸]۔ (۹) حسن۔مسند أبي یعلی [۵۹۵۴]، تحقیق: شیخ حسین سلیم أسد۔

## فِيْ فَضْلِ الْعَرَبِ

## عرب کی فضیلت

عرب کی فضیلت اسلام کے ساتھ مشروط ہے یعنی جو عرب مسلمان ہیں وہ فضیلت میں زیادہ ہیں' ایسا نہیں ہے کہ اگر کوئی عربی کافر ہے تو وہ مسلم عجمی یعنی غیر عربی مسلمان سے افضل ہوگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول پر غور کریں وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہم (عرب) لوگوں کو اسلام کی وجہ سے عزت عطا کی ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم کسی اور طریقہ سے عزت تلاش کریں(۱)۔

دراصل ہمارے اسلام کا قاعدہ ہے کہ فضیلت والا اور عزت دار وہ ہے جو تقوی اور نیک اعمال میں زیادہ اونچا ہو' اللہ فرماتا ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْباً وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ (۲) کہ ''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے، تمہاری ذات اور قبیلے اس لئے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم و قابل عزت وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی' پرہیزگار اور اللہ سے ڈرنے والا ہے''، لیکن اس کے باوجود اللہ نے عرب کو خاص فضیلت سے نوازا ہے' ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب سے چُنا (۳)' قرآن مجید عربی زبان میں ہے' مسلمانوں کا قبلہ ''بیت اللہ'' اور سب سے فضیلت والی دونوں مسجدیں حرمین بھی عرب کی زمین پر ہیں' اور صرف یہی نہیں بلکہ عرب نے ہی سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا اٹھایا' نبی علیہ السلام کی مدد کی اور آپ کا ساتھ دیا' آپ کیلئے اور اللہ کے دین کیلئے اپنی جان و مال' اپنا گھربار سب قربان کردیا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بہت واضح ہے:

**''اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو منتخب فرمایا، اور قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھے پسند و منتخب فرمایا(۴)''** یعنی ابراہیم علیہ اسلام کی نسل سے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اللہ نے چن لیا اور یہ سب عرب ہیں' اسی لئے تمام اهل السنة والجماعة کے نزدیک عرب دوسرے لوگوں سے زیادہ فضیلت والے ہیں لیکن بعض لوگ جیسے فرقہ شعوبیہ وغیرہ کا نظریہ الگ ہے۔

لہٰذا احادیث میں صرف اُن عرب کی فضیلت ہے جو صحیح العقیدہ و صحیح دین پر رہنے والے ہیں' اس لئے جو

(۱) صحیح۔حاکم [۱/۶۱۔۶۲]، شیخ البانیؒ نے الصحیحة [۵۱] میں اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ (۲) سورۃ الحجرات [۱۳]۔ (۳) **آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک (پاکدامنی رہی ہے) مجھے جاہلیت کے کسی برے کام نے نہیں چھوا۔** (حسن۔طبراني في الأوسط [۴۷۲۸]، صحیح الجامع [۵۳۳۲]۔)

(۴) صحیح مسلم [۴۲۲۱]، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبي ﷺ۔

عرب اہل توحید ہیں اور دینِ اسلام پر چلنے والے ہیں ان ہی سے محبت رکھنی ہے کیونکہ محبت کیلئے ایمان شرط ہے اور مؤمن مسلمان سے ہی محبت ہونی چاہئے، اور پھر اگر کوئی عربی وعجمی علم وعمل میں برابر ہیں تو جنسِ عرب ہونے کی وجہ سے عربی زیادہ افضل ہوگا (۱) جیسا کہ صحیح اثر ہے: ایک سفر میں جب عرب صحابہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو امامت کیلئے آگے کیا تو انہوں نے فرمایا: نہیں جناب! آپ لوگ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں آپ ائمہ ہیں اور ہم (آپ کے) وزیر ہیں (۲)۔

ان سب باتوں کے باوجود عرب کو اپنی جنس پر فخر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ جاہلیت کی باتیں ہیں (۳)، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہے کہ کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں ہے ...... مگر تقوی کے لحاظ سے (۴)۔

۴۲۰۳) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا سَلْمَانُ! لَا تُبْغِضْنِي تُفَارِقَ دِيْنَكَ))، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ؟! قَالَ: ((تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِي)).

**ضعیف**

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! مجھ سے بغض کبھی نہ رکھنا، ورنہ تم اپنے دین سے الگ ہوجاؤ گے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آخر میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے ذریعہ ہمیں دین اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا: (بات یہ ہے کہ) اگر تم عرب سے بغض رکھو گے تو گویا تم نے مجھ سے بغض رکھا۔

**فائدہ:** خاص انصار صحابہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ: جس نے انصار سے محبت کی، تو یہ مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ہے اور جس نے ان سے بغض دشمنی کی، اس نے مجھ

---

(۴۲۰۳) یہ حدیث **ضعیف** ہے، الضعیفہ (۲۰۲۹) [کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث کی سند منقطع ہے ''ابوظبیان'' کا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنا ثابت نہیں، ان دونوں کی وفات میں (۶۰) سال کا فاصلہ ہے، نیز اس حدیث کی سند میں موجود ''قابوس'' راوی کا حافظہ کمزور ہے، امام نسائی ان کے بارے میں کہتے ہیں ''ليس بالقوي'']، المشكاة (۵۹۸۹) اور ضعیف جامع صغیر (۶۳۹۴)۔

(۱) دیکھئے: اقتضاء الصراط المستقيم [۱۴۸-۱۶۲]، منهاج السنة النبوي [۴/۳۶۴] لإمام ابن تيمية، مسبوك الذهب في فضل العرب وشرف العلم على شرف النسب لمرعي الكرمي، خصائص جزيرة العرب للشيخ بكر أبوزيد، اور الضعیفة [۱۶۳] کے تحت۔ (۲) صحیح۔ مصنف ابن أبي شيبة [۲/۲۰۴/۸۱۶۱]، الإرواء [۶/۲۸۱]، تحقیق: شیخ البانی۔ (۳) صحیح مسلم [۱۵۵۰]، كتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة۔ (۴) صحیح۔ مسند أحمد [۶/۲۳۵۳]، الصحيحة [۲۷۰۰] اور ۵۰۰ حدیث مما تراجع عنها العلامة المحدث الألبانی فی کتبه [ص ۳۷-۳۸] لابی مالک عودة بن حسن بن عودة۔

سے دشمنی کرتے ہوئے ان سے دشمنی کی ہے(۱)۔

۴۲۰۴) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ، وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ.

**موضوع**

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عرب سے دھوکہ کریگا وہ میری شفاعت میں داخل نہیں ہوگا اور اسے میری محبت بھی نصیب نہیں ہوگی''۔

**فائدہ**: شیخ البانیؒ (الضعیفۃ [۵۴۵]) کے تحت کہتے ہیں یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے اور اُس صحیح حدیث کے بھی مخالف ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اپنی امت میں سے ان لوگوں کی بھی سفارش کروں گا جن سے بڑے بڑے گناہ ہوگئے ہیں''(۲)۔

۴۲۰۵) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ رَزِيْنٍ، عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ: كَانَتْ أُمُّ الْحُرَيْرِ إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْهَا، فَقِيْلَ لَهَا: إِنَّا نَرَاكِ إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ مِنَ الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْكِ؟! قَالَتْ: سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنَ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ)) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ رَزِيْنٍ: وَمَوْلَاهَا: طَلْحَةُ بْنُ مَالِكٍ.

**ضعیف**

محمد بن ابورزینؒ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ عرب میں جب کسی کا انتقال ہوتا تو ام حریرؒ کو بہت غم وصدمہ ہوتا' لوگوں نے وجہ پوچھی کہ کسی عربی کے انتقال پر آپ اتنی غم زدہ کیوں ہوجاتی ہیں؟ کہنے لگیں میں نے اپنے آزادکردہ غلام سے حدیث سنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل عرب کا ہلاک ہونا قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے''۔ محمد بن ابورزینؒ کہتے ہیں یہ آزادکردہ غلام حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

---

(۴۲۰۴) یہ حدیث **موضوع** (من گھڑت) ہے، [شیخ البانیؒ ''الضعیفہ''(۵۴۵) کے تحت کہتے ہیں اس کی سند میں ''حُصین بن عمر'' راوی محدثین کے نزدیک کذاب ہے]، المشکاۃ (۵۹۹۰) اور ضعیف جامع صغیر (۵۷۱۵)۔

(۴۲۰۵) یہ حدیث **ضعیف** ہے، الضعیفہ (۴۵۱۵) [کے تحت شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس کی سند میں ''ام حریر'' اور ''ام محمد بن ابی رزین'' مجہول (غیر معروف) ہیں، ضعیف الجامع (۵۲۸۵) اور المشکاۃ (۵۹۹۱)]۔

(۱) طبراني في الأوسط [۹۹۹]، حافظ هیثمیؒ مجمع الزوائد [۱۶۵۲۰] اور شیخ البانیؒ الصحیحۃ [۹۹۱] کے تحت فرماتے ہیں اس کے سب راوی بخاری کے ہیں سوائے احمد بن حاتم کے اور وہ بھی ثقہ ہیں۔

(۲) صحیح۔ سنن أبي داود [۴۷۳۹]، کتاب السنۃ، باب في الشفاعۃ، تحقیق: شیخ البانیؒ۔

(۴۲۰۶) عَنْ أُمِّ شُرَيْكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتّٰى يَلْحَقُوْا بِالْجِبَالِ**))، قَالَتْ أُمُّ شُرَيْكٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((**هُمْ قَلِيْلٌ**)).

صحیح

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے جائینگے**'' ام شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس وقت عرب کہاں ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''**وہ بہت تھوڑی تعداد میں ہونگے**''۔

**فائدہ**: مطلب یہ ہے کہ عرب جو اتنے بہادر ہیں، ہمیشہ دین اسلام کی مدد کیلئے تیار رہتے ہیں اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں ان کی موجودگی میں لوگوں کو ڈر کر پہاڑوں میں چھپنے کی کیا ضرورت ہوگی؟ اور پھر دجال کے زمانے میں عرب کی تعداد اگرچہ کم ہوگی لیکن وہ دجال سے لڑیں گے اور امام مھدی جو عربی النسل اور اہل بیت سے ہونگے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملکر دجال کو قتل کرنے میں ان کی مدد کریں گے اور امت کی امامت کرائیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے (۱)۔

(۴۲۰۷) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَامٌ: أَبُوْ الْعَرَبِ، وَيَافِثُ: أَبُوْ الرُّوْمِ، وَحَامٌ: أَبُوْ الْحَبَشِ)).

ضعیف

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(نوح علیہ السلام کے بیٹوں میں) سام: عرب کے باپ ہیں، یافت: رومیوں کے باپ ہیں اور حام: حبشیوں کے باپ ہیں''۔

## فِيْ فَضْلِ الْعَجَمِ

## عجم (غیر عرب) کی فضیلت

ہمارے دین کی خصوصیت ہے کہ جو کوئی بھی اسلام لائے چاہے وہ عربی ہو یا عجمی (یعنی غیر عربی) سب مسلمان ایک ہی امت ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب وعجم کے جس گھرانے کیساتھ اللہ

(۴۲۰۶) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم (۸/ ۲۰۸)، [المشکاۃ (۵۴۷۷)، صحیح الجامع (۵۴۶۱) اور قصۃ المسیح الدجال (ص۔۹۲)]۔

(۴۲۰۷) یہ حدیث **ضعیف** ہے، الضعیفہ (۳۶۸۳) [کے تحت شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند منقطع ہے، اور حسن بصریؒ مدلّس ہیں، انہوں نے اس روایت کو عنعنہ سے بیان کیا ہے] اور ضعیف جامع صغیر (۳۲۱۴)۔

(۱) صحیح۔عزاہ السیوطي في ''الجامع'' لأبي نعیم في ''کتاب المهدي''، والحدیث جاء مفرقاً في أحادیث أخری، الصحیحة [۲۲۹۳]، المشکاۃ [۵۴۵۲]۔

خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' انہیں اسلام میں داخل فرما دیتا ہے(۱)' لہٰذا اسلام کی وجہ سے ہی عرب وعجم میں خیر ہے اور جو تقوے میں زیادہ ہے اللہ کے ہاں بھی زیادہ عزت دار ہے یہی وجہ ہے کہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ عجمی (غیر عربی) صحابی تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: مجھے جنت کی سیر کرائی گئی تو میں نے اپنے آگے کسی کے پاؤں کی آہٹ سنی (دیکھا تو وہ) بلال تھے(۲)، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی عجمی صحابی تھے ان کے بارے میں فرمایا: جنت ان کے آنے کی مشتاق (یعنی ان کے آنے کے شوق میں منتظر) ہے(۳)، اورصہیب رومی رضی اللہ عنہ کی اپنی خصوصیات ہیں، نبی علیہ السلام نے ان تینوں جلیل القدر صحابہ (بلال حبشی' سلمان فارسی اورصہیب رومی رضی اللہ عنہم) کے بارے میں فرمایا: اگر انہیں ناراض کیا' تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کرلیا(۴)، ان عرب وغیر عرب صحابہ کوانکے اسلام وایمان کی وجہ سے اتنی عزت دی گئی۔

**ضعیف**

۴۲۰۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ذُكِرَتِ الْأَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَأَنَا بِهِمْ، أَوْ بِبَعْضِهِمْ أَوْثَقُ مِنِّي بِكُمْ، أَوْ بِبَعْضِكُمْ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے عجمیوں کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''مجھے ان (عجمیوں) پر تم سے زیادہ اعتماد ہے' یا تمہارے بعض لوگوں کے مقابلے میں انکے بعض لوگوں پر زیادہ اعتماد ہے''۔

**صحیح**

۴۲۰۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا، فَلَمَّا بَلَغَ ﴿**وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ**﴾ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِنَا؟ فَلَمْ يُكَلِّمْهُ، قَالَ - وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فِيْنَا - قَالَ: فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے جب سورۃ الجمعۃ نازل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کی تلاوت فرمائی جب آیت ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ ......﴾ یعنی آپ اِن (موجودہ مسلمانوں) کے علاوہ اُن دوسرے لوگوں کیلئے بھی نبی ہیں جو ابھی تک ان میں شامل نہیں ہوئے(۱)،

(۴۲۰۸) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۶۲۴۵)، [شیخ البانی الضعیفۃ [۴۸۶۲] کے تحت کہتے ہیں اس کی سند میں ''صالح بن مھران مولیٰ عمرو بن حریث'' ہیں' امام نسائی کہتے ہیں یہ مجہول (غیر معروف) ہیں]۔

(۴۲۰۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری، مسلم، اور پہلے (۳۵۴۱) میں گزر چکی ہے، [الصحیحۃ (۱۰۱۷)، صحیح الجامع (۵۲۸۰) اور المشکاۃ (۶۲۰۳)]۔

(۱) صحیح۔ مسند أحمد [۳/ ۴۷۷]، الصحیحۃ [۵۱]۔ (۲) صحیح مسلم [۴۴۹۵]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل أم سلیم وأم أنس بن مالک وبلال رضی اللہ عنہم۔ (۳) حسن۔ سنن الترمذي [۳۷۰۷]، ابواب المناقب، مناقب سلمان الفارسيؓ، تراجع العلامۃ الألبانی (۱۰۶)۔ (۴) صحیح مسلم [۴۵۵۹]، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل سلمان وصہیب وبلال رضی اللہ عنہم۔

عَلٰی سَلْمَانَ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ)).

پر پہنچے تو ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں جو ابھی تک ہم میں نہیں ملے؟ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا' سلمان فارسی بھی ہمارے درمیان موجود تھے، نبی علیہ السلام نے اپنا ہاتھ مبارک سلمان (رضی اللہ عنہ) پر رکھ کر ارشاد فرمایا: **''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا (ستارے) پر بھی ہوتا تو ان کی قوم کے کچھ لوگ اسے ضرور حاصل کر لیتے''۔**

**فائدہ:** ثریا ان چند ستاروں کا نام ہے جو نہایت قریب قریب ہیں جیسے گلدستہ (۲)، اور یہ بہت بلندی پر ہیں' اس حدیث میں فارسیوں میں ایمان کو پہچاننے اور حاصل کرنے کی تڑپ بیان فرمائی گئی ہے کہ اگر ایمان اتنی دور بھی ہو تو یہ لوگ تکلیف ومشقت برداشت کر کے ایمان کو حاصل کریں گے کیونکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بھی ایمان کو حاصل کرنے کیلئے دور دراز کے سفر کیے اور تکالیف برداشت کیں اور پھر حقیقت میں ملک فارس (خراسان) میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے' اگر دنیا میں محدثین کی تعداد دیکھی جائے تو ان کی آدھی تعداد خراسان میں ملے گی جیسے: صحاح ستہ والے' امام بخاری' امام مسلم وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم (۳)۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ اوران کے مزید فضائل صفحہ (233) پر ملاحظہ فرمائیں۔

## فِيْ فَضْلِ الْيَمَنِ

## (اہلِ) یمن کی فضیلت

فائدہ: امام بخاریؒ کہتے ہیں یمن بیت اللہ کعبہ کے دائیں جانب ہے اس لئے اسے یمن کہتے ہیں اور شام کعبہ کے بائیں جانب ہے اس لئے اسے شام کہتے ہیں (۴)۔ یمن سے قیامت کی دو بڑی نشانیاں ظاہر ہونگی: اللہ یمن سے ایک ہوا بھیجے گا جو ریشم سے بھی نرم ہوگی' اور جس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اس ہوا سے فوت ہو جائیگا (۵)، اسی طرح یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی (۶)۔

اہل یمن کی بہت فضیلت ہے انہوں نے سب سے پہلے مصافحہ کرنے کی ابتداء کی (۷)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) سورۃ الجمعہ [۳]۔ (۲) المعجم الوسیط [۱/ ۹۵]۔ (۳) مزید دیکھئے: فیض القدیر [۷۴۵۹] للمناوي۔ (۴) صحیح البخاري [۳۲۳۸]، کتاب المناقب، باب قول اللہ تعالی ﴿یا أیھا الناس إنا خلقناکم من ذکر وأنثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا...... ﴾ کے تحت۔ (۵) صحیح مسلم [۱۶۸]، کتاب الإیمان، باب في الریح التي تکون قرب القیامۃ تقبض من في قلبہ شيء من الإیمان۔ (۶) صحیح مسلم [۵۱۶۲]، کتاب الفتن وأشراط الساعۃ، باب في الآیات التي تکون قبل الساعۃ۔ (۷) صحیح إسناد موقوفاً۔ صحیح الأدب المفرد [۷۴۸]۔

نے ان کے ایمان، نرم دلی (۱)، امانت داری (۲) اور بہادری کی تعریف فرمائی (۳)، انہیں زمین میں بہترین لوگ (۴)، اللہ کے پسندیدہ اور اللہ سے محبت کرنے والے فرمایا (۵)، ان کیلئے خیر و برکت کی دعا فرمائی (۶) اور صحابہ سے فرمایا کہ ہو سکے تو وہ اویس قرنی نام کے ایک یمنی سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائیں (۷)، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان (اہل یمن) کو دیکھ لو یہ (زہد میں) صحابۂ رسول کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ (۸)۔

اہل یمن کی عظمت کا اندازہ اس حدیث سے بھی ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حوضِ کوثر سے یمن والوں کیلئے لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہٹا رہا ہوں گا اور پھر اہل یمن پر اس کا پانی بہ پڑے گا (۹)۔

تنبیہ: ہمیں یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ ان احادیث میں وہی اہل یمن مراد ہیں جو ایمان اور تقوی والے ہیں، اور پھر زمین چاہے **جتنی بھی عزت دار ہو انسان صرف اللہ کی عبادت، اخلاص، نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق زندگی، سچی توبہ اور نیک اعمال سے ہی عزت دار و پاکیزہ بنتا ہے** (۱۰)۔

۴۲۱۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ قِبَلَ الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((**اَللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا**)).

حسن صحیح

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے یمن کی جانب دیکھ کر دعا فرمائی: **''اے اللہ! انکے دل ہماری طرف پھیر دے اور ہمارے لئے ہمارے صاع ومُد میں برکت عطاء فرما''۔**

**فائدہ:** یہاں صاع ومُد یعنی کھانے کے پیمانوں سے مراد خوراک ہے کہ اے اللہ کھانوں میں برکت عنایت فرمادے، کیونکہ مدینہ والے پہلے ہی معاشی لحاظ سے پریشان تھے اور جب نبی علیہ السلام نے اہل یمن کیلئے دعا فرمائی کہ اے اللہ انکے دل مدینہ کی طرف پھیر دے تو ظاہر تھا کہ اب یمن والے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونگے اور مدینہ ہجرت کرینگے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی ساتھ مدینہ کے اناج میں برکت کی دعا بھی فرمادی تا کہ مدینہ والوں کے دل موٹے رہیں اور وہ آنے والوں کا خوب خیر مقدم کریں اور مہاجرین کو بھی

(۴۲۱۰) یہ حدیث **حسن صحیح** ہے، المشکاۃ [دوسری تحقیق کے مطابق] (۶۲۶۳)۔

(۱) صحیح البخاري [۴۰۳۶]، کتاب المغازي، باب قدوم الأشعريين وأهل اليمن۔ (۲) صحیح۔ صحیح الترمذي [۳۰۸۸]۔ (۳) صحیح۔ مسند أحمد [۴/۳۸۷]، الصحیحۃ [۲۶۰۶]۔

(۴) صحیح۔ مسند أحمد [۴/۸۴]، الصحیحۃ [۳۴۳۷]۔ (۵) إسناده جید۔ طبراني في الأوسط [۲/۲۳۲/۱۴۱۴] الصحیحۃ [۳۳۶۸] کے تحت شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس کی اسناد جید ہے۔

(۶) صحیح البخاري [۶۵۶۵]، کتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ الفتن من قبل المشرق۔ (۷) صحیح مسلم [۴۶۱۲]، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أويس القرني۔

(۸) صحیح۔ سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب في الفرش، تحقیق: شیخ البانیؒ۔ (۹) صحیح مسلم [۴۲۵۶]، کتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبینا ﷺ وصفاته۔

(۱۰) مزید دیکھئے: التذکرۃ [۱/۳۱۰]، للقرطبیؒ۔

یہاں رہنے میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ (تحفہ)

۴۲۱۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ ، هُمْ أَضْعَفُ قُلُوْباً ، وَّأَرَقُّ أَفْئِدَةً ، الْإِيْمَانُ يَمَانٍ ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ)).

**صحیح**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں یہ بڑے نرم دل اور انتہائی رحم دل ہیں' ایمان یمنی ہی ہے اور حکمت بھی یمنی ہی ہے''۔

**فائدہ** : یعنی یمنی بہت نرم دل ہوتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "قلب" اور "أفئدة" ایک ہی معنی کے دو الفاظ ذکر فرمائے ہیں یہ بلاغی اسلوب ہے اور اس میں تاکید بھی ہے۔

''ایمان اور حکمت یمن سے ہی ہیں'' امام مبارکپوریؒ مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہاں ظاہری معنی ہی مراد ہے یعنی حقیقت میں اہل یمن کے ایمان کی طرف ہی اشارہ کیا گیا ہے' مکہ اور مدینہ والوں کی طرف نہیں، اور انہیں یہ اعزاز اسلئے نوازہ گیا کیونکہ ان میں ایمان کی یہ خوبی رچی بسی ہوئی تھی' نبی علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی مشرف باسلام ہوکر آنے والے اہل یمن کے ایمان کی یہی کیفیت تھی جیسے اویس قرنیؒ اور ابومسلم خولانیؒ وغیرہ' ان لوگوں کے دل سلیم تھے اور ایمان قوی۔

تنبیہ: یہ بات یاد رہے کہ اس فضیلت سے کسی دوسرے علاقے کے لوگوں کی فضیلت یا ایمان کم نہیں ہوگا' جیسا کہ دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الإيمان في أهل الحجاز" یعنی ''ایمان تو اہل حجاز کا ہے''۔(۱)

''حکمت'' سے مراد ایسی سمجھ بوجھ اور احکامِ شریعت کا علم ہے جس سے بصیرت کیساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو' حق پر ثابت رہنے اور عمل کرنے میں مدد ملے' اور بندہ غلط خواہشات' باطل اور گناہوں سے محفوظ رہے(۲)۔ (مختصراً)

---

(۴۲۱۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم، الروض النضیر (۱۰۳۴)، [صحیح جامع صغیر (۵۴) اور المشکاۃ (۶۲۵۸)]۔

(۱) صحیح مسلم[۸۰] کتاب الإیمان، باب تفاضل أہل الإیمان فیہ ورجحان أہل الیمن فیہ۔

(۲) تحفۃ الأحوذي[۳/۲۳۸-۲۳۹]، مزید دیکھئے: فتح الباري[۸/۹۹]، شرح النووي[۲/۳۳]۔

۴۲۱۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُلْکُ فِي قُرَيْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ، وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ، وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ)) يَعْنِي: الْيَمَنَ.

**صحیح**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''بادشاہت وخلافت قریش میں ہے، قضاء (فیصلہ کرنا) انصار میں ہے، اذان دینا حبشہ والوں میں ہے اور امانت داری (قبیلہ) ازد یعنی یمن کے لوگوں میں ہے''۔**

۴۲۱۳) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ:** اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف ان ہی قبیلوں میں یہ اچھائیاں ہیں! بلکہ دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں یہ اس لحاظ سے زیادہ بہتر ہیں۔

فیصلہ کرنا انصار میں ہے، اہل مدینہ میں معاذ بن جبل، ابی ابن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے بڑے اہل علم، فقہاء وقاضی تھے۔ **قبیلہ ازد** کے بارے میں آنے والی حدیث کی شرح ملاحظہ فرمائیں۔

۴۲۱۴) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْأَزْدُ أُسْدُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، يُرِيدُ النَّاسُ أَنْ يَّضَعُوهُمْ، وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يَّرْفَعَهُمْ، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، يَقُولُ الرَّجُلُ: يَا لَيْتَ أَبِي كَانَ أَزْدِيًّا! يَا لَيْتَ أُمِّي كَانَتْ أَزْدِيَّةً!)).

**ضعیف**

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قبیلہ ازد (یمن کے رہنے والے) زمین پر اللہ کے دین کے محافظ ومددگار ہیں، لوگ انہیں دبانا چاہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ انہیں بلند فرمائیگا، اور ایک وقت آئیگا لوگ کہیں گے کہ کاش میرا باپ ازدی (یمنی) ہوتا! کاش میری ماں ازدی (یمنی) ہوتی!''۔

۴۲۱۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنْ لَّمْ نَكُنْ مِّنَ الْأَزْدِ فَلَسْنَا مِنَ النَّاسِ.

**صحیح**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اگر ہم (اصلاً) ازدی (یمنی) نہ ہوتے تو ہم (مکمل

(۴۲۱۲ اور ۴۲۱۳) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، الصحیحہ (۱۰۸۳)، [صحیح الجامع (۶۷۲۹) اور المشکاۃ (۵۹۹۲)]۔

(۴۲۱۴) یہ حدیث **ضعیف** ہے، ضعیف جامع صغیر (۲۲۷۵)، الضعیفہ (۲۴۶۷)[کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی سند میں ''صالح بن عبدالکریم'' مجہول (غیر معروف) ہیں اور المشکاۃ (۵۹۸۲)]۔

(۴۲۱۵) اس موقوف روایت کی اسناد **صحیح** ہے، [الضعیفۃ (۲۴۶۷) کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے]۔

خوبیوں والے اور عقلمند) لوگوں میں سے نہ ہوتے۔

**فائدہ**: ''ازد'' یمن کا قبیلہ ہے' انصار اسی قبیلہ سے ہیں' یہ ازد بن الغوث کی اولاد ہیں(۱)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ازدی بہترین لوگ ہیں' وہ شیری زبان (نرم اور اچھی گفتگو کرنے والے)' قسمیں پوری کرنے والے اور صاف دل ہیں(۲)۔

۴۲۱۶) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ أَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْعَنْ حِمْيَراً، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَراً، أَفْوَاهُهُمْ سَلاَمٌ، وَّأَيْدِيهِمْ طَعَامٌ، وَّهُمْ أَهْلُ أَمْنٍ وَّإِيْمَانٍ)).

**موضوع**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا میرا خیال ہے وہ بنوقیس خاندان سے تھا، اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قبیلہ حمیر پر لعنت کریں، نبی علیہ السلام نے اسکی طرف سے اپنا چہرہ پھیرلیا، وہ دوسری طرف سے آیا آپ نے پھر اپنا چہرہ پھیرلیا پھر تیسری اور چوتھی بار بھی آپ نے چہرہ پھیر لیا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ قبیلہ حمیر پر رحم فرمائے انکی تو یہ صفت ہے کہ انکے منہ میں سلام ہوتا ہے اور انکے ہاتھ میں (دینے کیلئے) کھانا ہوتا ہے اور وہ لوگ امن وایمان والے ہیں۔

**فائدہ**: یمن والوں کی فضیلت میں کئی صحیح احادیث موجود ہیں جیسے ابھی گزری ہیں اور قبیلہ حمیر بھی یمن کا ہی ایک مشہور قبیلہ ہے لیکن یہ حدیث منگھڑت ہے۔

## فِيْ غِفَارٍ وَّأَسْلَمَ وَجُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ

## غِفار، اسلم، جُہینہ اور مُزَینہ قبیلوں کی فضیلت

ان چاروں قبیلوں نے اسلام لانے میں سبقت حاصل کی اور خود اپنی خوشی سے اسلام میں داخل ہوئے'

۴۲۱۶) شیخ البانیؒ کہتے ہیں یہ حدیث **موضوع** (من گھڑت) ہے، ضعیف جامع صغیر (۳۱۰۹)، الضعیفہ (۳۴۹) [کے تحت شیخ البانیؒ کہتے ہیں امام ابوحاتمؒ نے ''میناء'' راوی کو کذّاب (جھوٹا) قرار دیا ہے، المشکاۃ (۵۹۸۷)]۔

(۱) القاموس المحیط [۱/۳۷۴]، فتح الباري [۶/۵۳۹]۔ (۲) صحیح۔ مسند أحمد [۲/۳۵۱]، الصحیحۃ [۱۰۳۹]۔

جنگ وقتال کی وجہ سے یا قیدی بن کرنہیں آئے' اسلئے ان قبائل کی بھی فضیلت ہے(۱)۔

۴۲۱۷) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلأَنْصَارُ، وَمُزَيْنَةُ، وَجُهَيْنَةُ، وَغِفَارٌ، وَأَشْجَعُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ، واللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلَاهُمْ)).

**صحیح**

حضرت ابوایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار، مُزَینہ، جُہینہ، غِفار، اَشْجع اور عبدالدار کے لوگ میرے معاون ومخلص دوست ہیں' اللہ کے علاوہ انکا کوئی مددگار نہیں' اللہ اور اللہ کے رسول انکے مددگار وحمائتی ہیں''۔

**فائدہ**: مَوَالِيَّ: کا مطلب ہے میرے مددگار' دین کے معاون جیسے عیسی علیہ السلام کے حواری تھے، انہوں نے فرمایا تھا: ﴿مَنْ أَنْصَارِيْ إِلَى اللّٰهِ﴾(۲) کہ اللہ کی راہ میں میری مدد کرنے والا کون کون ہے؟

## فِيْ ثَقِيْفٍ وَّبَنِيْ حَنِيْفَةَ

## قبیلہ ثقیف اور بنی حنیفہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبائل کی مذمت فرمائی ہے لیکن اس سے قبیلے کا ہر فرد مراد نہیں' بلکہ قبیلے کے خاص افراد مراد ہیں' جیسے بنوثقیف کی مذمت فرمائی لیکن اسی قبیلہ میں جلیل القدر صحابہ حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی(۳) اور حضرت عروہ بن مسعود ثقفی بھی ہیں جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' عروہ بن مسعود ثقفی حضرت عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہیں''(۴)، اوراسی طرح قبیلہ بنوحنیفہ میں اہل یمامہ کے سردار حضرت ثمامہ بن اثال بھی ہیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنت کی) بشارت فرمائی تھی(۵) لیکن بنوحنیفہ سے ہی مسیلمہ کذاب بھی تھا جس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا(۶)۔

معلوم ہوا! اصل قاعدہ یہی ہے کہ'' اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ مکرّم وقابل عزت وہی ہے جوسب سے زیادہ متقی' پرہیزگا اور اللہ سے ڈرنے والا ہے''(۷)۔

(۴۲۱۷) یہ حدیث **صحیح** ہے، مسلم (۷/۱۷۸) اور [صحیح الجامع (۲۷۹۳)]۔

(۱) صحیح البخاري[۳۲۵۴]، کتاب المناقب، باب ذکر أسلم وغفار ومزینة وجهینة وأشجع، مع الفتح[۶/۵۴۵]۔ (۲) سورة آل عمران۔[۵۲]۔ (۳) صحیح۔صحیح ابن حبان[۴۸۷۲]، أصله في الصحیح۔ (۴) صحیح مسلم[۲۵۱]، کتاب الإیمان، ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال۔ (۵) صحیح البخاري[۲۲۴۴-۴۰۲۴] کتاب المغازي، باب وفد بني حنیفة وحدیث ثمامة ابن أثال، مع الفتح[۸/۸۸]۔ (۶) صحیح۔صحیح أبي داود[۲۴۰۰]۔ (۷) سورة الحجرات[۱۳]۔

(۴۲۱۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ : قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيْفٍ ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ ، فَقَالَ: (( اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفاً )).

**ضعیف**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قبیلہ ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا دیا انکے لئے بددعا کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ثقیف کے لوگوں کو ہدایت نصیب فرما دے''۔

**فائدہ** : ثقیف: یہ لوگ طائف میں رہتے تھے' ان کے اسلام لانے سے پہلے طائف میں ان کی اور مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی(۱)۔

(۴۲۱۹) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ : (( مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ : ثَقِيْفاً ، وَّبَنِي حَنِيْفَةَ ، وَبَنِي أُمَيَّةَ )).

**ضعیف**

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے انتقال تک ان تین قبائل کو پسند نہیں فرماتے تھے: ثَقِیف، بنوحَنِیفہ اور بنواُمَیَّہ۔

**فائدہ**: بنوامیہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا''سب سے پہلے میری سنت کو بدلنے والا شخص بنوامیہ میں سے ہوگا(۲)''

(۴۲۲۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( **فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِيْرٌ** )).

**صحیح**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**قبیلہ بنوثقیف میں ایک کذاب** (بڑا جھوٹا) **اور ایک مہلِک** (یعنی ہلاک کرنے والا شخص) **ہوگا**''۔

(۴۲۲۱) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ** : امام ترمذیؒ کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ کذاب سے مراد مختار بن ابوعبید اور ہلاک کرنے والے

---

(۴۲۱۸) یہ حدیث **ضعیف** ہے، المشکاۃ (۵۹۸۶)، [فقہ السیرۃ (۳۹۸) میں شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس کی سند میں ''ابوزبیر'' مدلّس راوی ہیں' انہوں نے اس روایت کو عنعنہ سے بیان کیا ہے اور دفاع عن الحدیث النبوي (۳۴)]۔

(۴۲۱۹) اسکی اسناد **ضعیف** ہے، [شیخ البانی رحمہ اللہ ''المشکاۃ'' (۵۹۸۳) میں کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں حسن بصریؒ مدلّس ہیں' انہوں نے اس روایت کو عنعنہ سے بیان کیا ہے]۔

(۴۲۲۰ اور ۴۲۲۱) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، مسلم اور پہلے (۲۳۳۱) میں گزرچکی ہیں، [الصحیحۃ (۳۵۳۸)، صحیح الجامع (۴۲۵۹) اور المشکاۃ (۵۹۸۴)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۹۸۲]، کتاب المغازي، باب غزوۃ الطائف، وصحیح۔ مسند أحمد، تحقیق: شیخ أحمد شاکر۔ (۲) حسن۔ أخرجہ ابن أبي عاصم [۲/۷]، الصحیحۃ [۱۷۴۹]۔

سے مراد حجاج بن یوسف ہے(۳)۔

مختار بن ابوعبید کا یہ جھوٹا دعوی تھا کہ اس پر وحی نازل کی جاتی ہے(۱)' پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور میں اس کا سر قلم کر دیا گیا(۲)' رہا مسئلہ حجاج بن یوسف کا تو اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''قبیلہ بنوثقیف میں دو کذاب آئیں گے ان میں سے دوسرا پہلے سے زیادہ شر پسند ہوگا اور وہی مہلک (یعنی ہلاک کرنے والا شخص) ہوگا(۳)'' مسلمانوں کو ڈرانے اور ان کو قتل کروانے کے سلسلے میں اس کا بدکردار پوری دنیا میں مشہور ہے' ہشام بن حسانؒ (ثقہ تابعی) کہتے ہیں حجاج نے جن لوگوں کو باندھ کر (یعنی لڑائی کے بغیر) قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے(۴)، اسی نے حضرت عبداللہ بن عمر(۵) اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کو شہید کروایا(۶)۔

**صحیح**

۴۲۲۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَكْرَةً ، فَعَوَّضَهٗ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ. فَتَسَخَّطَهٗ ؛ فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ : (( **إِنَّ فُلَانًا أَهْدٰى إِلَيَّ نَاقَةً ، فَعَوَّضْتُهٗ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَظَلَّ سَاخِطًا ، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَّا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ ، أَوْ أَنْصَارِيٍّ ، أَوْ ثَقَفِيٍّ ، أَوْدَوْسِيٍّ** )).

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی شخص نے نبی ﷺ کو ایک اونٹنی تحفہ میں پیش کی آپ ﷺ نے اس کے بدلے میں اس شخص کو چھ جوان اونٹنیاں عنایت فرمائیں' اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا، نبی ﷺ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی پھر ارشاد فرمایا: **''فلاں شخص نے مجھے ایک اونٹنی کا تحفہ دیا' میں نے اسکے بدلے اسے چھ جوان اونٹنیاں دیں لیکن یہ شخص اب بھی ناراض ہے' اب میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ قریشی، انصاری، ثقفی اور دوسی قبیلوں کے علاوہ کسی اور قبیلے والوں کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا''۔**

---

(۴۲۲۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، المشکاۃ [دوسری تحقیق کے مطابق] (۳۰۲۲)، هداية الرواة (۲۹۵۶)، الصحیحہ (۱۶۸۴)، [سنن النسائي (۳۷۹۵)، صحیح الجامع (۲۱۱۹) اور صحیح الموارد (۹۶۰)]۔

(۱) سنن الترمذي [۲/۲۴۴]، اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں علماء کا اس بات پر اتفاق ذکر کیا ہے (۱۶/۱۰۰)۔ (۲) صحیح۔ مسند أحمد [۱۹۰۹]، شیخ شعیب أرناؤوط کہتے ہیں یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (۳) صحیح۔ مصنف عبدالرزاق [۲۰۷۵۵] حافظ ھیثمیؒ کہتے ہیں اس حدیث کے رجال بخاری کے ہیں، مجمع الزوائد [۲۱۰۸۴]، مزید دیکھئے: إتحاف الجماعة [۱/۲۴۹]، للشیخ حمود بن عبداللہ التویجري۔ (۴) صحیح۔ مسند أحمد [۶/۳۵۱]، الصحیحة [۳۵۳۸] کے تحت شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے (۵) صحیح الإسناد۔ صحیح سنن الترمذي [۲/۲۴۴]، تحقیق: شیخ البانی۔
(۶) صحیح البخاري [۹۱۳]، کتاب الجمعة، باب ما یکرہ من حمل السلاح في العید والحرم۔ (۷) صحیح مسلم [۴۶۱۷]، کتاب فضائل الصحابة، باب ذکر کذاب ثقیف ومبیرها۔

صحیح

۴۲۲۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : أَهْدٰى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نَاقَةً مِّنْ إِبِلِهِ الَّتِي كَانُوْا أَصَابُوْا بِالْغَابَةِ ، فَعَوَّضَهُ مِنْهَا بَعْضَ الْعِوَضِ فَتَسَخَّطَهُ، فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ : (( **إِنَّ رِجَالاً مِّنَ الْعَرَبِ يُهْدِيْ أَحَدُهُمُ الْهَدِيَّةَ فَأُعَوِّضُهُ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا عِنْدِيْ ، ثُمَّ يَتَسَخَّطُهُ فَيَظَلُّ يَتَسَخَّطُ فِيْهِ عَلَيَّ. وَايْمُ اللّٰهِ لاَ أَقْبَلُ بَعْدَ مَقَامِيْ هٰذَا مِنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ**)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو فزارہ کے ایک آدمی نے ان اونٹوں میں سے جو اسے مقام ''غابہ'' سے ملے تھے ایک اونٹنی نبی ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی، آپ ﷺ نے اسے بدلے میں کچھ عنایت فرمایا تو وہ خوش نہ ہوا، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو اِس منبر پر یہ فرماتے سنا کہ ''**عرب کے کچھ لوگ مجھے تحفہ دیتے ہیں' میرے پاس بھی جو کچھ موجود ہوتا ہے** (حسبِ استطاعت) **میں اسے بطور بدلہ دیتا ہوں، پھر وہ** (اسے معمولی سمجھ کر) **اس بدلہ سے خوش نہیں ہوتا! بلکہ مجھ سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے، اللہ کی قسم! آج کے بعد میں قریشی، انصاری، ثقفی اور دوسی قبیلوں کے علاوہ کسی اورعرب سے تحفہ قبول نہیں کروں گا''۔**

**فائدہ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخی اور فیاض کون ہوسکتا ہے' اور پھر ہدیہ میں جو اونٹنی پیش کی گئی یہ نبی علیہ السلام ہی کی گمشدہ تھی جو ''زغابۃ'' مقام میں گم ہوگئی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی اس اونٹنی کی ایسی پہچان رکھتا ہوں جیسے اپنے بعض گھر والوں کی (۱)۔

بعض لوگ طبعی اور خاندانی طور پر اعلی مزاج کے مالک ہوتے ہیں' وہ گھٹیا حرکتوں سے باز رہتے ہیں جیسے ان بڑے بڑے خاندان ''قریش وغیرہ'' کے لوگ بھی سخاوت وشرافت' احترام وعزت میں آگے تھے لالچ وطمع نہیں کرتے تھے کہ اس ہدیہ کے بدلے میں ہمیں کچھ ملے بلکہ سخاوت' عزت وخلوص کیساتھ تحفہ پیش کرتے تھے' اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبیلوں کی تعریف فرمائی۔

اور پھر یہ بات بھی سمجھنی چاہئے کہ ہدیہ وتحفہ کا مقصد آپس میں محبت کو بڑھانا ہوتا ہے' یہ بات اچھی نہیں کہ آدمی تحفہ دے کر بدلے کی لالچ کرے، اس طرح تو محبت میں اضافہ کے بجائے نفرت بڑھے گی۔

(۴۲۲۳) یہ حدیث **صحیح** ہے، سابقہ حوالہ کی طرف رجوع کریں، [سنن أبي داود (۳۵۳۷)، الصحیحۃ (۱۶۸۴)، صحیح الأدب المفرد (۴۶۵)، اور صحیح الجامع (۲۰۷۲)]۔

(۱) حسن۔ مسند أحمد [۷۹۰۵]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔

(۴۲۲۴) عَنْ عَامِرِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( نِعْمَ الْحَيُّ الْأَسْدُ وَالْأَشْعَرِيُّوْنَ؛ لَا يَفِرُّوْنَ فِيْ الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّوْنَ ، هُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ )) قَالَ : فَحَدَّثْتُ بِذَالِكَ مُعَاوِيَةَ ، فَقَالَ : لَيْسَ هٰكَذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( هُمْ مِنِّي وَإِلَيَّ )) فَقُلْتُ : لَيْسَ هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ، وَلٰكِنَّهُ حَدَّثَنِيْ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: (( هُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ )). قَالَ : فَأَنْتَ أَعْلَمُ بِحَدِيْثِ أَبِيْكَ.

**ضعیف**

عامر بن ابی عامر اشعریؒ اپنے والد (رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنو اسد اور بنو اشعر بہت اچھے قبیلے ہیں یہ لوگ جہاد میں بھاگتے نہیں (بڑی دلیری سے لڑتے ہیں) اور نہ ہی مال میں خیانت کرتے ہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں‘‘۔ کہتے ہیں میں نے یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیان کی تو وہ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ نے اسطرح نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا ہے کہ ’’وہ مجھ سے ہیں اور میرے ہی طرف دار ہیں‘‘ میں نے کہا میرے والد نے تو مجھے اسطرح بیان نہیں کیا بلکہ یوں بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ’’میں ان سے ہوں‘ وہ مجھ سے ہیں‘‘، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے تو پھر تم اپنے والد کی روایت کو زیادہ بہتر جانتے ہو۔

## اشعری قبیلہ کے فضیلت

یہ یمن کا ایک قبیلہ ہے، ان کے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تھا کل یہاں (مدینہ میں) ایسے لوگ آ رہے ہیں جو اسلام میں تم سے زیادہ نرم دل ہیں، تو پھر اشعری لوگ آئے جن میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان لوگوں نے ہی (اسلام میں) سب سے پہلے مصافحہ کیا(۱)‘ دوسری حدیث میں فرمایا کہ جب اشعری لوگوں کے اہل وعیال کا کھانا کم ہونے لگتا ہے تو جس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ سارا ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں، پھر آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں‘ یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں(۲)‘‘ یعنی مجھ میں اور ان میں خاص محبت اور خاص رابطہ ہے‘ اس فرمان میں بہت زیادہ محبت کا اظہار ہے۔ اسی طرح نبی علیہ السلام نے ان لوگوں کی خوبصورت آواز اور بہادری کی بڑی تعریف فرمائی کہ اشعری جب رات

(۴۲۲۴) یہ حدیث **ضعیف** ہے، الضعیفہ (۴۶۹۲) [کے تحت شیخ البانیؒ کہتے ہیں اس حدیث کی سند میں راوی ’’عبداللہ بن مَلاذ‘‘ مجہول ہیں جن کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے، ضعیف جامع صغیر (۵۹۶۳) اور المشکاۃ (۵۹۸۱)]۔

(۱) صحیح۔ مسند أحمد [۳/۱۵۵/۲۲۳]، شیخ البانی ’’الصحیحۃ‘‘ [۵۲۷] کے تحت کہتے ہیں یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (۲) صحیح البخاري [۲۳۰۶]، کتاب الشرکۃ، باب الشرکۃ في الطعام والنھد والعروض۔

کو قیام اللیل میں قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو میں ان کی آوازیں پہچان لیتا ہوں، میں نے ان کو دن کے وقت گھروں سے نکلتے تو نہیں دیکھا، البتہ رات کو (تلاوت کی) آوازوں سے ان کے گھروں کو (ضرور) پہنچانتا ہوں (۱)۔ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تلاوت کی خوبصورت آواز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت داؤد علیہ السلام کی مزامیر میں سے فرمایا (۲)۔

۴۲۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( **أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ ، وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا** )).

**صحیح**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور قبیلہ غِفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے''۔**

۴۲۲۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( **أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ ، وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا ، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ** )).

**صحیح**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''قبیلہ اسلم کو اللہ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غِفار کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور قبیلہ عُصَیّہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے''۔**

۴۲۲۷) یہ حدیث دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

**فائدہ:** یہ سلامتی اور مغفرت کی دعا بھی ہے اور خبر بھی ہے، یعنی دونوں معنی ہی مراد ہو سکتے ہیں کہ اللہ انہیں بخش دے یا اللہ نے انہیں بخش دیا، اللہ انہیں ہر برائی اور لڑائی سے سلامت رکھے یا اللہ نے انہیں ہر برائی اور لڑائی سے سلامت رکھا' دونوں باتیں صحیح ہیں۔ (تحفہ)

**حضرت ابوذر غِفاری رضی اللہ عنہ** قبیلہ غِفار سے ہیں (۳)، یہ مکہ میں ابتداء میں ہی اسلام لے آئے تھے اور اللہ نے ان کے قبولِ اسلام سے ان دو بڑے قبیلے **''بنی غِفار اور قبیلہ اسلم''** کو ہدایت سے نوازا (۴)۔ اور یہ دونوں قبیلے ہی ابتداءِ اسلام میں خود اپنی خوشی سے اسلام میں داخل ہوئے' جنگ وقتال کی وجہ سے یا قیدی بن کر

(۴۲۲۵) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری (۱۰۰۶، ۳۵۱۳، ۳۵۱۴)، مسلم (۷/ ۱۷۷-۱۷۸)، [صحیح الجامع (۹۷۵)، الصحیحہ (۳۹۸۸) اور صحیح السیرۃ (ص-۱۳۱)]۔

(۴۲۲۶ اور ۴۲۲۷) یہ حدیثیں **صحیح** ہیں، بخاری ومسلم، [صحیح الجامع (۴۱۶۱) اور المشکاۃ (۵۹۷۵)]۔

(۱) صحیح البخاري [۳۹۰۶]، کتاب المغاي، باب غزوۃ خیبر۔ (۲) صحیح البخاري [۴۶۶۰]، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءۃ للقرآن۔ (۳) حسن لغیرہ۔صحیح الموارد [۱۹۱۴] تحقیق: الشیخ الالبانیؒ۔ (۴) صحیح مسلم [۴۵۲۰]، کتاب فضائل الصحابۃ، من فضائل أبي ذرؓ۔

نہیں آئے اسلئے ان قبائل کی فضیلت ہے۔

**قبیلہ عُصَیّہ** نے دھوکہ سے ستر (۷۰) قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے ایک مہینہ تک ہر نماز میں آخری رکوع کے بعد قنوتِ نازلہ میں ان پر بددعا فرمائی(۱) پھر جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴾ (۲) ''کہ آپ کے اختیار میں کچھ نہیں' اللہ چاہے تو انکی توبہ قبول فرمائے اور چاہے تو انہیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں'' تو نبی علیہ السلام نے بددعا کا سلسلہ بند فرما دیا(۳)، پھر اللہ کی توفیق سے یہ قبیلے جن کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بددعا فرما رہے تھے مسلمان ہو گئے(۴)۔

**کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مختارِ کل تھے اور علمِ غیب جانتے تھے؟ درج بالا آیت سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل یا غیب کا علم جاننے والا قرار دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف امت کو ہدایت کے راستے کی طرف بلانے اور تبلیغ کیلئے بھیجے گئے تھے درحقیقت نبی علیہ السلام جن لوگوں کیلئے نماز میں بددعائیں فرما رہے تھے اللہ نے انہیں ہدایت دینی تھی، ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے اور صرف اللہ ہی مختار کل اور علم غیب جانتا ہے۔**

**صحیح**

۴۲۲۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (( **وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغِفَارٌ ، وَّأَسْلَمُ ، وَمُزَيْنَةُ ، وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ: جُهَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ مُّزَيْنَةَ ، خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، مِنْ أَسَدٍ ، وَّطَيِّءٍ ، وَغَطَفَانَ** )).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''اس ذات اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قبیلے غِفار، اسلم، مُزَینہ اور جو لوگ قبیلہ جُہینہ سے ہیں، یا یوں فرمایا کہ جُہینہ اور جو لوگ قبیلہ مُزَینہ سے ہیں یہ لوگ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبیلہ اسد، طَیّ ء اور غطفان کے لوگوں سے بہتر واچھے ہونگے''۔**

**فائدہ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبائل کو اسلئے فضیلت دی کیونکہ یہ بغیر جنگ ولڑائی کے اسلام میں خوشی خوشی داخل ہوئے(۵) اور انہوں نے اسلام کی خدمت بھی کی۔

(۴۲۲۸) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری ومسلم [اور صحیح الجامع (۷۰۵۸)]۔

(۱) حسن۔سنن أبي داود[۱۲۸۰]، کتاب الصلاة، باب القنوت في الصلوة۔ (۲) سورة آل عمران[۱۲۸]۔ (۳) صحیح مسلم[۱۰۸۲] کتاب المساجد ومواضعها، باب استحباب القنوت في جميع الصلاة إذا نزلت بالمسلمين نازلة۔ (۴) حسن۔صحیح ابن خزیمة، تحقیق: الشیخ الأعظمي۔ (۵) صحیح البخاري[۳۲۵۴]، کتاب المناقب، باب ذکر أسلم وغفار ومزينة وجهينة وأشجع، مع الفتح[۶/۵۴۵]۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہوا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد ہی یہ قبائل اسد، طیء اور غطفان مرتد ہو گئے لیکن پھر توبہ کر لی (مختصراً)(۱)۔

**صحیح**

۴۲۲۹) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: جَاءَ نَفَرٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: (( **أَبْشِرُوْا يَا بَنِي تَمِيمٍ** )) قَالُوْا : بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا قَالَ : فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَجَاءَ نَفَرٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ : (( **اَقْبَلُوْا الْبُشْرٰى ، فَلَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْا تَمِيمٍ** )) قَالُوْا : قَدْ قَبِلْنَا.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں قبیلہ بنو تمیم کے کچھ لوگ حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: ''**بنو تمیم تمہیں خوشخبری ہو**''، انہوں نے کہا آپ ہمیں خوشخبری دے رہے ہیں تو (کچھ مال بھی) عنایت فرمایئے (یہ بات سنکر) رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا، اتنے میں یمن کے لوگ آئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا: ''**تم میری طرف سے خوشخبری قبول کرو کیونکہ بنو تمیم نے تو یہ خوشخبری قبول نہیں کی**''، انہوں نے عرض کیا ہم نے یہ خوشخبری قبول کی۔

**فائدہ:** یمن والوں نے خوشخبری کے بارے میں کچھ پوچھا ہی نہیں کہ آپ کس چیز کی خوشخبری دے رہے ہیں، یہ خوشخبری دین کا علم تھا جس پر عمل کر کے جنت حاصل ہو جاتی انکے برعکس بنی تمیم نے خوشخبری کو اہمیت نہیں دی مال کو اہمیت دی گویا انہوں نے خوشخبری قبول ہی نہیں کی، یمن والوں نے کہا ہم تو آپ سے دین کا علم سیکھنے آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دین کا علم سکھایا تا کہ اس پر عمل کر کے جنت حاصل ہو جائے(۲)۔

**صحیح**

۴۲۳۰) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( **أَسْلَمُ ، وَغِفَارُ ، وَمُزَيْنَةُ ، خَيْرٌ مِّنْ تَمِيمٍ ، وَّأَسَدٍ ، وَّغَطَفَانَ ، وَبَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ** )) يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهٗ ، فَقَالَ الْقَوْمُ : قَدْ خَابُوْا وَخَسِرُوْا. قَالَ: (( **فَهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُمْ** )).

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**قبیلے اسلم، غفار اور مزینہ یہ لوگ قبیلے تمیم، اسد، غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ سے اچھے اور بہتر ہیں**''، آپ ﷺ نے ان قبائل کا ذکر کرتے ہوئے آواز کو اونچا فرمایا، لوگ کہنے لگے (آپ نے اتنی تاکید سے

(۴۲۲۹) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری (۳۱۹۰/۶)، [المشکاۃ (۵۶۹۸) اور مختصر العلو (۴۰)]۔

(۴۲۳۰) یہ حدیث **صحیح** ہے، بخاری (۳۵۱۶)، مسلم (۱۷۹/۷۔۱۸۰)، [صحیح الجامع (۹۷۸) اور المشکاۃ (۵۹۷۷)]۔

(۱) صحیح البخاري [۶۶۸۱]، کتاب الأحکام، باب الاستخلاف، مع الفتح [۲۱۰/۱۳۔۲۱۱]، و''السنن والأحکام'' [۵۵۲/۵] لحافظ الضیاء المقدسي وقال: علی رسم البخاري، مزید دیکھئے: المجموع شرح المہذب [۲۳۵/۱۹] للنووي۔ (۲) فتح الباري [۲۸۸/۶]۔

فرمایا ہے) تو یہ تو ناکام ونامراد ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں (بالکل) وہ ان سے اچھے ہیں''۔

**فائدہ**: صحیح حدیث میں ان کیلئے کم تری کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ "فإنهم أهل الخيل والوبر" یہ قبائل گھوڑوں اور اونٹوں کے مالک ہیں(۱)۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دکھلاوا، اپنی بڑائی، تکبر، فخر، اکھڑمزاجی اور چیخ چیخ کر بولنا گھوڑوں اور اونٹوں کے مالکوں میں پایا جاتا ہے(۲)۔

**تنبیہ**: لہٰذا ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالی کے نزدیک وہی بہتر وعزت دار ہے جو متقی اور دین پر چلنے والا ہو اس لئے ذاتی شرافت اور سرداری بغیر دین داری کے کوئی حقیقت واہمیت نہیں رکھتی۔

## فِيْ فَضْلِ الشَّامِ وَالْيَمَنِ

## ملک شام اور یمن کی فضیلت

یمن کعبہ کے دائیں جانب ہے اسلئے اسے یمن کہتے ہیں اور شام کعبہ کے بائیں جانب ہے اسلئے اسے شام کہتے ہیں(۱)۔

**ملک شام**: احادیث میں جس ملکِ شام کی اتنی فضیلت آئی ہے وہ آجکل کئی ممالک میں تقسیم ہو چکا ہے، جیسے سوریا، انطاکیہ (سوریا کے قریب ترکی کا شہر)، اردن، لبنان اور فلسطین یہ سب علاقے شام ہیں(۲)، اور مختلف احادیث میں شام کی بڑی فضیلت آئی ہے جیسے شام بہت مقدس وبابرکت جگہ ہے(۳)، دنیا کی دوسری مسجد ''مسجد اقصی''(۴) بھی شام میں ہے، یہ مسلمانوں کا پہلا قبلہ تھا(۵) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسراء ومعراج میں یہاں تمام انبیاء کی امامت کرائی(۶)، یہ انبیاء کا علاقہ رہا ہے اور آخر زمانہ میں حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول بھی شام میں ہی ہوگا اور وہیں وہ دجال کا خاتمہ کریں گے(۷)، شام اللہ کی پسندیدہ زمین ہے، اللہ وہاں کیلئے اپنے خاص بندوں کو منتخب فرماتا ہے، اللہ نے شام اور شام والوں کی حفاظت کی ضمانت دی ہے(۸)، حفاظت کیلئے وہاں

---

(۱) صحیح۔ مسند أحمد [۹۸۱۲]، تحقیق: شیخ شعیب أرناؤوط۔ (۲) صحیح مسلم [۵۷] کتاب الإیمان، باب تفاضل أهل الإیمان فیه ورجحان أهل الیمن فیه۔

(۱) **یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے** دیکھئے: صحیح البخاري [۳۲۳۸]، کتاب المناقب، باب قول اللہ تعالی ﴿یا أیها الناس إنا خلقناکم من ذکر وأنثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا......﴾ کے تحت۔

(۲) مأخوذ: معجم البلدان [۳/۳۱۲]، لیاقوت الحموي، ویکیپیڈیا (ویب سائٹ)۔ (۳) حسن لغیرہ۔ مسند أحمد [۲۱۴۱۹] ظلال الجنة [۱۰۷۴] للألباني رحمہ اللہ، مع تراجعات [۷]۔

(۴) صحیح البخاري [۳۱۱۵]، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالی ﴿واتخذ اللہ إبراهیم خلیلا﴾۔ (۵) صحیح البخاري [۳۸۴]، کتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حیث کان۔

(۶) صحیح مسلم [۲۵۱]، کتاب الإیمان، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال۔ (۷) صحیح مسلم [۵۲۲۸]، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذکر الدجال وصفته وما معه۔

(۸) صحیح۔ صحیح أبي داود [۲۲۴۴]، کتاب الجهاد، باب في سکنی الشام۔

رحمت کے فرشتوں نے اپنے پَر پھیلائے ہوئے ہیں(۱)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کیلئے برکت کی دعا فرمائی(۲) اور خوشخبری دی کہ شام والے قیامت تک اللہ کے حکم پر قائم دائم رہیں گے(۳) اور نصیحت فرمائی کہ آخر زمانہ میں لازمی طور پر ملکِ شام میں رہائش کر لی جائے' وہیں اللہ اپنے خاص بندوں کو جمع کرے گا(۴) اور فتنوں کے دور میں ایمان شام میں ہوگا(۵)' حتی کہ بڑے فتنے (جنگ) کے وقت مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع اور کیمپ دمشق میں ''غوطہ'' مقام پر ہوگا' اس دن دمشق مسلمانوں کیلئے بہترین جگہ ہوگی(۶)' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کی قلت ہو جائے گی ڈھونڈنے سے بھی ایک گلاس پانی نہیں ملے گا اس وقت بچے ہوئے مومن اور پانی شام میں ہونگے(۷) اور شام کی زمین ہی محشر ہے' اسی مبارک زمین پر تمام لوگوں کو حساب و کتاب کیلئے جمع کیا جائے گا(۸)۔

**یمن کی فضیلت پیچھے صفحہ (361 اور 363) پر ملاحظہ فرمائیں۔**

**نوٹ: ہمیں جو سیاسی اور غیر سیاسی فتنے نظر آتے ہیں یہ سب وقتی ہیں اور ان سے کوئی بھی علاقہ خالی نہیں ہے' ان شاء اللہ وقت آنے پر ختم ہو جائیں گے۔**

**تنبیہ:** ان احادیث میں شام اور شام میں رہنے والے ان لوگوں کیلئے بشارت ہے جو سنت کی تائید کرنے والے' اس پر عمل کرنے والے' اس کا دفاع کرنے والے اور اس کی دعوت دینے میں صبر کرنے والے ہیں یہی ایمان اور تقوے والے ہیں، اور **پھر زمین چاہے جتنی بھی عزت دار ہو انسان صرف اللہ کی عبادت' اخلاص' نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق زندگی' سچی توبہ اور نیک اعمال سے ہی عزت دار و پاکیزہ بنتا ہے**(۹)۔

**صحیح**

۴۲۳۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( **اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِيْ شَامِنَا، اللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا** )) قَالُوْا : وَفِيْ نَجْدِنَا، فَقَالَ (( **اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِيْ شَامِنَا ، وَبَارِکْ لَنَا فِيْ**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: **''اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام اور ہمارے یمن کو خیر و برکت والا بنا،** لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں (**بھی برکت ہو**)،

(۴۲۳۱) یہ حدیث **صحیح** ہے، تخریج فضائل الشام (۸)، الصحیحہ (۲۲۴۶)، [بخاری، المشکاۃ (۶۲۶۲) اور صحیح الترغیب (۳۰۸۶)]۔

(۱) صحیح۔صحیح الترمذي[۳۰۹۹]۔ (۲) صحیح البخاري[۶۵۶۵]، کتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ الفتنة من قبل المشرق۔

(۳) صحیح۔أخرجه البخاري في ''التاریخ'' [۲/۲/ ۲۴۸]، الصحیحة[۳۴۲۵]۔ (۴) صحیح لغیرہ۔طبراني في الکبیر[۶۲۷]، صحیح الترغیب[۳۰۸۸] للألباني رحمه الله۔

(۵) صحیح۔مسند أحمد[۲۱۷۸۱]، صحیح الترغیب[۳۰۹۴] للألباني رحمه الله۔ (۶) صحیح۔حاکم[۸۴۹۶]، صحیح الترغیب[۳۰۹۷] للألباني رحمه الله۔

(۷) صحیح۔حاکم[۴/۵۰۴]، الصحیحة[۳۰۷۸] کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ موقوف حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ (۸) صحیح۔مسند أحمد[۵/۳-۵]، صحیح الجامع[۲۳۰۲]۔

(۹) مزید دیکھئے: التذکرۃ[۱/۳۱۰]، للقرطبیؒ۔

يَمَنِنَا )). قَالُوْا : وَفِي نَجدِنَا ، قَالَ: (( هُنَاكَ الزَّلاَزِلُ وَالْفِتَنُ ، وَبِهَا. أَوْ قَالَ: مِنهَا يَخْرُجُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)).

نبی ﷺ نے پھر فرمایا: **اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام ویمن کو خیر وبرکت والا بنا**، ان لوگوں نے پھر عرض کیا ہمارے نجد میں (بھی برکت ہو) نبی علیہ السلام نے فرمایا: **وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا**'' (یعنی شیطان کے حامی اور گمراہیاں بھی وہیں سے نکلیں گی)۔

**فائدہ**: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاز (۱)' شام اور یمن اسلام وایمان کے مراکز ہیں اور یہاں سے اسلام اور ایمان کا جھنڈا بلند ہوتا رہے گا' اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن اور شام کیلئے برکت کی دعا بھی فرمائی' کیونکہ مدینہ میں شام اور یمن سے اناج غلہ آیا کرتا تھا اور مکہ مکرمہ'' آپ کا پیدائشی اور آبائی علاقہ'' یمن سے اور مدینہ طیبہ'' آپ کا مسکن'' شام سے قریب تھا، جبکہ نبی علیہ السلام نے مدینہ سے مشرق کی طرف موجود عراق کیلئے دعا نہیں کی تاکہ لوگ وہاں سے نکلنے والے فتنے اور شر سے ہوشیار رہیں اور بچنے کی کوشش کریں (۲)۔

هُنَاكَ الزَّلاَزِلُ وَالْفِتَنُ: یعنی عراق میں زلزلے ہونگے یا پھر ایسی دردناک باتیں ہونگی جو دلوں کو ہلا کر رکھ دیں، اور فتنوں سے مراد وہ مصیبتیں اور آزمائشیں ہیں جو دین کے کمزور اور کم ہونے کا سبب بنیں گی۔

## اس حدیث میں نجد سے کونسا علاقہ مراد ہے؟

مدینہ میں بیٹھ کر جب نجد کی بات کی جائیگی تو ''عراق'' اور اسکے اردگرد کے علاقے مراد ہونگے کیونکہ اونچی جگہ کو'' نجد'' کہا جاتا ہے اور عراق اونچائی پر ہے، اور دوسری صحیح روایت میں ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے مکہ' مدینہ اور شام کیلئے برکت کی دعا فرمائی تو صحابی نے عرض کیا اور عراق کیلئے بھی (برکت کی دعا فرما دیجئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے...... (۳) اس حدیث سے بھی وضاحت ہوتی ہے کہ یہاں'' نجد'' سے مراد'' عراق'' ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا:'' خبردار! فتنہ یہاں ہے (تین مرتبہ

(۱) صحیح مسلم [۸۰]، کتاب الإیمان، باب تفاضل أہل الإیمان فیہ ورجحان أہل الیمن فیہ۔ **حجاز: مکہ مکرمہ' مدینہ طیبہ اور طائف پر مشتمل عرب کا علاقہ۔**

(۲) مزید دیکھئے: فتح الباري [۱۳/۵۸]۔ (۳) صحیح۔ أبونعیم في ''الحلیۃ'' [۶/۱۳۳]، شیخ البانیؒ نے الصحیحۃ [۲۲۴۶] کے تحت اس حدیث کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

فرمایا) اوریہیں سے شیطان کے سر کا کنارہ طلوع ہوگا‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے عراق کی طرف اشارہ کیا(۱)، ان احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ’’نجد‘‘ سے مراد ’’عراق‘‘ ہی ہے‘ امام خطابی ؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ جیسے قدیم علماء نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

**لٰہذا یہاں ’’نجد‘‘ سے سعودیہ کا موجودہ نجد کا علاقہ مراد نہیں ہے جہاں سے دعوتِ توحید کی تجدید کرنے والے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ آئے تھے بلکہ یہاں نجد سے عراق اور اسکے گرد ونواح کے علاقے مراد ہیں(۲)۔**

**یہ پیشن گوئی نبی علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب نہیں جانتے تھے یہ تو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے بتادیا تھا اللہ فرماتا ہے:** ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهِ أَحَداً ☆ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا﴾ (۳) ترجمہ: وہ (اللہ ہی) **غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب کی باتیں کسی کو بھی نہیں بتاتا‘ ہاں جس رسول کو وہ پسند کرلے لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہرے دار مقرر کردیتا ہے۔** اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ‘ یہ بات برحق ثابت ہوئی آج تک عراق کے یہی حالات ہیں‘ یہ علاقہ فتنوں والا ہے‘ پہلا فتنہ جب نکلا تو مسلمانوں میں تفرقہ بازی کا سبب بنا اور اسی چیز سے شیطان خوش ہوتا ہے، اسی طرح شیعیت اور خارجیت جیسی بدعتیں بھی اسی جہت کی پیداوار ہیں‘ جنگ جمل اور جنگ صفین بھی اسی علاقے میں لڑی گئیں، بنی امیہ، بنی عباس کے دور میں جتنی آپس میں لڑائیاں جنگیں ہوئیں وہ سب عراق میں ہوئیں، شیعہ سنی کے جھگڑے بھی یہی سے نکلے‘ بدعات بھی یہیں سے نکلیں اور دجال بھی یہیں سے نکلے گا(۴)۔

۴۲۳۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نُـؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ ،

**صحیح**

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہم چمڑوں کے ٹکڑوں پر لکھے

(۴۲۳۲) یہ حدیث **صحیح** ہے، تخریج فضائل الشام (۱)، المشکاۃ (۶۲۶۴)، الصحیحہ (۵۰۳)[کے تحت شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، ھدایۃ الرواۃ (۶۲۲۶)، صحیح الجامع (۳۹۲۰)، صحیح الترغیب (۳۰۹۵) اور صحیح الموارد (۱۹۶۷)]۔

(۱) صحیح۔ مسند أحمد [۲/۱۴۳]، شیخ البانی ؒ نے الصحیحہ [۲۴۹۴] کے تحت اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

(۲) **اس موضوع پر شیخ محمد اشرف سندھو کی کتاب ’’أکمل البیان في شرح حدیث النجد قرن الشیطان‘‘ کا ضرور مطالعہ کیجیے۔** (۳) سورۃ الجن [۲۶-۲۷]۔

(۴) مزید دیکھئے: فتح الباري [۱۳/۵۸]۔ دجال بھی یہیں سے نکلے گا: صحیح مسلم [۲۴۵۰]، کتاب الحج، باب صیانۃ المدینۃ من دخول الطاعون والدجال إلیها۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( طُوْبٰى لِلشَّامِ )) فَقُلْنَا : لِأَيٍّ ذَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: (( لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا )).

ہوئے قرآن کو جمع (اکٹھا) کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شام والوں کیلئے خوشخبری ومبارک باد ہے، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کس وجہ سے خوشخبری ہے؟ فرمایا: کیونکہ رحمٰن تبارک وتعالیٰ کے فرشتے ان پر اپنے پَر پھیلائے ہوئے ہیں''۔

**فائدہ:** رحمت کے فرشتوں نے بلادِ شام اور اہل شام کی حفاظت کیلئے اپنے پَر پھیلائے ہوئے ہیں' اس میں ملکِ شام کی بڑی فضیلت ہے۔

## باپ دادا پر فخر کرنے کی مذمت کیونکہ برتری صرف تقوی وعمل صالح سے ہے

۴۲۳۳) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَّفْتَخِرُوْنَ بِآبَائِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا ، إِنَّمَا هُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ ، أَوْ لَيَكُوْنُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِأَنْفِهِ ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ ، إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ ، أَوْفَاجِرٌ شَقِيٌّ ، النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ ، وَآدَمُ خُلِقَ مِنَ التُّرَابِ )).

حسن

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو چاہئے کہ اپنے گزرے ہوئے (کافر) باپ داداؤں پر فخر نہ کریں کیونکہ وہ تو جہنم کا کوئلہ (ایندھن) ہو چکے ہیں' جو ان پر فخر کرنے سے باز نہیں آئے گا وہ اللہ کے نزدیک گوبر کے گندے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا جو اپنی ناک سے گوبر پھینکتا ہے، (اے مسلمانو!) اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمانہ جاہلیت کے غرور وتکبر سے پاک کردیا اور باپ دادا پر فخر کرنے سے بھی پاک صاف کردیا' اب لوگوں میں یا تو مؤمن پرہیزگار ہیں یا فاسق فاجر بدبخت ہیں، اور (فخر اسلئے بھی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ) سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے''۔

(۴۲۳۳) یہ حدیث **حسن** ہے، التعلیق الرغیب (۴/۲۱- ۳۳-۳۴)، غایۃ المرام (۳۱۲) [صحیح الجامع (۵۴۸۲)، المشکاۃ (۴۸۹۹)، صحیح الترغیب (۲۹۲۲) اور صحیح المواود (۱۶۳۰)]۔

۴۲۳۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَدْ أَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ ، وَالنَّاسُ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنَ التُّرَابِ )).

حسن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم (مسلمانوں) سے زمانہ جاہلیت کا غرور وتکبر اور آباء واجداد پر فخر کرنا دور فرما دیا ہے اب لوگوں میں یا تو مؤمن پرہیزگار رہوں گے یا بدکار بدنصیب، اور سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں''۔

**فائدہ:** اصل چیز تو اسلام اور تقوی ہے' باپ دادا پر فخر نہیں کرنا چاہیے اور جن لوگوں کے باپ دادا اسلام نہیں لائے وہ تو جہنم کا ایندھن ہیں اللہ کے ہاں انکی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے اس لئے باپ دادا پر فخر کرنے والے کو ذلت وحقارت میں ''گندا کیڑا'' فرمایا' اور کفر پر مرے ہوئے باپ دادا کو ''گوبر'' اور ان پر فخر کرنے کو اپنی ناک سے گوبر پھینکنا فرمایا ہے' اور پھر جب سب انسان خلقت میں برابر ہیں سب کی خمیر ایک ہی ہے مٹی سے بنے ہیں تو ایک دوسرے پر فخر کیسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے باپ (آدم) ایک ہیں کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے' کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں ہے مگر تقوے کے لحاظ سے (بندہ فضیلت والا ہو جاتا ہے)(۱)، اور فرمایا تواضع اختیار کرو اور کسی پر فخر وظلم نہ کرو(۲)، تواضع کا مطلب ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کیساتھ نرمی' رحمدلی' عاجزی وانکساری اور محبت والفت سے پیش آئیں، حسب ونسب یا مال ودولت کی وجہ سے کسی کو حقیر نہ سمجھیں' ظلم وزیادتی نہ کریں کیونکہ اللہ نے ہی یہ نعمتیں دیں ہیں اور یہ بندے کو آزمانے کیلئے ہیں لہٰذا ہم اس نعمت کا شکر ادا کر کے اس آزمائش میں کامیاب ہو جائیں اور یہ بھی خوب سمجھ لیں کہ کسی شخص کے عربی' عجمی' سید' اعوان' راجپوت' ملک' بٹ' آرائیں' جنجوعہ' وڑائچ' گادھی' لودھی وغیرہ ہونے میں کوئی کمال نہیں کیونکہ سب کا نسب حضرت آدم علیہ السلام پر ہی ختم ہوتا ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تم سے تمہارے حسب ونسب کے بارے میں سوال نہیں کرے گا بلکہ اللہ کے ہاں زیادہ عزت دار (محبوب وپسندیدہ) وہ ہوگا جو سب سے زیادہ متقی ہوگا(۳)۔

---

(۴۲۳۴) یہ حدیث **حسن** ہے، سابقہ حوالہ کی طرف رجوع کریں، [سنن أبي داود (۵۱۱۶)، صحیح الجامع (۱۷۸۷) اور صحیح الترغیب (۲۹۶۵)]۔

(۱) صحیح ـ مسند أحمد [۲۳۵۳۶]، الصحیحۃ [۲۷۰۰]۔ (۲) صحیح مسلم [۵۱۰۹]، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا وأھلھا۔

(۳) صحیح ـ ابن جریر في ''التفسیر'' [۸۹/۲۶]، الصحیحۃ [۱۰۳۸] کے تحت، مزید دیکھئے: غایۃ المرام [۳۱۱] للألباني رحمہ اللہ۔

معلوم ہوا کہ لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں :

(۱) اگر مؤمن متقی پرہیزگار ہے تو یہ اللہ کا محبوب ہے، اب اگرچہ اسکا اپنی قوم میں زیادہ مقام بھی نہ ہو لیکن اللہ کے ہاں اسکا مقام ہے۔

(۲) اور فاجر' نافرمان، اگرچہ اپنے خاندان میں بڑا مقام رکھتا ہو لیکن اللہ کے ہاں اسکا کوئی مقام نہیں ہے۔

یہاں جامع ترمذی شریف کی احادیث پوری ہوئیں۔

''**جامع ترمذی**'' اسے جامع اسلئے کہتے ہیں کیونکہ یہ کتاب بہت سے مضامین کی احادیث کا مجموعہ ہے' اور ''امام محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ'' نے انہیں جمع کیا ہے اس لئے یہ جامع ترمذی ہے، جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْراً أَحْسَنَ الْجَزَاء ۔

(( وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِ الْعَالَمِيْنَ وصَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ )).

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے، اللہ کی رحمتیں اور سلام ہوں ہمارے رہنما و قائد محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر' اور آپ کی پاکیزہ آل پر' اور آپ کے سارے صحابہ کرام پر قیامت تک بہت بہت رحمتیں نازل ہوتی رہیں۔

الحمد للہ آج بروز پیر ۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ' مطابق ۸/ مارچ ۲۰۰۴ء کو جامع ترمذی مع مأخوذ شرح تحفۃ الاحوذی کے ترجمہ، ترتیب و تفہیم کا کام پورا ہوا۔

محمد الیاس عبد القہار ،

مرکز الدعوۃ والارشاد ، الفجیرہ ،

متحدہ عرب امارات